

ردّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا سید علی الحارثی لاہوری
- جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادیانی
- حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طریقی
- حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
- جناب بابو پیچ بخش لاہوری صاحب
- مولانا ملک نظیر الرحمن بہاری
- جناب عبدالستار انصاری صاحب
- عالی جناب حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب
- خواجہ ابگان حضرت ابو محمد ضیاء الدین سیالوی
- جناب شیخ احمد عین میرٹھی اور سیہ صاحب

○ حضرت مولانا محمد مجتبیٰ رازی لاہوری

احتساب قادیانیت

جلد ۴۵

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

محسوری باغ روڈ - ملتان - فون : 4783486-061

ردِ قادیانیت

رسائل

احتسابِ قادیانیت

۲۵

- حضرت مولانا یحییٰ علی الہاری لاہوری
- حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد رفیع دہلوی
- جناب بابا پیر بخش لاہوری صاحب
- جناب عبدالستار انصاری صاحب
- خواجہ ابیجان حضرت امجد ضیاء الدین سیالوی
- جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قلعوی
- حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
- مولانا ملک نظیر حسین بہاری
- عالی جناب حضرت مولانا الشہدہ صاحب
- جناب شیخ احمد شہن میر علی اور سید صاحب
- حضرت مولانا محمد تقی رازی رامپوری

عالمی مجلس تحفظِ حجازِ نبوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب : اخصاب قادیانیت جلد پینالیس (۳۵)

مصنفین : حضرت مولانا سید علی الحارثی لاہوری

جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

جناب بابو عبد بخش لاہوری صاحب

مولانا ملک نظیر احسن بہاری

جناب عبدالستار انصاری صاحب

عالی جناب حضرت مولانا اللہ دہ صاحب

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی

جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سیکر صاحب

حضرت مولانا محمد مجتبیٰ رازی راجپوری

صفحات : ۵۶۸

قیمت : ۳۰۰ روپے

طبع : ناصرزین پریس لاہور

طبع اول : جولائی ۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری ہاگ روڈ فلپائن

Ph: 061-4783486

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۴۵

۳	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	عرض مرتب
۱۳	حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری	۱..... وسیلۃ المبتلا لدفع البلاء
۲۱	" " "	۲..... تبصرة العقلاء
۴۷	" " "	۳..... مہدی موعود
۵۷	" " "	۴..... مسک موعود
۷۹	سائیں آزاد قلندر حیدری قادری	۵..... رگڑ است قلندر دا
۸۵	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی	۶..... خاتم النبین
۱۳۷	" " "	۷..... ختم نبوت
۱۵۹	حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	۸..... اہل قبلہ کی تحقیق (مرزا کی عامتہ کی اسلام سے نفرت)
۱۸۳	جناب بابا یحییٰ بخش لاہوری	۹..... مرزا نیوں کے بیس سوالات کے جوابات
۲۱۳	" " "	۱۰..... خدمات مرزا
۲۲۳	مولانا ملک نظیر حسن بہاری	۱۱..... مسک کاذب
۲۷۳	" " "	۱۲..... تائید ربانی ۱۳۳۱ھ، بحجاب ہزیمت قادیانی
۳۰۵	جناب عبدالستار انصاری	۱۳..... چودھویں صدی کے مجددین
		۱۴..... موضع پکیوان قحانہ کلانور کے جلسہ مابین
۳۳۱	عالی جناب حضرت مولانا اللہ دتہ	اہل اسلام و مرزا نیان کالب لباب
۳۸۵	حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی	۱۵..... معیار المسیح علیہ السلام
		۱۶..... اتمام البرہان علی مخالفی
۴۳۳	جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سحر	الحديث والقرآن
		۱۷..... السقر لمن كفر الملقب به
۵۳۹	حضرت مولانا محمد عتی رازی راہپوری	فتوحات محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد! ليجے قارئین کرام! اللہ رب العزت کی توفیق و عنایت، فضل و کرم و احسان سے احتساب قادیانیت کی جلد پینتالیس (۲۵) پیش خدمت ہے۔

اس جلد میں جناب حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری، شیعہ رہنما، عالم دین، جنہیں شیعہ حضرات، حضرت حجتہ الاسلام والمسلمین، صدر المفسرین، سلطان المحدثین، محی الملتہ والدین، رئیس الشیعہ، مدار الشریعہ، نباض دہر، حکیم الامت التاجیہ، سرکار شریعت مدار، علامہ، قبلہ، مجتہد العصر والزمان جیسے القابات سے موسوم کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات تو تقریباً طے سمجھی جاسکتی ہے کہ مولانا سید علی الحائری شیعہ حضرات کے نامور مذہبی سکالر تھے اور شیعہ حضرات میں ان کا مقام و منصب یقیناً بلند تھا۔

چنانچہ ملعون قادیان مرزا قادیانی نے ”دافع البلاء“ نامی کتاب لکھی۔ جس میں سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام اور سیدنا حسینؑ پر اپنی فضیلت ثابت کی۔ معاذ اللہ! مرزا قادیانی کی اس ملعونانہ جرأت اور احمقانہ جسارت، رذیل حرکت، خبیث شرارت پر شیعہ حضرات میں سے مولانا علی الحائری نے مرزا قادیانی کے خلاف اس کے زمانہ حیات میں کتابیں تحریر فرمائیں۔ مولانا علی الحائری کی پانچ کتابیں رد قادیانیت پر فقیر کے علم میں آئیں۔ ان میں سے:

۱/..... وسیلة المبتلاء لدفع البلاء: ۱۲ صفر ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۰۲ء کو آپ نے تحریر فرمائی۔ اس کے سات صفحات تھے اور مفید عام پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں موصوف نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور سیدنا حسینؑ کے حالات لکھ کر قادیانیوں کو دعوت دی کہ وہ سوچیں کہ ان مقدس حضرات کے عالی مقام سے ملعون قادیان کو کیا نسبت تھی؟ اس میں موصوف نے سیدنا حسینؑ کے حالات خالصتاً شیعہ نقطہ نظر سے تحریر کئے۔ اس لئے کہ مصنف خود شیعہ ہیں۔ لہذا مطالعہ کے وقت یہ بات پیش نظر رہے۔

۲/۲ تبصرة العقلاء: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحارثی کا ہے۔ اس کے ٹائٹل پر مصنف نے اس رسالہ کا تعارف تحریر کیا ہے: ”بتائید رب جلیل یہ رسالہ مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؑ کے حالات کا قرآن مجید اور ملائکہ اور انبیاء سلف سے تقابل کر کے آنجناب (سیدنا حسینؑ) کی فضیلت کا ثبوت ہے۔“ یہ رسالہ چوالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۰۲ء کو آپ نے مکمل کیا۔ اس میں آپ نے خالص شیعہ نقطہ نظر سے سیدنا حسینؑ کے مقام و منصب کو بیان کیا۔ ظاہر ہے کہ ان مباحث کا ہمارے موضوع ”احساب قادیانیت“ سے تعلق نہ تھا۔ ہاں! البتہ رسالہ، ملعون قادیان کے رد میں لکھا گیا تھا۔ اس لئے رد قادیانیت کا حصہ تو اس رسالہ سے ہم نے لے لیا۔ جو شیعہ نقطہ نظر تھا۔ اسے حذف کر دیا گیا اور جہاں جہاں سے حذف کیا اس کے لئے علامتی نشان یعنی نقطے ڈال دیئے۔ غرض ۳۳ صفحات میں سے ۲۶ صفحات ہم نے لئے۔ باقی کو ترک کر دیا۔ جو حصہ لیا اس میں بھی شیعہ نقطہ نظر کی جھلک موجود ہے۔ اس لئے کہ مصنف شیعہ ہے۔ لیکن رد قادیانیت پر شیعہ حضرات کا موقف جاننے کے لئے اس رسالہ کو ملخصاً احساب قادیانیت کی اس جلد میں لے لیا ہے۔

۳/۳ مہدی موعود: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحارثی کا ہے۔ یہ چوبیس صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے یہ رسالہ شعبان ۱۳۴۲ھ میں تحریر کیا۔ گیلانی پریس لاہور سے خواجہ بک انجنی نے شائع کیا۔ اس میں بھی سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق تمام شیعہ نقطہ نظر آپ نے تحریر کر کے ملعون قادیان کے دعویٰ مہدویت کو اس پر پرکھا ہے اور اسے خوب کذاب و دجال ثابت کیا ہے۔ یہ رسالہ بھی خاصہ حذف کرنا پڑا کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق شیعہ حضرات کا کیا موقف ہے؟ یہ ہمارے سلسلہ ”احساب قادیانیت“ کا موضوع نہیں تھا۔ اس لئے اسے حذف کیا۔ ۳۳ صفحات لئے۔ جہاں سے حذف کیا علامتی نشان یعنی نقطے ڈال دیئے۔ اس کے باوجود بعض چیزیں شیعہ نقطہ نظر کی بھی رہنے دی گئیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کی جو گرفت مصنف نے کی ہے وہ بالکل سمجھ نہ آتی۔ یہ ناگزیر تھا۔ اس کو گوارا کر لیا گیا۔

۴/۴ مسیح موعود: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحارثی کا ہے۔ اس کا تعارف خود مصنف نے ٹائٹل پر یہ دیا: ”مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کا قرآن وحدیث سے مدلل ثبوت اور مرزائیوں کے مایہ

ناز مسئلہ وقت مسیح کی مکمل تردید اور متعلقہ اعتراضوں کا مفصل فیصلہ۔ یہ مکمل رسالہ من و عن لے لیا۔ خالصتاً حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث ہے۔ ملہون قادیان کے دعویٰ مسیحیت کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ کہیں معمولی ترمیم و اضافہ شاید ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ البتہ یہ رسالہ مکمل احتساب قادیانیت کی اس جلد میں آ گیا ہے۔ مصنف نے مارچ ۱۹۲۶ء میں رسالہ شائع کیا تھا۔ یاد رہے کہ رد قادیانیت پر موصوف کی ایک کتاب ”غایۃ المقصود“ چار حصص پر مشتمل ہے۔ وہ چونکہ مکمل فارسی میں ہے۔ بغیر ترجمہ اس کی اشاعت اور وہ بھی ضخیم کتاب کی، سمجھ نہ آئی کہ کیا کروں۔ اس لئے اس جلد میں اسے شامل نہیں کیا۔ خیال تھا کہ احتساب کی ایک مکمل جلد میں شیعہ حضرات اور خارجی حضرات کے رد قادیانیت پر رسائل کو جمع کروں گا۔ تاکہ رد قادیانیت کا یہ گوشہ بھی سامنے آ جائے۔ لیکن اتنی ”برکات“ شاید ایک جلد نہ برداشت کر پاتی۔ چنانچہ مولانا علی الحائری کے رسائل اس جلد میں جمع ہو جانے پر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ باقی..... باقی!

..... جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری مہتمم شاعی بھیرہ کے رہائشی تھے۔ ان کی پنجابی کی ایک نظم:

۵..... رگڑا مست قلندر دا: تھی جو ملک فتح محمد احوان کے پاس خاطر کے لئے آپ نے تحریر فرمائی۔ اس کا قلمی نسخہ مالی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔ اسے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں محفوظ کر رہے ہیں۔

ہمارے مخدوم محترم حضرت مولانا محمد رمضان علوی مرحوم جو مالی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شورئہ کے رکن تھے۔ آپ کے پاس بھی یہ قلم تھی۔ آپ نے اسے حضرت حافظ محمد حنیف ندیم مرحوم (جو کسی زمانہ میں ملت روزہ ختم نبوت کراچی کے مدیر تھے) کو بھجوائی جو ہفت روزہ میں شائع ہوئی۔ یاد پڑتا ہے کہ حضرت علوی مرحوم نے تحریر فرمایا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھیرہ کے کرد و لوح میں یہ قلم اتنی مشہور ہوئی کہ کئی کچھوں میں نوجوان ترمیم سے گزردہ گرد و جمع ہو کر پڑھنے تو ایک خوبصورت ماحول بن جاتا۔ رسالہ میں تو شائع ہوئی۔ کتابی شکل میں پہلی بار یہ اس جلد کا حصہ بن رہی ہے۔ فلحمد للہ تعالیٰ!

قلمی نسخہ جو مجلس کی لائبریری میں موجود ہے اس کے ٹائٹل پر فارسی کا یہ شعر بھی درج ہے:

محمد رحمت اللعالمین است
و مرزا در کفر خانه نشین است

۶/۱..... خاتم النبیین: یہ کتاب مخدوم العلماء حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کی تصنیف طیف ہے۔ جنوری ۱۹۷۷ء کا ایڈیشن جو ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور نے شائع کیا تھا۔ اسے ہم نے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس ایڈیشن میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارات کا ترجمہ حاشیہ میں دیا گیا تھا۔ جسے ہم نے اصل مقام پر ساتھ شامل کر کے حاشیہ سے ختم کر دیا۔ تاہم ترجمہ یا توضیحی حواشی کی عبارات کو بین القوسین کر دیا ہے۔ تاکہ امتیاز قائم رہے۔ کتاب کے مائیکل پر یہ تعارف ناشر نے درج کیا تھا: ”یہ کتاب جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے مخصوص کمالات کا ذات محمدی ﷺ میں بیک دم جمع ہونے کی بے مثال تفصیلات پیش کرتی ہے۔ اس کا مطالعہ آپ پر واضح کر دے گا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ، نوح علیہ السلام کی استجاب، ناراہیم علیہ السلام کی گزاری، یعقوب علیہ السلام کا گریہ، ایوب علیہ السلام کا صبر، موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضاء اور عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء موتی کس انداز سے ذات اقدس محمدی ﷺ میں ظاہر و جلوہ گر ہوا:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچه خواہاں ہمہ دارند تو تہاداری

قاری محمد طیبؒ قاسمی دارالعلوم دیوبند کے پون صدی مہتمم رہے۔ اپنے دور میں علوم مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کے آپ ترجمان و وارث تھے۔ ان کی کتاب پڑھ کر ہر قاری کا دل پکارے گا کہ آپ ﷺ ایسے باکمال خاتم النبیین کے بعد کسی اور کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی بھی دعویٰ نبوت کرے لا ریب، کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یہ کتاب ”خاتم النبیین“ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ نے ۱۷ شعبان ۱۳۷۷ھ کو مکمل فرمائی تھی۔ گویا آج ۱۴۳۳ھ میں اس کتاب کی عمر پینسٹھ سال ہو گئی ہے۔

۷/۲..... ختم نبوت سورہ کوثر کی روشنی میں: ہمارے مخدوم، مخدوم العلماء، حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیبؒ کی ایک تقریر جس میں سورہ کوثر سے مسئلہ ختم نبوت کا استنباط کیا گیا۔ جسے

دیوبند سے شائع کیا گیا۔ اس کا عکس صدیقی ٹرسٹ کراچی نے شائع کیا۔ جسے ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۸..... اہل قبلہ کی تحقیق (مرزائی جماعت کی اسلام سے بغاوت): یہ رسالہ حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبند کا مرتب کردہ ہے۔ آپ کی ایک کتاب ”مسلم پاکٹ بک“ ہم احتساب قادیانیت کی جلد ۲۰ میں شائع کر چکے ہیں۔ اس رسالہ کو اس کے ساتھ شامل ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس وقت یہ رسالہ دستیاب نہ ہوا۔ اب ملا ہے تو احتساب کی اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۹/۱..... مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب: مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے مہنت محمد علی لاہوری نے مسلمانوں سے بیس سوالات کئے۔ جو دجل و تلحیس کا شاہکار تھے۔ بابو پیر بخش صاحب لاہوری، انجمن تائید الاسلام لاہور کے روح رواں نے ان کا جواب تحریر کیا۔ جو ماہوار رسالہ ”تائید الاسلام لاہور“ ج ۶، باب ۶، ج ۱۳۳۷ مطابق فروری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ یہ مکمل رسالہ انہیں جوابات پر مشتمل تھا۔ سوائے چند آخری صفحات کے جو علماء دیوبند کی قادیانیوں سے شرائط مناظرہ و مباحلہ کے بارہ میں گفتگو چل رہی تھی۔ اس پرائیڈ ٹر نے رسالہ میں نوٹ لکھا۔ اس بحث کو بھی ہم نے شامل کر دیا۔ گویا مکمل رسالہ تائید الاسلام لاہور فروری ۱۹۱۹ء اس جلد میں شامل ہے۔

۱۰/۱..... بابو پیر بخش کے رد قادیانیت کے تمام رسالہ جات و کتب ہم احتساب قادیانیت کی جلد ۱۲ء میں شائع کر چکے ہیں۔ یہ رسالہ بھی انہی جلدوں میں آنا چاہئے تھا۔ لیکن بعد میں دستیاب ہوا۔ لہذا یہاں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱۰/۲..... خدمات مرزا: ماہنامہ تائید الاسلام لاہور میں ایک مضمون شائع ہوا۔ جس کی سرخیاں یہ تھیں۔ (۱) کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟ (۲) پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت اس مضمون کو ”خدمات مرزا“ کے نام پر انجمن دعوت اسلام سنہری مسجد لاہور نے شائع کیا۔ ہم ایڈیٹر رسالہ کے نام پر اسے شامل کر رہے ہیں۔ یعنی بابو پیر بخش صاحب کا گویا مرتب کردہ ہے۔

۱۱/..... مسیح کا ذب: یہ کتاب سابق مرزائی جناب ملک نظیر احسن بہاری کی مرتب کردہ ہے۔ ۱۹۱۳ء کی شائع کردہ ہے۔ اب ۲۰۱۲ء میں مکمل ایک سو سال بعد شائع کرنے کی توفیق و انعام الہی کے شکر میں سراپا نیاز ہوں۔ الحمد للہ! مصنف نے ٹائٹل پر پہلے ایڈیشن میں تحریر کیا:

از مصرعہ اولین عنوان ہجری بے مرشد نمایان
بے حمل سن مسیح پیدا است از مصرعہ ثانیس ہویدا است

۱۳۳۱ھ

این برق کند شرفشانی برخمن کذب مظلومیانی

۱۹۱۲ء

المستفی بہ ”مسیح کا ذب“

سلطان قلم کجا است آید شاید بفرار و نماید
گر قطع کن سر خلافت تاریخ بہم رسد ز ہجرت

۱۹۳۰ء..... خارج: ۶۰۰..... باقی ۱۳۳۰ھ

اس مختصر رسالہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دو درجن جموٹی پیش گوئیاں اور الہامی اقوال کو واضح طور سے خود مرزا کی کتابوں سے چن کر بنظر آگاہی خاص و عام دکھائی گئی ہیں۔ جس سے اس کی جموٹی مسیحیت اور مہدویت کا شیرازہ خود بخود ٹوٹ گیا اور اہل مذاق کے لئے تو تاریخوں کا یہ رسالہ گنجینہ ہے۔ مصنف جناب مولانا مولوی ملک نظیر احسن بہاری سابق مرید خاص مرزا قادیانی، دی پر تنگ و رکس دہلی حوض قاضی میں چمپا ۱۹۱۳ء۔

۱۲/..... تائید ربانی (۱۳۳۱ھ) بجواب ہزیمت قادیانی: یہ رسالہ بھی مولانا ملک نظیر احسن بہاری سابق مرید خاص مرزا قادیانی کا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی موگیتریؒ نے فیصلہ آسمانی تحریر فرمایا۔ ایک مرزائی ملک منصور نے ”نصرت یزدانی بجواب فیصلہ آسمانی“ تحریر کیا۔ اس کا جواب ۱۳۳۱ھ میں ملک نظیر احسن بہاری نے ”تائید ربانی بجواب ہزیمت قادیانی“ تحریر کیا۔ ۱۳۳۱ھ میں یہ رسالہ شائع ہوا۔ آج ۱۴۳۳ھ ہے۔ ایک سو دو سال کے بعد دوبارہ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کا سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔
ربنا تقیل منا . انک انت السميع العليم . آمین!

۱۳..... چودھویں صدی کے مجددین: ضلع حافظ آباد کے جناب عبدالستار انصاری نے یہ رسالہ مرتب کیا۔ مولانا عبدالغفور ہزاروٹی جو بریلوی کتب فکر کے نامور عالم دین تھے۔ مصنف رسالہ ہذا ان کے تربیت یافتہ تھے۔ قادیانی محمد اعظم اکبر نے چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ نامی رسالہ لکھا اس کا جواب یہ رسالہ ہے۔ اسی طرح مصنف رسالہ ہذا عبدالستار انصاری نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ایک ممبر کی رہنمائی کے لئے مختصر فتم نبوت پر دلائل جمع کر کے ملعون قادیانی کی تحریرات سے اس کا دعویٰ نبوت کرنا، ثابت کیا۔ اس رسالہ ”چودھویں صدی کے مجددین“ کے ساتھ اسے بھی شائع کر دیا۔ دونوں اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ انصاری صاحب بریلوی کتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ تحریر میں جگہ جگہ یہ رنگینی بھی نظر آئے گی۔

۱۴..... موضع پیکوان تھانہ کٹانور کے جلسہ کالب لباب: یہ مولانا اللہ دتہ ساکن سول ضلع گورداسپور کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔ موضع پیکوان تھانہ کٹانور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ۳۱ جنوری، یکم، ۲۲ فروری ۱۹۰۲ء کو جلسہ ہوا۔ اس موقع پر قادیانیوں نے حسب عادت قادیان سے جمال الدین کشمیری قادیانی کو بلوا کر مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولوی اللہ دتہ صاحب اتفاق سے آگئے، اہل اسلام کی طرف سے انہوں نے مناظرہ کیا۔ آپ نے تقریر کے بعد تحریر کا تحریری جواب دیا۔ قادیانی ہوا ہو گئے۔ قادیانیوں نے قادیان سے جا کر اشتہار شائع کیا۔ ظاہر ہے جو اشتہار مرکز زور (قادیان) کے مسند نشین (معلم ملکوت مرزا قادیانی) کے ہاں شائع ہوگا۔ اس میں دجل و تمس کے کیا کیا شاہکار ہوں گے؟ چنانچہ یہی ہوا۔ فرض قادیانی اشتہار کا جواب اور جلسہ و مناظرہ کی روئیداد مولانا اللہ دتہ صاحب نے مرتب کر کے شائع کرائی۔ ایک سو دس سال بعد دوبارہ شائع کرنے پر میری خوشی کو کوئی بھائی کیونکر جان سکتا ہے؟

۱۵..... معیار المسیح: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوٹی نے ۱۳۲۹ھ میں ”سردار خان بلوچ“ قادیانی کے رسالہ کے رد میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوٹی اپنے دور کے نامور ولی اللہ تھے۔ ان کے قلم سے ملعون قادیان، مرزا قادیانی کی تردید ہمارے ایسے حمیدستان کے لئے مشعل راہ ہے۔ بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ ایک سو چار سال پہلے کا یہ رسالہ اس جلد میں شامل اشاعت ہو رہا ہے۔

۱۶..... اتمام البرہان علی مخالفی الحدیث والقرآن، لاثبات الحق الصریح فی حیات المسیح: احتساب قادیانیت کی جلد بیانیہ میں یہ

کتاب شامل کی جارہی ہے۔ جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سکر کی تالیف لطیف ہے۔ یہ کتاب ملعون قادیان، مرزا قادیانی کے زمانہ حیات میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں زیادہ تر مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر جو جو اشکالات کئے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ شیخ احمد حسین میرٹھی اور سکر شیخ مدار اللہ عرف مدار بخش کے صاحبزادے تھے۔ اخبار شونہ ہند کے مہتمم جناب ابودریس احمد حسن شوکت کے تحت شوکت المطالع میرٹھ میں پہلی بار یہ کتاب شائع ہوئی۔ ایک سو نو سال بعد اس کتاب کی اشاعت ہم پر فضل ایزدی ہے۔ فلحمد للہ! یہ کتاب مجلس کے کتب خانہ میں فوٹو سٹیٹ نسخہ ہے۔ فقیر نے کہیں سے حاصل کیا۔ اس کے فوٹو کراتے ہوئے صفحہ ۳۲، ۳۵ کا فوٹو رہ گیا۔ یہ صفحات فوٹو سٹیٹ سے غائب تھے۔ میرے ساتھ کام کرنے والے ساتھیوں نے بھی جلد کراتے وقت صفحات کو چیک نہ کیا۔ اب عرصہ بعد اس پر کام کی توفیق ملی تو سرے سے یاد نہیں آ رہا کہ یہ کتاب کہاں سے فوٹو کر لی تھی؟ ماہنامہ لولاک میں اعلان کئے کہ جن کے پاس یہ کتاب ہے وہ ص ۳۲، ۳۵ کا فوٹو دے دیں۔ لیکن ”خود کردہ راعلاج نیست“ میری حماقت کا مداوانہ ہو سکا کہ فوٹو کراتے وقت صفحات کو چیک نہ کر پایا۔ مجبوراً ان صفحات کی جگہ پیاض چھوڑ کر باقی کتاب مکمل پیش خدمت ہے۔ لیجئے! اس ساتھ پڑواؤں شائیں، شائیں کرنے لگ گیا ہے۔ اسی پر بس کرتا ہوں۔ تن گلی کو غیر کیا جانے؟

۱۷..... السقر لمن كفر الملقب به فتوحات محمدیہ بر فرقہ

غلمدیہ : ۱۹۲۹ء کے نصف آخر میں انجولی میرٹھ میں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری، حضرت مولانا عبداللہ کھنوی، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی سنبھلی لکھنوی ایسے مناظرین اسلام جن کا وجود اس دھرتی پر جتہ اللہ کا وجود نہ تھا۔ جو صحیح معنی میں آیات من آیات اللہ تھے۔ ان حضرات نے اس مناظرہ میں اہل اسلام کی نمائندگی کی۔ قادیانی مناظر مجاہد نامی جو افضل قادیان کا ایڈیٹر بھی تھا۔ اس نے اپنی ذلت آمیز شکست کو چھپانے کے لئے افضل ۵ نومبر ۱۹۲۳ء میں اس مناظرہ کی رپورٹنگ میں دجل و تلمیس سے کام لیا۔ جس کی جواب دہی کے لئے مولانا محمد مجتبیٰ رازی رامپوری نے قلم اٹھایا اور افضل کے اس نوٹ کا یہ جواب لکھا۔

”السقر لمن كفر، الملقب به فتوحات محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ“ اس جلد میں تراسی

سال بعد اس کی اشاعت ثانی پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و توفیق پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

غرض یہ کہ احتساب قادیانیت کی اس جلد ۳۵ میں شامل مندرجہ ذیل حضرات کے رسائل کی تعداد یہ ہے:

۱.....	حضرت مولانا علی الحارثی	کے	۳	رسائل
۲.....	جناب سائیں آزاد قلندر	کا	۱	رسالہ
۳.....	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی	کے	۲	رسائل
۴.....	حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	کا	۱	رسالہ
۵.....	جناب بابو محمد بخش لاہوری	کے	۲	رسائل
۶.....	مولانا ملک نظیر احسن بہاری سابق قادیانی	کے	۲	رسائل
۷.....	جناب عبدالستار انصاری	کا	۱	رسالہ
۸.....	حضرت مولانا اللہ دتہ	کا	۱	رسالہ
۹.....	حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی	کا	۱	رسالہ
۱۰.....	شیخ احمد حسین میرٹھی	کی	۱	کتاب
۱۱.....	مولانا مجتبیٰ رازی رامپوری	کا	۱	رسالہ

گویا گیارہ حضرات کے کل ۱۷ رسائل و کتب

اس جلد میں شامل ہیں۔ لیجئے اگلی جلد تک کے لئے اجازت چاہوں گا۔ امید ہے کہ قارئین! اپنی نیم شبانہ دعاؤں میں فراموش نہ فرماتے ہوں گے۔

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا!

مدرسہ ختم نبوت، مسلم کالونی چناب نگر

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۷ جولائی ۲۰۱۲ء

نوٹ: آج سالانہ ختم نبوت کورس کی اختتامی دعا کے لئے یہاں جمع ہیں۔ مخدوم العلماء، شیخ الحدیث، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی دامت برکاتہم اپنے مبارک ہاتھوں سے کورس کے شرکاء کو اسناد عنایت فرمائیں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو آخرت میں تاجدار ختم نبوت کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل في القرآن الكريم
سورة البقرة آية ٢٥٦

وسيلة المبتلاء

لدفع البلاء

حضرت مولانا سيد علي الحائري لاهوري

للمؤلف

لو پڑھو اس رسالہ کو دل سے ہے حدیث و دلیل قرآنی
بے تکلف ابھی ایمان ہوگی کادیانی کی ساری شیطانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على نواله والصلوة والسلام على محمد وآله وبعد!
خادم شرع نبوی سید علی حائری لاہوری برادران اہل اسلام کی خدمت میں عرض
رسان ہے کہ آج ایک رسالہ موسومہ بہ دافع البلاء میرے ملاحظہ سے گذرا۔ جس کے مصنف
(مرزا قادیانی) نے ہر ملت و مذہب کے واجب التعظیم لازم التکریم بزرگوں کو سخت
الفاظ سے یاد کیا ہے اور تو خیر۔ لیکن اب یہ نوبت آپہنچی کہ نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ
السلام اور حضرت امام حسینؑ فداہ روجی سے یہ مسک مدعی کاذب بقول خود افضل بنے لگے۔ یہ آزادوی
کا نتیجہ ہے ان ناواقبت اندیشوں کو بمغاد ”صاحب الغرض اعفی ولو کان بصیرا“ بغیر
مطلب کے کچھ بھی نہیں سو جا کرتا۔ دنیا میں شیطان دو قسم کے ہیں۔ شیاطین الجن اور دوسرے
شیاطین الانس۔

پس صدر اول میں جنی شیطانی نے باوجود اس قدر عبادت و اطاعت کے صرف اپنی
برتری اور فضیلت کا دعوے حضرت آدم علیہ السلام پر کیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ ”خلقتنی
من نار و خلقتہ من طین“ جس کی وجہ سے وہ کافر اور ملائکہ کی صف سے خارج کیا گیا۔
پس عیسیٰ علیہ السلام جیسے الواعزم پیغمبر پر مدعی کاذب مرزا قادیانی کو برتری اور فضیلت
کا دعویٰ کرنا بجز تشبیل شیطانی اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

پس شیطان اول کی فضیلت کے دعوے کرنے سے جیسا کہ کفر نتیجہ ہوا۔ اس
مرزا قادیانی کی برتری کے دعوے پر بھی اسی نتیجہ کا ہونا ”اظہر من الشمس و ابیض من
الامس“ ہے۔ اے مسلمانو! یاد رہے کہ شیطان ثانی بھی شیطان اول کی مانند بہت سے جال
نافیوں کو اپنی ضلالت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔ مگر جن کا ایمان کامل ہے وہ ہرگز ان کے
دھوکوں میں نہیں آسکتے۔ اب رہا حضرت امام حسینؑ فداہ روجی جیسا شہید کربلا، قتل سر جدا، جس
کے لیے اللہ تعالیٰ نے عظیم القدر و عظیم القدر و عظیم القدر و عظیم القدر و عظیم القدر کے

ساتھ راہ خدا میں دیا ہوا اور جن کی والدہ محترمہ رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا فاطمہ زہراؑ سیدۃ النساء عالمین اور باب نفس رسول امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب اور بھائی سید جو انان جنت حسن مجتبیٰ اور تانا رسول اللہ ﷺ جیسے جتہ خدا تکرار ارض و سما، خاتم النبوة، باعث ایجاد عالم و آدم ہوئے ہوں۔ نظر انصاف سے دیکھ اے نفس امارہ کون شخص ایسا ان کے بغیر دنیا میں پیدا ہوا یا پیدا ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قیامت تک کوئی ماں اب ایسا بیٹا نہیں جن سکتی۔ لہذا خاتمہ دنیا تک یہی ایک نظیر حسینی شہادت کی قائم ہوگی۔

بس اے مرزا قادیانی! کیا تو اسی خیالات فاسدہ کی وجہ سے حسینؑ جیسے امام علیہ السلام پر فضیلت حاصل کر سکتا ہے کیا تجھے یہ کہتے ہوئے فاطمہ زہراؑ اور علیؑ مرتضیٰ سے شرم نہ آئی۔ خیر اگر فاطمہؑ اور علیؑ سے تجھے دشمنی تھی تو حضرت رسول اللہ ﷺ اور خدا کا ہی خوف کیا ہوتا۔ ابے تیری غیرت کیا ہوگئی۔ کیوں شرم کا پردہ رخ سے الٹ دیا۔ جی ہاں! بمقاد حسب الدنيا راس کل خطیئة حیا وغیرہ سب بالائے طاق، ورنہ کل آفاق میں آصحاب، عمام اور ارباب مکارم کیونکر ہو سکتے تھے اور مرزا قادیانی کے لنگڑے لو لے کانے سمجھے بالکے شیطان انسی کی فضیلت کو حسینؑ جیسے ہادی اور الو العزم شہید پر کیونکر تسلیم کر سکتے۔ ”فوالله ليس هذا الاغلب الهوى لفرقة الضال المضل الا حقيقه حيا للرياسة وطمعاً للسياسة فبنفس مايشقرون“

اے مرزا قادیانی! اہل اسلام ایسے بھولے بھالے نہیں ہیں کہ تیرے جیسے مفتری اور کذاب کے فریب و حیون پر ایمان لاویں۔ ان کا ایمان تو خدا اور خدا کے رسول پر ایسا لازم و ملزوم ہے۔ جیسے بلا تشبیہ آفتاب سے نور اور نور سے چمک، بھلا کب ممکن ہے کہ اہل اسلام انوار الہیہ کو ”خلقت انسا وعلی من نور واحد“ چھوڑ کر تیرے جیسے مفتری اور مدعی کاذب، جاہل مطلق، مضل خلق، لنگڑے لو لے اور گمنام کے پیرومرشد کو تسلیم کریں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہاری ضلالت اور جہالت تمہارے ہی مریدوں پر مبارک ہو۔ تا بمقاد چاہ کن را چاہ در پیش دنیا میں ذلیل و خوار اور آخرت کی نار میں گرفتار رہیں۔

نور الدین و مرزا کی شرارت

ضلالت ہے بغاوت ہے جہالت

اور (داخلہ الامم ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۳) میں جو لکھا ہے کہ (اور جو فرقے حضرت حسین

یا علیؑ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں) سوا اس کا جواب یہ ہے کہ فرقہ شیعہ حضرت امام حسینؑ یا حضرت علی مرتضیٰؑ یا دیگر آئمہ اطہار علیہم السلام کو ہرگز قاضی الحاجات نہیں سمجھتے۔ یہ فرقہ غالیہ کا اعتقاد ہے۔ اے جاہل کیا اسی علم و فضل سے نبوت اور افضلیت کا دعویٰ کرتا ہے۔

بایں علم و دانش بپایہ گریت

پس واضح ہو کہ البتہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو بارگاہ الہی میں قرآن اور حدیث سے قضائے حوائج کا وسیلہ سمجھنا فرقہ شیعہ کا دین اور عین ایمان ہے۔ دیکھو سورہ انعام پارہ ششم ”یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ“ یعنی اے مومنو! خدا کی طرف پہنچنے کے واسطے وسیلہ پیدا کرو۔ پس اے نادان! ہم با دلیل دعویٰ سے کہہ دیتے ہیں کہ وہ وسیلہ صرف حسینؑ اور اس کے آباء ہیں..... کیونکہ (اس خیال ست و محال ست و جنون) ہماری دلیل اس دعوے کے ثبوت میں تہتر مذہب کے متفق علیہ اور متواتر حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھو کتاب الواحدہ میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین مکرر فرمایا کرتے تھے کہ ”ان الائمة من آل محمد الوسیلۃ الی اللہ والی عفوہ“ یعنی آل محمد خدا کی عفو اور بخشش کا وسیلہ، خدا اور اس کے بندوں کے درمیان میں ہیں۔

تفسیر برغانی میں وارد ہے کہ مکرر آل محمد فرمایا کرتے تھے۔ ”نحن الوسیلۃ الی اللہ“ اور زیارتوں میں بھی وارد ہوا ہے۔ ”وجعلتم الوسیلۃ الی رضوانک“

کتاب مودۃ القربی میں ہمدانی سنی حضرت جابرؓ انصاری سے روایت کرتا ہے۔ ”قال کان رسول اللہ ﷺ یقول توسلوا بمحبتنا الی اللہ تعالیٰ واستشفعوا بنا فان بنا تکرمون وبنا تحیون وبنا ترزقون“ یعنی حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ توسل کرو ہماری محبت سے اور ہمارے وجود سے شفاعت طلب کرو۔ کیونکہ تحقیق ہماری وجہ سے تم کو گرامی (عزت) حاصل ہو سکتی ہے اور ہماری برکت سے تم زندگی بسر کر سکتے ہو اور ہمارے ہی وجود سے تم کو خدا تعالیٰ روزی دیتا ہے۔

ارشاد دیلمی میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے۔ یہ حدیث قدسی کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا: ”ان اللہ یقول یا عبادی اولیس کان لہ الیکم حاجۃ من کبار الحوائج لاتجود وبها الا اذا تحمل علیکم باحب الخلق الیکم تقضونہا کرامۃ لیشفعہم الا فاعلموا ان اکرم الخلق علیّ واحبہم الیّ وافضلہم لدی

محمد واخوه علی بعده والائمة الذین هم الوسائل الافلید عنی من اہمتہ حاجتہ یرید نفعہا اودہمتہ داہیتہ یرید کشف ضرہا بمحمد والہ الطاہرین اقضہا احسن ما یقضیہا من یرید کشف ضرہا بمحمد والہ الطاہرین
 کہ خدا فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! واضح ہو تم پر کہ سب سے زیادہ فاضل اور گرامی تر اور درست
 میرے پاس محمد ﷺ اور اس کے بعد علیؑ اور اس کے بعد آئمہ اس کی اولاد میں سے میرے اور
 میرے بندوں کے درمیان خاص وسیلہ ہیں۔ پس جو شخص مجھے چاہتا ہو یا کسی سخت تکلیف میں
 گرفتار ہو تو چاہئے کہ محمد ﷺ اور اس کی آل کو میرے اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیوے تاکہ اس کی
 کل حاجتیں پوری کر دوں۔ جس کی وجہ ان کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ دیکھو متفق علیہ احادیث سے
 تفسیر آیہ شریفہ ”فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه“ میں ثابت ہے کہ حضرت آدم
 علیہ السلام کی نظر سے کشف حجاب اور دل میں القاء ہوا تو آنحضرت ﷺ نے عرش کی طرف نظر کی
 قلم نور سے لکھا ہوا دیکھا۔ ”انا المحمود وهذا محمد وانا الا علی وهذا علی وانا
 الفاطر وهذه فاطمه وانا المحسن وهذا الحسن وانا قدیم الاحسان وهذا
 الحسین“ تب حضرت آدم علیہ السلام نے جانا کہ یہ نام جو قلم نور سے ایسے مقام عظیم پر لکھے
 ہوئے ہیں۔ نہایت اعظم فی المراتب اور اعلیٰ فی المدارج ہونے چاہئیں۔ تب آدم علیہ السلام
 انہیں ناموں کو بارگاہ الہی میں شفیع لایا۔ پس توبہ حضرت آدم علیہ السلام جیسے پیغمبر کی ان ناموں کی
 برکت و وسیلہ سے قبول ہوئی۔ جس کی طرف قرآن مجید میں تصریح ہے۔ ”فتلقى آدم من ربه
 كلمات فتاب عليه“

دیکھو نظری مجاہد سے روایت کرتا ہے۔ آیت شریفہ ”فتلقى آدم“ کے ذیل میں ”ان
 الكلمات التي تلقاها آدم من ربه اللهم بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن
 والحسين الاتبت علی فتاب الله عليه“ یعنی جو کلمات کہ آدم علیہ السلام کے دل میں
 خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئے وہ آئمہ اطہار علیہم السلام کے نام تھے۔ پس ان ناموں کو شفیع
 لایا۔ پس توبہ آدم کی ان کی برکت سے قبول ہوئی۔

طبرانی معجم صغیر میں اور حاکم اور ابویعیم اور امام بیہقی دلائل النبوة میں حضرت عمرؓ سے
 لائے ہیں کہ آدم نے توبہ کے وقت کہا۔ ”اللهم استئلك بحق محمد والہ الاغفرت الی
 قوله ولولا هو ما خلقتك“

اور ابن مغازی لکھتا ہے کہ ”سئلہ بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن

والحسین الامتبت علی فتاب علیہ

خصائص علویہ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے۔ ”قال آدم یارب اسئلك بحق محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین لما غفرت لی فغفر الله له“ پس اے گروہ مرزائی دیدہ حق بین سے ملاحظہ کرو کہ ان تمام ائمہ اہل سنت کی حدیثوں کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کے وقت انہیں حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کے ناموں کو وسیلہ قرار دیا۔ پس آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور وہ کلمات جو آدم علیہ السلام کے دل میں القاء ہوئے وہ یہی ائمہ اطہار کے نام تھے۔ اس کے علاوہ تہتر مذہبوں کی متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے آگ میں گرتے وقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے دریا کے پھاڑنے کے وقت فرعون سے نجات پانے کے واسطے اور حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں میں گرفتاری کے وقت اور حضرت محمد ﷺ نے اکثر اپنی بیماری کے وقت اسی حضرت حسینؓ اور اس کے آباء کے ناموں کو اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ قرار دیا اور ان کی کلی حاجتیں پوری ہوئیں۔ نظر بطوالت ان حدیثوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔

پس اے مرزا قادیانی تو کس زبان نجس سے ایسے حسینؓ فذاہ روحی سے خود کو افضل کہتا ہے (ذرا شرم، شرم، شرم) اور کون سی وجہ تیرے افضل ہونے کی ہے۔ اے عقل کے پتے! اگر محض اپنے دعوے بے دلیل کی وجہ سے تو خود کو افضل کہتا ہے تو میں دعویٰ بادلیل سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے اسطبل میں گائے، بکری، اونٹ، ہاتھی، گدھے موجود ہیں۔ وہ تیرے سے کئی درجہ فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ الہام ان کو ہوتا ہے اور عبادت و اطاعت خدا وہ کرتے ہیں۔ ذکر الہی سے غافل وہ نہیں رہتے۔ تیری طرح جھوٹ وہ نہیں بولا کرتے۔

پس اے قادیانی! اب انصاف سے کہو کہ وہ تیرے سے افضل ہوئے یا نہ ہوئے اور ان سے بھی تیرا مرتبہ بستر ہونے پر آیا یہ قرآن ناطق ہے۔ ”انہم الاکالا انعام بل هم اضل سبیلاہ اللہم احفظنا والمؤمنین جمعیعاً من الضلالة والنفس الامارة بالسوء“ اے مرزا اس منصب نبوت و امامت و مہدویت کے کاذب مدعی اس وقت تک کئی آچلے اور ابھی کئی آنے والے ہیں۔ مگر تجھے بھی یہ یاد رہے کہ:

۱۔ اس کے ثبوت میں اور حدیثیں اور مذاہب کی بھی اگر مطلوب ہوں تو حجۃ الاسلام والا علام حاجی سید ابوالقاسم قمی کی تفسیر لوامع الشریعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

یہ چمن ایسا رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اے مسلمانو! یہ تہتر مذہب کی متفقہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حسینؑ اور اس کے اہل
طاہرین علیہم السلام کو اپنے اور خدا کے درمیان شرعی طور پر صدق دل سے وسیلہ قرار دو۔ بخدا کہ
ضرورت تمام حاجتیں ان کے ناموں کی برکت سے پوری ہو جائیں گی۔ ایسے علائقہ کافر و مفتری
و کذاب کے دھوکوں سے بچو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اہل بیت اطہار کے دامن کو نہایت ہوشیاری سے
محکم رکھ لو۔ یہی اہل بیت عیسیٰ قرآن و حدیث صحیح ”تمسکوا بحبل اللہ“ خدا کی ریسمان
ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایسے کافروں کے دھوکوں سے کہیں ہاتھ سے چھوڑ دو۔ ”ومن تمسک بہم نجی
ومن تخلف عنهم فقد غرق وھوی“ اب آخر میں یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ آج شام کو مجھے
بھی الہام ہوا۔ جس کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہو ہذا!

الہام جدید

”یا ایہا الذین آمنوا الا تحزنوا عن وسواس الکادیانی المدعی فانہ
یوسوس فی صدور الناس فسیظہر کذبہ علی العوام والخواص بلا التباس
ویحصل لہ الندامة والیاس فی الرائے والقیاس“ خلاصہ یہ کہ بسبب طویل ہونے
کے ہم عربی عبارت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ صرف ترجمہ باقی الہام کا لکھ دیتے ہیں کہ اس عبارت کے
بعد ہمیں الہام ہوا کہ ”اب مسلمانوں کو چاہئے مطمئن قلب رہنا کہ یہ طاعون اور وباء اور کل
بیماریاں مرزا قادیانی کے جموٹے دعوے کرنے کی وجہ سے ہندوستان پر تنہا للعوام نازل کیا ہے
کہ ایسے جاہل کی دھوکے بازیوں کو ایمان سمجھتے ہو۔ ایسے کذاب و مفتری کو سچا مانتے ہو۔“ افلا
یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا“ کیوں خدا کی نشانیں کو نہیں دیکھتے ہو۔“

اے مرزا قادیانی کے لنگڑے، لو لے، کانے گنچے مریدو! ہم سچ لکھتے ہیں۔ اگر اب بھی
مرزا قادیانی اس وقت ایسی بدگوئی اور کذب دعوے نبوت و مہدویت سے توبہ کرے تو ہم اپنے

الہام سے کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنے کل ملک اور خلقت سے اس طاعون کو یک قلم دور اور زائل کر دے گا۔ اگر اس صورت میں مائل نہ ہو تو ہم ذمہ دار ہیں اور اگر تائب نہ ہوگا تو خداوند تعالیٰ کبھی کبھی موسم اور غیر موسم میں تنبیہا للفرقة المرزائیہ اس طاعون کو بھیجا کرے گا۔ یہاں تک کہ مردود ازلی اپنے مقام استحقاق میں واصل ہو۔

پس فرقہ مرزائیہ کو اب لازم ہے کہ اپنے پیر و مرشد قادیانی کو گوشالی سے بخوبی ہدایت کریں کہ ایسی علانیہ بدکلامی اور لاف زنی اور بزرگان دین کو برا کہنے سے جلدی دست بردار ہو جاوے۔ ورنہ ایسے بلاء ناگہانی یعنی قہر ربانی، بمریدان قادیانی گوشالی مناسب خواہد کرد۔

خاتمہ

عام اہل اسلام کو بکمال مسرت اطلاع دی جاتی ہے کہ جن ایام میں مرض طاعون ہو، ان دنوں میں آیہ شریفہ ”امن یجیب المضطر اذا دعاه ویكشف السوء“ کا عمل نیت دفع طاعون ہر روز بعد ہر نماز کے ایک تسبیح پڑھا کریں۔ لیکن قبل شروع اور بعد ختم کے صلوات یعنی ”اللهم صل علی محمد وال محمد“ کی بھی ایک ایک تسبیح کا پڑھنا ضروری ہے۔ بعد از ختم آخر میں حضرت امام حسینؑ اور اس کے آباء کو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دیوے۔ جیسا کہ مذکور متفق علیہ احادیث سے آدم، عیسیٰ علیہم السلام ابوالبشر وغیرہ کی توبہ ان کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔ یقین کرو کہ وہی ہر شخص اس عمل کے کرنے سے اور ان کے ناموں کو وسیلہ شفاعت کرنے سے ہر بلاء اور وباء اور طاعون وغیرہ سے بالیقین محفوظ رہے گا۔ ”وما علینا الا البلاغ“ باقی اگر مرزا قادیانی کے کل لغویات کے مفصل جوابات اور حضرت امام مہدی موعود اور حضرت مسیح عیسیٰ مسعود اور دجال وغیرہ کے مفصل حالات کی تحقیق عقلی اور نقلی دلائل سے مطلوب ہو تو ہماری کتاب غایت المقصود کے چاروں حصوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ”فیکفی ماقررنا فی هذه المقالة وحررنا فی هذه العجالة رداً علی الفرقة الاحمقہ المضلة الضالة فی ساعة واحدة من يوم الجمعة المبارکة صفر المظفر ۱۳۲۰ھ من الهجرة النبویہ علی هاجرہا الف سلام والتحية البهیہ فی مبارک حویلی لاہور“

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

تبصرة العقلاء

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لولیه والصلوة والسلام علی محمد رسولہ ونبیہ والہ

الطاہرین الموصوفین بخیر البریۃ اما بعد!

اقل الخلیفۃ ابوتراب سید علی حائری لاہوری عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ جب حقیر نے پہلا رسالہ موسومہ بوسیۃ السلفاء مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ افضلیت کے رد میں جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ پر لکھا تھا۔ بمقاد الکتبۃ المبلغ من التصریح نہایت مجمل لکھا۔ جس کے متعلق احکم (قادیان) میں شائع ہوا کہ مرزا قادیانی اس کا جواب لکھ رہے ہیں۔ جس کا انتظار تقریباً ایک مہینہ کر کے رسالہ ہذا کو مفصل امام حسینؑ کے نبوت افضلیت میں میں نے لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب (قادیانی) بیعت کنندگان کے نام لکھ دیا کرتے ہیں۔ شاید اسی طرح یہ خبر بھی مریدوں کی تسلی کے واسطے لکھ دی ہو۔ جس کا اثر ظاہر نہیں ہوا اور شاید آئندہ بھی ظاہر نہ ہو۔ پس اس رسالہ میں بغرض صیانت مذہب حق و حفاظت عوام الناس، مرزا قادیانی کے صرف ان چند مقال کا جو دافع البلاء میں دعویٰ کیا ہے۔ تحقیقی جواب لکھ کر حضرت امام حسینؑ کے حالات کا انبیاء سلف سے قائل کر کے نتیجہ ثابت کر دوں گا۔ پس موسوم کیا میں نے رسالہ ہذا کو (تجرۃ العقلاء) ”وما توفیقی الا باللہ العظیم والصلوة

علی محمد والہ الکریم ولا عدائتہم الحجیم والحرمان عن النعیم“

پس ہر باب بصیرت پر اظہار من النفس ہے کہ اس زمانہ فتن کا شانہ میں بمقاد حدیث ”لایبقی من السلام الا اسمہ ومن القرآن الا رسمہ“ قرآن غریب اور اسلام ضعیف ہوتا جا رہا ہے۔ پس اے اہل اسلام آپ یقین کریں کہ اگر اور تھوڑی مدت اسلام کے کل فرقے غفلت کی وجہ سے باہمی ظاہری تعصب اور تفرقہ کو خود سے دور اور زائل نہ کریں اور آپس میں شیر و شکر کی مانند متفق نہ ہو جاویں تو یہ باقی رہا ہوا حصہ بھی دین محمدی کا ہاتھ سے جاتا ہے۔

اے مسلمانو! آؤ خدا سے ڈرو اور کل فرقے اسلام کے آپس میں اتحاد قلبی حاصل کر لو اور دین اسلام کے دامن کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لو۔ باہمی تفرقہ اور تعصب نہ ڈالو۔ جس کی وجہ سے تمہارا پاک دین اور مقدس اسلام ضعیف اور قرآن و احادیث غریب اور تمہارے واجب اعتظیم بزرگان دین، کفار کے حملوں اور طعنوں سے ذلیل ہوں، میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تمہارا باہمی

تفرقہ نہ ہوتا تو مرزا قادیانی جیسے کی کیا مجال تھی کہ شہسوارانِ عرصہ رسالت و نبوت اور نامہ اراکینِ امت و فتوت سے ہم قلم یا ہم قدم ہو سکتا۔

علمائے ملت کا فرض انبیاء کی طرح کہہ دینا ہے۔ کرنا نہ کرنا تمہارا اختیار ہے۔ ”لَا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرِّسَالِ“ اب قیامت کے روز کسی شخص کی کوئی حجت خدا پر باقی نہ رہی۔ مقدس اسلام کے ہر فرقے کے علمائے کرام نے خدا کی حجت تم پر تمام کر کے خود کو بری الذمہ کر دیا ہے۔ اب غور نہ کرنا تمہارا اپنا قصور ہے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

آپ بغور ملاحظہ کرنے سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس پاک اسلام پر کس قدر حملے ہو رہے ہیں۔ ہر شخص کے خیال خام میں ہوس آزادی سائی ہوئی ہے۔ اپنے اپنے دماغ میں لوگوں نے اسی کی بوسائی ہے۔ کسی کو نصوص قطعہ سے انکار ہے کسی کا محض تقلید آباء پر دار و مدار ہے۔ کوئی اپنے کو امامِ زماں و مہدیِ دوراں جانتا ہے۔ کوئی دعویٰ نبوت و رسالت کرتا ہے۔ کوئی نبیوں ہی کو بیکار سمجھتا ہے اور عقل ہی کو ہادیِ محض و رسولِ برحق جانتا ہے اور کوئی معجزاتِ انبیاء و رسل و کراماتِ اولیاءِ ہادیانِ سلی سے انکار کرتا ہے۔ غرض ”کل حزب بما لدیہم فرحون“ پر لوگ پھولے ہیں اور ”اتخذ الہہ ہواہ“ بر بھولے ہیں۔

عزیزانِ من! یہ تمام نتیجہ آزادی اور اس باہمی تفرقہ کا ہے۔ کیوں حضرات جب مسلمانوں کے یہ خیالات ہوئے تو فرما بیٹے بچا رہ مقدس اسلام کس طرح ضعیف نہ ہو۔

باتفاق گمس شہد میشود پیدا

بہ میں چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد

اب تو حضرات بقول غصھے (میں نے کہا کہ زکام شد) مرزا غلام احمد قادیانی اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے نبوت و مہدویت و مسیحیت غرض کہ سب چیزوں کا اھلۃ الہام اور خواہوں سے مدعی ہو بیٹھے اور بعض جہالِ عوام الناس کو شک و شبہ میں ڈال کر گمراہ کر دیا۔ اب اس کے علاوہ مرزا قادیانی بڑی جرأت سے اہل بیت رسالت پر بھی حملے کرنے لگے۔ چنانچہ رسالہ دافع البلاء میں ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری جگہ امام حسین علیہما السلام پر مدعیِ افضلیت ہوئے۔ تیسری جگہ خدا کے بمنزلہ ولد کے بن گئے۔ ایسے فضول اور بے مغز دعوؤں سے مجھے اور کل اہل اسلام کو جس درجہ کارِ بخل و قلق پیدا ہوا ہے وہ میری احاطہ تحریر ہے۔ مرزا قادیانی نے حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے اس تجاؤز اور تعدی سے کل مسلمانوں کے قلوب کو عموماً اور ہم سادات کے دلوں کو خصوصاً

نخت مجروح کیا ہے۔ جس کا علاج ہی نہیں۔ علاج ہو سکے طرح سکے۔ اجماعی حضرت زخم تیر و نیزہ تو نہیں۔ جن کو مرہم عیسیٰ علیہ السلام سے اچھا کر دیں۔ یہ تو جراحات لسان ہیں۔ جو اندرونی اعضاء پر زخم کر گئے ہیں۔ جن کا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر سچے مسلمانوں کے مجروح دل بھلا آپ سے کس طرح خوش ہو سکتے ہیں۔ مفصل تحقیقات تو آگے ملاحظہ فرمائی لیجئے گا۔ لیکن اگر آپ کو عظمت و جلالت خاندان رسالت کا خیال نہیں آیا جو ہر مسلمان کے لئے واجب ہے، تو نہ سہی۔ مگر آپ اتنا تو خیال کر لیتے کہ آپ سے چند سادات کا معمولی درجہ کا راہ رسم ہے۔ شیوہ مروت اور اخلاق کے خلاف ہے کہ آپ ان کے ان کا براہ و الوالعزم واجب التعظیم کے حق میں ایسے نامناسب بے ادبانہ کلمات کہیں جن کے گھر سے کل مسلمانوں نے اسلام و ایمان حاصل کیا ہو۔ پھر کیا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو دلی صدمہ آپ کے بلا وجہ ان کلمات سے نہ پہنچا ہوگا۔ اگر ایک درجہ آپ کے خادمہ مبارک نے اور ترقی پائی تو سال آئندہ آپ رسول اللہ ﷺ پر بھی دعویٰ افضلیت کر کے باغیرت مسلمانوں کی زیادہ دل آزاری کرنے کے واسطے اعلان کر دیں گے۔ حضرت قومی خیر خواہوں کی صدا جو ہر چہار طرف بلند ہے۔ یہ ثابت کر رہی ہے کہ اتفاق کرو اسلام کے بلند نامے میں جان توڑ کر کوشش کرو۔ قوم بناؤ، تفریق مٹاؤ۔ مگر یکا یک آپ کی بے نظیر تحریروں نے مجھے بھڑکا دیا کہ ساری قوم کا یہ ارادہ نہیں ہے۔ کچھ لوگ اس کے خلاف بھی ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ قومی تفریق ترقی کرے۔ اسلام کی اتنی ہستی بھی نہ رہے۔ دعویٰ نبوت و مہدویت کو بعنوان تبلیغ لکھنا شاید مخصوص اسی غرض سے ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کے موجد مرزا قادیانی ہیں۔ آج سے نہیں چندہ بیس برس سے انہوں نے یہی رنگ اختیار کیا ہے کہ کچھ وقفہ دے کر اپنے دل لہانے والی رنگیں تحریر میں بخ کنی اسلام کی کریں۔

اس غرض کو بھی پورے طور پر ادا کریں کہ خاندان رسالت کی بھی تو بین ہو اور اپنی فضیلت۔ ورنہ اگر آپ مسلمان خود کو سمجھتے ہیں تو بجائے اس کے اسلام میں انفاق و اتحاد کی کوشش کریں۔ آپ کی تمام تحریریں نفاق انگیزی اسلام سے گذر کر حد محاربہ تک پہنچنا چاہتی ہیں۔ کیا پاک اسلام کی بھی تعلیم ہے ہرگز نہیں۔ اسلام ہدایت کرتا ہے۔ ”واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا“ یعنی خدا کے پاک دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ نیز آیت ”ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا“ یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فراق اور اختلاف کیا۔ ان دونوں آیتوں کی تفسیل تو مرزا قادیانی آپ نے یہ کی کہ تمام

اہل اسلام سے ایسے تفریق اور مخالف پیدا کر لئے کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ سے لے کر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

پھر اگر کسی عالم نے بغرض اظہار حقیقت و اتمام حجت کوئی مضمون آپ کی خدمت میں لکھا بھی تو آپ نے جواب میں زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان کو کتابوں میں دی ہیں، جن کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ جیسے بد ذات، بے ایمان، دجال، لعین، شیطان، فرعون، ہامان، ظالم، یہودی، خبیث، گدھے، کتے، سور وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح موعود اور مہدی موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئیں تو مرزا قادیانی آپ کو مبارک ہو۔ بخلاف علمائے اسلام کہ انہوں نے یا حقیر نے کسی جگہ بھی شرعی گالی آپ کے حق میں نہیں لکھی۔ باقی رہا کسی شیطانی کام کرنے والے کو شیطان یا کسی مضل غلط یا مغرب دین کو کافر کہنا تو وہ گالی نہیں بلکہ اس کو استعمال اللفظ فیما وضع لہ کہتے ہیں۔ اہی حضرت! بیچارے علماء اسلام تو درکنار انبیاء کی توہین انہوں نے کی۔ پاک اسلام پر صدمہ حاصل انہوں نے کئے۔ قرآن میں تغیر و تبدل ان کی طرف سے واقع ہوا۔ عزت رسول اللہ ان کے ہاتھ سے ذلیل ہوئے۔ واہ صاحب! واہ! خوب ہی مہدی بنے جو حدیث صحیح متواتر ”انسی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی“ کے برخلاف ہدایت کرنی شروع کر دی ادھر کتاب اللہ کا ستیاناس ادھر عزت رسول ﷺ کی تحقیر تذلیل پر کمر بستہ کھڑے ہو گئے۔ مصرعہ

ایں کاراز تو آیدو مردان چنین کنند

مرزا قادیانی کے عقائد فاسدہ کا صحیح نقشہ

ذیل میں ملاحظہ کریں:

۱..... ”دعویٰ نبوت و رسالت مرزا قادیانی نے کیا۔“

(ایک قطعی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۸)

۲..... ”محدث ہونے کا دعویٰ انہوں نے کیا۔ جس کے معنی لکھتے ہیں کہ وہ بھی نبی ہوتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۳..... ”امور غیبیہ کے جاننے اور انبیاء کی طرح اپنے پروردگار ہونے کے بھی مدعی ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۴..... ”مرسل یزدانی و مامور رحمانی بھی خود کو کہتے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ٹائٹل ہیج، خزائن ج ۳ ص ۱۰۱)

-۵ ”آدم، یوسف، داؤد، ابراہیم، احمد یعنی محمدؐ کے مقبل ہونے کے مدعی ہیں۔“
 (حقیقت الوقی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)
-۶ ”آدم اور ابن مریمؑ کی عاجز ہے۔“
 (ازالہ اوہام ص ۶۹، خزائن ج ۳ ص ۷۵)
-۷ ”حضرت اقدس امام انام مہدی مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی ہوئے۔“
 (آرپہ دھرم ص ۸، خزائن ج ۱۰ ص ۸۸)
-۸ ”خود کو نبیوں کا چاند بھی بتالیا۔“
 (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۹ ”اپنا اور خدا کا بھیدا ایک جانتے ہیں۔“
 (انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۱۰ ”خود کو نوح نبیؑ بھی سمجھتے ہیں۔“
 (حقیقت الوقی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)
-۱۱ ”خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین بھی خود کو ظاہر فرماتے ہیں۔“
 (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۱۲ ”جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔“
 (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۱۳ ”خود کو رحمة للعالمین بھی کہتے ہیں۔“
 (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۱۴ ”خود کو کلیم اللہ ظاہر کرتے ہیں۔“
 (انجام آتھم ص ۱۱۳، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
-۱۵ ”مسیح کے زندہ کئے ہوئے مر گئے۔ میرے ہاتھ سے جام پئے ہوئے ہرگز نہ مرے
 کے۔“
 (ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۴)
-۱۶ ”مسیح کی پیش گوئیاں بہت غلط نکلیں۔“
 (ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)
-۱۷ ”حضرت موسیٰؑ کی بعض پیش گوئیاں بھی غلط ظاہر ہوئیں۔“
 (ازالہ اوہام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)
-۱۸ ”رسول اللہ ﷺ کے جسمانی معراج کے قائل نہیں۔“
 (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)
-۱۹ ”حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم کہتے ہیں۔“
 (ازالہ اوہام ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)
-۲۰ ”قرآن میں انا انزلناہ قریباً من القادیان ہے۔“
 (ازالہ اوہام ص ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

.....۲۱ ”حضرت رسول اللہ ﷺ پر ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دلہۃ الارض کی اصلی حقیقت ظاہر نہ ہوئی۔“
(ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

.....۲۲ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کا معجزہ مسریم کا عمل تھا۔“
(ازالہ اوہام ص ۵۳، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶)

.....۲۳ ”حضرت یسوع مسیح کی نسبت نعوذ باللہ شریر، مکار، موٹی عقل والا، بد زبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا، علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا علم، اس کے دماغ میں ظلم تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کچھریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک کچھری سے سر پر ملوایا۔ العیاذ باللہ! (نقل کفر کفر نباشد)“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۳، خزائن ج ۱ ص ۲۸۷، ۲۹۱۵)
.....۲۴ ”فرشتوں کے قائل نہیں۔ تاخیر کو اکب کے قائل ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۳۸، ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۷۰، ۷۱، ۷۲)
.....۲۵ ”جبرائیل انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۶۸، ۷۰، ۷۱، خزائن ج ۳ ص ۸۶، ۸۷، ۸۸)
.....۲۶ ”نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کے بھوٹے ہونے کے بھی قائل ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)
.....۲۷ ”معجزات سلیمان علیہ السلام و حضرت مسیح علیہ السلام کے از قہم شعبہ جاری تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۴۴، خزائن ج ۳ ص ۴۵۳)
.....۲۸ ”حضرت رسول اللہ کے الہام و وحی قاطعہ تھیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱)
.....۲۹ ”یسف نجار کے بیٹے ابن مریم تھے۔“
(ازالہ اوہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۴۵۴)

.....۳۰ ”قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسریم ہیں۔“
(ازالہ اوہام ص ۵۰، ۵۱، خزائن ج ۳ ص ۵۰۴)

.....۳۱ ”قرآن شریف میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔“
(ازالہ اوہام ص ۲۸، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

.....۳۲ ”عیسیٰ فوت ہو چکے۔“
(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۵۳)

۳۳..... ”چونکہ قائل ہیں کہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین والمرسلین نہیں سمجھتے۔“

(توضیح المرام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۳۴..... ”چونکہ مرزا قادیانی اپنا اعتقاد صرف اتنا ظاہر کرتے ہیں کہ امنت باللہ و ملکوتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد الموت (پورا ایمان نہیں) تو ثابت ہوا کہ قیامت وغیرہ کے قائل نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۲)

۳۵..... ”حضرت امام مہدی کے آنے کے قائل نہیں ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

۳۶..... ”دجال پادری ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

۳۷..... ”دجال کا بھی ریل گدھا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰)

۳۸..... ”یا جوج و ماجوج کوئی نہیں ہونے کے ان سے مراد انگریز و روس ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)

۳۹..... ”دلہ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

۴۰..... ”دخاں کچھ نہیں ہوگا اس سے مراد قحط عظیم ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۵)

۴۱..... ”مغرب سے آفتاب نہیں نکلے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۶)

۴۲..... ”قبر میں عذاب نہیں ہے۔ کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھا دو۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۱۹، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

۴۳..... ”تناخ کے بھی قائل ہیں۔“

(ست بچن ص ۸۴، خزائن ج ۱ ص ۲۰۸)

۴۴..... ”مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔“

(انجام آفتاب ص ۴۱، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

اسی اہل اسلام! کہاں تک مرزا قادیانی کے عقائد لکھ کر اپنے اور آپ کے قیمتی اوقات کو ضائع کروں۔ شتے نمونہ ازخروار! فہرست عقائد کا ملاحظہ فرمایا۔ کیوں حضرات کیسے کیسے حملے آپ کے پاک دین اور مقدس اسلام پر کئے ہیں۔ پھر کوئی باغیرت مسلمان کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاتھوں سے دین ضعیف اور اسلام غریب اور قرآن بے کس اور انبیاء علیہم السلام ذلیل نہیں ہوئے۔ اگر اب بھی کوئی شک رکھتا ہو تو کہہ دے۔ ہم شک و شبہ کے دور و زائل کرنے

کے واسطے بسر و چشم حاضر ہیں۔ علماء اسلام دیدہ گریاں و قلب بریاں بیچاروں نے آپ کی ان تعدیوں کے مقابلہ میں کون سے سخت کلمات سے آپ کو یاد کیا ہے۔ جب آپ کے یہ عقائد پاک اسلام سے مخالف ہوئے تو علمائے اسلام بیچارے شرعاً مجبور ہوئے کہ وہ عام اہل اسلام کو اطلاع دیں کہ آپ کی جماعت سے بارطوبت مباشرت اور معاشرت نہ کیا کریں۔

حضرت یہ کوئی گالی اور خفگی کی بات ہی نہیں۔ ”لکم دینکم ولی دین“ پاک اسلام کا ہرگز یہ شیوہ نہیں ہے کہ نجاست تلوٹ حاصل کرے۔ پھر کیونکر پاک اسلام کے حامی اور ناصر اس شرعی حکم کو عام لوگوں میں ظاہر نہ فرماتے اور کافر کے کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ ورنہ عند اللہ ماخوذ ہوتے۔

پس بیچارے علماء نے تو محض برأت ذمہ کی غرض سے جو شرعی حکم آپ کے حق میں ثابت تھا اس کا اعلان کر دیا اور آپ اس شرعی حکم اور اپنے لقب کو گالی سمجھ بیٹھے۔ یہ تو آپ کی سمجھ ہے۔ واہ صاحب واہ مرزا قادیانی! آپ کو یہ خیال فرما لیتا چاہئے کہ ہم اور آپ اپنی رائے میں معصوم نہیں ہیں۔ غلطی سے بڑے علماء و علماء کی تحریر و تقریر محفوظ نہیں رہی تو ہم اور آپ کس شمار میں ہیں؟ پس اپنے ہر رطب و یابس الہام و خواب پر اعتبار کر کے قرآن کی تحریف اور انبیاء کی تذلیل اور اسلام کی تفسیح اور علماء کو سب و شتم کہنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ پر معذہ کی وجہ سے بھی انسان خواب دیکھا کرتا ہے۔ اگر آپ کو علم طبابت سے ذرا سا بھی مس ہوتا تو ہرگز ہر وقت اور ہر قسم کی خوابوں کا اعتبار نہ کیا کرتے۔ مرزا قادیانی اکثر حکماء و اطباء کا قول ہے کہ جب غذا کھانے کے بعد بخارات معدے سے متصاد ہو کر دماغ کی طرف پہنچتے ہیں تو اخلاط اربعہ میں سے جس خلط کا غلبہ ہوا اس کا اثر ان بخارات میں مل جاتا ہے اور اسی اثر کے مطابق خواب دیکھتا ہے۔ پس آپ نے کیونکر نعوذ باللہ! انبیاء اور ان کے ماں باپ پر بغیر سوچے سمجھے حملے کرنے شروع کر دیئے۔ تب ہی تو آپ کی باتیں مضحکہ صبیان سے کمتر نہیں۔

دیکھئے مرزا قادیانی! میری اس تحریر کو تو ہر ایک دانشمند تسلیم کر لے گا کہ دنیا میں دوست و دشمن کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک بازاری دوست آپ کے حواریوں کی مانند جو کہ آپ کے جملہ حرکات و سکنات پر بے ساختہ نعرہ خمیں و آفرین بلند کرتے ہیں اور وہ حقیقت میں آپ کے دشمن ہیں۔ جو تنخواہ یا خلافت سے حصہ لینے کی غرض سے آپ کو دام فریب میں اسیر کر کے مغرور بناتے ہیں اور ہر روز بلکہ ہر لمحہ آپ کے اخلاق کو بگاڑتے ہیں اور آپ کی رائے صائب اور عقل کو میدان ترقی میں قدم رکھنے سے روکتے ہیں۔

دوسرے میرے جیسے صادق دوست ہیں۔ جو نیک نیتی سے آپ کی غلطی کو ظاہر کر دیتے ہیں اور محبت سے آپ کے افعال پر نکتہ چینی کر کے آپ کی عقل کو روشن کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ناعاقبت اندیشوں سے بگڑے ہوئے آپ کے اخلاق کو جادۂ استقامت پر لائیں۔ یہ دوست نہایت عزیز اور کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ مجھے کسی طرح یہ منظور نہیں کہ آپ سے رنجش بے لطفی کی نوبت پہنچے۔ آپ پہلے ہی مرحلہ میں بھگوڑے ہو گئے۔ ابھی تو صرف میدان مناظرہ میں قدم ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کو مناظرہ سے ایسی ہی گھبراہٹ ہونے لگی تو خدا حافظ۔ بالآخر خاموش ہو جاؤں گا۔ لیکن خدا سے عرض کر دوں گا۔ ”رب انی دعوت قومی لیلا ونهاراً فلم یزدہم دعائی الا فراراً“ ہماری یہ صلاح اگر مفید ہو تو مائیے ورنہ آپ جائے ”وما علینا الا البلاغ فاعتبروا یا اولی الابصار“

عرق نشہ زہدم رخ کھوے ترا

زمن مرغ کہ سے خواہم آبروے ترا

مخفی نہ رہے کہ مرزا قادیانی کے مفصل عقائد فاسدہ کے تحقیقی جوابات میں حقیر نے چار حصوں میں براہین عقلیہ و نقلیہ سے کتاب ”غایت المقصود“ لکھ دی ہے۔ جس کا جواب آج تک پانچ برس میں ان سے ممکن نہ ہو سکا۔ رسالہ ہذا میں حضرت امام حسین کا انبیاء سلف سے تقابل کر کے صرف مرزا قادیانی کے دعویٰ افضلیت کا جواب دیا جاوے گا۔ ”بعونہ وصونہ تبارک وتعالیٰ وہنا اشرع فی المقصود بعون اللہ المعبود“

مقدمہ

یہ مطلب اظہر من الشمس وایمن من الالمس ہے کہ شہزادہ کوئین حضرت امام ابی عبد اللہ الحسینؑ فداہ روحی کی شان اعلیٰ اور ارفع ہے کہ ان کا کسی صفت میں مرزا قادیانی سے مقابلہ کیا جائے۔ بلکہ آنجناب کے غلام پر بھی مرزا قادیانی کو فضیلت دینے میں اہل عرفان کو شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیونکہ دو شخصوں کے مقابلہ میں ایک کی فضیلت دوسرے پر اس وقت ہو سکتی ہے جب ایک شے ان دو شخصوں میں مشترک ہو۔ جیسے دو عالم، چونکہ علم ان دونوں میں مشترک ہے۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ ایک میں زیادہ ہے، بہ نسبت دوسرے کے۔ اسی کے واسطے افضل التفصیل موضوع ہے بخلاف اس کے کہ مشترک دو شخصوں میں نہ ہو۔ بلکہ مختلف حقیقتیں دونوں میں ہوں۔ اس وقت تفصیل ایک کی دوسرے پر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تقابل درست نہیں۔ مثلاً کسی شریف کے بارے میں کہیں کہ فلاں پتھر سے وہ افضل ہے تو یہ فضیلت اس کی نہیں۔ بلکہ انتہاء درجہ کی مذمت

ہے۔ جب عقلی طور پر یہ ثابت ہوا تو حسینؑ جیسے ہادی اور اولوالعزم شہید کا مرزا قادیانی جیسے فاسد العقیدہ سے تقابل کر کے فضیلت ثابت کرنے میں باغیرت مسلمانوں کو کس طرح شرم و انگیز نہ ہوگی؟ ہاں اگر ملائکہ اور انبیاء سے آنجناب علیہ السلام کا مقابلہ حالات فضائل و خصال وغیرہ میں کیا جائے تو یہ جائز تقابل ہے۔

پس ہم ذیل میں آنجناب علیہ السلام کا ملائکہ اور انبیاء اور قرآن سے تقابل کرتے ہیں۔ جس کے ملاحظہ کے بعد مرزا قادیانی کے مریدان منصف مزاج پر بھی واضح ہو جائے گا کہ خواہ خود مرزا قادیانی یا اس کے مرید بمقاد (بیران نے پرند مریدان سے پرانند) انہیں ترقی اور تعلقی دیتے ہوئے کسی حد تک پہنچادیں۔ مگر حضرت امام حسینؑ روحی فدائے ان کو اپنے غلاموں میں بھی اگر قبول فرمائیں تو خود مرزا قادیانی اور ان کی ستر پشتوں کے واسطے ہزار ہا فخر و مباہات سے زیادہ فخر ہے۔ بالبعیرت کے سمجھ لینے کے واسطے تو اسی قدر کافی نکتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد اور ان کے باوجود جان کا نام غلام مرتضیٰ علی جب قدرتی طور پر رکھا گیا ہے تو باوجود دعویٰ غلامی کے ناموں میں بھی اسی خاندان پر فضیلت کا دعویٰ کرنا مرزا قادیانی کے واسطے کس قدر نامناسب اور شرم کی بات ہے؟

نہ نسیب ترا با چنین ذل و خواری
کہ بر جایگاہ اکابر نشینی

فضیلت نسبی

پس ہم اس رسالہ میں بالا جمال ایک حدیث پر آنحضرت کی نسبت میں اکتفاء کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک دن بعد خطبہ کے فرمایا: ”ایہا الناس“ آیا خبر دوں تم کو جو کہ مادر اور پدر اور جد و جدہ کی وجہ سے بھی بہتر روئے زمین ہیں۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ پس فرمایا آنجناب ﷺ نے وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ کیونکہ ان کا جد امجد رسول خدا جیسے سید الانبیاء..... اور ان کی جدہ خدیجہؓ کبریٰ بنت خویلد..... ان کا باپ مرتضیٰ علیؑ جیسے..... اور ان کی والدہ فاطمہؓ بنت محمدؐ سید زنان عالمیان ہے۔ کسی کا نسب ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ جہاں خاندانوں میں افتراق ہو وہاں وجود ہمارا بہترین قبائل رہا۔

کجاست درہمہ عالم بدیں شرف نسبی

کیوں اہل انصاف! اب آپ کا انصاف کیا فیصلہ کرتا ہے کہ رسول خدا کو حدیث مذکور میں سچا ہونا چاہئے یا مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ افضلیت میں۔ پس جن بے بصیرتوں نے مرزا قادیانی کی افضلیت کو حسین پرمان لیا کیا وہ حدیث مذکور میں رسول خدا کے کذب ہوئے یا نہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ فداہ روجی کا تکذیب کرنے والا کیونکر مسلمان کہلایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ غور سے ملاحظہ کریں تو صرف یہی تکتہ تکذیب مرزا قادیانی کے واسطے کافی ہے کہ مرزا قادیانی کا باپ دادا کیا حسینؑ کے باپ اور دادا کی طرح تھے یا نہیں۔ اچی! حضرت یہاں تو قدرتی طور پر ان کے باوا جان کا نام غلام مرتضیٰ علیؑ رکھا گیا ہے۔ غلام کو آقا سے مناسبت ہی کیا ہو سکتی ہے؟ حضرات ذرا تو انصاف کیجئے۔ مرزا قادیانی کے ذاتی فضائل تو بحث فضیلت ذاتی میں ملاحظہ فرمائی چکے اور نسبی فضائل میں تو ان کے بزرگ ابا عن جد اس خاندان رسالت کے اس وقت تک غلامی کا دم بھرتے آئے ہوں پھر نہیں معلوم کون سا فتوران کی عقل میں آ گیا۔ جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی اس نے تذلیل کی اور آنحضرت ﷺ کی حدیث مذکور میں تکذیب کی اور فاطمہؑ اور مرتضیٰ علیؑ سے انہیں شرم دامنگیر نہ ہوئی۔ بلکہ پھارنے اپنے باوا جان غلام مرتضیٰ کی روح کو بھی متاڑی کیا۔ کیونکہ ان کو اس معصوم اور مطہر خاندان رسالت کی نسبت دعویٰ غلامی ہونے کی وجہ سے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی روح مرزا قادیانی سے کسی طرح بھی خوش ہوگی۔ خیر اگر اب ایسے دعویٰ کرنے سے خدا اور رسول اور اہل بیت کو اپنے سے ناراض کر دیا تھا تو بلاء سے۔ مگر بندہ خدا عوام الناس کی زبان بندی کے واسطے کوئی دلیل تو پیش کر دی ہوتی کہ ذات یا صفات یا حسب یا نسب میں بایں دلیل میں حسینؑ سے بہتر ہوں۔ صرف بے دلیل دعویٰ کو آپ کے کون مانے گا۔ دیکھئے! حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے جب اپنی بزرگی کا دعویٰ کل خاندانوں پر کیا کس طرح ثبوت اس کا دیا ہے۔ آپ پھارے کس قطار میں۔ کل دنیا جمع ہو کر اگر چاہیں کہ ان کے خاندان کی فضیلت کو توڑ دیں تو محال عادی ہونے کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکتے.....

یہ کیا سوجھا حسینؑ پر برتری کا دعویٰ کر بیٹھے اور یہ افضلیت صرف ساختہ پر داختہ اپنے الہاموں سے آپ کو حاصل ہو گئی۔ اچی مرزا قادیانی! میدان الہام تو وسیع ہے۔ ہر شخص دنی الہام سے افضلیت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پھر آپ میں یہ خصوصیت کیا آ گئی۔ جب آپ کو دلیل نہ ملی تو الہام کو سپر قرار دے دیا۔

آ نکہ	اصلا	ہر	ویرنشاختہ
درچین	جاہا	سپر	انداختہ

کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ جس حسینؑ کی طرف آپ نے نظر حقارت سے اشارہ کر کے اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا۔ وہی بزرگوار زینت آسمان وزمین ہے۔ یہی زینت عرش الہی اور گوشوارہ اس کا ہے۔ یہی پیارا رسول اللہ اور خدا کا ہے۔ اسی کو پیغمبر خدا منبر پر ہمراہ اپنے لے گئے اور فرمایا اے لوگو! تفضل دو اس کو تمام خلایق پر جس طرح خدا نے اسے تفضل دی ہے۔ یہی بزرگوار ہے جو حالت سجدہ میں دوش رسول خدا پر سوار ہوا اور جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے کہ خدا فرماتا ہے جب تک حسینؑ آپ سے نہ اترے تب تک سجدہ سے سر نہ اٹھانا۔ امام شافعیؒ لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ستر مرتبہ رسالت مآب ﷺ نے ”سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ“ فرمایا۔ اسی حضرت اور اس کے بھائی کو رسول خدا نے فرمایا..... اور انہیں کے واسطے فرمایا۔ ”الحسن والحسین سید شباب اہل الجنة“ اور اگر آپ کو معلوم تھا تو کیوں ایسے غلط دعویٰ افضلیت سے کل اہل اسلام کے دل دکھائے۔

زین مصیبت و داغها بر سینہ سوزاں ماست

زین غزا صد شعلہ غم بر دل بریان ماست

مرزا قادیانی بہادر! آپ کی بہادری کا کیا کہنا نظر بد دور کیا بے دھڑک امام حسینؑ پر بقول خود افضل بن بیٹھے۔ اب ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں اب کے آپ کی بہادری کیا گل کھلاتی ہے۔ صرف رسول اللہ ﷺ اب باقی رہ گئے۔ دیکھیں اس پر آپ کی فضیلت حاصل ہونے کو کب الہام ہوتا ہے.....

ایک دفعہ امام حسینؑ معاویہؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ کا غلام ذکوان بھی ساتھ تھا اور معاویہؓ کے پاس بہت سے قریش جمع تھے تو معاویہؓ نے امام حسینؑ سے کہا کہ ابن الزبیرؓ گود دیکھتے ہیں جو حسد کرتا ہے۔ بنی عبد مناف سے تو جھٹ ابن الزبیرؓ نے معاویہؓ کا جواب دے دیا کہ مجھے امام حسینؑ کی افضلیت اور ان کے قرابت رسول اللہ ﷺ کا اقرار ہے۔ لیکن اگر تو چاہے تو میں اپنے باپ زبیرؓ کے شرف کو بیان کروں جو کہ بہ نسبت تیرے باپ ابوسفیانؓ کے ان کو حاصل تھا۔ ذکوان غلام امام حسینؑ نے کہا ہمارے آقا وہ ہیں جو کلام کرتے ہیں بعلم اور سکوت فرماتے ہیں۔ حکم جب خود تم نے ان کی بزرگی کا اقرار کیا تو اب کلام کی ان کو حاجت نہیں۔ اب لیجئے یزید پلید کا دعویٰ میں تاریخی واقعہ۔ اب مختصر اس ملعون کا بھی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ اہل اسلام کو وہ اصلی حالت امام حسینؑ کی اور یزید پلید کا دعویٰ افضلیت یاد آ جائے۔ جس وقت یزید نے اپنے تئیں تخت سلطنت پر دیکھا

اور سراقس امام حسینؑ کا طشت طلاء میں سامنے رکھے دیکھا۔ پس خیال کیا کہ میں آنحضرت سے بایں دلیل افضل ہوں کہ خدا نے مجھے ملک عطاء فرمایا اور عزیز و محترم کیا اور معاذ اللہ حسینؑ کو ذلیل و خوار کیا۔ پس بادخوت و غرور یزید کے کاغذ داغ میں بھر مٹی تو اہل مجلس کی طرف خطاب کر کے حضرت سے شامت اور مذمت کرنا اور اپنا فخر کرنا شروع کیا۔ پس اس سراقس کی طرف اشارہ کر کے بولا کہ یہ شخص ہمیشہ مجھ پر فخر و مباہات کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں افضل ہوں یزید پلید سے اور میری ماں افضل ہے یزید کی ماں سے اور جد میرے افضل ہیں یزید کی جد سے اور باپ میرا افضل ہے یزید کے باپ سے.....

پس مرزا قادیانی اب فرمائیے! آپ نے سنت یزیدی پر کیوں عمل کیا۔ کیوں اب بھی متمسک سنت یزیدی آپ نہ کہلائیں گے۔ مگر یہ کہ آپ کہہ دیں کہ تعظیم و توقیر ان کی تو اہل اسلام پر لازم و واجب ہے۔ نہ ہم پر جس پر ہمارا بھی صا د ہوگا۔

یک حسینے نیست تا گردد شہید

ورنہ بسیار اندر عالم یزید

اجی حضرت! بغیر سوچے سمجھے کیوں ایسے دعوے کیا کرتے ہو۔ جس کی وجہ آپ کو تیر

بہدف ہونا پڑتا ہے۔ واہ قادیانی واہ!

اکتوں زحق ہترس وحیا کن بخود نہیں

ریشہ سفید گشت دولت بھینیں سیاہ

..... اگر آپ ایسے ہی بہادر ہیں تو آج کل نقل کیا جاتا ہے کہ حسینؑ کا نام لیوا جلتی ہوئی

آگ پر ننگے پاؤں قدم رکھتے ہوئے چلتے ہیں۔ آپ بھی چل دکھائیے۔ اجی حضرت! آپ تو اتنے پر بھی متمسک نہ ہو سکے۔ کیا آپ اہل اسلام کو اپنے مریدوں ہی کے مانند بھولے بھالے سمجھتے ہیں۔ بھلا جب ہر خاص و عام بخوبی جانتا ہے کہ جس وقت کوئی شخص حسینؑ کا نام لیوا لاہور یا کسی اور شہر میں آگ پر چلنے لگا تو بمنا دی اشتہار آپ کو اسی آگ پر پاء برہنہ چلنے کے واسطے تہدی کر چکا ہے۔ مگر چونکہ آپ کو مارے خوف کے اس آگ کے چلنے پر جرأت نہ ہوئی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے کے امتحان آتش اور حسینؑ خلیل جیسے کے امتحان مصائب کا کب تقابل کر سکتے ہیں۔ پھر اسی قدر بے انصافی ہے کہ اگر حسینؑ کے شرعی حقوق کے رو سے نہیں تو عرفی حقوق سے ہی ان کے مصائب کی داد دی ہوتی۔ جیسا کہ کل یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود نے بھی انصافاً حسینؑ کے ان حالات عجیبہ اور مقالات غریبہ کا پر زور اعتراف اور اقرار کیا ہے۔ دیکھو تاریخ یہود و نصاریٰ

ہمارے مقال پر بصرت العبارۃ دون التلویح والاشارہ ناطق ہیں۔ اگر آپ بالعکس بغیر کسی برہان و حجت قاطعہ کے آنحضرت پر صرف خود ساختہ الہام سے بہتر اور افضل بن بیٹھے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ ”لَمْ تَكُونُوا بِالْغِيَةِ إِلَّا بِشِقِّ الْإِنْفُسِ“ یعنی ہرگز تم اس مرتبہ رفیعہ فضیلت تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر نفسوں کے توڑ ڈالنے سے واہ قادیانی واہ!

این فضیلت بزور بازو نیست
تانه مخفد مخفد خدای بخفندہ

..... مرزا قادیانی! اب کیوں نقاب منہ پر ڈال لیا۔ ذرا میری طرف تو آنکھ اٹھا کر دیکھئے۔ آپ کو ایسے شہسواراں عرصہ صبر و شہادت سے کیا مناسبت اور نامداران بقعہ شجاعت سے کیا تقابل۔ میں نہیں جانتا۔ پھر کیوں اور کس دلیل و برہان سے آپ حسین جیسے ممتحن پر مدعی افضلیت ہوئے۔ اگر محض الہام ہے جو آپ کے قول سے آپ کو ہوا تو اس کی کیا تصدیق۔

چہ خوش خود مدعی اور خود ہی مصدق بنے
گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاست
کار طفلان تمام خواہ شد

اگر آپ کے قول سے بھی الہام کے یہی معنی ہیں کہ القاء فی القلب تو ہر حیوان و وحوش و طیور اور انسان کو نیک ہو یا بد ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کی کیا خصوصیت۔ انسان بسبب اشرف المخلوقات ہونے کے بجائے خود، میں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کی تمثیل دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ صاف طور پر یہ مطلب واضح ہو جائے۔ ہر خاص و عام دیکھ سکتا ہے کہ شہد کی مکھی ایک ادنیٰ سا جانور ہے۔ جس میں خدا نے مطلق عقل نہیں پیدا کی جو ایک مسلم بات ہے۔ پس باوجود نہ ہونے عقل کے اگر اس کو خدا کی جانب سے الہام نہیں ہوتا ہے تو فرمائیے۔ ایسا عمدہ مکان، خوش شکل، برابر خانہ، خانہ واریہ مکھی کس طرح بنا سکتی ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی! باوجود دعویٰ نبوت و مہدویت کے اگر تمام عمر اپنی صرف کریں تو ان کے مکان کی ترتیب و ترکیب تک نہیں سمجھ سکتے۔ ویسا مکان بنانا تو درکنار اگر ایسا نہیں تو مرزا قادیانی بنا کر دکھادیں۔ ورنہ فرمائیے جب مکھیوں اور کیڑیوں کو بھی الہام ہوتا ہو تو مرزا قادیانی کی کیا خصوصیت اور ان کو اس الہام سے کیا فخر حاصل ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی! مناسب ہے کہ کوئی اور بات اب اپنی فضیلت کے واسطے سوچ رکھیں۔ ورنہ مکھی کے بہتر الہام ہونے کی وجہ سے اس کا افضل ہونا آپ سے لازم ہوگا۔ پوری تحقیق اقسام الہام کی ہماری کتاب ”غایت المقصود“ کے حصہ اول سے معلوم ہو سکتی ہے۔

.....کیوں مرزا قادیانی! فرمائیے کوئی آپ کا بھی ناثہ ہے اور وہ بھی کبھی پہاڑ پر چڑھا ہے۔ جس کی وجہ آپ بھی تامل حضرت سے کر سکیں۔ اجی حضرت! کہتے تو میں بتا دوں۔ یہ لیجئے بتائے دیتا ہوں۔ اب آپ کو خوب ہی موقعہ حضرت کی مثل بننے کا مل سکتا ہے۔ کیا آپ کا ناثہ ریل گاڑی تو نہیں ہے۔ جس پر ہمیشہ آپ سوار ہوا کرتے ہیں جو ایک پہاڑ چھوڑ کر بیسیوں پہاڑوں میں گھسکتی ہے۔ لیجئے! اب تو خوب ہی موقعہ آپ کو ریل کے ناثہ تاویل کرنے میں مل گیا۔ پس چونکہ ریل میں ہمیشہ آپ سوار ہوا کرتے ہیں۔ لہذا ریل ہی آپ کا ناثہ ہوئی۔ مگر مرزا قادیانی آپ کو یہ بھی یاد ہے کہ آپ ریل کو خرد جال مان چکے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳) پس فرمائیے! انصاف سے کہ یہ ریل آپ کا ناثہ ہو یا دجال کا گدھا۔ چہ خوش تحقیق کرنا کسی مطلب کا تو آپ پر ہی ختم ہے کہ ریل کو دجال کا گدھا تو بنا ہی دیا۔ مگر اس پر سوار خود ہو بیٹھے۔ واہ قادیانی واہ!

.....کیوں مرزا قادیانی! فرمائیے حضرت ہود علیہ السلام کی توکل پر حسینی توکل نے ترجیح پائی یا نہ پائی اور آپ کا بھی کسی نے گلا گھونٹایا نہیں۔ آپ تو ایسے گورنمنٹ عالیہ کے تحت سایہ ہیں۔ جس کے ملک میں شیر و بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پی سکتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نقاب پوش ہو گئے۔ آخر بھگوڑے ہی نکلے مرد میدان تو نہ بنے۔ پھر جس شخص نے کہ خوشی قلب اور مردانہ دلیری سے رضائے خدا میں، محبت خدا کا جام پی کر اپنی جان اور مال اور سر و فرزند و برادر و انصاریک راہ خدا میں قربان کر دیے ہوں ذرا انصاف سے کہو کیونکر اس عظیم الشان خدمت گزاری کے عوض میں وہ افضل الناس اور احب الخلق نہ کہلاوے اور کس قدر بے انصافی ہے کہ آپ جیسے بے کارہ گھر بیٹھے نقاب پوش بغیر کسی معقول خدمت گزاری کے آنجناب پر مدعی افضلیت بن بیٹھیں۔ یہ خلاف انصاف نہیں تو اور کیا ہے۔ واہ قادیانی واہ!.....

امام حسینؑ کو حق تعالیٰ نے صابر بلکہ شاکر اور راضی پایا۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے ان کی صنعت کی نفس مطمئنہ راضیہ سے تعبیر فرمائی اور ان کو عباد مخصوصین میں داخل فرمایا اور عبد خاص الخاص سے ان کو شمار کیا۔ امام حسینؑ آداب حقیقی ہیں۔ اس واسطے کہ جب ایک طاعت سے فارغ ہوئے دوسری کو شروع کر دیا جو کہ پہلی طاعت سے زیادہ شاق تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے تمام بلاؤں پر صبر کیا۔ لیکن ثبات اور برہنگی پر اپنی زوجہ رجمہ کے ہرگز تحمل نہ کر سکے۔ امام حسینؑ نے کربلائے معلیٰ میں تمام مصیبتوں پر صبر کیا اور ان کی ہمیشہ زہن خاتوں جب کہ خیمہ سے قتل گاہ کی

طرف تشریف لائیں تو امام علیہ السلام نے کمال صبر و تحمل سے ان کو تسلی دی اور اپنی عبادان پر ڈال کر ان کو خیمہ میں پہنچا دیا۔ کیوں صاحب حسینؑ کا ایوب علیہ السلام نبی سے بھی تقابل ملاحظہ فرما چکے۔ کس کے صبر و تحمل کو ترجیح ہوئی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے صبر و تحمل کو بھی ملاحظہ فرمائیں اور سنبھل کر میدان مناظرہ میں قدم رکھیں (ورنہ قدمش میلغرد) خدا انصاف دے ان بے بصیرتوں کو جو ”یریدون ان یطفئو نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون“.....

مرزا قادیانی! بہادری تو تب تھی کہ آپ کا بھی امتحان صرف ایک مصیبت میں ہی کیا جاتا اور آپ پاس ہو جاتے تو اس وقت اپنے ابناء جنس پر مدعی افضلیت ہوتے تو عیب نہ تھا۔ ”ودونہ خراط القتاد جا حظ“ تو یوں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ ”نحن اهل البيت لا یقاس بنا احد فی شئ“ یعنی ہم وہ اہل بیت رسول اللہ ہیں کہ کوئی شخص بھی کسی فی میں ہمارے سے قیاس نہیں کر سکتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ان کی مانند خدا کی خدمت گزاری میں ایسا عظیم الشان امتحان دے سکتا ہے اور نہ کوئی خود کو ان کے ساتھ قیاس کر سکتا ہے۔ پھر فرمائیے بھلا آپ نے ان کی مانند بغیر کئے کسی معقول خدمت گزاری کے کیونکر ان سے قیاس کیا۔ ہاں اگر آپ بھی ان کی مانند کسی معقول عظیم الشان امتحان الہی میں پاس ہوئے ہوں تو ثابت کیجئے۔ بشرطیکہ الہام اور خواب و تاویل سے دست بردار ہو جاویں۔

اجی حضرت! خواب بینیاں تو رائد عورتوں کے کام ہیں۔ جو سچے جھوٹے رحمانی شیطانی خواب دیکھ کر ذل اپنا خوش کر لیا کرتی ہیں۔ بھلا کبھی نبوت یا مہدویت یا دین و ملت بھی کسی کی خوابوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ تو حضرت مسئلے نہ ہوئے ٹھسلے ہوئے۔ اہل اسلام جنہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کے تصدیق سے حکمت و کتاب خدا سے ملی ہو۔ کب ایسے ٹھسلوں کو جن کے ثبوت کا دار و مدار محدودے چند ضعیف العقل عورتوں کی خوابوں پر ہو، تسلیم کر سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی تو عورتوں کے مکر و فریب ہیں۔ ”ان کید کن عظیم“ کہ آج ہم نے مرزا قادیانی آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایسے آپ ویسے۔ آپ کے پاس چار پیسے اور آپ اتنے میں ہی خوش ہو گئے۔ کسی کو کسی کو روپیہ عنایت فرما دئے۔ پھر فرمائیے۔ بھلا جن کے مکر و فریب و کید کو قرآن میں عظیم شمار کیا ہو وہ شب و روز آپ کو خواب میں کس طرح نہ دیکھیں گے۔ بندہ خدا یہ تو واضح ہے کہ حضرت روپیہ جھوٹوں کو دنیا میں سچا بنا دیتا ہے۔ پہلے زمانوں میں بھی تو ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ فرعون و نمرود

وغیرہ نے بھی تو دولت سے ہی خدائی کا دعویٰ کیا اور ہزاروں نے نبوت و امامت و مہدویت کا زب کا دعویٰ کیا اور آپ کی طرح مریدوں کی تحواہیں مقرر کر دیں۔ پھر جو جس کے دل میں آ گیا اس نے الہام اور خواب وغیرہ سے بیان کر دیا۔ جس کی وجہ سے بہت ضعیف العقل ان زمانوں میں بھی بے دین ہو گئے۔ اب خود ہی آپ انصاف سے کہہ دیں کہ آپ کے اور سابقہ زمانہ کے مدعیوں کے دعویٰ میں کیا فرق ہے۔ ہم اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی اور امام پر واجب ہے کہ کوئی برہان کا طبع دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرے۔ جس کی وجہ سے بالا اعلان بین الحق والباطل صاف طور پر تمیز حاصل ہو جائے۔ مرزا قادیانی! انصاف سے کہیے کہ آپ کے الہاموں پر کس طرح کسی کو یقین ہو سکتا ہے۔ جب آپ اثبات دعویٰ میں الہام یا خواب پیش کریں گے تو لوگ کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ ابھی آپ کا سچا اور جھوٹا ہونا ہمیں معلوم نہیں ہے تو ہم کس طرح یقین کر سکتے ہیں کہ آپ کا یہ الہام یا خواب دعویٰ امامت کے ثبوت میں سچ ہے اور اگر فرضاً آپ کو اس الہام یا خواب میں سچا مان بھی لیا جائے تو اس خواب کا رجحانی یا شیطانی ہونا کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ پس ”بمفساد بناء القاسد على القاسد فاسد“ یعنی بناء رکھنی باطل امر کی باطل دلیلوں پر باطل ہے۔ آپ کا دعویٰ اور یہ دلیلیں سب فاسد اور باطل ہو گئیں۔ ہاں اگر کوئی معقول دلیل اور برہان آپ رکھتے ہوں۔ ”فعلیک اثباتہ وعلینا جیاتہ“.....

اب فرمائیے کہ آپ کا یہ بیضاء کہاں اور من و سلویٰ کدھر اور کوہ طور کس جگہ اور عصاء مبارک کیا ہو گیا۔ کون چور لے گیا۔ بعد ازاں خود تو نے بھی کوئی ذاتی یا حضاتی کمال تو دکھا دیا ہوتا یا کہ آپ کے صرف الہام اور خواب ہی خواب ہیں۔ آخر کہاں تک رائد عورتوں کی مانند خواب ہی دیکھتا رہے گا۔ آپ بھی میدان کمالات میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ہی جو ہر دکھادیں۔ تاکہ جو ہر شناسوں میں آپ کا صدق و کذب ثابت ہو جائے۔ ورنہ مرزا قادیانی عوام انام ”انهم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا“ کا آپ کی تصدیق کر لیں، عقلاء جو ہر شناس کے نزدیک کم اور معجمک صبیان نہیں۔ بھلا جب کہ آپ کو نور الدین اور عبدالکریم اور امر وہی وغیرہم نے بے دلیل و برہان کے امام اور مسیح اور مہدی بتا دی تو آپ کیسے انہیں اپنا خلیفہ نہ بناتے۔ ورنہ ضرور احتمال تھا کہ وہ آپ کی نبوت میں دست اندازی کرتے۔ کیونکہ ثبوت تو آپ کی نبوت اور ان کی خلافت کا الہام اور خوابوں پر مبنی ہے۔ پھر جب انہیں یہ خلافت نہ ملتی تو یہ الہام اور خواب بھی انہیں اپنی طرف ہی ہونے لگتے۔ اس خراب بازی میں پوچھنے والا ہی کون تھا اور اگر کوئی پوچھتا تو نور الدین کہہ سکتے تھے

کہ مجھے اب اپنی ہی خلافت پر الہام ہونے لگا اور عبدالکریم کہہ سکتے تھے کہ مجھے اپنی خلافت کے خواب آنے لگے۔ پھر آپ یا اور کوئی ان کے الہام یا خواب کے جواب میں کیا کہہ سکتا؟ واہ مرزا قادیانی واہ!

آخر نبوت اور خلافت کو آپس میں تقسیم فرمائی لیا۔ کوئی مانے نہ مانے آپ کی بلاء سے امام حسینؑ نے تو ایسے اعلیٰ سے اعلیٰ جو ہر دکھائے۔ جس کی وجہ سے وہ تمام خلق پر افضل کہلائے اور ان کے کمالات نے زمین آسمان اور حجر اور شجر اور ملائکہ و حیوانات غرض جنوں اور انسانوں کے قلوب پر ایسا اثر عظیم ڈالا کہ چالیس شبانہ روز تک ان کی شہادت پر روتے اور نوہ کرتے رہے اور اس کمال اور جو ہر شہادت کے دکھانے کی وجہ سے تو آنحضرت ﷺ کی ذریت میں امامت و خلافت خدا نے عطا فرمائی۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

مرزا قادیانی! آپ نے بے قاعدہ الہام اور خوابوں میں اس قدر کمال حاصل کیا زحمت تو آپ کو بہت ہی اس کمال کے حاصل کرنے میں ہوئی ہوگی۔ جس پر ہمارا بھی صادم ہے۔ مگر آپ کو اس کمال سے کیا قاعدہ۔ جب کوئی آپ کے اس کمال کو مانتا ہی نہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ اب اور کوئی کمال حاصل کریں۔

شاید کہ رفتہ رفتہ لگے دلربا کے ہاتھ

..... پس مرزا قادیانی! آپ لٹو اور پیڑے اور پلاؤ و زردہ کھانے کی وجہ سے جو بھارے دو چار غریب مزدوری پیشہ کے چندوں سے جمع ہو کر آپ کے ہاں پکتا ہے۔ حسینؑ جیسے متعین پر مدعی افضلیت بن بیٹھے۔ اگر ایسا نہیں تو آپ ثابت کر دیجئے کہ سوائے الہام اور خوابوں کے آپ نے بھی ان کی مانند خدا کی کوئی عظیم الشان خدمت گزاری بجالائی ہے۔ جس کو کہ ہر خاص و عام تسلیم کر سکے نہ ایسی خدمت گزاری کہ جس کو صرف آپ یا آپ کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہی تسلیم کریں۔ ”و دونہ خراط القنات“ مگر چونکہ معلوم ہے آپ نے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی خدمت گزاری خدا کی نہیں کی۔ لہذا مرزا قادیانی! آپ اپنے دعوے میں مطلق کاذب ہیں۔ پس آپ ہر خاص و عام پر صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ ”بمفاد حب الدنيا رأس کل خطیئة“ آپ حسب دنیا میں اس قدر مستغرق ہیں کہ خدا اور کسی پیغمبر و امام کی بھی ذرہ بھر پاس خاطر نہیں۔ ورنہ جس کو ذرا سی بھی اسلام کی بو ہوگی۔ ہرگز اس رسالہ کے ملاحظہ کے بعد ایسا غلط دعویٰ نہ کرے گا۔

بادان بدباش وبانیکاں نکو
جائے گل گل باش وجائے خارخار

بندۂ خدا فرمائیے کیا اب بھی ہمارا دعویٰ صحیح نہ ہوا کہ حسینؑ اور اس کے آباء طاہرین کے غلاموں میں بھی آپؑ کو محبوب کئے جاؤ تو آپؑ اور آپؑ کی ستر پشتوں کے واسطے ہزار ہا فخر سے زیادہ فخر تھا۔ مگر مذکورہ تحقیقات سے مرزا قادیانی کے خیالات کا پورا حال ظاہر ہے کہ اولاد رسول کے حالات میں ان کو کیسے کیسے مغالطہ پیش آئے ہیں اور حق بجانب بھی ہے۔ جب کہ آنحضرت (حسینؑ) کی نسبت مرزا قادیانی کا دل صاف ہی نہ ہوا تو اس کو آنحضرت (حسینؑ) کے حالات کیونکر معلوم ہو دیں گے۔ یہ حالات تو ان واقعات صحیحہ کے ہیں۔ جس کی تحریف و تغیر سے ان کو چنداں غرض نہیں۔ بخلاف اپنے الہام اور خوابوں کے جس پر ان کے مذہب کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ وہاں تو ہزاروں لاکھوں افتراء سے بھی ان کو پرہیز نہ ہوگا.....

بندۂ خدا آپؑ کا تو دعویٰ افضلیت عیسیٰ علیہ السلام اور حسینؑ فداہ روجی پر کرنا اور کنار اب تو ابن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ آپؑ کر بیٹھے۔ دیکھو لکھتے ہیں۔ جو ان دنوں میں انہیں الہام ہوا ہے۔ ”انسی بایعتک بایعنی ربی انت منی بمنزلۃ اولادی“ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷۷) بندۂ خدا آپؑ کی ایمان داری کا کوئی ٹھکانا بھی ہے یا نہیں۔ کبھی مثیل مسیح بنتے ہیں۔ کبھی خود مسیح کبھی مہدی بنتے ہیں۔ کبھی مہدی بھی اور مسیح بھی۔ اب تو اپنے نفس کی تعریف کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اور حسینؑ شہید سے افضل بنے۔ ادھر ابن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کر بیٹھے۔ صرف ایک خدائی کا دعویٰ باقی رہ گیا۔ کہاں تک نفسانی فخر اور مدح و ثناء کیجئے گا۔ قول حضرت امیر علیہ السلام ہے۔

تعریف المر علی نفسہ فبیح

ثناء خود بخود کردن نے زہد ترا صائب

کیوں مرزا قادیانی! آپؑ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خدا کی طرف حقیقتاً اس واسطے نسبت ولدیت ناجائز ہے کہ خدا جسم اور جسمانی لوازم سے منزہ ہے۔ اس کے علاوہ اگر حقیقتاً خدا فرزند رکھتا ہو تو لازم آئے گا فرزند کے حادث ہونے کی وجہ سے خدائے قدیم بھی حادث ہو جائے گا۔ یولد الحادث الامن الحادث“ کیونکہ حادث نہیں متولد ہوتا مگر حادث سے، اور یا خدا کے قدیم ہونے کی وجہ سے فرزند حادث بھی قدیم ہو تو یہ دونوں صورتیں باطل ٹھہریں۔ اب لیجئے مجازاً

پس کسی غیر کے فرزند کو مجازاً اپنا فرزند اور حتمی بنالینا حیوانات کی صفت ہے۔ بالاتفاق خدا پر ایسا بھی ناجائز ہے۔ ”تعالی اللہ عن ذلك علواً کبیراً“ اب فرمائیے! مرزا قادیانی آپ کس طرح بمنزلہ اولاد خدا کے مجازاً ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم کہتے ہیں۔ ایک چیز کو کسی دوسری چیز سے تب ہی تشبیہ دے سکتے ہیں جب کہ مشبہ بہ موجود یا اس کا وجود متصور ہو سکتا ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ زید چاند کی مانند ہے۔ پس چونکہ چاند ایک موجود شے ہے۔ زید کو بمنزلہ چاند کے شکل و صورت میں تشبیہ دینا یا مثلاً (زید کا لاسد) زید کو شجاعت میں بمنزلہ شیر کے تشبیہ دینا جو ایک موجود جانور ہے۔ بہت درست اور جائز تشبیہ ہے۔ لیکن اگر فرضاً چاند اور شیر کوئی شے نہ ہوتی تو آپ کس طرح ایک لاشے کو شے فرض کر کے زید کو تشبیہ دے سکتے ہیں اور فرضاً اگر تشبیہ دیتے بھی تو لوگ ایسی نامعقول تشبیہ سے جس کا مشبہ بہ لاشے ہے۔ کیا سمجھ سکتے۔ پس مرزا قادیانی یہ تو ضرور آپ بھی ماننے ہوں گے کہ خدا کا حقیقی اور صلیبی ولد کوئی بھی نہیں تو فرمائیے خدا کا ولد لاشے ہوا یا نہ ہوا۔ اگر نہیں تو آپ پہلے خدا کا حقیقی ولد ثابت کر دیں اور لاشے ہوا تو آپ کو اس الہام میں کہ ”انت منی بمنزلہ اولادی“ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) خدا نے اپنے لاشے ولد سے کیونکر تشبیہ دی۔ پھر فرمائیے بدلیل مذکور یہ تشبیہ غلط ہوئی یا نہ ہوئی اور یہ غلطی نعوذ باللہ خدا سے ہوئی یا آپ سے۔ اگر خدا سے ہوئی تو عہد اہوئی یا سہو اہوئی یہ بھی فرما دیجئے کہ خدا پر عہد آیا بھولے غلطی کا صادر ہونا جائز ہے یا نہ، اور اگر یہ غلطی خدا کی نہیں بلکہ آپ کی ہے تو پھر فرمائیے آپ نے غلطی اپنے کو الہام نام کر کے کیوں خدا کی طرف نسبت دی اور جھوٹا الزام خدا پر کس واسطے لگایا۔ کیا نبوت کے یہی معنی ہیں اور آپ کی مہدویت کی یہی ہدایت ہے اور آپ کی مسیحیت کا ثبوت غلط اور محض کذب ایسے خود ساختہ الہام اور خوابوں پر مبنی ہے۔ صاحبان باتمیز و بصیرت کی غیرت کب مقتضی ہے کہ قرآن و حدیث و براہین عقلیہ کو چھوڑ کر آپ کے علانیہ غلط الہاموں سے آپ کی تصدیق کر لیں۔ آپ باتمیز اہل اسلام سے قطعاً اس امید کو قطع فرمائیں۔ اس کے علاوہ ہم کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی خیر یہ تشبیہ خواہ غلط ہو یا صحیح۔ آپ انصاف سے فرمائیں کہ خدا کے ولد لاشے ولد سے جب آپ کو تشبیہ ہوئی تو لوگوں کو اب ایسی تشبیہ سے آپ کی نسبت کیا سمجھ لینا چاہیے۔ کہیے تو ہم اس تشبیہ کا منطوق بتا دیں۔ لیجئے! بتائے دیتے ہیں۔ لیکن بایں شرط کہ مصنفوں کی رائے سے آپ اس پر عمل کریں۔ پس سنئے کہ اس تشبیہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ لاشے ہیں۔ بایں دلیل کہ جب خدا جسم اور جسمانی لوازم سے منزہ ہونے کی وجہ قطعاً ولد نہیں رکھتا تو خدا کا ولد لاشے ٹھہرا اور آپ اس الہام میں خدا کے بمنزلہ ولاشے

کے ہیں۔ پس چونکہ مشہد اور مشہد بہ کا بالاتفاق ایک ہی حکم ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے لوگوں پر واضح کرنے کے واسطے اس الہام میں آپ کو لائے قرار دیا۔ یعنی مرزا قادیانی جیسا کہ خدا کا ولد کوئی شے نہیں۔ اسی طرح آپ بھی کوئی شے نہیں تو بندہ خدا اس الہام سے آپ کی خاک فضیلت ثابت ہوئی۔ جب آپ نے ایسے عظیم دعوے کرنے شروع کر دیئے تو لوگوں کے اعلان کے واسطے خدا نے آپ کو یہ الہام کر دیا کہ آپ مہربانی سے نبوت امامت مسیحیت مہدویت کا دعویٰ نہ کیجئے۔ آپ کوئی شے نہیں کیوں مرزا قادیانی! اب تو آپ کے اقرار کے مطابق آسمانی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کوئی شے نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ فداہ روجی پر آپ جیسے لائے کا مدعی فضیلت ہونا منصفوں کے نزدیک محض حب دنیا اور نفس امارہ کی پیروی سے ہے۔ ”فافہم وتدبر“ کیوں مرزا قادیانی اس قدر رسوائی کے بعد بھی اگر تائب نہ ہوں تو سخت افسوس ہے۔

ہرچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از ہزار رسوائی

”اللہم احفظنا والمؤمنین جمعنا من النفس الامارة بالسوء
والضلالة بعد الهدی“

چراغ الدین ساکن جموں و مرزا قادیانی کی چالاک

دیکھو (داخل البلاص ۱۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۹) مرزا قادیانی ایک عام اطلاع چراغ الدین کی نسبت لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ”مخض مذکور پہلے ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ ازاں بعد معلوم ہوا کہ وہ خود مدعی رسالت ہے۔ لہذا اپنی جماعت کو اطلاع دیتے ہیں کہ اس سے احتراز کریں۔“

مرزا قادیانی کی یہ بھی چالاک ہے کہ انہوں نے پہلے اس کے اشتہارات کے طبع ہونے کی اجازت دے دی۔ ازاں بعد اس کی مخالفت کا اعلان کیا۔

من خوب میثنام بھران پارمارا

واہ رے چالاک! مسلمانو یاد رہے کہ چراغ الدین کا پہلے مرید پھر مخالف مرزا قادیانی کے ہو جانا میرے خیال میں تین صورتوں سے خالی نہیں یا بایں خیال کہ اپنی رسالت کی بناء فاسد باندھنے کے واسطے مرزا قادیانی کی چالاکوں کو ایک نظر دیکھ لیوے۔ تاکہ وہ بھی ویسی ہی چالاکوں سے حشرات الارض کو اپنے جال میں پھنسا لیوے۔ چنانچہ وہ خود مرزا قادیانی کی طرح

مدعی رسالت ہو، اور یا ہائیں غرض کہ نور الدین اور عبدالکریم کی مانند بمقاد (بدوز و طمع دیدہ ہوشمند) مجھے بھی خلافت مرزا قادیانی سے حاصل جائے گا۔ جب نہ ملا تو مخالف ہو گیا۔ پھر گزشتہ خلافت سے نبوت کے لینے کے واسطے ہاتھ لبا کیا، یا ہائیں خیال کہ فی الحال چند مدت مرزا قادیانی کے مخالف ہو کر پھر اس سے شیر و شکر ہو کر ضعفاء عقول میں مرزا قادیانی کی نبوت کا اعلان دے کر آپس میں نصف لی و نصف لک کے یہ دونوں صاحب بہم ہو جاویں۔ عزیزان من یہی تو باہمی چال ہے۔ جس کی وجہ سے پچارے عوام الناس اس کے چال میں پھنس جاتے ہیں۔ کیوں مرزا قادیانی پھر آپ مذکور صفحہ میں فرماتے ہیں (اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی) آپ کی نیک ظنی نہ ہوئی کوئی بلا ہو گئی۔ جس نے باقی رہا ہوا حصہ بھی دین محمدی کا تباہ کر دیا۔ جب کوئی دلیل نہ ملی تو نیک ظنی کو ہی سپر قرار دے دیا۔ واہ صاحب واہ! کبھی اثبات دین میں ظن حجت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن تو ہدایت کرتا ہے۔ ”وان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً“ کہ ظن سے حق نہیں ثابت ہوا کرتا، اور آپ اپنی نیک ظنی کو ہی برخلاف حکم قرآن کے ہر جگہ برہان قرار دیتے ہیں۔ بھلا کون اہل قرآن آیات وحدیث کو چھوڑ کر آپ کے ظنی اور وہی خیالات کو تسلیم کر سکتا ہے؟

پس مرزا قادیانی! نور الدین اور عبدالکریم دوسروں ہی وغیرہم بھی ایسی ہی نیک ظنی سے آپ کو مسیح اور مہدی وغیرہ مان رہے ہیں۔ کیونکہ نیک ظنی سے ہی تو اس ولایت و خلافت میں سے انہیں بھی حاصل کیا ہے۔ اگر انہیں یہ حصہ نہ ملتا تو آپ دیکھ ہی لیتے کہ چہ راغ الدین کی طرح ان کی بھی نیک ظنی، سوء ظنی سے آپ کی نسبت بدل کر مسیحیت کے خود ہی مدعی ہو بیٹھتے۔ اگر یقین نہ ہو تو اب بھی انہیں معزول کر کے آزمائیں۔ بندہ خدا دلائل تو آپ کی نبوت اور ان کی خلافت پر محض الہام اور خواب ہیں۔ پھر مشکل ہی کیا ہے۔ اس وقت آپ کی طرف نہ ہوں گے۔ انہیں اپنی ہی طرف الہام ہونے لگیں گے۔ پھر آپ یا اور کوئی ان کے قلبی براہین پر کیونکر جرح کر سکتا ہے۔ لہذا آپ ان الہاموں اور خوابوں اور نیک ظنیوں سے باز نہیں آتے اور نہ ہی ان بے سرو پا دعووں سے دست بردار ہوتے ہیں۔ غرض کہ آپ جب مصیبت میں پڑ گئے۔ مذہب باطل کو ہٹ دھری سے ترک کیا جاتا ہے کہ معتقدین برگشتہ ہو جائیں گے۔ پھر حلو و منذ اکھانے کو نہ ملے گا یا ان کے روبرو آپ کو ذلت، جہالت و ضلالت کی سطحی اور نہ باطل کا ہی احقاق ہو سکتا ہے۔ ”فان کننت لا تدری فتک مصیبت وان کننت تدری فال مصیبت اعظم“ مرزا قادیانی آپ کا یہ

دعویٰ کہ میں امام حسینؑ سے افضل ہوں۔ ایسی دل آزار باتوں میں سے ہے۔ جن کو کوئی شریف مسلمان اپنے ذی عزت دشمن کے حق میں بھی پسند نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کا نواسہ حسینؑ جیسا پیاسہ ممتحن بالا ایمان کے بارے میں سنے۔ جن کے ساتھ حسن عقیدت و ارادت کو اپنا جزو ایمان سمجھتا ہو۔ ”جراحات السنن لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان“ یعنی تیر و نیزہ کے زخم اچھے ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن زبان کے زخموں کو التیام نہیں ہوا کرتا۔

پھر فرما دیجئے مرزا قادیانی! امام حسینؑ کی نسبت آپ کی زبانی جراحاتوں نے ترجیح پائی یا یزید کے تیر و نیزوں کے زخموں نے۔ ناظرین اب سوچنے کے لائق یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کس غرض سے ہے۔ آیا منجملہ ان کی گزشتہ نیک ظنیوں کے یہ بھی نیک ظنی اور حسن عقیدت اس کا محرک ہے جو ہر فرد اسلامی پر لازم ہے کہ خاندان رسالت کے ساتھ ولا رکھے یا وہ بغض و عداوت ہے۔ جو اسلامی تفریق کے وقت سے مسلمانوں کا پولینکل مسئلہ قرار پایا۔ پہلی صورت میں تو مسلمانوں کی ہی طرح مرزا قادیانی کی بھی روش ہونی چاہئے کہ رسول اللہ اور آنحضرت ﷺ کی معصوم و مطہر اہل بیت علیہم السلام کی تعظیم و توقیر میں کم سے کم وہ آداب ملحوظ رکھے جو اپنے باپ دادا سے برتا ہے یا اپنے بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ جس سے ہر دیکھنے والا محسوس کر سکے کہ مرزا قادیانی انہیں واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ وتكون عترتی احب الیہ من عترتہ“ یعنی کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ مجھے اپنے نفس سے اور میری عترت کو اپنی عترت سے زیادہ دوست نہ رکھے۔ ”اذ لیس فلیس فدونه خرط القتاد“ دوسری صورت دو طرح سے نمایاں ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ کھلم کھلا کسی کو برا کہے اور اظہار عداوت کرے۔ جیسا کہ یزید کے زمانہ میں عام طور پر اہل بیت رسالت کی نسبت کیا گیا۔ لیکن مرزا قادیانی بھلا اللہ مسلمانوں کے کمال اتفاق و یکجہتی سے تو یزید کی طرح علانیہ اظہار عداوت نہ کر سکا۔ باقی رہی دوسری صورت وہ یہ کہ دوستی کے پیرایہ میں اپنی عداوت ظاہر کرے اور دل کا بخار نکالے جو خاص طریقہ منافقوں کا ہے۔

پس مرزا قادیانی کا دعویٰ اس آخری سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ مگر جوش عداوت نے پردہ فاش کر دیا ہے۔ جس سے ہر کس و نا کس پر ان کی عداوت حسین علیہ السلام سے ظاہر ہو گئی۔ ورنہ باغیرت مسلمان ایسی جرات ہرگز نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی میں نہایت خیر خواہی سے عرض کرتا

ہوں کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائیں۔ ایسا نہ ہو قیامت کے روز ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے سامنے آپ کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اگر آپ کسی خیال سے اس دنیا داری کو نہیں چھوڑ سکتے تو ایسے امور کی نسبت غم نہ کیجئے۔ جس سے خاندان رسالت کی توہین ہو۔ بندہ خدا دین اور چیز ہے۔ شرافت خاندانی اور چیز۔ اگر آپ نے دین بدل لیا تو اس کا یہ لازمہ نہیں کہ امام حسینؑ پر بھی آپ افضل ہوں۔ ورنہ کوئی دلیل ایسی قائم کریں جس سے خاص و عام پر آپ کا صدق معلوم ہو جائے۔ بغیر اس کے تو مخالف موافق سب یہی کہیں گے۔ صرف مسلمانوں کی عداوت اور دل آزاری بلکہ اہل بیت رسول ﷺ کی عداوت و دشمنی نے آپ کے دل میں جوش مارا ہے۔ جو آپ کی قلم و زبان مبارک سے ٹپک رہی ہے۔ زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔ ”والعاقل تكفيه الاشارة“

خاتمہ الکتاب

اب میں آخر میں آپ کو دوستانہ رائے دیتا ہوں کہ آپ اپنی تصنیفات میں اس قسم کے سلسلہ تحریر کو قطعاً قطع فرمائیے اور دوسرا سلسلہ شروع کیجئے۔ جس میں بزرگان دین سے کچھ علاقہ نہ ہو۔ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اصرار کرنا کوئی جوہر انسانیت نہیں ہے۔ مجھے اُمید واثق تھی کہ آپ مجر د میری تحریر اول کے ”بمفاد الکناية ابلغ من التصريح“ اپنی رائے سے رجوع فرما کر مجھے ممنون فرمادیں گے اور اپنی حق پسندی کا کافی ثبوت دیں گے۔ لیکن آپ کے غصہ اور اندرونی حسد نے بنا ہوا کام بگاڑ دیا۔ خیر آپ باز نہ آئے اور اس سے زیادہ فصیح اہل بیت رسالت کیجئے۔ میں یہ سمجھ لوں گا۔ ”لیس ذلك باول قاروة كرت في الاسلام“

گر خدا خواند کہ پردہ کس درد

ملیش اندر طعنہ نیکاں برد

ہائے غضب اور ستم! کیا اسی کا نام اسلام ہے کہ ایسا حملہ پیغمبر کے نواسے زمین کر بلا کے پیا سے مظلوم امام حسینؑ پر کیا جاوے۔ نہیں ہرگز نہیں! یہ گردن کشی ہے۔ مقدس اسلام کی تعلیم نہیں۔

افتاد کی بر آورد از خاک دانہ را

گردن کسی بخاک نشاند نشاندہ را

مرزا قادیانی! مجھے کسی طرح یہ منظور نہیں کہ آپ سے رنجش بے لطفی کی نوبت پہنچے۔ آپ پہلے ہی مرحلہ میں بھگوڑے ہو گئے۔ ابھی تو میدان مناظرہ میں صرف قدم ہی رکھا ہے۔ اگر

آپ کو مناظرہ سے ایسی ہی گھبراہٹ ہونے کی تو خدا حافظ بالآخر خاموش ہو جاؤں گا۔ لیکن خدا سے عرض کر دوں گا۔ ”رب انی دعوت قومی لیلاً ونهاراً فلم یزدہم دعائی الافرار“ آخر میں ہم صرف علماء اسلام سے بکمال ادب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ”جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً الجزء المحسنین“ واقعاً آپ حضرات نے پاک اسلام کی حفاظت اور مرزا قادیانی کے تقویات کے جواب دینے میں جان و مال و علم کے بذل کرنے سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ خداوند عالم اس کے بالعوض آپ کو توفیقات خیر عطا فرمائے۔

عزیزان من! اگر مرزا قادیانی طالب حق ہوں تو ان کے لئے بس اسی قدر مضمون حق تسلیمی کے واسطے دلیل کافی اور برہان شافی ہے جو صاحب غیرت با معرفت و بصیرت دیدہ حق ہیں اور قلب صالح الیقین سے ان جیسی تقابل کو انبیاء سلف سے ملاحظہ فرمائے گا۔ رنگ شبہات اہل شقاق قطعی قلب مظلم اس کے سے پاک و صاف ہو جائے گا اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل دہل جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کے قلوب چونکہ اہل شقاق کی طرح مختوم منجانب اللہ اور ظلمت و قسادت فطری سے سیاہ ہیں۔ لہذا ان سے اثر اس کا مفقود اور وہی کثافت و تیرگی مشہور و بقول قائل۔

حق عیاں چوں مہر رخشاں آمدہ

لیک اندر شہر کوراں آمدہ

پس سنئے کہ اس معصوم اور پاک اسلام کو جو آپ کے آغوش میں حسن اتفاق تربیت پا رہا ہے۔ نفاق اور تعصب کی آگ سے محفوظ رکھنا آپ کا پہلا فرض ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے سے چند نادان کی گرم جوشی اور آپ حضرات کی ذرا کم توجہی سے خدا نخواستہ زمانہ کی ناموافق ہوا لگ گئی تو اس کا پھولنا پھلنا سخت دشوار بلکہ اتنی ہستی بھی نہ رہے گی۔ اس وقت آپ حضرات اپنی عرق ریزیوں کا ثمرہ پانے کی بجائے غفلت شعار مشہور ہوں گے۔

”وما علینا الا البلاغ فاعتبروا یا اولی الابصار و اخر دعوانا ان

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی محمد والہ الطاہرین ابدالابدین ودھرا الدھرین و ختمت فی الثانی من ربیع الثانی ۱۳۴۴ من الهجرة المنورة فی مبارک حویلی لاہور حررہ فارم الشریعة المطہرة سید علی حائری لاہوری“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا سید علی الحائری لاہوری

مہدی موعود

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العلی العظیم والصلوة علی رسولہ الکریم والہ مع التسلیم ذوی الفضل والخلق العیم ولا عدائهم الجحیم والحرمان عن النعیم . اما بعد!

”قوله تعالى وله اسلم من في السموات والارض طوعاً وكرها واليه يرجعون (البقره: ۸۲)“ یعنی جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ بارغبت یا باکراہت اسی کے مطیع ہوں گے اور اسی کے حضور میں پلٹ کر جائیں گے۔

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد علیہ السلام (حضرت مہدی) کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرما کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب قائم آل محمد (حضرت مہدی) کا ظہور ہوگا۔ تو زمین کا کوئی ایسا حصہ باقی نہ رہے گا۔ جس میں شہادت ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی منادی نہ پکار دی جائے گی۔

اسم وکنیت ولقب

ان کا نام بھی پیغمبر اسلام کے نام پر ہوگا اور ان کی کنیت بھی آنحضرت ﷺ کی کنیت ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”لؤلُم یبق من الدنیا الا یوم لطلول اللہ ذالک الیوم الی ان یبعث فیہ رجل من اہل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱)“ یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کا ایک آخری روز بھی باقی رہ جاوے تو اس دن کو خدا المبا کر دے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اس شخص کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرا نام ہوگا اور جس کی کنیت بھی میری کنیت ہوگی۔ رہے القامات سو وہ بکثرت ہیں.....

امام مہدی کس کی نسل سے ہوگا

اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ امام مہدی علیہ السلام عربی النسل ہے نہ عجمی النسل..... امام مہدی علیہ الرضوان نسل حسینؑ سے ہے۔ یہ امر غایت شہرت کی وجہ سے اس قدر عیاں ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ مگر باوجود اس کے مرزا قادیانی نے بعض سادہ لوح سنیوں کو دھوکا دے کر ایک عجیب و غریب حیلہ سے دام تزویر میں پھانس لیا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی اہل

البت سے ہوگا۔ چونکہ سلمان فارسی اہل البیت سے تھے اور میں بھی فارسی النسل ہونے کی حیثیت میں سلمان سے ملحق ہوتا ہوں۔ اس لئے میں بھی اہل البیت سے ہوا۔ پس میں امام مہدی بن گیا۔ واہ سبحان اللہ!

لیجئے! حضرت اس کے متعلق بھی سن لیجئے کہ خود سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک روز حسینؑ پیغمبر ﷺ کی ران پر بیٹھے ہوئے تھے کہ پیغمبر ﷺ اس کو چوم رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اے حسینؑ تم سید ابن سید ہو تم امام برادر امام ہو تم حجت ابن حجت اور باپ ہونو حجتوں کے ان میں نواں امام مہدی موعود علیہ السلام ہے۔ (بیان المودہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۴۳۵)

حذیفہؓ کہتا ہے کہ ایک روز پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ”لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا الْيَوْمَ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ الْيَوْمَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ رَجُلًا مِنْ وَلَدِي اسْمُهُ اسْمِي فَقَامَ سَلْمَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَتَى وَلَدَكَ هُوَ قَالَ مَنْ وَلَدِي هَذَا وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَسَنِ أَخْرَجَهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي عَوَالِيهِ أَرْجَحَ الْمَطَالِبِ ص ۴۴۲“، یعنی پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اگر ختم دنیا تک ایک روز بھی باقی رہ جائے تو ہر آئینہ خدائے تعالیٰ اس روز کو اس قدر طویل کر دے گا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص مبعوث ہوگا۔ جس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ پس اس وقت سلمان فارسی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ حضور ﷺ! آپ کے کون سے بیٹے سے وہ شخص ہوگا۔ پس پیغمبر ﷺ نے حسینؑ پر ہاتھ مارا کہ اس بیٹے سے ہوگا۔

اب فرمائیے جناب؟ مرزا قادیانی کو سلمانؑ کی نسل بننے سے کیونکر مہدویت مل گئی؟ اگر مہدی سلمانؑ کی نسل سے ہوتا تو سلمانؑ ہی کے سوال پر پیغمبر ﷺ نے مہدی کو کیوں نسل حسینؑ سے بتلایا؟ مگر بے خبر مرزا قادیانی کو کیا معلوم تھا کہ قدرت نے اس کے دعوے کرنے سے پہلے ہی خود سلمان فارسیؑ سے اس کے دعوے کی تکذیب کر رکھی ہے.....

علامات ظہور امام مہدی موعود

کتب حدیث (شیعہ) میں امام مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تقریباً چار سو خاص علامتوں کا ظہور ہونا بیان کیا گیا ہے۔ زبردست آسمانی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ: ”اَيَّتَانِ تَكُونَانِ قَبْلَ قِيَامِ الْقَائِمِ كَسُوفِ الشَّمْسِ فِي الْاَوَّلِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَخُسُوفِ الْقَمَرِ فِي آخِرِهِ“ اور یہ جملہ بھی حدیثوں میں موجود ہے۔ ”لَمَهْدِينَا اَيَّتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مِنْذَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ“، یعنی دو آیتیں اور علامتیں یہ بھی ظہور مہدی علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہو جائیں گی۔ ایک سورج گہن جو اَوَّلِ رَمَضَانَ میں واقع ہوگا دوسرا چاند گہن

جو آخر ماہ رمضان میں ہوگا۔ اس روایت میں یہ عظیم الشان دونوں نشان ایک ہی ماہ رمضان میں ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ مگر دو خصوصیتوں کے ساتھ ایک یہ کہ ظہور امام سے قبل یہ دونوں ظاہر ہوں گے۔ دوسری یہ کہ خلاف قانون مستمرہ ظاہر ہوں گے۔ یعنی ایک ہی ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں دونوں ظاہر ہوں گے اور اس میں علامت اور آیت قرار پانے کی خصوصیت یہی ہے کہ یہ خسوفین خلاف قاعدہ مستمرہ واقع ہوں گے۔ کیونکہ حدیث میں توضیح کی گئی ہے کہ خدا نے جب سے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں ان تواریخ میں کبھی خسوفین نہیں ہوئے۔

اب سنئے کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں بھی ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا تھا۔ لگے ہاتھ مرزا قادیانی نے اس کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر عوام کو دھوکا دیا کہ دیکھو میری صداقت پر چاند اور سورج نے گواہی دی ہے اور روایت خسوفین کی پیشین گوئی میرے حق میں پوری ہوگئی۔ پس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں۔

سنئے! مرزا قادیانی کی اس غلطی کا منشاء بھی ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا اور ۱۳۱۲ھ میں خسوفین ایک ماہ رمضان میں واقع ہوئے۔ مگر دو وجوہوں سے ہم اس واقعہ خسوفین کو نشان تسلیم نہیں کر سکتے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں قبل قیام القائم کا جملہ موجود ہے اور یہ خسوفین مرزا کے دعویٰ مہدویت کے چار برس بعد واقع ہوا ہے۔ اس لئے مخالف حدیث ہونے کے سبب کسی طرح یہ نشان نہیں قرار پاسکتا۔

دوسری وجہ اس کے نشان قرار نہ پانے کی یہ ہے کہ حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق مرزا قادیانی کے زمانے کا خسوفین ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں واقع نہیں ہوا ہے اور یوں تو ماہ رمضان میں حسب قانون مقررہ ہمیشہ سے خسوفین ہوتے چلے آئے ہیں۔ پھر خلاف حدیث یہ خسوفین کس طرح نشان مہدویت قرار پاسکتا ہے۔

دیکھو! پینتالیس برس کے گہنوں کی فہرست جو کتاب حدائق النجوم فارسی میں مرقوم ہے اور رسالہ شہادت آسمانی، مطبوعہ رحمانیہ موئگیر میں بھی ان پینتالیس گہنوں کی فہرست بالتزام و مطابق سنین ہجری دی گئی ہے۔ جس کو مسٹر کیتھ کی کتاب ”یوز آف دی گلوبس“ سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں کسوف و خسوف کی جدول ص ۲۷۳ سے ص ۲۷۶ تک شائع کی ہے اور کلیہ قواعد بیان کئے ہیں۔ جن کی رو سے ابتدائی سنہ ہجری سے ۱۳۱۲ھ تک جن سالوں میں اسی التزام سے چاند و سورج گہن ماہ رمضان میں واقع ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۶۰ ہوتی ہے اور ۱۷ کاذب مدعیان مہدویت کے زمانوں میں ماہ رمضان میں چاند و سورج گرہن اسی ترتیب سے ہوئے ہیں۔ جس

ترتیب سے ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔ اس اعتبار سے مرزا قادیانی نے مذکور ۷ کی تعداد میں ایک کا اضافہ کر دیا ہے۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ ”مدعی مہدویت اور سفید جھوٹ“ ”نعوذ باللہ من النفس الامارة بالسوء والضلالة بعد الهدی“
جملہ اہل اسلام کے لئے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ:

پہلا کسوفین

۱۲۶۷ھ میں مطابق ۱۸۵۱ء ہندوستان میں ہوا۔ اس کے دیکھنے والے اس وقت تک موجود ہوں گے۔ ان گہنوں کی تاریخ ۱۳ و ۲۸ ررمضان ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے (کتاب البریہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۷۷۷ حاشیہ) میں اپنی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بتائی ہے۔ اس حساب سے یہ کسوفین رمضان ان کے دعوے کرنے سے بہت پہلے ہیں۔
دوسرا کسوفین

۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان میں ہوا۔ جو ۱۸۹۴ء کے مطابق ہے۔ یہ امریکہ میں ہوا۔ جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔ ہندوستان میں دیکھا ہی نہیں گیا۔ جنتریوں میں اس کسوفین کی تاریخ ۱۲ ہے، ۱۳ نہیں ہے۔ مرزا قادیانی ہندوستان میں ہو کر اس کی تاریخ ۱۳ بتاتے ہیں اور (حقیقت الوحی ص ۱۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۴) میں اس کسوفین کو بھی اپنا نشان بتایا ہے اور محض حوالہ دے دیا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے وقت میں ایسے گہن دو مرتبہ ہوں گے۔ حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون وارد نہیں ہوا ہے اور مزہ یہ ہے کہ مدعی ہندوستان ہے اور نشان امریکہ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جہاں کے باشندوں کو اس کے وجود کا علم تک نہیں ہے۔
تیسرا کسوفین

۱۳۱۲ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳ و ۱۸ مطابق ۲۶ مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا۔ یہی کسوفین ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے اپنے لئے آسمانی نشان مشہور کیا اور دارقطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا۔ حالانکہ چالیس برس کے گہنوں میں یہ تیسرا کسوفین ہے۔ جو ماہ رمضان میں قواعد مقررہ نجوم کے مطابق واقع ہوا۔ پھر یہ نشان اور آیت کیونکر قرار پاسکتا ہے؟ جب کہ حدیث میں یہ ارشاد موجود ہے کہ ”لم تکنونا منذ خلق اللہ السموات والارض“ یہ جملہ حدیث کے شروع میں بھی ہے اور آخر میں بھی۔ ”لم تکنونا“ کی ضمیر تثنیہ لازماً سورج گہن اور چاند گہن دونوں کی طرف

پھرتی ہے۔ کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس جملہ کے یہی معنی ہیں کہ جب سے خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت تک یعنی مہدی موعود بالحق کے وقت تک ایسا کسوفین کبھی نہ ہوا ہوگا اور اس سے پیشتر کسی وقت اس خارق عادت کسوفین کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اور مرزا قادیانی کے زمانہ کے کسوفین واقعہ ۱۳۱۲ھ کی نظیر تو ایک نہیں دو مرتبہ اس چھیالیس برس کے دوران میں ملتی ہے۔ ایک ۱۳۱۱ھ دوسری ۱۲۶۷ھ تو پھر معلوم ہوا کہ ”لم تکنونا منذ الخ“ کی شرط اس میں ثابت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کسوفین آیت اور نشان نہیں قرار پاسکتا اور یہ مدعی مہدویت کا ذب ہے۔

اس تحقیق پر ہم کہتے ہیں کہ مرزائیوں میں اگر کوئی دانشمند ہے تو اس کو اب لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ ۱۳۱۲ھ کا کسوفین ماہ رمضان مرزا قادیانی یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے تو مرزا قادیانی نے اس کے معنی غلط سمجھے ہیں۔ حدیث میں جس کسوفین کو مہدی کا نشان بتایا گیا ہے وہ ایسا ہونا چاہئے جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہو اور اجتماع کسوفین جو آدم سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں مرتبہ ہوا یا وہ کسی کی صداقت یا کذب کا نشان کیونکر ہو سکتا ہے؟

مہدی کا ذب کے عقائد فاسدہ

اب ذیل میں ہم مرزا قادیانی کا ذب مدعی مہدویت کے بعض عقائد جو قرآن و حدیث اور جمہور اہل اسلام کے بالکل مخالف ہیں اسی کی مصنفات مشہورہ سے درج کرتے ہیں۔ تاکہ تمام اہل اسلام و ایمان واقف ہو جائیں کہ ایسا شخص نہ صرف دعویٰ مہدویت ہی میں کاذب ہے۔ بلکہ وہ مخرب اسلام اور مخالف دین مبین بھی ہے۔

اول مرزا قادیانی کا خدا (عاجی) ہے اور لغت میں عاجی، ہاتھی دانت یا گوبر کو کہتے ہیں۔ (برائین احمد یہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۲۳) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ”ہمارا خدا عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔“ اتنی بلفظ!

دوم مرزا فرشتوں کا قائل نہیں اور حوادث عالم کو سیارات کی تاثیر مانتا ہے۔ لقولہ ”ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یا دساتیر وید کے موافق ارواح کو اکب ان کو نام زد کریں۔ یا نہایت طریق سے ملائکہ اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کو اکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے انہیں

سیاروں کے قوا لب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔“

(توضیح المرآم ص ۳۳۳ تا ۳۳۴، خزائن ج ۳ ص ۶۷ تا ۷۱)

سوم..... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ نبیوں نے جھوٹ بولا۔ ”ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی۔ اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔“

چہارم..... مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت سلیمان و جناب مسیح علیہما السلام کے معجزات محض عقلی، بے سود از قسم شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ ”بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات بھٹکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔“

پنجم..... مرزا قادیانی کے عقیدہ میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی بھی وحی غلط نکلی۔ ”حضرت رسول خدا ﷺ کی اور وحی غلط نکلیں تھیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۷۱ تا ۷۲، شخص)

”اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے مہموں کا کشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کے عقیق تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دلایۃ الارض کی ماہیت کمائے ظاہر فرمائی گئی ہو۔“

ششم..... مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ ”حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

ہفتم..... مرزا قادیانی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے معراج سے منکر ہے۔ ”نیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

ہشتم..... مرزا قادیانی کے خیال میں قرآن میں گالیاں دی گئی ہیں۔ ”قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک

سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۶، ۲۵، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵ حاشیہ)

”اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو

بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶ حاشیہ)

نہم..... مرزا قادیانی کے اعتقاد میں نبوت ختم نہیں ہوئی۔ ”اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود

ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ

باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور

نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔“ (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

دہم..... مرزا قادیانی باوجود خود مدعی مہدویت ہونے کے امام مہدی کے آنے کا قائل نہیں

ہے۔ ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۵، خزائن ج ۳ ص ۳۴۳)

”امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

یازدہم..... مرزا قادیانی پادریوں کو دجال مانتا ہے۔ ”پایہ نبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے

آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔ جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۵، ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶، انجام آقہم ص ۴۷، خزائن ج ۱ ص ۴۷)

دوازدهم..... مرزا قادیانی خرد دجال ریل کو سمجھتا ہے۔ ”وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر

وہ ریل نہیں تو اور کیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۸۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۰)

سیزدہم..... مرزا قادیانی کے نزدیک یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ ”یاجوج و ماجوج سے دو

قومیں انگریز و روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)

چہاردهم..... مرزا قادیانی علماء کو دلبۃ الارض مانتا ہے۔ ”دلبۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو

آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

پانزدہم..... مرزا قادیانی دخان کا بھی منکر ہے۔ ”دخان سے مراد قحط و شدید ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۵)

شانزدہم..... مرزا قادیانی مغرب سے آفتاب نکلنے کا بھی منکر ہے۔ ”مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۷)

مہد ہم..... مرزا قادیانی کو عذاب قبر سے بھی انکار ہے۔ ”کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

مجد ہم..... مرزا قادیانی تنازع کو بھی صحیح مانتا ہے۔

مفسد و ہفتاد قالب دیدہ ام
بارہا چوں سبزہ بارونیدہ ام

(ست بچن ص ۸۳، خزائن ج ۱۰ ص ۲۰۸)

”ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل کر مانتھل ہو جاتا ہے۔“ (جنگ مقدس ص ۱۰، خزائن ج ۶ ص ۹۲)

غرض مرزا قادیانی کے ایسے ہفوات اس قدر ہیں کہ اگر اس کی کتابوں سے سب کو جمع کیا جائے تو کئی جلد بھی اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ بطور نمونہ یہ چند عقیدے اس کے میں نے اس جگہ لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ اہل اسلام ایسے مخربان دین کے دھوکوں سے بچیں۔ کیونکہ اس مہدی کذاب نے توہین خدا، توہین انبیاء، توہین اسلام، توہین علماء اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے۔

صد حسین است در گریبانم

(نزدول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے۔

عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

اور انہوں نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان کو اس طرح سخت گالیاں دی ہیں۔ مثلاً یہودی، بد ذات، مردار خوار، گندی روح، بے ایمان، اندھے، کتے وغیرہ وغیرہ! بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی ہے۔ جس سے ہر سچے مسلمان کے سن کر

روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ ایک اولوالعزم پیغمبر کی کیا توہین ہو سکتی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ: ”(معاذ اللہ) ایک زنا کار کجی نے آپ (مسیح علیہ السلام) کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمانی کا عطر ملا اور اس کو بغل میں لیا۔“ وغیرہ وغیرہ! (ضمیمہ انجام آقہم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ ایسا شخص تو اسلام میں نہیں رہ سکتا۔ پھر اہل اسلام کا امام مہدی کیونکر بن سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام مذکورہ عقائد مرزا قادیانی کے بالاتفاق مخالف اسلام ہیں۔

اب ناظرین کو اس مختصر و مفید مضمون سے کم از کم مرزائی حقیقت روشن ہو جائے گی کہ اس مدعی کا ذب نے احکام الہی اور فرامین رسالت پناہی کی تحریب میں کس قدر کوشش بلیغ کر کے دنیا جمع کی ہے اور نفس امارہ کی پیروی میں کیا کچھ مرزا قادیانی نے نہیں کیا۔ مگر حشرات الارض ہیں۔ جو ایسے شخص کو بھی صادق سمجھ کر کیا کچھ نہیں مانتے۔

دوستو! غائر نظر ڈالو کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اوصاف جو صحیح حدیثوں میں آئے ہیں۔ ان سے یہ واضح اور روشن ہے کہ ظہور موفور السرور پر صلیب پرستی اور کفر، بنیاد سے مٹ جائے گا۔ بتاؤ! کہ اس مہدی کا ذب نے عمر بھر میں ایک اینٹ بھی کفر یا صلیب پرستی کی گرائی۔ ان سے یہ بھی تو نہ ہو سکا کہ سود و صلیب پرست ہی ان پر ایمان لاتے۔ پھر انہوں نے کیا کیا بجز اس کے کہ تہتر فرقوں کی مختلف شاخوں میں مرزائیت کی اور ایک شاخ کا اضافہ کر دیا۔ پھر اس کو مہدی موعود مانیں تو کیوں۔ دوسروں سے اس کی مہدویت منواؤ تو کیسے۔ وعدہ ”یعلیٰ الارض قسطاً وعدلاً“ تو پورا نہ ہوا۔ ”کما ملکت ظلماً وجوراً“ میں اضافہ ضرور ہوا۔

کس قدر افسوس ہے کہ ان کی جماعت میں جو نیک طبع لوگ ہیں۔ وہ اس میں غور نہیں کرتے کہ مرزا قادیانی مجدد ہوئے، مہدی ہوئے، مسیح ہوئے، نبی ہوئے، رسول ہوئے، ابن اللہ بنے، غرض کیا تھے کیا بن گئے۔ مگر اس عرصہ دراز میں اسلام اور مسلمانوں کو ان سے کیا نفع پہنچا؟ سو پچاس کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ ان کو نہ ماننے والے چالیس کروڑ مسلمان بھی ان کے نزدیک کافر ہو گئے۔ ایسے روشن حالات کے ہوتے ہوئے بھی تعجب ہے کہ ان کی جماعت جو معدودے چند نفوس ہیں۔ ان باتوں کو نہیں سمجھتے اور ضد و ہٹ پراڑے ہوئے ہیں کہ ایمان جائے، مگر بات نہ جانے پائے۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ، نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء رقمہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحارثی، محلہ شیعیان والضلالة بعد الہدی“

موچی دروازہ لاہور..... ماہ شعبان ۱۳۴۳ھ

الحمد لله الذي جعل في كتابه
سورة البقرة آية ٢٥٥

مسح موعود

حضرت مولانا سید علی الحارثی لاہوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على عظيم الاثمة . وجزيل نعمائه . وله الشكر ملا أرضه
وممائه . وافضل صلواته وتسليماته . على افضل انبيائه واشرف سفرائه
محمد الهادي الى سبيل الرشده وسوائه . اما بعد !

اہل اسلام کو عموماً اور اہل ایمان کو خصوصاً معلوم ہونا چاہئے کہ مرزا قادیانی اور اس کی
جماعت کے پاس مایہ ناز صرف ایک مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام ہے۔ جس پر محمودی اور پیغامی
دونوں پارٹیاں نازاں ہیں کہ مسلمانوں کے جملہ فرقے نہ مسئلہ وفات مسیح میں ہمارے دلائل کی
تردید کر سکتے ہیں اور نہ حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کر سکتے ہیں۔ عام طور پر اس کے متعلق اطراف
وجوانب سے میرے پاس بکثرت خطوط موصول ہو رہے ہیں کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح پر بدلائل
وبراہین میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اور اس کے متعلق قرآنی فیصلہ جو کچھ بھی ہو، لکھ دوں۔
تاکہ حیات و وفات مسیح میں مرزائیوں نے جس قدر پیچیدہ گمیاں پیدا کر رکھی ہیں، زائل ہوں اور
مسلمان ان کے ان جھگنڈوں سے بچ سکیں۔

اس لئے کثرت مشاغل شرعیہ اور عدیم الفرستی کے باوجود میں اس مختصر رسالہ میں پہلے
تاریخی واقعہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھ کر ذیل میں ازالہ اعتراضات کروں گا۔

تواریخ معتبرہ میں اسانید معتدہ سے مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں
ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرف سے مامور ہوئے کہ اس کو دین حق کی
دعوت دیں اور صراط مستقیم بتائیں۔ وہ ططبانوس یا داؤد بن لوازم کے نام سے مشہور تھا۔

مناہرایں جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے پاس یہ ظاہر کیا کہ میں پیغمبر ہوں اور
کتاب انجیل ہدایت خلق کے لئے خدا کی طرف سے لے کر آیا ہوں۔ جس میں اس زمانہ کے
مصالح کے موافق احکام اور امور و نواہی سب موجود ہیں اور میں مامور کیا گیا ہوں کہ خدا کے احکام
تم سب کو پہنچاؤں۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ میرے دین کی متابعت کرو اور اس کی پیروی میں خدا
کی پرستش میں منہمک ہو جاؤ۔

ظالم بادشاہ نے نہ صرف دین عیسیٰ علیہ السلام سے ہی انکار کیا۔ بلکہ آنجناب کی تکلیف

اور ایذا رسانی کے درپے ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے یہ معصم ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ جناب مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ آنجناب علیہ السلام اس ملعون کے خوف سے مخفی تبلیغ کرتے رہے۔

اسی اثناء میں آپ نے حواریوں سے ایک روز وصیت کی کہ یاد رکھو۔ میرے بعد قوم قریش میں سے ایک آخری نبی امی العربی ﷺ آنے والا ہے۔ جس کو محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے نام سے پکارا جائے گا۔ وہ لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دے گا اور انس و جن اور سفید و سیاہ کی طرف مبعوث ہوگا۔ ان کا دین جملہ ادیان سلف کا نسخہ ہوگا اور ان کے بعد دامن قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور اسی کی نبوت، دین اور شریعت قائم و دائم رہے گی۔ اس کی امت کے علماء کا مرتبہ انبیاء سلف کے برابر ہوگا۔ یہ میری وصیت ہے تم میں سے ہر شخص بطنا بعد بطن اپنی اولاد کو بتاتے رہنا۔ یہاں تک کہ جو شخص آنجناب ﷺ کو پالیوے فوراً اس پر ایمان لائے۔

مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں ایک شخص جو منافق تھا اس ظالم بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور جناب مسیح علیہ السلام کے مخفی ہونے اور اسرار سے بادشاہ کو اس نے مطلع کیا۔ پس بادشاہ کی طرف سے کچھ لوگ تاریکی شب میں جناب مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچے اور مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے انہوں نے ایک مکان کے اندر قید کر دیا اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس ظالم بادشاہ کے حکم سے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے ایک مکان کے اندر انتظام کیا گیا اور یہودیوں کا انبؤہ کثیر وہاں جمع ہو گیا۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور اس قید خانہ کی چھت کی طرف سے جناب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ صبح جب آفتاب طلوع ہوا تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس قید خانہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑ لائے۔ وہ شخص جب داخل ہوا تو مکان کو اس نے بالکل خالی پایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی وقت اس شخص اور شخص کو جناب مسیح علیہ السلام کا ہم شکل و صورت بنا دیا۔ یہ ہم شکل مسیح، بے نیل مرام باہر آن کر جماعت سے کہنے لگا کہ مکان اور قید خانہ کے اندر تو مسیح کا پتہ بھی نہیں ہے۔ جماعت نے اس شخص کو مسیح کی شہادت کے سبب شبہ میں پکڑ لیا اور کہا کہ تو ہی تو مسیح ہے ہم مامور ہیں کہ تجھے صلیب پر چڑھائیں۔ غرض اسی شبہ میں وہ شخص صلیب پر چڑھا دیا گیا اور مسیح

آسمان پر چلے گئے اور آیت مجیدہ ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ میں نے درج کر دیا ہے۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل ضرور واقع ہوا ہے۔ کیونکہ لفظ شبہ آیت میں موجود ہے۔ ”وما قتلوه وما صلبوه“ سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یقیناً نہ تو قتل کئے گئے اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ ابن جریر، ابن منذر، عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے اور جمہور اہل اسلام کا اسی پر اتفاق اور اجماع ہے۔

کلبی نے بروایت ابی صالح ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس ظالم بادشاہ کا نام ططہانوس تھا اور سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں بادشاہ کا نام داؤد بن لوزا لکھا ہے۔ وہب بن منبہؒ سے منقول ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو رات کے وقت پکڑ لیا گیا کہ صبح ہوتے ہی صلیب پر چڑھا دیا جائے۔ مگر فرشتوں نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر پہنچا دیا اور یہودیوں کو اس کا پتہ بھی نہ لگ سکا اور وہ تکنتے ہی رہ گئے۔

اختلاف ہے اس میں کہ جس کوشبہ میں سولی چڑھایا گیا منافق تھا، یا موافق۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ یہودی تھا اور مسیح کا سخت دشمن تھا۔

اور بعض لکھتے ہیں کہ وہ شخص جناب مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا۔ لیکن بعد میں وہ بھی منافقوں میں مل گیا تھا اور مسیح علیہ السلام نے پہلے ہی حواریوں کو خبر دی ہوئی تھی کہ کل صبح تم میں سے ایک شخص دین کو دنیا سے بچ دے گا۔ ایسا ہی ہوا کہ صبح ہوتے ایک حواریوں میں سے یہودیوں کے ہاں گیا اور تیس درہم لے کر مسیح علیہ السلام کے مخالف ہو گیا اور تمام راز یہودیوں سے کہہ کر مسیح علیہ السلام کو پکڑوایا۔ قدرت نے مسیح علیہ السلام کو تو آسمان پر اٹھالیا اور وہ شخص منافق شبہ میں خود گرفتار ہو کر سولی چڑھا دیا گیا۔

فخر رازیؒ نے لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بحکم رب جلیل جب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے تو لوگ تین فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک فرقہ تو مسیح علیہ السلام کو خدا سمجھنے لگا۔ دوسرا فرقہ ابن اللہ اور تیسرے فرقہ کا یہ عقیدہ ہوا کہ مسیح علیہ السلام نہ تو خدا ہے اور نہ ابن اللہ۔ ”ولكنه عبد الله ورسوله“ بلکہ وہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور وہ زندہ ہے بوقت ظہور حضرت

مہدی موعود زمین پر دوبارہ نازل ہو کر زمین کو عدل و ایمان سے بھر دیں گے۔ (یہی عقیدہ صحیح ہے)
حیات اور صعود مسیح الی السماء کا قرآنی ثبوت

”قوله تعالى يعيسى انى متوفيك ورافعك الى“ اس آیت میں مسیح علیہ السلام کے حیات اور صعود الی السماء دونوں کا ثبوت موجود ہے۔ کیونکہ لفظ ”توفی“ عرب اہل لسان کی محاورات میں قبض کے معنی میں مستعمل ہے اور عرف میں کہا جاتا ہے۔ ”وفانی فلان در اہمی“ یعنی فلاں شخص نے در اہم میرے قبضہ میں دے دیئے۔ لہذا توفی کے معنی قبضہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔

نوم کے معنی میں بھی لفظ توفی استعمال ہوتا ہے۔ ”كما قال هو الذى يتوفكم بالليل“ اور متوفیک میحک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

وفات کے معنی لینے والوں کو اختلاف ہے کہ صعود الی السماء سے پہلے مسیح علیہ السلام فوت ہوئے تھے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر گئے۔ تاکہ آسمان پر پہنچانے کے بعد زندہ کئے گئے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مسیح علیہ السلام کتنے عرصہ کے بعد زندہ کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تین گھنٹے یا سات گھنٹے ان پر موت واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ فجر درجہ جانے کے وہ زندہ کئے گئے اور ایک جماعت اس بات کی بھی قائل ہے کہ وہ زندہ آسمان پر پہنچائے گئے۔..... اور بعض نے لکھا ہے کہ نوم (نیند) کی حالت میں وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیونکہ نوم بھی توفی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

”لِقَوْلِهِ تَعَالَى هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ اٰیٰ يٰنِیْمُکُمْ وَلِقَوْلِهِ تَعَالَى اللّٰهُ يَتَوَفّٰی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالتِّیْ لَمْ تَمُتْ فِی مَنَامِہَا“

لیکن شان نبوت کے شایان اصح قول یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ اس وقت تک زندہ ہیں اور وقت موعود پر نازل ہو کر امام ثانی عشر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ اقتداء کریں گے۔

کتاب ”من لا یحضرہ الفقیہ“ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں۔ جب کسی شخص کو خدا ان بقعات میں سے کسی بقعہ تک پہنچاتا ہے تو گویا خدا نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔ کیا تم نہیں سنتے کہ عیسیٰ بن مریم کے قصہ میں فرمایا

ہے۔ ”بل رفعہ اللہ الیہ“ (بلکہ خدا نے اس کو اپنے پاس بلا لیا)

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر بلائے گئے تو اون کا ایک چنچہ پہنے ہوئے تھے۔ جسے حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے ہاتھ سے کاٹا تھا اور بیٹا تھا۔ رنگ اس کا سیاہ تھا۔ جب وہ آسمان پر پہنچ گئے تو آواز آئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام اب دنیا کی زینت کو دور کر دو۔ غرض مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے اور مصلوب و مقبول نہ ہونے کے ثبوت کے لئے مختلف وجوہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

وجہ اول

مذکورہ آیت میں لفظ ”رافعک“ قرینہ صحیح ہے کہ متوفیک اس آیت میں ”انسی عاصمک من تصلک الکفار ومؤخرک الی اجل اکتبہ لک“ کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر ”متوفیک ممیتک“ کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعک بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے اور دوسرا قرینہ ”وما قتلوه وما صلبوه یقینا“ بھی موجود ہے۔ جس میں علانیہ صلیب کا سلب اور قتل کی نفی بلفظ یقینا کی گئی ہے۔ اس لئے ”ممیتک“ کے معنی میں لفظ متوفیک لیا جاسکتا ہی نہیں۔

وجہ دوم

یہ ہے کہ قرآن میں آیا ہے۔ ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ کہ اس کو مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے مسیح علیہ السلام پر ضرور ایمان لانا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ وعدہ پورا نہیں ہوا ہے۔ پس لازماً یہ ثابت ہوا کہ جناب مسیح علیہ السلام یقیناً مرنے نہیں ہیں اور اس وقت تک برابر زندہ رہیں گے کہ تمام اہل کتاب ان پر ضرور ایمان لائیں۔ وہی زمانہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔ روایتوں سے بھی اسی معنی اور مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ (شیعہ) کی تفسیر قتی میں شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا کہ اے شہر کتاب خدا کی ایک آیت نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون سی آیت ہے تو اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ اور کہا کہ میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا جب حکم دیتا ہوں۔ پھر ذرا سی اس کو مہلت دے دیتا ہوں۔ پھر اس کے ہونٹ بھی حرکت کرتے نہیں دیکھتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا ہے

کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے جو آپ نے فرمائی۔ اس نے کہا پھر کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا باقی نہ رہے گا۔ جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام خود جناب مہدی موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔ حجاج بولا وائے ہوتھ پر یہ تاویل تو نے کہاں سے پیدا کی۔ میں نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے بیان کی ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمہ سے نکلا ہے۔ جس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے۔ اہل سنت کے طریق میں یہ روایت مجاہد، ضحاک، سدی، ابن سیرین اور جوہر سے تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ نے بھی نقل کی ہے اور فریقین میں متفق علیہ ہے۔ اس لئے صحیح اور یہی قابل عمل درآمد ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

وجہ سوم

”یعسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ اس آیت میں تو فی جناب مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے لفظ انی کے ساتھ اپنی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ وقوع واقعہ صلیب سے قبل علم علیم متعال میں یہ قیل وقال گذر چکا تھا کہ لوگ شہادت کے شبہ میں ایک غیر مسیح کو صلیب پر چڑھا دیں گے اور اس مقتول کو مسیح سمجھ لیں گے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کی حیات کے متعلق یوں شہادت دی کہ ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ یعنی ان کو شبہ ہوا ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو سولی دی اور قتل کر دیا۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام نہ تو سولی چڑھایا گیا اور نہ قتل کیا گیا۔ کیونکہ ”انی متوفیک بمعنی انی عاصمک“ ہے کہ میں دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں۔ حدیثوں سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ (شیعہ) تفسیر فی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شب کو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔ اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔ ان سب کو حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا۔ سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اٹھانے والا ہے اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کرے گا کہ وہ میرا ہم صورت بنادیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب

پر کھینچا جائے۔ مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یا نبی اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس میں یہ بات محسوس کرتا ہے تو وہ تو ہی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بعد تین فرتے ہو جاؤ گے۔ دو تو خدا پر بہتان باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کرے گا اور وہ سچا ہوگا اور بہشت میں جائے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی گوشے کے راستہ سے اٹھالیا اور اصحاب دیکھتے دیکھتے رہ گئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہودی شب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں آئے۔ پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑ لیا۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ چنانچہ اس نے صبح ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بارہ مرتبہ انکار کیا۔ پھر اس نوجوان کو پکڑا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم صورت ہو گیا تھا وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا۔

وجہ چہارم

آیت مذکورہ میں لفظ متوفیک صیغہ اسم فاعل ہے جو تینوں زمانوں، ماضی، حال، مستقبل پر شامل ہوتا ہے۔ پس اس لفظ متوفیک سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مارے گئے۔ کیونکہ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنی تب ہو سکتے اگر صیغہ ماضی کا استعمال ہوتا اور یہاں تو متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یوں کئے جائیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرا مارنے والا ہوں اور مفہوم یہ ہوگا کہ میرے سوا تجھے نہ تو کوئی مار سکتا ہے اور نہ سولی پر چڑھا سکتا ہے۔ پس لازماً متوفیک اس جگہ حاصمک کے معنی میں استعمال ہونا چاہئے۔ جیسا کہ شیعہ و سنی مفسرین و محدثین نے بالاتفاق اسی معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ”وذلك كذلك وانا من المصدقين“

وجہ پنجم

لفظ متوفیک سے شہوات اور حظوظ بشریت کا ازالہ اور افتاء بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ابو بکر واسطی نے لکھا ہے کہ: ”يعيسى انى متوفيك“ سے یہ مراد ہے کہ اے مسیح تجھ سے شہوات اور حظوظ بشریت کو میں سلب اور زائل کرنے والا ہوں۔ کیونکہ کسی بشر کا باوجود شہوات کے

آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس لئے دنیاوی شہوات و لذات کو جناب مسیح علیہ السلام سے سلب کر دیا اور اس لحاظ سے وہ عالم السموات میں فرشتوں کے ساتھ بود و باش کرنے کے قابل ہو سکا اور اس وقت تک وہ اسی مسکن اعلیٰ میں قیام پذیر رہے گا۔ جب تک کہ امام ثانی عشر مہدی موعود علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ تب حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر نازل ہو کر مہدی موعود کی اقتداء کریں گے اور زمین کو عدل و ایمان سے بھر دینے میں ان کے معاون و مددگار رہیں گے۔ یہ معنی اور مفہوم بھی معقول اور قرین صداقت ہے۔

وجہ ششم

توفی لغت عرب میں اخذ شئ بتمامہ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے۔ ”التوفی اخذ اوفی وافیاً“ پس وقوع واقعہ سے پیشتر علم علیم متعال میں تھا کہ بعض جہال جناب مسیح علیہ السلام کے حق میں یہ خیال کریں گے کہ وہ جناب جسد مع الروح کے ساتھ آسمانوں پر صعود نہ کریں گے۔ بلکہ تجہان کا روح بغیر جسم کے صعود کرے گا۔ اس لئے ”دفعاً لہم ورداً علیہم“ اس آیت کریمہ میں لفظ متوفیک استعمال کیا گیا۔ تاکہ جسد مع الروح کے ساتھ ان کے صعود الی السماء پر دلیل اور حجت قرار پاسکے۔

وجہ ہفتم

انسان موت کے بعد دنیا میں چونکہ منقطع الخیر والاثر ہوتا ہے۔ جناب مسیح علیہ السلام بھی آسمان پر صعود کرنے کے سبب چونکہ اہل زمین کے لئے ایک حد تک بمنزلہ منقطع الاثر ہونے والے تھے۔ اس لئے بھی ممکن ہے کہ کلمہ ”متوفیک“ ان کے حق میں استعمال کیا گیا۔ ”ہو فلا جناح فیہ“

وجہ ہشتم

یہ صورت بھی ممکن ہے کہ لفظ متوفیک اس آیت میں اس لئے استعمال ہوا ہو کہ اس سے خدا کا مقصود اس امر کو ظاہر کر دینا ہو کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں ایفا کرنے والا ہوں۔ اپنے اس وعدے کا جو تیرے متعلق میرے علم میں گزر چکا ہے کہ میں تجھے آخر زمان تک آسمان پر تمام اہل ادیان کے ایمان لانے کے لئے زندہ رکھوں گا اور خاص اہل کتاب کے ایمان لانے کی خبر تو خصوصیت کے ساتھ آیت ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ میں دی گئی

ہے۔ پس اس لئے بھی ایفاء وعدہ سے پہلے ان کا فوت ہونا کسی طرح قرین صحت نہیں ہو سکتا۔
”فما لکم کیف تحکمون“

وجہ نہم

یہ بھی محتمل ہے کہ آیت مجیدہ میں مضاف اس جگہ محذوف ہو اور مطلب یہ ہو کہ
”یعیسیٰ انی متوفی عموک“ اس طرح قرآن مجید میں کمال فصاحت و بلاغت کو ملحوظ رکھتے
 ہوئے کثرت سے ایسی آیتیں موجود ہیں۔ جن میں مضاف محذوف اور مقدر ہے۔ لیکن ظاہر میں
 لوگ سطحی نظر سے قرآن میں تدر اور غور کرنے کے سوا ہی آیتوں کے غلط سلط معنی کر کے اپنا الو
 سیدھا کرتے ہیں اور اسلام کی تخریب کرتے رہتے ہیں

وجہ دہم

یہ بھی محتمل ہے کہ متوفیک مؤخر ہو اور رافعک مقدم جیسا کہ ابن عباسؓ نے اپنی تفسیر
 میں بذیل آیت مجیدہ اس طرح فرمایا ہے۔ **”یعیسیٰ انی رافعک الی الان وممیتک بعد
 نزول علی الارض“** کہ اے عیسیٰ اس وقت تو میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر
 اس کے بعد زمین پر نازل ہونے کے وقت میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اس قسم کی تاخیر و تقدیم بھی
 بکثرت آیتوں میں مسلمہ محدثین و مفسرین ہے۔ پس اس سے قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تفسیر کبیر
 فخر الدین رازیؒ اور تفسیر درمنثور امام سیوطیؒ میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ اگر اس سے انکار
 کیا جائے گا تو بہت سی آیتوں کے معنی میں گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

جیسا کہ مجمع البیان میں مرقوم ہے۔ **”اما النحویون یقولون علی التقدیم
 والتاخیر“** یعنی علماء نحو تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں اور اس آیت میں بھی ان کو تقدیم و تاخیر کا
 اعتراف ہے۔ جیسا کہ آیت **”فکیف کان عذابی ونذر“** میں نذر قبل العذاب مراد ہے۔

اسی طرح جناب خلیل اللہ کے قول **”بل فعلہ کبیرہم“** میں جہور مفسرین نے
 تقدیم و تاخیر کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ (تفسیر کبیر ج ۶، مطبوعہ مصر ۱۶۳-۱۶۴) میں فخر الدین رازی
 نے لکھا ہے کہ اس آیت میں تعلق بالشرط اور تقدیم و تاخیر مبتداء و خبر واقع ہوا ہے اور آیت میں
 تقدیر یوں ہے کہ **”بل فعلہ کبیرہم هذا ان کانوا ینطقون فاستلوهم“** اسی طرح
 یہاں بھی تقدیم و تاخیر ہوئی ہے۔

عالم التوریل میں امام بغویؒ نے ضحاکؒ وغیرہ جیسی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ ان کا مذہب اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ ”انی متوفیک“ مؤخر ہے۔ اگرچہ مقدم مرتب ہو گیا ہے۔ فخر رازی اور نیشاپوری نے بھی اس آیت میں تقدیم و تاخیر کا ذکر کیا ہے۔ پس لازماً اس آیت میں بھی تقدیم و تاخیر کا واقع ہونا مسلمہ مفسرین ثابت ہوا۔ اس لئے اس آیت میں ممت مسیح علیہ السلام ثابت کرنے میں مرزا قادیانی نے صریح غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور منشاء قرآن کے خلاف کہہ کر ایک مسلمہ عقیدہ جمہور اہل اسلام کی مخالفت کی ہے اور صرف اپنے کو مسیح بنانے کے لئے یہ غلط معنی اختیار کئے ہیں۔ کیونکہ صحیح معنی کرنے میں ان کی مسیحیت بہاء منشور ہو جاتی ہے۔ ”نعوذ باللہ من النفس الامارة بالسوء والضلالة بعد للهدی“

وفات مسیح کی کہانی مرزا قادیانی کی زبانی

مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بالبراہین والدلائل ثابت ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کی کہانی وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق مع التردید ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اور مرزائی جماعت انہیں بے سرو پا ڈھکوسلوں سے مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام میں سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں۔ کلمہ فضل رحمانی سے بعض اقتباسات ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ”فتدبروا ولا تکنوا من الغافلین“

مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں جناب مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق جو کچھ ہفوات لکھے ہیں مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اول..... ”مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔“ ”یعسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے۔ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔“ (انجام آقلم ص ۸۰، خزائن ج ۱۱ ص ۸۰)

دوم..... ”مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشانوں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی تھی۔ یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم السلام کے پیچھے میں گرفتار ہوئے اور صلیب چڑھانے کے وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔“ (سنت یحییٰ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۱)

سوم..... ”ہمارے متعصب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم غضری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں ایک قوی ثبوت یہ ہے کہ (صحیح بخاری ص ۳۳۹) میں یہ حدیث موجود ہے۔ ”لَعْنَتُ اللّٰہُ عَلَی الْیَہُودِ وَالنَّصَارَی اتَّخَذُوا قُبُورِ انْبِیَاۡئِہِم مَّسَاجِدًا“ یعنی یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا ہے..... بلا دسام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“

(ست پنجم ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹، شخص حاشیہ در حاشیہ)

چہارم..... ”اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں۔ کشمیر میں ایک مشہور اور معروف مزار ہے۔ جس کو یوز اسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے مشابہ ہے۔ دراصل یسوع اسف ہے یعنی یسوع غمگین، مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے۔ پھر اجنبی زبان میں مستعمل ہو کر یوز اسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آصف اسم بائسکی ہے..... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بلا دسام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نور الدین فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز اسف کی قبر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خانیا رہے۔“

(کتاب ست پنجم ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷، شخص حاشیہ)

پنجم..... ”مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔“

(انجام آتھم ص ۸۰، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۱)

ابطال دلائل فاسدہ مرزا قادیانی

نمبر اول! میں مرزا قادیانی نے آیت مجیدہ ”انسی متوفیک“ میں بخیاں خود فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کرنا چاہا۔ مگر وہ ناکامیاب رہا اور بحمد اللہ ہم نے براہین عشرہ کاملہ سے اس مختصر میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو ایسی طرح ثابت کیا ہے کہ مرزائیوں سے آنیں، بائیں، شائیں کے سوا قیامت تک اس کا کوئی جواب نہ ہو سکے گا۔ رہا وفات مسیح علیہ السلام میں مرزا قادیانی کی چالاکی سوائے اس کے جواب و تردید میں اس آیت کا ترجمہ جو مرزا قادیانی اور ان کے حکیم نور الدین نے لیا ہے۔ اس کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کی دلیل باطل اور علیل ناقابل اعتماد و وثوق ہے۔ جس سے وہ وفات مسیح یقیناً ثابت نہیں کر سکتے۔

الف..... ”مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔“

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۸، مصنف حکیم نور الدین)

ب..... ”پھر خود مرزا قادیانی دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”یعسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی“ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۶۶۵)

ناظرین! خود غور کر لیں کہ حکیم نور الدین تو متونی کے معنی لینے والا ہوں، پوری نعمت دوں گا، کرتے ہیں اور خود بدولت مرزا قادیانی پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا، لکھتے ہیں۔ فرمائیے! کہ کس کے اور کون سے معنی صحیح سمجھ جائیں؟ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو مرزا قادیانی کے خلیفہ المسیح ہیں اور خود مرزا قادیانی ملہم مسیح نبی اور مرسل کے مدعی ہیں۔ بہر حال مرزا قادیانی ہی مقدم سمجھے جانے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اصل ہیں اور فرع تابع لیکن اور مشکل یہ پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں دومرتبہ ترجمہ لکھا۔ وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے تو کون سا الہام سچا سمجھا جائے اور کون سا جھوٹا۔ (در و غلو را حافظہ باشد مشہور مثال ہے)

..... ”میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔ وہ سب باتیں کھول دے گا اور علم دین کو
بمرتبہ کمال پہنچا دے گا۔ سو حضرت مسیح علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں
جا بیٹھے۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱ حاشیہ) اس جگہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ حضرت
مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ (یہ ہے حق بر زبان جاری) بادل ناخواہ حق قلم سے
نکل ہی گیا۔

..... ”ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مر گیا۔“ بلفظ (براہین احمدیہ ص ۳۶۹، خزائن
ج ۱ ص ۴۴۲) یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔
مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں اور نہ اپنا اعتقاد اس کو ظاہر کیا۔

..... مرزا قادیانی کا سب سے عمدہ اور شرح و صریح الہام یہ ہے: ”هو الذی ارسل
رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مکی
کے طور حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا
ہے۔ وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس
دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۶۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

لیجئے! اب تو سارے الہام مرزا قادیانی کے اس الہام کے نیچے دب گئے نا، اور
ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی مٹ گئی۔ کیونکہ ان کے ہی الہام اور تحریر سے حیات مسیح
علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا
پر تشریف لانا اظہر من الشمس بچان کر دیا۔ جب مرزا قادیانی خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ
حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دین اسلام
دنیا میں پھیلائیں گے تو اب مرزا قادیانی کے کون سے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں
ہوا ہے۔ جو قابل پذیرائی ہے۔ اب الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل
سکے۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا قادیانی عدم قیام کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا
ٹھہراتے ہیں۔ ”فما لکم کیف تحکمون“

نمبر دوم! میں مرزا قادیانی نے بزم خودیہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام

صلیب پر ضرور چڑھا دیئے گئے اور پھر اتار لئے گئے۔ بحالیکہ وہ زندہ تھے اور زخموں کے واسطے حواریوں نے مرہم تیار کی۔ جس سے وہ اچھے ہو گئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہو گئے۔ مگر اس کے خلاف مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل اور ہبامثورا کئے دیتا ہے۔ جس کا بیان آئے گا۔ فاقظرا!

کاش مرزا قادیانی زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کر لیا جاتا کہ آپ کی اس مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھایا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم کو جو ان کو لگے تھے ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی اور اگر یہ الفاظ اس مرہم پر لکھے ہوئے نہیں ہیں تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔ رجھا بالغیب کسی بات کو بلا ثبوت کہہ دینے سے کسی محفل دھوکا باز کی صداقت یا مسیحیت طبقہ عقلاء کے نزدیک نہیں ثابت ہو سکتی۔

غرض اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کے امراض میں سے کوئی خاص مرض تھی یا بارہ کی بارہ ہی بیماریاں تھیں۔ اگر بغرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تب بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوئی کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ اذلیس فلیس یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پڑ تال کتب طب ہی فضول ہے۔

اب ان امراض کے نام بھی ملاحظہ فرمائیں اور ام حاسہ (جمع ورم یا سخت) خنازیر (کنٹھ مالا) طواعین (جمع طاعون) سرطان (ورم سوداوی) عقیقہ جراحات (زخموں کا عقیقہ) اوساخ (چرک) جہت رویانیدن گوشت تازہ، رفع شقاق و امار (شکاف پام) حکمہ (خارش جدید) جرب (خارش کهنہ) سحطہ (مرض سرخ) بوا سیر مشہور مرض ہے۔ (قربادین قادری ص ۳۸۷)

جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ”مرہم حواریین کہ مسمی است بمرہم سلیمان و مرہم رسل نیز دان را مرہم عیسیٰ نامند۔“ اب ظاہر ہے کہ لفظ رسل رسول کی جمع ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے اور اس نسخہ کے چار نام ہیں۔ حواریین، سلیمان، رسل عیسیٰ۔

باوجود اس کے مرزا قادیانی نے اس مرہم کو صرف مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں ہی۔

کے لئے کیونکر مخصوص کر دیا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری جناب مسیح علیہ السلام کو ہوئی ہو اور اس کے لئے یہ مرہم استعمال کی گئی ہو۔ کیونکہ آنجناب اکثر سفر کیا کرتے اس لئے ممکن ہے کہ ان کے پاؤں میں شقاق، ورم یا حک (خارش جدید) وغیرہ کی بیماری پیدا ہو گئی ہو اور اس وقت یہ مرہم آنحضرت (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے استعمال کی ہو۔ یہ الفاظ مرزا قادیانی نے اپنے پاس سے جوڑ لئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی اتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ یہ ڈھکوسلا مرزا قادیانی کا اپنا بتایا ہوا ہے۔ ایسے افتراء پر دازیوں سے وہ دھوکا دہی میں کامل مشاق تھے اور حقوں کو پھانس کر مرید بنالیا کرتے تھے۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانہم قد ضلوا واضلوا“

نمبر سوم! میں مرزا قادیانی نے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب چڑھائے جانے اور ان کے فوت ہو جانے پر بہت زور دیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ مسیح بلا دشام میں دفن بھی کر دیئے تھے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک مقررہ تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں۔ صرف بخاری کی حدیث ”لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیائہم مساجداً“ کی بناء پر مرزا قادیانی نے جناب مسیح علیہ السلام کو سولی بھی چڑھایا، مار بھی دیا اور خاص بلا دشام میں دفن کر کے ان کی قبر بھی بنادی نہ معلوم یہ سب باتیں مرزا قادیانی نے حدیث قبور انبیائہم والی حدیث بخاری کے کن الفاظ سے اخذ کئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ فی الواقع بات کو جتنکڑ بنا کر مرزا قادیانی پر ختم تھا۔ دیکھئے حدیث کیا پیش کی ہے اور باتیں کس قدر بتائی ہیں۔ سچ ہے۔

ایں کاراز تو آید و مردان چہیں کنند

ایسے ہی استعاروں سے انہوں نے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا اور پھر مار کر بلا دشام میں دفن بھی کر دیا اور نصاریٰ کو اس کی قبر پرستی کا الزام بھی لگا دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ملا آنست کہ بند نشود، رطب گوید یا بس!

دوستو! غور کرو کہ مرزا قادیانی کہیں تو لکھتے ہیں کہ: ”جناب مسیح علیہ السلام کی قبر بلا دشام میں ہے۔“ اور کہیں لکھتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح علیہ السلام اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔“

کیا مرزا قادیانی کا یہ فرض نہیں تھا کہ وہ بتاتے ان کی قبر پر کس قدر نصاریٰ لکھتے اور

اس کی قبر کی پرستش کر رہے ہیں۔ جو قبر کہ مرزا قادیانی نے کشمیر میں بتائی ہے۔ وہ ایک ہندو حکمران کے قلمرو میں ہے۔ وہاں تو نصاریٰ میں سے ایک صاحب بھی عبادت اور پرستش کرتے نظر نہیں آتے۔ پھر معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کشمیر میں قبر مانتے ہوئے بخاری کی حدیث قبور و مساجد کیوں پیش کر رہے ہیں؟ یعنی اگر حدیث مذکور میں مرزا قادیانی کی مراد نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پرستی کرنا ہے اور اس سے وہ وفات مسیح پر استدلال کرنا چاہتے ہیں تو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کشمیر میں مسیح علیہ السلام سے منسوب نہ تو کوئی قبر ہے اور نہ کشمیر میں نصاریٰ کسی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر خواہ مخواہ اس فضول گوئی سے حاصل کیا؟

مزید برائیں اس حدیث بخاری میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا ہے تو اس حدیث کو پیش کرنے پر مرزا قادیانی کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ نصاریٰ مسیح علیہ السلام کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ حدیث کا لفظ ”قبور انبیائہم“ ہے۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر اس حدیث میں مراد نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو یہ تسلیم ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کرتے ہیں۔ پس قبور انبیائہم سے سوا مسیح کے دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ مانتے چلے آ رہے ہیں۔ کیونکہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ہوگا جس کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں مکرر لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تورات کو پورا کرنے کے واسطے نہیں آیا۔ انہیں دس احکامات کا جو تورات میں ہیں۔ سب کو نصاریٰ مانتے ہیں اور جن تمام انبیاء کا ذکر تورات میں موجود ہے ان کو انبیاء جانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ”قبور انبیائہم“ سے سوا عیسیٰ علیہ السلام کے (کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے) دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق انبیاء مانتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے۔ سب غلط اور عوام فریبی دھوکا دہی پر مبنی ہے۔ ”فما هذا الا بهتان عظیم“

نمبر چہارم! میں مرزا قادیانی نے اپنے خلیفہ حکیم نور الدین کے حوالہ سے یسوع کی قبر کشمیر، محلہ خانیاں میں ہونا بیان کی ہے اور یوز اسف نام کی اپنے منشاء کے مطابق خواہ مخواہ تاویل کرنے میں بہت چالاکی سے کام لیا ہے اور لفظ یوز اسف کو یسوع آسف یا یسوع صاحب موڑ توڑ کر بنایا ہے۔ جو قطعاً خلاف معقول و منقول ہے۔ اگر اس بری طرح صحیح لفظوں کو بگاڑنا ہی

مرزا قادیانی کی مسیحیت کا استدلال اور نشان ہے تو پھر قرآن وحدیث کی ہر بات اہل غرض بگاڑ کر اپنا مطلب بنا سکتے ہیں اور اس بناء تاویل بازی پر تو دین ودنیا کی ایک بات بھی اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہ سکتی۔

افسوس ہے کہ اس مدعی مسیحیت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظوں کی تاویل کن صورتوں میں کی جاسکتی ہے۔ اس کی جانے بلا۔ اس نے مسیح اور مہدی بننے کے لئے جائز اور ناجائز دونوں ذرائع کو اختیار کر رکھا ہے۔ قرآن وحدیث میں تحریف ہو جائے۔ مگر مسیحیت دمہدویت ہاتھ سے نہ جائے۔ غرض ایسے خیالی ڈھکوسلوں سے وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم نے وفات اور قبر مسیح کا مسئلہ ثابت کر دیا ہے۔ حالانکہ سوا بے وقوف کے ایسی ہفوات کو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

اور مرزا قادیانی کی طرح نام بدل دینے میں اگر تاویل سے کام لینا ہو تو پھر مرزا قادیانی یوز اسف کو اگر اپنی منشاء کے مطابق یسوع اسف خواہ خواہ تبدیل کر رہے ہیں تو کوئی دوسرے صاحب ان کی طرح کہہ سکتے ہیں کہ یوز اسف درحقیقت زوج آصف تھا۔ کیونکہ آصف بن برخیا وزیر تھا۔ جناب سلیمان نبی کا، اور یہ مشہور ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے تھے۔ پس ناممکن نہیں ہے کہ اس وقت وزیر آصف کی زوجہ نے کشمیر میں انتقال کیا ہو اور اس مقبرہ میں دفن ہوئی ہو اور وہ مقبرہ زوج آصف کے نام سے مشہور ہو۔ بعد میں کثرت استعمال سے زوج تو یوز سے بدل گیا اور آصف آصف سے تبدیل ہو گیا ہو۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“

مگر ایسی تاویلیں امور شرعیہ اور احکام دینیہ میں قابل اعتماد نہیں ہو سکتیں۔ مرزا قادیانی میں جنہوں نے اپنے مذہب اور عقیدہ کا مدار ہی صرف ایسی رکیک تاویلوں، خوابوں اور الہاموں پر رکھا ہوا ہے اور ان کے مقابلہ میں عقل، قرآن اور حدیثوں کی بھی وہ پروا نہیں کیا کرتے۔ غرض مرزا قادیانی عجب دماغ کے پالک تھے۔ بقول فحشے کہ دروغلورا حافظہ نباشد! کہیں کچھ اور کہیں اس کے خلاف کچھ اور لکھ دیتے تھے۔ دور نہ جانیے۔ اسی موت اور قبر مسیح علیہ السلام کے متعلق دیکھئے۔ اس نے کئی پہلو بدلے ہیں۔

مثلاً ایک جگہ تو یہ لکھ دیا ہے کہ: ”یہ توح ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا پھر زندہ ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳)

پھر دوسری جگہ بھی اسی کی تائید میں لکھا ہے: ”یہ تیسری آیت باب اوّل اعمال کی مسج کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۷۳، ۳۷۴، خزائن ج ۳ ص ۳۵۴)

پھر ایک جگہ اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا دشام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔“ (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱ ص ۳۰۹، حاشیہ در حاشیہ) اب لیجئے۔ ان سب اقوال کے خلاف یوں رقمطراز ہیں کہ: ”یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔“ (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱ ص ۳۰۷)

تاثرین! خود اندازہ لگالیں کہ اس شخص کے ان مختلف اور متضاد اقوال میں سے کون سے قول کو سچا مانا جائے؟ درحالیکہ ہر قول اس کا بقول اس کے بذریعہ الہام ہوا کرتا ہے۔ نہ معلوم وہ خود جاہل ہے یا اس کا ملہم، اس طرح اس کے کذب کو پشت از بام کراتا ہے۔ عقلمند اور فہمیدہ شخص تو ایسی متضاد باتوں کو ہذیان اور نفوٹ سے زیادہ وقیع نہیں سمجھ سکتا۔ رہے جہاں مرید! سو وہ ”انہم کالانعام بل هم اضل سبیلاً“ کا مصداق ہیں۔ ان کا قول و فعل قابل وثوق اور حجت نہیں ہو سکتا۔

نمبر پنجم! میں ہے۔ ملہم نے مرزا قادیانی کو اپنے الہام سے واضح کیا ہے کہ: ”عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے اور آنے والا سح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔“

اس کے متعلق ہم صرف اسی قدر کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ الہام انہیں کس زبان میں ہوا ہے۔ کشمیری، تہقی، لداخی، بلتھی، بخارا، عربی، عبرانی، یا انگریزی زبان میں۔ کیونکہ انہوں نے (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۲۶۴) میں انگریزی، عربی، عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھا ہے کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ!

اب غور فرمائیں کہ پنجابی، عربی، انگریزی، عبرانی، عربی زبان میں ہونا معنی ندارد! کیونکہ وہ غیر زبانوں کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ فرمائیے۔ پھر ایسے فضول الہام ہونے سے حاصل کیا؟ یہ عجیب بات ہے کہ الہام تو ہوتا ہے نبی کو اور وہ اس کا مطلب سمجھنے میں ایک انگریزی خواں طالب علم کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ ایسے الہام کرنے کی خدا کو ضرورت ہی کیوں ہوئی۔ جس کے معنی اس کا

نبی سمجھ نہیں سکتا اور ایک غیر ذمہ دار شخص جو معنی اس کے بیان کر دیتا ہے۔ بے چون و چرا اس پر اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ کیا آپ یقین کر لیں گے کہ ان غیر زبانوں میں الہامات ہوں۔ جن کو مرزا قادیانی نہ جانتے ہوں اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ کیا ایسے الہام یقینی اور قطعی کہلا سکتے ہیں۔ کیا ایسے الہام کی بناء پر مرزا قادیانی مسیح موعود قرار پاسکتے ہیں۔ یہ باتیں سر اسرنت اللہ کے خلاف اور ناقابل عملدرآمد ہیں۔ مضحکہ صبیان سے قطعاً زیادہ وقیح نہیں ہو سکتیں۔

سنئے! حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام ملک کنعان میں تھے اور ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے انجیل یونانی زبان میں نازل ہوئی۔ ہمارے مولا خاتم الانبیاء سید الرسل ہادی السبل محمد مصطفیٰ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ملک عرب میں تھے۔ ان کی کتاب قرآن مجید بلسان عربی مبین نازل ہوئی۔ قرآن مجید میں بھی آیا ہے: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبینن لهم (ابراہیم: ۴)“ یعنی جب کبھی ہم نے کوئی پیغمبر بھیجا تو (اس کو) اس کی قومی زبان میں (بات چیت) کرتا ہوا بھیجا۔ قومی زبان میں ہر پیغمبر کے آنے کی علت خود آیت نے ”لیبینن لهم“ بیان کر دی ہے کہ وہ اس قوم کو اس کی زبان میں احکام خدا بیان کرے۔ پس پنجابی نبی ہو کر غیر زبان انگریزی میں الہام بیان کرنے، اس آیت قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہی سنت اللہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ ”ودونہ خراط القناد وموجب الفساد بین العباد“

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ملک پنجاب میں یہ سنت اللہ کیوں تبدیل ہو گئی۔ حالانکہ اس کے متعلق نص موجود ہے۔ ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ اس حکم کے مطابق لازم اور ناقابل تغیر سنت اللہ یہ ہونی چاہئے تھی کہ پنجابی نبی کے لئے بھی تمام وحی والہام پنجابی زبان میں کئے جاتے۔ جب وہ نبی صادق ہوتا۔ مگر کذاب مدعی کا کذب پھر کیونکر ثابت ہوتا۔ یہ درحقیقت صداقت کا تین نشان ہے کہ اس کذاب کے دماغ میں اس کا خیال تک بھی پیدا نہ ہوا کہ جب میں پنجاب کی سرزمین میں دعویٰ نبوت کرنے لگا ہوں۔ تو الہام بھی پنجابی زبان میں گھڑتا رہوں۔ تاکہ سنت اللہ کی تبدیلی کا الزام عائد نہ ہو سکے۔ ”ولنعم من قال“

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

جب اس کذاب نے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی شان میں ناشائیاں اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ تو خدا نے اس کا کذب، افتراء اور بہتان اس کی اپنی ہی زبان سے طشت از بام کر دیا۔

چالاک مرزا قادیانی کچھ ایسے نڈر ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے اور جو جی میں آتا ہے بے تکلف کہہ ڈالتے ہیں۔ جو کچھ نوک قلم سے نکل جائے۔ بس وہی الہام وحی سے تعبیر ہوتا ہے۔ ابن اللہ اور خدائی کا دعویٰ بھی اس لئے کر دیا کہ عیسائیوں کے خدا کو اپنی طرف سے نہ صرف مار دیا۔ بلکہ کشمیر میں اس کو قبر میں دفن بھی کر دیا۔ مرزا قادیانی جب تک خدائی عہدہ داروں کو جان سے مار نہیں ڈالتے۔ اس کے عہدے کا خود مدعی نہیں ہوتے۔ خیال رہتا ہوگا کہ ان کے واپس آنے پر کہیں معزول نہ ہونا پڑے۔ اس لئے جب تک اس کو قبر میں داخل نہ کریں دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔ سچ ہے۔

ہر کسے را بہر کارے صاحب

مرزائیوں کی دو پارٹیاں

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس کی جماعت اب دو پارٹیوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک محمودی اور دوسری پیغامی کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ مرزا قادیانی کے خیالات کی اشاعت میں منہمک ہیں۔

محمودی پارٹی

محمودی پارٹی کا مرکز تو قادیان ہے اور وہ مرزا محمود فرزند مرزا قادیانی کو ان کا جانشین اور خلیفہ المسیح مانتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں مرزا قادیانی نبی، رسول اور مسیح و مہدی وغیرہ سب ہی کچھ ہیں۔ جن باتوں کا اس نے اپنی کتابوں میں دعویٰ کیا ہے اور وہ منکرین مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ پارٹی مرزا محمود قادیانی کو اگر ”پدر نتواند پسر تمام کند“ کا مصداق سمجھتی ہے۔ وہ بھی پدر بزرگوار کی طرح خود شان نبوت لئے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ خدا ہی ہے جو اس سے مسلمانوں کو بچالے۔

پیغامی پارٹی

اس پارٹی کا مرکز لاہور ہے۔ ان کا امیر مولوی محمد علی ہے۔ یہ پارٹی تدریجاً مرزا قادیانی کے دعاوی کی تاویل کر کے مصلحتاً ان کی رسالت نبوت سے انکاری ہو گئی ہے اور فی الحال یہ پارٹی اگرچہ مرزا قادیانی کی حیثیت لفظاً ایکٹ محمد سے زیادہ نہیں مانتی۔ مگر اصول اور فروع میں وہ بھی اسی کے احکام کی پابند نظر آتی ہے۔

یہ مسلم ہے کہ یہ پارٹی باوجود تاویلوں کے مرزا قادیانی کو دعویٰ رسالت و نبوت سے کسی طرح بری الذمہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ صریح لفظوں میں لکھا ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ، اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (رسالہ دعوت قوم) (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۸۰) اس کی تصانیف میں رسالت کے ایسے دعوے بکثرت ہیں۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان الفاظ میں کھلم کھلا پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ کیا پیغمبروں کے القاب سے وہ ملقب نہیں ہوئے۔ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں۔ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں۔ کیا خدا کا امین نبی نہیں۔ کیا جس پر ایمان لایا جائے وہ پیغمبر نہیں۔ ان دعاوی میں کوئی شبہ ہے کہ جس سے آپ مرزا قادیانی کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے۔ اس پر جب مرزا قادیانی کو کوئی کہتا ہے کہ تم پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہی حال پیغاموں کا ہے۔

ایسی صورت میں انصاف سے کہئے کہ پیغمبری، رسالت اور نبوت میں کچھ کسر باقی رہی۔ پھر ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوں گی۔ آؤ خدا کو مانو اور ایسی بے تکلی ہانکنے سے باز آ جاؤ کہ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ ورنہ اسلام میں اس رخنہ اندازی سے تم یقیناً مشغول الذمہ رہو گے۔

”فقد برو لا تکن من الغافلین“

غافل مشوگر عاقلی دریاب گر صاحب دے

شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

نمقہ..... خادم الشریعہ المطہرہ علی الحارثی!

محکمہ شیعان، موچی دروازہ لاہور..... محررہ، ماہ مارچ ۱۹۲۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
سورة

گر طرا مست قلندر دا

جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توں حمداں لائق پاک احد نہیں صفت تیری دی ہرگز حد
توں سمج بصیر علیم صد توں واقف باہر اندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا
یا سید سرور عرب و عجم صلوٰۃ اللہ تیجھے دم دم
توں ساتی کوثر خیر ام توں فخر گداؤ سکندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا
سب آل اصحاب ازواج نبی باراں چوداں کل غوث ولی
پر میرے فداک امی ابی میں خادم شیر قلندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا
سن ذکر توں قادیاں والے دا لہ گل تھیں کوٹ سیالے دا
بن کرشن پیا گور شالے دا پڑھ سبق شیطان محمدؐ دا
دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا
کہیا آیا جوش مداری نوں کڈھ بیٹھا ہوو پٹاری نوں
کچھ خلقت کرماں ماری نوں کر ریا کھیل تیندے دا
دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا
آ ایسا ڈورو کھڑکایا شیطان بھی قداں وچہ آیا
بنگالی منتر ٹھٹ لایا کم دیا بکرے بندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 کر چندے کل مخلوقاں دے بند کیتے قفل صندوقاں دے
 کر بیٹھا ناز معشوقاں دے گھست تختہ چیل اندر دا
 دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 پھر شیطان آکے پھسلايا بن مہدی ہیں کیوں شرمایا
 ہو دور الدین میں در آیا چا بھار کفر دے جنبہ دا
 دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 چمک نقشے پنیاں رولاندے گر بن بیٹھے مجھولاں دے
 منہ وعظ بیان مقبولاں دے دل ڈولے دیکھ بھجندر دا
 دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 بہ دیکھ میاں کی کرناں میں کس کس دے گائے چڑھناں میں
 نہیں مول کسے تھیں ہرناں میں ہے وٹا مینوں ہر سندر دا
 دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 کدی بندہ کدی خدا بن دا کدی آپے بالے شاہ بن دا
 کدی کیڑا ٹٹی دا بن دا ہے پتر کھوتے ڈنگر دا
 دھر رگڑا مست قلندر دا
 بھن بت مرزے دے مندر دا
 جد کرشن مرار امام ہوئے کئی آجے دین غلام ہوئے
 پھر پیچی دے الہام ہوئے کم چل پیا پیرا ڈندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

وت ہوئی طرف رجوع ہويا آ حیض نفاس شروع ہويا

پھر وضع حمل موضوع ہويا لے لٹکا باہر اندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

کی دساں شکل بنگھاپ وچوں جم بیٹھا اپنے آپ وچوں

نہ حمیا ماں تے باپ وچوں گر مرزائیاں دے مندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

سب حد اسلام دی بھن بیٹھا جد پتر خدا دا بن بیٹھا

شیطان بھی اس نوں من بیٹھا چھڈ دعویٰ اپنے پھنڈ دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

تھہ کفر شرک دے پھڑ کے بم آ کیتوس رب دے نال ظلم

بن بیٹھا شاہ مدنی صلعم باشدہ نرگ سمندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

بہہ قادیان دے ٹھا کر دو آرے پیا بنیاں والے دم مارے

ایہہ بھلسن جتھ نالک سارے جد ٹنسی ٹھیدو چندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

لٹ دولت زر گھر باراں نوں پیا بنجھے جنت یاراں نوں

تک لے نبی دیاں کاراں نوں ایہہ ٹھیکیدار سمندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

کدی ایہہ بھی گفت شنید ہوئی بچ جنت زر خرید ہوئی

لے رقماں دا لے عید ہوئی کھلا کلٹ کراچی بندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

رعی لوڑ نہ پڑھن پڑھاون دی انج گوڑے پیر بھناون دی

کب رقم لگے بخشاون دی در کھل گیا چلو چلندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

لادھو کے جنت بقیعاں دے گھر لٹ لے کئی سودھیاں دے

ایہو ہوں کم نبیاں دے گر سوچو جو کچھ پھس پھندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

تک مکر فریب شیطان نے آزاد محمدی کون پھے

جو پھس گئے ادھاں کھان گھے پے لین سواد چھندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا

بھن بت مرزے دے مندر دا

شرم سے سنگ خارا پکھل کر مانند پانی ہو نبی ہوتے ہوئے زوجہ رقیبوں میں سہانی ہو

گیا بوڑھا ترستار لگی آزاد کیا الٹی خدا کے دستخط بھی ہوں نکاح بھی آسانی ہو

شہ ختم النبی کا دو جہاں میں بول بالا ہے کہ جن کی شان میں لولاک کا گھر گھرا جالا ہے

مکذب گر کرے آزاد پھر دعویٰ نبوت کا سمجھ لو لعنتی ملعون ہے شیطان کا سالا ہے

حاشیہ جات

۱۔ شرارتی۔

۲۔ جس کا کوئی مخصوص نہ ہو۔

۳۔ طریقہ کفر۔

۴۔ کایا پلٹنا، نظر بندی، مدار یوں کا کھیل۔

۵۔ ٹپٹی ٹپٹی ایک نام نہاد فرشتہ کا نام تھا جو مرزا قادیانی پر نازل ہوتا تھا۔

۶۔ (تقریر حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱، اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۹، خزائن ج ۱ ص ۲۵۳)

۷۔ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱ ص ۵۰)

۸۔ ایک مخلص مرید قاضی یار محمد بی. او ایل پلیڈر نور پور ضلع کا محکمہ اپنے ٹریکٹ ۳۳ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض سندھ پریس امرتسر کے ص ۱۳ پر مرزا قادیانی کی اظہار رجولیت تحریر کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

۹۔ مکرو فریب۔

۱۰۔ الہام مرزا قادیانی ”اخرج منه الی زید یون“ (ازالہ اوہام ص ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ حاشیہ)

۱۱۔ دعویٰ کرشن ہونے سے قادیاں ٹھا کر دو آرا کہلا سکتا ہے۔

۱۲۔ مرزا قادیاں نے ایک ٹکٹ جنت میں داخل ہونے کا قیمت پر کھول رکھا ہے جو وہ ٹکٹ خریدے وہ بغیر اعمال صالح کے جنتی ہے۔

۱۳۔ دوٹ، مفت، پاس۔

۱۴۔ شکاری، فریب کمانے والا۔

۱۵۔ خلاصی پانا۔ چھٹ جانا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا قَارِي مُحَمَّد طَيْب قَاسِمِي

خاتم النبيين

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد!

ملکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین! سرور دو عالم، فخر بنی آدم، آقائے دو جہاں، نبی عالمین، امام انصیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد ﷺ و اصحابہ و ازواجہ و ذریا بہ و سلم محض نبی ہی نہیں بلکہ خاتم انصیین ہیں اور ختم کے معنی انتہا کر دینے اور کسی چیز کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہیں۔ اس لئے خاتم انصیین کے معنی نبوت کو انبیاء تک پہنچا دینے کے ہوئے اور کسی چیز کے انتہا تک پہنچ جانے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخری حد پر آجائے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ اور حد باقی نہ رہے جس تک وہ پہنچے۔ اس لئے ختم نبوت کے معنی یہ ہوئے کہ نبوت اپنے تمام درجات و مراتب کی آخری حد تک آگئی اور نبوت کا کوئی درجہ اور مرتبہ باقی نہیں رہا کہ جس تک وہ آئے اور اس کے لئے حرکت کر کے آگے بڑھے۔

اس لئے ”خاتم انصیین“ کے حقیقی معنی یہ نکلے کہ خاتم پر نبوت اور کمالات نبوت کے تمام مراتب پورے ہو گئے اور نبوت اپنے علمی و اخلاقی کمالات کے ایک ایسے انتہائی مقام پر آگئی کہ بشریت کے دائرہ میں نہ علمی کمال کا کوئی درجہ باقی رہا، نہ اخلاقی قدروں کا کوئی مرتبہ کہ جس کے لئے نبوت خاتم سے گزر کر آگے بڑھے اور اس درجہ یا قدر تک پہنچے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت یا انقطاع رسالت کے نہیں ہیں بلکہ معنی کہ نبوت کی نعمت باقی نہ رہی یا اس کا نور عالم سے زائل ہو گیا بلکہ تکمیل نبوت کے ہیں جس کا حاصل یہ ہوا کہ خاتم انصیین ﷺ کی ذات پر تمام کمالات نبوت اپنی انتہا کو پہنچ کر مکمل ہو گئے جواب تک نہ ہوئے تھے اور اب جو نبوت دنیا میں قائم ہے وہ خاتم کی ہے۔ اس کا ل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نہ یہ کہ نبوت دنیا سے منقطع ہو گئی اور چھین لی گئی۔ معاذ اللہ۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہ نکلا ہے کہ نبوت جب سے شروع ہوئی اور جن کمالات کو لے کر شروع ہوئی اور آخر کار جس حد پر آ کر رکھی اور ختم ہوئی اس کے اول سے لے کر آخر تک جس قدر بھی کمالات نبوت دنیا میں وقتاً فوقتاً آئے اور طبقہ انبیاء میں سے کسی کو ملے وہ سب کے سب خاتم انصیین میں آ کر جمع ہو گئے۔ جو خاتم سے پہلے اس کمال جامعیت کے ساتھ کسی میں جمع نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ جہاں

بھی اجتماع ہوتا وہیں پر نبوت ختم ہو جاتی اور آگے بڑھ کر یہاں تک نہ پہنچتی۔ اس لئے ”خاتم النبیین“ کا جامع علوم نبوت جامع اخلاق نبوت جامع احوال نبوت اور جامع جمیع شکون نبوت ہونا ضروری ٹھہرا جو غیر خاتم کے لئے نہیں ہو سکتا تھا ورنہ وہی خاتم بن جاتا۔

اور ظاہر ہے کہ جب ان ہی کمالات علم و عمل پر شریعتوں کی بنیاد ہے جو اپنی انتہائی حدود کے ساتھ خاتم النبیین میں جمع ہو کر اپنے آخری کنارہ پر پہنچ گئے جن کا کوئی درجہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے کے لئے خدا کا کوئی اور نبی آئے تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ شریعت اور دین بھی آ کر خاتم پر ختم یعنی مکمل ہو گیا اور شریعت و دین کا بھی کوئی تکمیل طلب حصہ باقی نہیں رہا کہ اسے پہنچانے اور مکمل کرنے کے لئے کسی اور نبی کو دنیا میں بھیجا جائے۔ اس لئے خاتم النبیین کے لئے خاتم الشرائع، خاتم الادیان اور خاتم الکتاب یا بالفاظ دیگر کامل الشریعت، کامل الدین اور کامل الکتاب ہونا بھی ضروری اور قدرتی نکلا۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے تھے اور ظاہر ہے کہ کامل ہی ناقص کے لئے ناخ بن سکتا ہے نہ کہ برعکس۔ اس لئے شریعت محمدی بیحدہ اپنے انتہائی کمال اور ناقابل تغیر ہونے کے سابقہ شرائع کو منسوخ کرنے کی حقدار ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ ناخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ اس سے مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے اس شریعت کا آخر میں آنا اور اس کے لانے والے کا سب کے آخر میں مبعوث ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے خاتم النبیین ہونے کے ساتھ آخر النبیین بھی ثابت ہوئے کہ آپ کا زمانہ سارے انبیاء کے زمانوں کے بعد میں ہو۔ کیونکہ آخری عدالت جو ابتدائی عدالت کے فیصلوں کو منسوخ کرتی ہے آخری میں رکھی جاتی ہے۔

پھر ساتھ ہی جب کہ خاتم النبیین کے معنی ملتہائے کمالات نبوت کے ہوئے کہ آپ ہی پر آ کر ہر کمال ختم ہو جاتا ہے تو یہ ایک طبعی اصول ہے کہ جو وصف کسی پر ختم ہوتا ہے اس سے شروع بھی ہوتا ہے جو کسی چیز کا منشاء ہوتا ہے وہی اس کا مبداء بھی ہوتا ہے اور جو کسی شے کے حق میں خاتم یعنی مکمل ہوتا ہے۔ وہی اس کے حق میں فاتح اور سرچشمہ بھی ہوتا ہے۔ ہم سورج کو کہیں کہ وہ خاتم الانوار ہے جس پر نور کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں تو قدرتنا اسی کو سرچشمہ انوار بھی ماننا پڑے گا کہ نور کا آغاز اور پھیلاؤ بھی اسی سے ہوا ہے اور جہاں بھی نور اور روشنی کی کوئی جھلک ہے وہ اسی کی ہے اور اس کے فیض سے ہے۔

اس لئے روشنی کے حق میں سورج کو خاتم کہہ کر فاتح بھی کہنا پڑے گا یا جیسے کسی بستی کے دائرہ و کس کو ہم خاتم المیاء (پانیوں کی آخری حد) کہیں جس پر شہر کے سارے تلوں اور ٹیکوں کے

پانی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ تو اس کو ان پانیوں کا سرچشمہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ پانی چلا بھی یہیں سے ہے جو نلوں اور نینکوں میں پانی آیا اور جس براسکاگ کو بھی پانی ملا وہ اس کے فیض سے ملا۔

جیسے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو خاتم الالباء کہیں کہ باپ ہونے کا وصف ان پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ ان کے بعد کوئی اور باپ نہیں لکھا بلکہ سب باپوں کے باپ ہونے کی آخری حد سلسلہ وار پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام پر ختم ہو جاتی ہے تو قدرتی طور پر وہی فاتح الالباء بھی ثابت ہوتے ہیں کہ باپ ہونے کی ابتداء بھی ان ہی سے ہو۔ اگر وہ باپ نہ بنتے تو کسی کو بھی باپ بنانا آتا۔ یا جیسے ہم حق تعالیٰ شانہ کو خاتم الوجود جانتے ہیں کہ ہر موجود کے وجود کی انتہا اسی پر ہوتی ہے تو اصول مذکورہ کی رو سے وہی ذات واجب الوجود ان وجودوں کا سرچشمہ اور مبداء بھی ثابت ہوتی ہے کہ جسے بھی وجود کا کوئی حصہ ملا وہ اسی ذات اقدس کا فیض اور طفیل ہے۔ پس وجود کے حق میں ذات خداوندی ہی اول و آخر اور مبداء و منتهاء ثابت ہوتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ”خاتم النبیین“ ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہوا اور اس کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ نبوت اور کمالات نبوت آپ ﷺ پر پہنچ کر ختم ہو گئے اور آپ ﷺ ہی کمالات علم و عمل کے منتهاء ہوتے تو اصول مذکورہ کی رو سے آپ ﷺ ہی کو ان کمالات بشری کا مبداء اور سرچشمہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ ہی سے ان کمالات کا افتتاح اور آغاز بھی ہوا اور جسے بھی نبوت یا کمالات نبوت کا کوئی کرشمہ ملا وہ آپ ﷺ ہی کے واسطہ اور فیض سے ملا ہے۔ پس جیسے آدم علیہ السلام کی ابوت اول بھی تھی اور وہی لوٹ پھر کر آخری بھی ثابت ہوتی تھی۔ ساتھ ہی اصلی اور بلا واسطہ بھی تھی۔ بقیہ سب باپوں کی ابوت ان کے واسطہ اور فیض سے تھی۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ کی نبوت اول بھی ہوئی اور لوٹ کر پھر آخری بھی اور ساتھ ہی اصلی اور بلا واسطہ بھی ہے کہ بقیہ سب انبیاء کی نبوتیں آپ ﷺ کے واسطہ اور فیض سے ہیں۔ پس جیسے فلاسفہ کے یہاں ہر نوع کا ایک رب النوع مانا گیا ہے جو اس نوع کے لئے نقطہ فیض ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کی مقدس نوع کا نقطہ فیض اور جو ہر فرد حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی نبوت اصلی ہے اور دوسرے انبیاء کی نبوت بواسطہ خاتم النبیین ہے۔

پس ہر کمال نبوت خواہ علمی ہو یا عملی، اخلاقی ہو یا اجتماعی حال کا ہو یا مقام کا۔ وہ اولاً آپ ﷺ میں ہوگا اور آپ ﷺ کے واسطہ سے دوسروں کو پہنچے گا۔ اس لئے اصول مذکورہ کی رو سے دائرہ نبوت میں جب آپ ﷺ خاتم نبوت ہوئے تو آپ ﷺ ہی فاتح نبوت بھی ہوئے۔

اگر نبوت آپ ﷺ پر رکی اور ختمی ہوئی تو آپ ﷺ ہی سے یقیناً چلی بھی اور شروع بھی ہوئی اس لئے آپ ﷺ نبوت کے خاتم بھی ہیں اور فاتح بھی ہیں۔ آخر بھی ہیں اور اول بھی ہیں۔ مبداء بھی ہیں اور منتہاء بھی ہیں۔ چنانچہ جہاں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا کہ:

❁ ”انی عبد اللہ وخاتم النبیین (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹۴)“ ﴿میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔﴾

اور جہاں آپ ﷺ نے نبوت کو ایک قصرے تشبیہ دے کر اپنے کو اس کی آخری اینٹ بتایا جس پر اس عظیم الشان قصر کی تکمیل ہوگئی۔

❁ ”فانما سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۵۳)“ ﴿پس میں نے ہی (قصر نبوت کی آخری اینٹ کی جگہ کو پر کیا اور مجھ ہی پر یہ قصر مکمل کر دیا گیا اور مجھ ہی پر رسول ختم کر دیئے گئے کہ میرے بعد اب کوئی رسول آنے والا نہیں۔﴾

وہیں آپ ﷺ نے اپنے کو قصر نبوت کی اولین خشت اور سب سے پہلی اینٹ بھی بتایا۔..... فرمایا:

❁ ”كنت نبيا والآدم بين الروح والجسد (مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۱)“ ﴿میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم ابھی روح و بدن کے درمیان ہی میں تھے۔﴾
یعنی ان میں ابھی روح بھی نہیں پھونگی گئی تھی کہ میں نبی بنا دیا گیا تھا۔

جس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ خاتم ہونے کے ساتھ ساتھ فاتح بھی تھے۔ اول بھی تھے اور آخر بھی۔ چنانچہ ایک روایت میں اس فاتحیت اور خاتمیت کو ایک جگہ جمع فرماتے ہوئے ارشاد ہوا (جو حدیث قنادہ کا ایک ٹکڑا ہے)..... کہ:

❁ ”جعلني فاتحاً وخاتماً (خصائص کبریٰ ص ۱۹۷، ۳۴۰)“ ﴿اور مجھے اللہ تعالیٰ نے فاتح بھی بنایا اور خاتم بھی۔﴾

پھر چونکہ خاتم ہونے کے لئے اول و آخر ہونا بھی لازم تھا تو حدیث ذیل میں اسے بھی واضح فرمایا گیا اور آدم علیہ السلام کو حضور کا نور دکھاتے ہوئے بطور تعارف کہا گیا کہ:

❁ ”هذا ابنك احمد هو الاول والاخر (کنز العمال)“ ﴿یہ تمہارا بیٹا احمد ہے جو (نبوت میں) اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔﴾

پھر حدیث ابی ہریرہؓ میں اس اولیت و آخریت جیسی تضاد کے جمع ہونے کی نوعیت پر روشنی ڈالی گئی۔ کہ:

❁..... ”كنت اول النبيين في الخلق و آخرهم في البعث (كنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۲)“ ﴿میں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں بلحاظ پیدائش کے اور سب سے پچھلا ہوں بلحاظ بعثت کے۔﴾

اس لئے حقیقی طور پر آپ ﷺ کی امتیازی شان محض نبوت نہیں بلکہ ”ختم نبوت“ ثابت ہوتی ہے جس سے آپ ﷺ کے لئے یہ فاتح و خاتم اور اول و آخر ہونا ثابت ہے اور آپ ﷺ سارے طبقہ انبیاء میں ممتاز اور فائق نمایاں ہوئے اور ظاہر ہے کہ جب نبوت ہی سارے بشری کمالات کا سرچشمہ ہے اور اس لئے سارے انبیاء علیہم السلام سارے ہی کمالات بشری کے جامع ہوئے ہیں تو قدرتی طور پر ”خاتم نبوت“ کے لئے صرف جامع کمالات ہونا کافی نہیں۔ بلکہ خاتم کمالات ہونا بھی ضروری ہے یعنی آپ ﷺ کا ہر کمال انتہائی کمال کا نقطہ ہونا چاہئے۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اندریں صورت جہاں یہ ماننا پڑے گا کہ جو کمال بھی کسی نبی میں تھا۔

وہ بلاشبہ آپ ﷺ میں بھی تھا وہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ میں وہ کمال سب سے پہلے تھا اور سب سے بڑھ چڑھ کر تھا اور امتیاز و فضیلت کی انتہائی شان لئے ہوئے تھا اور یہ کہ وہ کمال آپ ﷺ میں اصلی تھا اور اوروں میں آپ ﷺ کے واسطے سے تھا۔ پس آپ ﷺ جامع کمالات ہی نہیں بلکہ خاتم کمالات اور خاتم کمالات ہی نہیں فاتح کمالات..... اور سرچشمہ کمالات اور فاتح کمالات ہی نہیں بلکہ منعجائے کمالات اور منعجائے کمالات ہی نہیں بلکہ اعلیٰ کمالات اور افضل کمالات ثابت ہوئے کہ آپ ﷺ میں کمال ہی نہیں بلکہ کمال کا آخری اور انتہائی نقطہ ہے جس کے فیض سے اگلے اور پچھلے با کمال بنے۔

عقلی طور پر اس کی وجہ یہ ہے کہ جس پر عنایت ازلی سب سے پہلے اور بلا واسطہ متوجہ ہوئی۔ وہ جس وجہ کا اثر اس سے قبول کرے گا۔ عینا ثانوی درجہ میں اور بالواسطہ فیض پانے والے اس درجہ کا اثر نہیں لے سکتے۔ پس اول مخلوق یعنی ”اول ما خلق اللہ نور“ کا مصداق، نور الہی کا جو نقش کامل اپنی استعداد کامل سے قبول کر سکتا ہے اس کی توقع بالواسطہ اور ثانوی نقوش سے اثر لینے والوں سے نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے

نے یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ جو کمالات انبیاء سابقین کو الگ الگ دیئے گئے وہ سب کے سب اکٹھے کر کے اور ساتھ ہی اپنے انتہائی اور فائق مقام کے ساتھ آپ ﷺ کو عطا کئے گئے اور جو آپ ﷺ میں مخصوص کمالات ہیں وہ الگ ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچه خواباں ہمہ دارند تو تهنه داری

چنانچہ ذیل کی چند مثالوں سے جو شان خاتمیت کی ہزاروں امتیازی خصوصیات میں سے چند کی ایک اجمالی فہرست اور سیرت خاتم الانبیاء کے بے شمار ممتاز اور خصوصی مقامات میں سے چند کی موٹی موٹی سرخیاں ہیں۔ اس حقیقت کا اندازہ لگایا جاسکے گا کہ اولین و آخرین میں سے جس با کمال کو جو کمال دیا گیا۔ اس کمال کا انتہائی نقطہ حضور ﷺ کو عطا فرمایا گیا۔ اپنی ہر جہتی حیثیت سے ممتاز و فائق اور افضل تر ہے۔ مثلاً:

۱..... اگر اور انبیاء نبی ہیں تو آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)“ (نہیں تھے محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین تھے) اور حدیث سلمان کا حصہ ذیل کہ: ”ان کنت اصطفیت آدم فقد ختمت بک الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم منك علی (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳)“ (اور ارشاد حدیث کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر میں نے آدم کو صلی اللہ کا خطاب دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی کہ جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو)

۲..... اگر اور انبیاء کی نبوتیں مرجع اقوام و ملل ہیں تو آپ کے نبوت اس کی ساتھ ساتھ مرجع انبیاء و رسل بھی ہے۔ ”واخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران: ۸۱)“ (اور یاد کرو کہ جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا۔ کتاب ہو یا حکمت پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہاری پاس والی کتاب کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ یہ مدد بلا واسطہ ہوگی اگر کوئی رسول دور محمدی کو پا جائیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی نبوت کے دور میں آسمان سے اترینگے اور اتباع محمدی کریں گے یا بلا واسطہ ام و اقوام ہوگی اگر خود

رسول دور محمدی نہ پائیں۔ جیسے تمام انبیاء سابقین جو دور محمد سے پہلے گزر گئے اور آپ کا دور شریعت انہوں نے نہیں پایا)

۳..... اگر اور انبیاء عابد ہیں تو آپ ﷺ کو ان عابدین کا امام بنایا گیا۔ ”ثم دخلت بیت المقدس فجمع لی الانبیاء فقد منی جبریل حتی امتهم (نسائی ج ۱ ص ۴۷، عن انس)“ (شب معراج کے واقعہ کا کلڑا ہے کہ پھر میں داخل ہوا۔ بیت المقدس میں اور میرے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا۔ تو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھایا یہاں تک میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کی)

۴..... اگر اور انبیاء اپنے ظہور کے وقت نبی ہوئے تو آپ اپنے وجود ہی کے وقت سے نبی تھے جو خلق آدم کی تکمیل سے بھی قبل کا زمانہ ہے۔ ”كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد (مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۱)“ (میں نبی تھا اور آدم ابھی تک روح اور بدن کے درمیان ہی تھے۔ یعنی ان کی تخلیق ابھی مکمل نہ ہوئی تھی)

۵..... اگر اوروں کی نبوت حادث تھی جو حضور کی نبوت عالم خلق میں قدیم تھی۔ ”قال ابو هريرة متى وجبت لك النبوة؟ قال بين خلق آدم ونفخ الروح فيه (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۰۹، حدیث نمبر ۴۲۶۶، بیہقی و ابونعیم)“ (ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: ”آدم کی پیدائش اور ان میں روح آنے کے درمیان میں۔“)

۶..... اگر اور انبیاء اور ساری کائنات مخلوق ہیں تو آپ مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ سب مخلوق کائنات بھی ہیں۔ ”فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار (مستدرک)“ (”اگر محمد ﷺ نہ ہوں (یعنی میں انہیں پیدا نہ کروں) تو نہ آدم کو پیدا کرتا۔ نہ جنت و نار کو۔“)

۷..... اگر عہد الست میں اور انبیاء مع تمام اولاد کے بلی کے ساتھ مقرر تھے تو حضور اول المقرین تھے جنہوں نے سب سے پہلے بلی کہا اور بلی کہنے کی سب کو راہ دکھلائی۔ ”كان محمد ﷺ و اول من قال بلى و لذلك صار يتقدم الانبياء و هو آخر من بعث (خصائص الكبرى ج ۱ ص ۹)“ (محمد ﷺ نے سب سے پہلے (عہد الست کے وقت) بلی فرمایا: اسی لئے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہو گئے در حال یہ کہ آپ سب کے آخر میں بھیجے گئے ہیں)

۸..... اگر روز قیامت اور انبیاء قبروں سے مبعوث ہو گئے تو آپ اول المبعوثین ہوں گے۔
 ”انا اول من تنشق عنه الارض (مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۱)“ (میں سب سے پہلے
 ہوں گا کہ زمین اس کے لئے شق ہوگی۔ یعنی قبر سے سب سے پہلے میں اٹھوں گا)

۹..... اگر اور انبیاء ابھی عرصات قیامت ہی میں ہوں گے تو آپ کو سب سے پہلے پکار بھی لیا
 جائے گا۔ کہ مقام محمود پر پہنچ کر اللہ کی منتخب حمد و ثناء کریں۔ ”فیکون اول من یدعی
 محمد ﷺ فذالك قوله تعالى عسى ان يبعثك ربك مقام محمودا (خصائص
 الکبریٰ ج ۳ ص ۲۳۰، ۲۳۱)“ (پس جنہیں (میدان محشر میں) سب سے پہلے پکارا جائے گا۔
 (کہ مقام محمود پر آجائیں اور حمد و ثناء کریں) وہ محمد ﷺ ہوں گے۔ یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول
 کے کہ قریب ہے بھیجے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر)

۱۰..... اگر اور انبیاء کو روز قیامت ہنوز سجدہ کی جرأت نہ ہوگی تو آپ سب سے پہلے ہوں گے
 جنہیں سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔ ”انا اول من یؤذن له بالسجود يوم القيامة
 (مسند احمد عن ابی الدرواء)“ (میں سب سے پہلا ہوں گا۔ جسے قیامت کے دن سجدہ کی
 اجازت دی جائے گی)

۱۱..... اگر اور انبیاء اجازت عامہ کے بعد ہنوز سجدہ ہی میں ہوں گے تو آپ کو سب سے اول
 سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ ”انا اول من یرفع رأسه فانظر الی بین
 یدی (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۲۵)“ ”وفی مسلم:“ ”فیقال یا محمد ﷺ ارفع
 رأسک سل تعط واشفع تشفع“ (میں سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور اپنے
 سامنے نظر کروں گا) (جب کہ سب کی نگاہیں نیچی ہوں گی) کہا جائے گا۔ محمد! سر اٹھاؤ جو مانگو گے دیا
 جائے گا۔ جس کی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی)

۱۲..... اگر اور انبیاء روز قیامت شافع اور مشفع ہوں گے تو آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں
 گے۔ ”انا اول شافع ومشفع (مشکوٰۃ ص ۵۱۴)“ (میں سب سے پہلے شافع اور سب
 سے پہلے مشفع ہوں گا۔ جس کی شفاعت قبول کی جائے گی)

۱۳..... اگر اور انبیاء کو شفاعت صغریٰ یعنی اپنی قوموں کی شفاعت دی جائے گی تو حضور کو
 شفاعت کبریٰ۔ یعنی تمام اقوام دنیا کی شفاعت دی جائے گی۔ ”اذهبوا الی محمد فیاتون
 فیقولون یا محمد ﷺ انت رسول الله وخاتم النبیین غفر لك الله ما تقدم من
 ذنبك وما تاخر فاشفع لنا الی ربك الحديث (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۲۵)“

(شفاعت کے سلسلہ میں اس حدیث طویل میں ہے کہ جب اولین و آخرین کی سرگردانی پر اور طلب شفاعت پر سارے انبیاء جواب دیں گے کہ ہم اس میدان میں نہیں بڑھ سکتے اور لوگ آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء علیہم السلام و رسل تک سلسلہ وار شفاعت سے عذر سنتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچیں گے۔ اور طالب شفاعت ہوں گے تو فرمائیں گے کہ: ”جاؤ محمد ﷺ کے پاس تو آدم علیہ السلام کی ساری اولاد آپ کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں (گویا آج سارے عالم کو رسالت محمدی اور ختم نبوت کا اقرار کرنا پڑے گا) آپ کی اگلی اور پچھلی لغزشیں سب پہلے ہی معاف کر دی گئی ہیں۔ (یعنی آپ کے لئے اس عذر کا موقع نہیں جو ہر نبی نے کیا کہ میرے اوپر فلاں لغزش کا بوجھ ہے میں شفاعت نہیں کر سکتا کہیں مجھ سے ہی باز پرس نہ ہونے لگے) اس لئے آپ پروردگار سے ہماری شفاعت فرمائیں تو آپ اسے بلا جھجک اور بلا معذرت کے قبول فرمائیں گے اور شفاعت کبریٰ کریں گے)

۱۴..... (الف) اگر تمام انبیاء قیامت کی ہولناکی کے سبب شفاعت سے بچنے کی کوشش کریں گے اور لست لہا لست لہا میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں) کہہ کر پیچھے ہٹ جائیں گے تو حضور کے دعوے کے ساتھ انا لہا انا لہا (میں اس کا اہل ہوں) کہہ کر آگے بڑھیں گے اور شفاعت عامہ کا مقام سنبھال لیں گے۔

(اس روایت کی بھی وہی تفصیل ہے جو ۱۳ میں گزری)

۱۴..... (ب) اگر انبیاء ابھی میدان حشر میں ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جو پل صراط کو عبور بھی کر جائیں گے۔ ”یضرب جسر جہنم فلکون اول من یجیز (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۰، بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ)“ (جہنم پر پل تان دیا جائے گا تو سب سے پہلے اسے عبور کرنے والا میں ہوں گا)

۱۵..... اگر اور انبیاء اور اولین و آخرین ہنوز پیش دروازہ جنت ہی ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جو دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ ”انا اول من یقرع باب الجنة (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۱)“ (میں سب سے پہلے دروازہ جنت کھٹکھٹاؤں گا)

۱۶..... اگر اور انبیاء اور اقوام انبیاء ہنوز داخلہ جنت کی اجازت ہی کے مرحلہ پر ہوں گے تو آپ کے لئے سب سے پہلے دروازہ جنت کھول بھی دیا جائے گا۔ ”انا اول من تفتح لہ ابواب الجنة (ابونعیم وابن عساکر عن حذیفہ)“ (میرے لئے سب سے پہلے دروازہ

جنت کھولا جائے گا)

۱۷..... اگر اور انبیاء باب جنت کھلنے پر ابھی داخلہ کے آرزو مند ہی ہوں گے تو آپ سب سے اول جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ”وانا اول من یدخل الجنة یوم القیمة ولا فخر (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۲)“ (روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگا۔ مگر فخر سے نہیں کہتا)

۱۸..... اگر اور انبیاء کو علوم خاصہ عطا ہوئے تو آپ ﷺ کو علم اولین و آخرین دیا گیا۔ ”او تیت علم الاولین والآخرین (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۱۸)“ (مجھے علم اولین و آخرین دیا گیا ہے جو الگ الگ انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا جیسے آدم علیہ السلام کو علم اسماء۔ یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر خواب، سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر، خضر علیہ السلام کو علم لدنی، عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت وغیرہ)

۱۹..... اگر اور انبیاء کو خلق حسن عطا ہوا حسن کے معنی معاملات میں حدود سے نہ گزرنے کے ہیں اور خلق کریم عطاء جس کے معنی غم و مسامحہ کے ہیں تو آپ کو خلق عظیم دیا گیا جس کے معنی دوسروں کی تعدی پر نہ صرف ان سے درگزر کرنے اور معاف کر دینے کے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کے ہیں جو تمام محاسن اخلاق اور مکرم اخلاق دونوں کا جامع ہے۔ ”وانک لعلىٰ خلق عظیم (القرآن الحکیم)“ (خلق حسن یہ ہے کہ ظلم کرنے والے سے اپنا حق پورا پورا لیا جائے۔ چھوڑا نہ جائے مگر عدل و انصاف جس میں کوئی تعدی اور زیادتی نہ ہو۔ یہ مساوات ہے اور خلاف رحمت نہیں۔ خلق کریم یہ ہے کہ ظالم کے ظلم سے درگزر کر کے اپنا حق معاف کر دیا جائے۔ یہ کریم النفس ہے اور فی الجملہ رحمت بھی ہے کہ اگر دیا نہیں تو لیا بھی نہیں اور خلق عظیم یہ ہے کہ ظالم سے نہ صرف اپنے حق کی ادائیگی معاف کر دی جائے بلکہ اوپر سے اس کے ساتھ سلوک و احسان بھی کیا جائے جب کہ وہ حق تلفی کر رہا ہو۔ اس خلق کی روح غلبہ رحمت و شفقت اور کمال ایثار ہے اسی کو فرمایا کہ اے نبی! آپ خلق عظیم پر ہیں)

۲۰..... اگر اور انبیاء متبوع امم اقوام تھے تو حضور متبوع انبیاء و رسل تھے۔ ”لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الاتباعی (مسند احمد ج ۳ ص ۲۸۷)“ (اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ کار نہ تھا)

۲۱..... اگر اور انبیاء کو قابل نسخ کتابیں ملیں تو آپ کو نسخ کتاب عطاء ہوئی۔ ”ان عمراتی النبی ﷺ بنسخة من التوراة فقال یا رسول اللہ هذه نسخة من التوراة

فسکت۔ فجعل یقرأ ووجه رسول اللہ ﷺ یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما ترى ما بوجه رسول اللہ ﷺ فنظر عمرا لى وجه رسول اللہ ﷺ فقال اعود بالله من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا بالله ربا وبلاسلام دیننا وبمحمد نبیاً فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسی فاتبعتموه وترکتمو نى لضللتکم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرك نبوتی لاتبعنى (دارمی ج ۱ ص ۱۱۵، عن جابر) ”حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ حضور ﷺ کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ یہ تورات ہے۔ آپ خاموش رہے تو انہوں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے خیر ہونا شروع ہو گیا تو صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: ”تجھے کم کر دیں گم کرنے والیاں کیا چہرہ نبویؐ کا اثر تمہیں نظر نہیں آ رہا؟“ تب حضرت عمرؓ نے چہرہ اقدس ﷺ کو دیکھا اور دہل گئے، فوراً زبان پر جاری ہو گیا) میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے ہم راضی ہوئے اللہ سے بلحاظ رب ہونے کے اور راضی ہوئے اسلام سے بلحاظ دین ہونے کے اور راضی ہوئے محمد ﷺ سے بلحاظ نبی ہونے کے۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج تمہارے پاس موسیٰ آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تم بلاشبہ سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور اگر آج موسیٰ زندہ ہو کر آ جائیں اور میری نبوت کو پالیں تو وہ یقیناً میری ہی اتباع کریں گے۔“

۲۲..... اگر اور انبیاء کو دین عطا کیا گیا تو آپ ﷺ کو کمال دین دیا گیا جس میں نہ کی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ: ۳)“ (آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا جس میں نہ اب کی کی گنجائش ہے نہ زیادتی)

۲۳..... اگر اور انبیاء کو ہنگامی دین دیئے گئے تو حضور ﷺ کو دوامی دین عطا کیا گیا۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ: ۳)“ (آج کے دن میں نے دین کو کامل کر دیا۔ جس میں کوئی کمی نہیں رہی تو کسی نئے دین کی ضرورت نہیں رہی۔ پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اس دین کا دوامی ہونا ظاہر ہے۔ اور پہلے ادیان میں کی تھی جس کی اس دین سے تکمیل ہوئی تو پچھلے کسی نام تمام دین کی اب حاجت نہیں رہی پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اس کا ہنگامی ہونا ظاہر ہے)

۲۴..... اگر اور انبیاء کو دین عطا ہوا تو آپ کو غلبہ دین کیا گیا۔ ”هو الذی ارسل رسولہ

بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (فتح: ۲۸)“ (وہی ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت و دین دے کر تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے)

۲۵..... اگر اور انبیاء کے دین میں تحریف و تبدل راہ پاگئی جس سے وہ ختم ہو گئے تو آپ کے دین میں تجدید رکھی گئی جس سے وہ قیامت تک تازہ بہ تازہ ہو کر دواماً باقی رہے گا۔ ”ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۶)“ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ اٹھاتا رہے گا اس امت کے لئے وہ لوگ جو ہر صدی کے سرے پر دین کو تازہ بہ تازہ کرتے رہیں گے)

۲۶..... اگر شریعت موسوی میں جلال اور شریعت عیسوی میں جمال غالب تھا۔ یعنی حکم کی صرف ایک ایک جانب کی رعایت تھی۔ تو شریعت محمدی میں جلال و جمال کا مجموعی کمال غالب ہے۔ جس کا نام اعتدال ہے۔ جس میں حکم کی دونوں جانبوں کے ساتھ درمیانی جہت کی رعایت ہے جسے توسط کہتے ہیں۔ ”جعلکم امۃ وسطاً (بقرہ: ۱۴۳)“ (اور بنایا ہم نے تم کو (بحیثیت دین) کے امت اعتدال)

۲۷..... اگر دینوں میں تشدد اور جنگی اور شاق شاق ریاضتیں تھیں، جسے تشدد کہا جاتا ہے تو اس دین میں نرمی اور توافق طابع رکھ کر تنگ گیری ختم کر دی گئی ہے۔ ”لا تشدد و علی انفسکم فی شدد اللہ علیکم فان قوماً شدد و علی انفسہم فشد اللہ علیہم فتک بقایا ہم فی الصوامع والدیار (ابوداؤد عن انس)“ (اپنے اوپر سختی مت کرو (ریاضت شاقہ اور ترک لذات میں مبالغہ مت کرو۔ کہ اللہ بھی تم پر سختی فرمانے لگے اس لئے کہ جنہوں نے اپنے اوپر تشدد کیا۔ رہبانیت سے یعنی یہود و نصاریٰ تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی سو یہ مندروں اور خانقاہوں میں کچھ انہی کے بچے بچائے لوگ پڑے ہوئے ہیں)

۲۸..... اگر بسلسلہ خصومات شریعت موسوی میں تشدد ہے یعنی انتقام فرض ہے۔ غنودرگزر جائز نہیں۔ ”وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعیین (مائدہ: ۴۵)“ (اور ہم نے ان بنی اسرائیل پر فرض کر دیا تھا تو رات میں کہ نفس کا بدلہ نفس، آنکھ کا بدلہ آنکھ) اور شریعت عیسوی میں تسامح ہے یعنی غنودرگزر فرض ہے انتقام جائز نہیں۔ بھس (انجیل میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے تو تم دایاں گال بھی پیش کر بھائی ایک اور مارنا چل۔ خدا تیرا بھلا کرے گا) انجیل گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال بھی پیش کر دو تو شریعت محمدی میں توسط و اعتدال فرض ہے کہ انتقام جائز اور غنودرگزر افضل ہے جس میں یہ دونوں شریعتیں جمع ہو جاتی

ہیں۔ ”وجزاء سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجره علی اللہ انہ لا یحب الظلمین (شوری: ۴۰)“ (اور برائی کا بدلہ اسی جیسی اور اتنی ہی برائی ہے۔ یہ خلق حسن ہے اور جو معاف کرے اور درگزر کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اور اللہ ظالموں کو) جو حد دے گزر جانے والے ہوں) پسند نہیں کرتا)

۲۹..... اگر شریعت عیسوی میں صرف باطنی صفائی پر زور دیا گیا ہے خواہ ظاہر گندہ ہی کیوں نہ رہ جائے نہ غسل جنابت ہے نہ تطہیر اعضاء، دوسری ملتوں میں صرف ظاہر کی صفائی پر زور دیا گیا ہے کہ غسل بدن روزانہ ضروری ہے خواہ باطن میں خطرات کفر و شرک کچھ بھی بھرے پڑے رہیں تو شریعت محمدی میں طہارت ظاہر و باطن دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ ”وَتِیْبَ اَبْکَ فطہر (مدثر: ۴)“ (اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو) حضرت عمرؓ نے فرمایا ”فتی ارفع ازارک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک“ ارشاد حدیث ہے۔ ”السواک مطہرة للغم مرضاة لرب“ (حضرت عمرؓ کی وفات کے قریب ایک نوجوان مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا جس کی ازار ٹخنوں سے نیچی زمین پر کھسکتی ہوئی آ رہی تھی۔ تو فرمایا کہ اے جوان لنگی ٹخنوں سے اوپر اٹھا کہ یہ کپڑے کے حق میں صفائی اور پاکی اور پروردگار کی نسبت سے تقویٰ (باطنی پاک) کا سبب ہوگی۔ جس سے ظاہری و باطنی دونوں پاکیوں کا مطلوب ہونا واضح ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک کرنا منہ کی تو پاکی ہے اور پروردگار کی رضا ہے۔ یعنی مسواک ظاہری اور باطنی دونوں پاکیاں پیدا کرتی ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کی صفائی اور پاکی کا مطلوب ہونا نمایاں ہے)

۳۰..... اگر اور ادیان میں اپنی اپنی قومیتوں اور ان ہی کے چھٹکارے کی رعایت ہے۔ مقولہ موسوی ہے۔ ”ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم“ (بھج میری ساتھ بنی اسرائیل کو اور انہیں سزا مت دے کہ میں اسرائیلی بھیڑیوں کو جمع کرنے آیا ہوں۔) وغیرہ تو دین محمدی میں نفس انسانیت کی رعایت اور پورے عالم بشریت پر شفقت سکھائی گئی ہے۔ ”الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من یحسن الی عیالہ (مشکوٰۃ ص ۲۵)“ (ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان سے پیش آئے)

۳۱..... اگر اور انبیاء نے صرف ظاہر شریعت یا صرف باطن پر حکم کیا تو آپ ﷺ نے ظاہر و باطن دونوں پر حکم کیا اور آپ کو شریعت و حقیقت دونوں عطا کی گئیں۔ ”عن الحارث بن حاطب ان رجلا سرق علی عہد رسول اللہ ﷺ فاتی بہ فقال اقتلوه فقالو

انما سرق قال فاقطعوه (فقطع) ثم سرق ايضا فقطع ثم سرق على عهد ابی بکر فقطع ثم سرق فقطع حتى قطعت قوائمه ثم سرق الخامسة فقال ابو بکر کان رسول اللہ اعلم بهذا حیث امر بقتله اذهبوا به فاقتلوه (مستدرک، حکم چہ ص ۵۰)۔ (خضر علیہ السلام نے صرف باطن شریعت یعنی حقیقت پر حکم کیا جیسے کشتی توڑ دی۔ تاکر وہ گناہ لڑکے کو قتل کر دیا یا بخیل گاؤں کی دیوار سیدھی کر دی اور موسیٰ علیہ السلام نے صرف ظاہر شریعت پر حکم کیا کہ ان تینوں امور میں حضرت خضر علیہ السلام سے مواخذہ کیا۔ جب انہوں نے حقیقت حال ظاہر کی تب مطمئن ہوئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ظاہر شریعت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ عام احکام شریعہ ظاہر ہی پر ہیں اور کبھی کبھی باطن اور حقیقت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ حدیث میں اس کی نظیر یہ ہے کہ حارث بن حاطب ایک چور کو لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو حالانکہ چوری کی ابتدائی سزا قتل نہیں تو صحابہ نے موسیٰ صفت بن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے تو چوری کی ہے (کسی کو قتل نہیں کیا جو قتل کا حکم فرمایا جاوے) فرمایا اچھا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس نے پھر چوری کی تو اس کا (بایاں پیر) کاٹ دیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ نے اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چوتھی بار اس نے پھر چوری کی تو دایاں پیر بھی کاٹ دیا گیا۔ لیکن چاروں ہاتھ پیر کاٹ دیئے جانے کے باوجود اس نے پانچویں دفعہ پھر چوری کی تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اس کے بارہ میں علم حقیقی رسول اللہ ﷺ ہی تھا کہ آپ نے پہلی ہی بار ابتدا میں جان لیا تھا کہ چوری اس کا جزو نفس ہے۔ یہ چوروں کی سزاؤں سے باز آنے والا نہیں اور ابتدا ہی میں اس کے باطن پر حکم لگا کر قتل کا حکم دے دیا تھا۔ ہمیں اب خبر ہوئی کہ جب وہ ظاہر میں ضابطہ سے قتل کے قابل بنا۔ لہذا اسے قتل کر دو۔ تب وہ قتل کیا گیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں جا بجا ملتے ہیں)

۳۲..... (الف) اگر انبیاء سابقین کو شرائع اصلیہ دی گئیں تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے راسخین فی العلم کو شرائع وضعیہ یعنی اجتہادی مذاہب عطا کئے گئے جن میں تشریح کی شان رکھی گئی ہے کہ آئمہ اجتہاد اصل شریعت کے احکام و علل و اوصاف اور اسرار و حکم میں شرعی ذوق سے غور و تدبیر کر کے نئے نئے حوادث کے احکام کا استخراج کریں اور باطن شریعت کھول کر نمایاں کر دیں ”لعلہ الذین یستنبطونہ منہم (نساء: ۸۳)“ (اور جب ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی پہنچتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر اسے وہ پیغمبر کی طرف یا راسخین فی العلم تک پہنچا دیتے تو جو لوگ اس میں سے استنباط کرتے ہیں وہ اسے جان لیتے..... جس سے استنباطی اور

اجتہادی شرائع ثابت ہوتی ہیں)

۳۲..... (ب) اگر اور انبیاء کے ادیان میں ایک نیکی کا اجر ایک ہی ہے۔ تو آپ ﷺ کے دین میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے اور ایک نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے۔ ”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (انعام: ۱۶۰)“ (جس نے ایک نیکی کی تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے)

۳۳..... اگر اور انبیاء علیہم السلام کو ایک ایک نماز ملی تو حضور ﷺ کو پانچ نمازیں عطا ہوئیں۔

۳۳ عن محمد بن عائشة ان آدم لما يقب عليه عند الفجر صلى ركعتين فصارت الصبح وفدى اسحق عند الظهر فصلى ابراهيم اربعا فصارت الظهر وبعث عزيز فقبل له كم لبثت قال يوما فرأى الشمس فقال او بعض يوم فصلى اربع ركعات فصارت العصر وغفر لداود عند المغرب فقام فصلى اربع ركعات فجهد فجلس في الثالثة فصارت المغرب ثلاثا واول من صلى العشاء الآخرة نبينا محمد ﷺ (طحاوی بحوالہ خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۰۴)

(محمد بن عائشہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی توبہ جس دن فجر کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں تو صبح کی نماز کا وجود ہوا اور حضرت اسحق علیہ السلام کا جب ظہر کے وقت فدیہ دیا گیا تو اور انہیں ذبح سے محفوظ رکھا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں بطور شکر نعمت پڑھیں تو ظہر ہو گئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب زندہ کیا گیا اور کہا گیا کہ تم کتنے وقت مردہ رہے؟ کہا، ایک دن، پھر جو سورج دیکھا تو کھایا کچھ حصہ دن (جو عصر کا وقت ہوتا ہے) اور چار رکعت پڑھی تو عصر ہو گئی اور مغفرت کی گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی غروب کے وقت تو وہ کھڑے ہوئے چار رکعت پڑھنے کے لئے تین پڑھی تھیں کہ تھک گئے تو تیسری ہی میں بیٹھ گئے تو مغرب ہو گئی اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ نبی کریم ﷺ ہیں اور مذکورہ چاروں نمازیں بھی آپ کو دی گئیں)

۳۳..... اگر اور انبیاء کی ایک نماز ایک ہی رہی تو حضور ﷺ کی پانچ نمازیں پچاس کے برابر رکھی گئیں۔ ”ہی خمس بخمسين (نسائی ج ۱ ص ۷۸، عن انس)“ (شب معراج میں آپ کو پچاس نمازیں دی گئیں جن میں موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے آپ ﷺ کی کی درخواستیں کرتے رہے اور پانچ پانچ ہر دفعہ کم ہوتی رہیں جب پانچ رہ گئیں اور آپ نے حیاء ان میں کمی کی درخواست نہیں فرمائی۔ تو ارشاد ہوا بس یہ پانچ نمازیں ہی آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر فرض ہیں مگر یہ پانچ پچاس کے برابر رہیں گی اجر و ثواب میں)

۳۵..... اگر اور انبیاء نے بطور شکر نعمت خود سے اپنی اپنی نمازیں متعین کی تو آپ ﷺ کو آسمان پر بلا کر اپنی تعین سے نمازیں خود حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عنایت فرمائیں۔ ”کما فی حدیث المعراج المشہور“ (جیسا کہ حدیث معراج میں تفصیلاً مذکور ہے)

۳۶..... اگر اور انبیاء کی نمازیں مخصوص مواقع کے ساتھ مقید تھیں جیسے محراب یا صومعہ یا کنیہ وغیرہ تو حضور ﷺ کی نماز کے لئے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا۔ ”جعلت لی الارض مسجد او طهورا“ (بخاری و مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) وحدیث جابر: ولم یکن احد من الانبیاء یصلی حتی یتبلغ محرابہ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۷)“ (انبیاء میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ اپنی محراب (مسجد) میں آئے بغیر نماز ادا کرتا ہو یعنی بغیر مسجد کے دوسری جگہ نماز ہی ادا نہ ہوتی تھی۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزیں دی گئیں ہیں جو سابقہ انبیاء کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور ذریعہ پاکی بنا دیا گیا ہے کہ اس سے تیمم کر لوں جو حکم میں وضو کے ہو جائے۔ یا تیمم جنابت کر لوں جو حکم میں غسل جنابت کے ہو جائے ہیں کہ پانی موجود نہ ہو یا اس پر قدرت نہ ہو)

۳۷..... اگر اور انبیاء اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ تمام اقوام اور تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ ”کان النبی یمبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس کافۃ“ (بخاری و مسلم) عن جابر: ”وفی التنزیل وما ارسلنک الا کافۃ للناس“ (ہر نبی خصوصیت سے اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور قرآن شریف میں ہے اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اسے پیغمبر مگر سارے انسانوں کے لئے)

۳۸..... اگر اور انبیاء کی دعوت خصوصی تھی تو آپ کو دعوت عامہ دی گئی۔ ”یا ایہا الناس اعبدو ربکم (بقرہ: ۲۱) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالٰی. یا ایہا الناس اتقوا ربکم (النساء: ۱)“ (اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو)

۳۹..... اگر اور انبیاء محدود مخلوقوں کے لئے رحمت تھے تو آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ ”وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء: ۱۰۷)“ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لئے رحمت بنا کر)

۴۰..... اگر اور انبیاء اپنے اپنے حلقوں کو ڈرانے والے تھے تو حضور ﷺ جہانوں کے لئے نذیر تھے۔ ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“ اور حضور ﷺ کے لئے ”لیکون للعالمین

نذیراً (فرقان: ۱)۔“ (اور کوئی امت نہیں گزری جس میں ڈرانے والا آجیاء اور حضور کے لئے فرمایا گیا تاکہ ہوں آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے ڈرانے والے)

۴۱..... اگر اور انبیاء اپنی اپنی قوموں کے لئے مبعوث اور ہادی تھے۔ ”ولکل قوم ہاد“ (ہر قوم کے لئے ایک ایک ہادی ضرور آیا) تو حضور ﷺ سارے انسانوں کے لئے ہادی تھے۔ ”وما ارسلنا الا کافۃ الناس (القرآن الکریم) وبعثنا انا الی الجن والانس (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۱۳۴)۔“ (اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور ارشاد حدیث ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں جنوں اور انسانوں سب کی طرف)

۴۲..... اگر اور انبیاء کو ذکر دیا گیا کہ مخلوق انہیں یاد رکھے تو آپ ﷺ کو رفعت ذکر دی گئی کہ زمینوں اور آسمانوں، دریاؤں اور پہاڑوں، میدانوں اور غاروں میں آپ کا نام علی الاعلان پکارا جائے۔ اذانوں اور تکبیروں، خطبوں اور خاتموں، وضو نماز اور ادوا اشغال اور دعاؤں کے افتتاح و اختتام میں آپ ﷺ کے نام اور منصب نبوت کی شہادت دی جائے۔ ”ورفعنا لک ذکرک (الم نشرح: ۴)۔“ وحدیث ابوسعید خدری ”قال لی جبریل قال اللہ اذا ذکرک ذکرک معی (ابن جریر ج ۱۲ ص ۲۳۰، ابن حبان)۔“ (اور ہم نے اے پیغمبر تمہارا ذکر اونچا کیا۔ حدیث میں ہے کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (اے پیغمبر) جب آپ کا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ کیا جائے گا اور جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا جیسا کہ اذانوں تکبیروں و خطبوں اور دعاؤں کے افتتاح و اختتام کے درود و شریف سے واضح ہے اور امت میں معمول یہ ہے جیسا فرمایا گیا۔“ (۱) اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

(۲) و اطیعوا اللہ و رسولہ ان کنتم مومنین۔ (۳) ویطیعون اللہ و رسولہ۔ (۴) انما المومنین الذین آمنوا باللہ و رسولہ۔ (۵) براءۃ من اللہ و رسولہ۔ (۶) واذان من اللہ و رسولہ۔ (۷) استجیبوا للہ وللرسول۔ (۸) ومن یعص اللہ و رسولہ۔ (۹) اذا قضی اللہ و رسولہ امرآ۔ (۱۰) و شاقوا اللہ و رسولہ۔ (۱۱) ومن یشاقق اللہ و رسولہ۔ (۱۲) ومن یحادد اللہ و رسولہ۔ (۱۳) ولم یتخذوا من دون اللہ و رسولہ۔ (۱۴) یحاربون اللہ و رسولہ۔ (۱۵) ما حرم اللہ و رسولہ۔ (۱۶) قل الانفال للہ وللرسول۔ (۱۷) فان للہ خمسہ وللرسول۔ (۱۸) فردوہ الی اللہ و الرسول۔ (۱۹) ما اتاہم اللہ و رسولہ۔ (۲۰) سیؤ تینا اللہ من فضلہ و رسولہ۔ (۲۱) اغناہم اللہ و رسولہ۔

(۲۲) کذبوا للہ ورسولہ۔ (۲۳) انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔ (۲۴) الذین یؤمنون باللہ ورسولہ۔ (۲۵) لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔

۳۳..... اگر اور انبیاء کا محض ذکر حق تعالیٰ نے فرمایا تو آپ کا ذکر اپنے نام کے ساتھ ملا کر فرمایا۔ دیکھو حاشیہ کی دو درجن سے زائد آیتیں۔

۳۴..... اگر اور انبیاء نے روحانیت کے کمال کو خلوت و انقطاع اور رہبانیت کا پابند ہو کر دکھلایا تو آپ ﷺ نے اسے جلوتوں کے ہجوم جہاد، جماعت، سیاحت و سفر، شہری زندگی، معاشرت اور حکومت و سیاست کے سارے اجتماعی گوشوں میں سوکر دکھلایا۔ ”لا رهبانية فی الاسلام“ (الحدیث) ”وسیاحة امتی الجہاد“ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۷) ”قل سیروا فی الارض (انعام: ۱۱)“ ”لا اسلام الا بجماعة“ (مقبولہ عر) (اسلام میں رہبانیت) (گوشہ گیری، انقطاع) نہیں۔ اور میری امت کی سیاحت و سیر جہاد ہے۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر! کہ چلو پھر زمین میں اور اسلام جماعتی اور اجتماعی چیز ہے)

۳۵..... اگر اور انبیاء کو علمی معجزات (عصاء موسیٰ، ید بیضاء، احیاء عیسیٰ، نار خلیل، ناقہ صالح، ظلہ شعیب، قمیص یوسف وغیرہ دیئے گئے جو آنکھوں کو مطمئن کر سکے تو آپ کو ایسے سینکڑوں معجزات کے ساتھ علمی معجزہ (قرآن) بھی دیا گیا جس نے عقل، قلب اور ضمیر کو مطمئن کیا۔ ”انا انزلناہ قرآن عربیاً لعلکم تعقلون (یوسف: ۲)“ ”ہم نے قرآن اتارا۔ تاکہ عقل سے سمجھو)

۳۶..... اگر اور انبیاء کو ہنگامی معجزات ملے جو ان کی ذوات کے ساتھ ختم ہو گئے۔ کیونکہ وہ ان ہی کے اوصاف تھے تو حضور ﷺ کو دوامی معجزہ قرآن کا دیا گیا جو تا قیامت اور بعد القیامت باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کا وصف ہے جو لا زوال ہے۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ ”ہم نے ہی یہ قرآن اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)

۳۷..... اگر اور حضرات کو وہ کتابیں ملیں جن کی حفاظت کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ بدل بدل گئیں تو آپ ﷺ کو وہ کتاب دی گئی جس کے وعدہ حفاظت کا اعلان کیا گیا۔ جس سے وہ کبھی نہیں بدل سکتی۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (حجر: ۹) لا یتاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (فصلت: ۴۲)“ ”ہم ہی نے یہ ذکر قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اور فرمایا نہیں اس کے پاس بھٹک سکتا باطل، نہ آگے نہ پیچھے سے)

۳۸..... اگر اور انبیاء سابقین کی کتابیں ایک ہی مضمون مثلاً صرف تہذیب نفس یا صرف

معاشرت یا صرف سیاست مدن یا وعظ وغیرہ ایک ہی لغت پر نازل شدہ دی گئیں تو حضور ﷺ کو سات اصولی مضامین پر مشتمل کتاب دی گئی جو سات لغات پر اتری۔ ”کان الكتاب الاول ينزل من باب واحد على حرف واحد ونزل القرآن من سبعة ابواب على سبعة احرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحکم ومتشابه وامثال (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۰، وبہیقی عن ابن مسعود)“ (پہلی کتابیں ایک ایک خاص مضمون اور ایک ایک لغت میں اترتی تھیں اور قرآن سات مضامین میں سات لغت کے ساتھ اتر رہا ہے۔ زجر امر حلال حرام، محکم متشابه اور امثال)

۴۹..... اگر اور حضرات کو صرف اداء مطلب کے کلمات دیئے گئے تو آپ کو جوامع الکلم وجامع اور فصیح وبلغ ترین تعبیرات دی گئیں جس سے اوروں کی پوری پوری کتابیں آپ کی کتاب کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں ادا کی گئیں اور ان میں سما گئیں۔ ”اعطيت جوامع الکلم (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳) اعطيت مكان التوراة السبع الطوال ومكان الزبور المئين ومكان الانجيل..... المثنائي وفضلت بالمفصل (بہیقی عن واثلة ابن الاسقع)“ (مجھے جوامع کلم دیئے گئے ہیں یعنی مختصر اور جامع ترین جملے جن میں تہ کی بات کہہ دی گئی ہو اور ارشاد حدیث ہے مجھے دیئے گئے توراۃ کی جگہ سب طوال (ابتداء کی سات سورتیں) بقرہ، آل عمران، مائدہ، نساء، انعام، انفال، توبہ) اور زبور کی جگہ مبین (سوسو آیتوں والی سورتیں) اور انجیل کی جگہ مثنائی سورۃ فاتحہ) اور صرف مجھے ہی جو فضیلت دی گئی ہے وہ مفصل کی جس میں طوال مفصل و ساط مفصل اور قصار مفصل سب شامل ہیں اور سورۃ ق یا سورۃ فتح یا سورۃ محمد سے علی اختلاف الروایات شروع ہو کر ختم قرآن تک چلی گئی ہیں)

۵۰..... اگر قرآن میں حق تعالیٰ نے اور انبیاء کی ذوات کا ذکر فرمایا۔ تو حضور ﷺ ایک ایک عضو اور ایک ایک اداء کا پیار و محبت سے ذکر کیا گیا ہے چہرہ کا ذکر فرمایا۔ ”قد نرى تقلب وجهك في السماء“ (ہم دیکھ رہے ہیں تیرا چہرہ گھما گھما کر آسمان کو دیکھنا) آنکھ کا ذکر فرمایا: ”ولا تمدن عينيك“ (اور آنکھیں اٹھا کر مت دیکھ) زبان کا ذکر فرمایا: ”فانما يسرنا بلسانك“ (بلاشبہ ہم نے قرآن کو) آسان کر دیا ہے تیری زبان پر) ہاتھ اور گردن کا ذکر فرمایا: ”ولا تجعل يدك مغوالة الى عنقك“ (اور مت کراپنے ہاتھ کو سکر اہوا اپنی گردن تک) سینہ کا ذکر فرمایا: ”الم نشرح لك صدرك“ (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا) پیٹھ کا ذکر فرمایا: ”ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك“ (اور ہم نے اتار دیا تجھ سے بوجھ تیرا جس

نے تیری کمر توڑ رکھی تھی) قلب کا ذکر فرمایا: ”نزلہ علی قلبک“ (اتار اللہ نے قرآن تیرے دل پر) آپ ﷺ کی پوری زندگی اور عمر کا ذکر فرمایا جس میں تمام ادائیں اور احوال بھی آجاتے ہیں۔ ”لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون“ (تیری زندگی کی قسم! یہ (کفار) اپنی (بے عقلی کی) مدد ہوشیوں میں پڑے بھٹک رہے ہیں)

۵۱..... اگر اوروں کو انفرادی عبادتیں ملیں تو آپ کو ملائکہ کی طرح صف بندی کی اجتماعی عبادت دی گئی جس سے یہ دین اجتماعی ثابت ہوا۔ ”فضلت علی الناس بثلاث الی قبولہ وجعلت صفوفنا کصفوف الملائکة (بیہقی عن حدیثہ رضی اللہ عنہ)“ (مجھے فضیلت دی گئی ہے لوگوں پر تین باتوں میں..... جن میں سے ایک یہ ہے کہ کی گئی ہیں ہماری صفیں (نماز میں) مثل صفوف ملائکہ کے)

۵۲..... اگر اور انبیاء کے عملی معجزات اپنی اپنی قوموں کی اقلیتوں کو جھکا کر رام کر سکے تو حضور ﷺ کے تنہا ایک ہی علمی معجزے قرآن حکیم نے عالم کی اکثریت کو جھکا کر مطیع بنالیا۔ کروڑوں ایمان لے آئے اور جو نہیں لائے وہ اس کے اصول ماننے پر مجبور ہو گئے پھر بعض نے انہیں اسلامی اصول کہہ کر تسلیم کیا اور بعض نے عملاً قبول کر لیا تو ان کی زبانیں ساکت رہیں۔ ۵۲۔ ”ما من الانبیاء نبی الا اعطی ما مثله آمن علیہ البشر وانما کان الذی او تیتہ وحباه او حاه اللہ الی فارجو ان اکون اکثرهم تابعاً۔ (بخاری عن ہریرہ) (کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اسے کوئی ایسا اعجازی نشان نہ دیا گیا ہو جس پر آدمی ایمان لا سکے اور مجھے خدا نے وہ اعجازی نشان وحی کا دیا ہے (یعنی قرآن حکیم) جس سے مجھے امید ہے کہ میرے ماننے والے اکثریت میں ہوں گے۔ (خصائص کبریٰ ۱۸۵/۲))

۵۳..... (الف) اگر اور انبیاء کو عبادت الہی میں اس جہت سے بھی مخاطب نہیں بنایا گیا تو حضور کو عین نماز میں تحیت و سلام میں مخاطب بنایا گیا۔ ”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ (سلامتی ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں)

۵۳..... (ب) اگر محشر میں اور انبیاء کے محدود جھنڈے ہوں گے جن کے نیچے صرف ان کی قومیں اور قبیلے ہوں گے تو آپ کے عالمگیر جھنڈے کے نیچے جس کا نام لواء الحمد ہوگا۔ آدم اور ان کی ساری ذریت ہوگی۔ ”آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیمۃ ولا فخر (مسند احمد)“ (آدم اور ان کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے تلے ہوں گے قیامت کے دن۔ مگر میں فخر سے نہیں کہتا بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں)

۵۴..... اگر انبیاء و ائم سب کے سب قیامت کے دن سامع ہوں گے۔ تو آپ ﷺ اس دن اولین و آخرین کے خلیب ہوں گے۔ ”فلیراجع (خصائص الکبریٰ)“ (خصائص کبریٰ کی ایک طویل حدیث کا یہ ٹکڑا ہے)

۵۵..... اگر قیامت کے دن تمام انبیاء کی امتیں اپنے انبیاء کے نام اور انتساب سے پہچانی جاویں گی تو آپ کی امت مستطلاً خود اپنی ذاتی علامت اعضاء وضو کی چمک اور نورانیت سے پہچانی جائے گی۔ ”قالو یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ؟ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الامم تردون علی غرأ محجلین من اثر الوضوء (مسلم عن ابی ہریرہ)“ (صحابہ نے عرض کیا جبکہ آپ ﷺ حوض کوثر کا ذکر فرما رہے تھے) یا رسول کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟۔ (جبکہ اولین و آخرین کا ہجوم ہوگا) فرمایا ہاں تمہاری ایک علامت ہوگی جو امتوں میں سے کسی اور میں نہ ہوگی اور وہ یہ کہ تم میرے پاس (حوض کوثر پر) اس شان سے آؤ گے کہ تمہارے چہرے روشن اور پاؤں نورانی اور چمکدار ہوں گے وضو کے اثر سے یعنی اعضاء وضو کی چمک دمک سے میں تمہیں پہچان لوں گا)

۵۶..... اگر اور انبیاء کو حق تعالیٰ نے نام لے لے کر خطاب فرمایا کہ: ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة (اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں ٹھہرو) نینوح اهبط بسلم منا وبرکت (اے نوح! (نشی سے) اتر ہماری ہوئی سلامتی اور برکات کے ساتھ) یا ابراہیم اعرض عن هذا۔ (اے ابراہیم! اس سے درگزر کر) یعیسیٰ انی اصطفیتک عن الناس برسالتی۔ (اے عیسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں منتخب کیا اپنی پیغمبری کے ساتھ) یداؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض (اے داؤد! میں نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا) یزکریا انا نبشرك بمظم اسمہ یحییٰ (اے زکریا! ہم تجھے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں) یایحییٰ خذ الکتاب بقوة (اے عیسیٰ! کتاب کو مضبوط تمام) یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک انی“ (اے عیسیٰ! میں تجھے پورا پورا لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں) تو حضور کو مکرمینا نام کے بجائے آپ ﷺ کے منضم القاب سے خطاب فرمایا جس سے آپ کی کامل محبوبیت عند اللہ نمایاں ہوتی ہے۔ ”یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (اے رسول ﷺ پہنچا دے اس چیز کو جو میں نے تیری طرف اتارن) ”یا ایہا النبی انا ارسلنک شاہدا (اے نبی! میں نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے) ”یا ایہا المزمّل قم اللیل الا قلیلا“

(اے کلی والے! قیام کرات بھر۔ مگر کچھ کم) ”یایہا المدثر۔ قم فانذر (القرآن الحکیم)“
(اے چادر والے! کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرا)

۵۷..... اگر اور انبیاء کو ان کی امتیں اور ملائکہ نام لے لے کر پکار رہے تھے۔ کہ ”یموسیٰ اجعل لنا الہاکما لہم الہ (اے موسیٰ! ہمیں بھی ویسے ہی خدا بنادے جیسے ان (صناعہ والوں) کے ہیں) یعیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک؟“ (اے عیسیٰ! ابن مریم! کیا تیرا رب اس کی قوت کر لیتا ہے) ”یلوط انا ارسل ربک“ (اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں) تو اس امت کو ادا با حضور کا نام لے کر مخاطب بنانے سے روکا گیا ”لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً“ (مت پکارو رسول کو اپنے درمیان مثل آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے بے تکلف نام لے لے کر خطاب کرنے لگو، بلکہ ادب و تعظیم کے ساتھ مضمعی خطابات یا رسول اللہ ﷺ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ وغیرہ کہہ کر پکارو)

۵۸..... اگر اور انبیاء کو معراج روحانی یا منامی یا جسمانی مگر درمیانی آسمانوں تک دی گئی۔ جیسے حضرت مسیح کو چرخ چہارم تک، حضرت ادریس علیہ السلام کو پنجم تک تو حضور ﷺ کو روحانی معراجوں کے ساتھ جسمانی معراج کے ذریعہ ساتوں آسمان سے گزار کر سدرۃ المنتہیٰ اور مستویٰ تک پہنچادیا گیا۔ ”ثم صعد بی فوق سبع السموات واتیت سدرۃ المنتہیٰ (نسائی ج ۱ ص ۷۸، عن انس)“ (پھر مجھے چڑھایا گیا ساتوں آسمان سے بھی اوپر اور میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا)

۵۹..... اگر اور انبیاء نے اپنی مدافعت خود کی اور دشمنان حق کو خود ہی جواب دے کر اپنی برأت بیان کی۔ جیسے نوح علیہ السلام پر قوم نے ضلالت کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا: ”یقوم لیس بی ضلالة“ (اے قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے۔ میں رب العالمین کا رسول ہوں) قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام پر کم عقلی کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا: ”یقوم لیس بی سفاهة“ (اے قوم! مجھ میں سفاهت (کم عقلی) نہیں ہے۔ میں تو رب العالمین کا فرستادہ ہوں) ابراہیم علیہ السلام پر قوم نے فکست اضماع کا الزام لگا کر ایذا دینی چاہی تو خود ہی تو ریبہ کے ساتھ مدافعت فرمائی۔ ”بل فعلہ کبیر ہم هذا“ (بلکہ یہ بت فکنتی تو ان میں کے بڑے کا کام ہے) (یعنی میرا) مگر بلحاظ بڑے بت کا) حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان صورت فرشتوں کو قوم نے قہمانے کی کوشش کی تو خود ہی اپنے لیے قوت مدافعت کی آرزو ظاہر فرمائی۔ ”لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی دکن شدید“ (اے کاش! مجھے تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا کر بیٹھتا کسی مضبوط پناہ میں) تو

حضور ﷺ کی طرف سے ایسے مواقع پر مدافعت خود حق تعالیٰ نے فرمائی اور کفار کے طعنوں کی جواب دہی خود ہی کر کے آپ کی برأت بیان فرمائی، کفار مکہ نے آپ پر ضلالت کج راہی کا الزام لگایا تو فرمایا: ”ما ضل صاحبکم وما غوی“ (نہ تمہارا ساتھی گمراہ نہ کج راہ) کفار نے آپ کو بے عقل اور مجنون کہا تو فرمایا: ”ما انت بنعمة ربك بمجنون“ (تم اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے مجنون نہیں اور تمہارا ساتھی جنونی نہیں ہے) اور ”ما صاحبکم بمجنون“۔ کفار نے آپ کی پاکیزہ باتوں کو ہوائے نفسانی کی باتیں بتلایا تو فرمایا: ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى“ (اور پیغمبر ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ تو وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے) کفار نے آپ کی وحی کو شاعری کہا۔ تو فرمایا: ”وما هو بقول شاعر“ اور فرمایا: ”وما علمنه الشعر وما ينبغى له“ (اور وہ قول شاعر کا نہیں اور ہم نے انہیں (حضور ﷺ کو) شاعری کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی ان کی شان کے مناسب تھا) کفار نے آپ کی ہدایتوں کو کہانت کہا تو فرمایا: ”وما هو بقول كاهن“ (اور وہ قول کاہن کا نہیں ہے) کفار نے آپ کو مشقت زدہ اور معاذ اللہ شقاوت زدہ کہا تو فرمایا: ”وما انزلنا عليك القرآن لتشقى“ (ہم نے قرآن تم پر اس لئے نہیں اتارا کہ تم تعب اور محنت میں پڑ جاؤ)

۶۰..... اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تحیت کے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو حضور ﷺ کی تحیت بصورت درود و سلام خود حق تعالیٰ نے کی جس میں ملائکہ بھی شامل رہے اور قیامت تک امت کو اس کے کرتے رہنے کا حکم دیا اور اسے عبادت بتا دیا۔ ”ان الله وملائكته يصلون على النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (القرآن الحکیم)“ (اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام اس نبی پر بھیجو) اور السلام علیک یا ایہا النبی ورحمته اللہ وبرکاتہ“

۶۱..... اگر حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور کافر ہی رہا تو حضور ﷺ کا شیطان آپ کی قوت تاثیر سے کافر سے مسلم ہو گیا۔ ”کما فی الروایۃ الاتیۃ“ (جیسا کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے)

۶۲..... اگر حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ پاک (حواء) ان کی خطا میں معین ہوئیں تو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے کار نبوت میں معین ہوئیں۔ ”فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطاننی کافر افعاننی اللہ علیہ حتی اسلم وکن ازواجی عونالی۔ وکان شیطان آدم کافر۔ وزوجته عوناً علی خطیئۃ (بیہقی عن ابن عمر)“

(مجھے دو باتوں میں آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے میرا شیطان کافر تھا جس کے مقابلہ میں اللہ نے میری مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا اور میری بیویاں میرے (دین کے) لئے مددگار بنیں) حضرت خدیجہؓ نے احوال نبوت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا۔ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کی تسلی تشریف کی۔ حضرت عائشہؓ نصف نبوت کی حامل ہوئیں اور دوسری ازواج مطہرات قرآن کی حافظ اور حدیث کی راوی ہوئیں) درحالیہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر ہی تھا۔ اور کافر ہی رہا اور ان کی زوجہ ان کی خطیہ میں ان کی معین ہوئیں کہ شجرہ ممنوعہ کھانے کی ترغیب دی جس کو خطاء آدم علیہ السلام کہا گیا ہے)

۶۳..... اگر حضرت آدم علیہ السلام کو حجر جنت (حجر اسود) دیا گیا جو بیت اللہ میں لگا دیا گیا۔ حضور ﷺ کو روضہ جنت عطا ہوا جو آپ کی قبر مبارک اور ممبر شریف کے درمیان رکھا گیا۔ ”ما بین بیتى ومنبرى روضة رياض الجنة“ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۳ و مسلم) (میری قبر اور منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے)

۶۴..... اگر حضرت نوح علیہ السلام نے مساجد اللہ میں سے پانچ بت نکالوانے چاہے مگر نہ نکلے تو حضور ﷺ نے بیت اللہ میں تین سوساٹھ بت نکالے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکل گئے۔ اور نہ صرف بیت اللہ سے بلکہ اس کے حوالی اور مضافات سے بھی نکال پھینکے گئے۔ ”وقالوا لا تذرن الهتك ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا“ (القرآن الحکیم) ان الشیطن قديئس ان يعبد المصلون فى جزيرة العرب (مکتوۃ) یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانساب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه (القرآن الحکیم) ”(اور قوم نوح نے) کہا کہ دیکھو اپنے خداؤں (یعنی پانچ بتوں) وہ، سواع، یغوث یعوق اور نسر کو نوح کے کہنے سے ہرگز مت چھوڑنا (چنانچہ نہیں چھوڑا تا آنکہ طوفان میں غرق ہو گئے) اور حضور ﷺ نے تین سوساٹھ بتوں کی ناپاکی کو ہمیشہ کے لئے نکال پھینکا۔ جیسا کہ سیر میں مرقوم ہے)

۶۵..... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام ابراہیم دیا گیا جس سے بیت اللہ کی دیواریں اونچی ہوئیں تو حضور کو مقام محمود عطا ہوا جس سے رب البیت کی اونچائیاں نمایاں ہوئی اور ”عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً“ (القرآن الحکیم) اور ساتھ ہی مقام ابراہیم کی تمام برکات سے پوری امت کو مستفید کیا گیا۔ ”واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی“ (قریب ہے کہ اللہ آپ کو (اے نبی کریم) مقام محمود پر بھیجے گا جس پر پہنچ کر حضور ﷺ حق تعالیٰ کی عظیم ترین حمد و ثناء

کریں گے اور اس کی رفعت و بلندی بیان فرمائیں گے اور مقام ابراہیم کے بارے میں قرآن نے فرمایا: ”فیہ آیات بینات مقام ابراہیم“ (بیت اللہ میں مقام ابراہیم ہے جو جنت سے لایا ہوا ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے تھے اور جوں جوں تعمیر اونچی ہوتی جاتی وہ پتھر اتنا ہی اونچا ہو جاتا اور جب حضرت کا اترنے کا وقت ہوتا تو پھر اصلی حالت پر آ جاتا)

۶۶..... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقائق ارض و سماء دکھائی گئیں۔ ”و کذا لک نوری ابراہیم ملکوت السموات والارض“ تو حضور کو ان آیات کے ساتھ حقائق الہیہ دکھائی گئیں۔ ”لنریہ من ایتنا (القرآن الحکیم)“ (اور ایسے ہی دکھائیں گے ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی حقیقتیں، اور تاکہ ہم دکھائیں محمد ﷺ کو) (شب معراج میں) اپنی خاص نشانیاں قدرت کی)

۶۷..... اگر حضرت خلیل اللہ کو آیات کونیہ زمین پر دکھائی گئیں تو حضور ﷺ کو آیات الہیہ (آیات کبریٰ) کا مشاہدہ آسمانوں میں کرایا گیا۔ ”لقد رای من ایت ربہ الکبریٰ (القرآن الحکیم)“ (بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)

۶۸..... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارنمودا اثر نہ کر سکی تو حضور ﷺ کے کئی صحابہ کو آگ نہ جلا سکی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”الحمد لله الذی جعل فی امتنا مثل ابراہیم الخلیل (ابن رجب عن ابن لہیعہ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۹)“ (خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم خلیل کی مثالیں پیدا فرمائیں۔ عمار بن یاسر کو مشرکین مکہ نے آگ میں پھینک دیا۔ حضور ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ”ینار کونی برداً وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراہیم“ (عن عمر بن میمون خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰) اے آگ عمار پر برد و سلام ہو جاسیے تو ابراہیم پر ہو گئی۔ ذویب ابن کلیب کو اسود غسی نے آگ میں ڈال دیا۔ اور آگ اثر نہ کر سکی تو آپ نے وہ سابقہ جملہ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم علیہ السلام کی مثالیں پیدا فرمائیں۔ ایک خولانی شخص کو (جو قبیلہ خولان کا فرد تھا) اسلام لانے پر اس کی قوم نے اسے آگ میں ڈال دیا تو آگ اسے نہ جلا سکی (ابن عساکر عن جعفر ابی وشیہ) وغیرہ)

۶۹..... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محشر میں سب سے اول لباس پہنانے کی کرامت کا اعلان کیا جائے گا۔ تو حضور ﷺ کو حق تعالیٰ کی دامنیں جانب ایسے بلند مقام پر کھڑا کیا جائے گا کہ

اولین و آخرین آپ ﷺ پر غبطہ کریں گے جب کہ وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ ”اول من یکسی ابراہیم یقول اللہ تعالیٰ اکسوا خلیلی قیوتی بریطتین بیضاوین من رباط الجنة ثم اکسی علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاماً یغبطنی الاولون والاخرون (رواہ الدارمی عن ابن مسعود)“ (سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روز محشر لباس پہنایا جائے گا۔ فرمائیں گے حق تعالیٰ میرے خلیل کو لباس پہناؤ تو دو سفید براق چادریں جنت سے لائی جاویں گی اور پہنائی جاویں گی پھر ان کے بعد مجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں کھڑا ہوں گا۔ اللہ کی جانب یمین ایک ایسے مقام پر کہ اولین و آخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔ یعنی میری کرامت سب پر فائق ہو جائیگی جن میں ابراہیم علیہ السلام بھی شامل ہیں)

۷۰..... اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پر جبریل سے مزم کا سوت جاری ہوا جس سے وہ سیراب ہوئے تو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے پانی کے سوت پھوٹے جس سے حضرت امام حسنؑ سیراب ہوئے۔ ”بینما الحسن مع رسول ﷺ اذ عطش فاشته ظمأه فطلب له النبی ﷺ ماء فلم یجدہ فاعطاه لسانہ فمصة حتی روى (ابن عساکر عن ابی جعفر)“ (اسی اثناء میں حضرت امام حسنؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک انہیں پیاس لگی اور شدید ہو گئی تو حضور ﷺ نے ان کے لئے پانی طلب فرمایا مگر نہ مل سکا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی جسے وہ چوسنے لگے اور چوستے رہے یہاں تک کہ سیراب ہو گئے)

۷۱..... اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو شہر حسن یعنی حسن جزئی عطا ہوا۔ تو حضور ﷺ کو حسن کل یعنی حسن جامع عطا کر دیا گیا جس کی حقیقت جمال ہے جو سرچشمہ حسن اور صفت خداوندی ہے۔ ”فلما اکبرنہ وقطعن ایدیهن“ (جب زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے ہاتھ قلم کر ڈالے) جس کی شرح حضرت عائشہؓ نے فرمائی کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ قلم کر لئے۔ اگر میرے محبوب کو دیکھ پاتیں تو دلوں کے کلڑے کر ڈالتیں۔ جو حضور کے حسن و جمال کی افضلیت اور کلیت کی طرف اشارہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

۷۲..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں کلام کیا تو حضور ﷺ سے ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہی کے نزدیک کلام فرمایا: ”فاوحی الی عبدہ ما اوحی (القرآن الحکیم)“ (سدرۃ المنتہی کے پاس خدا نے اپنے بندے پر وحی کی جو اسے کرنا تھی)

۷۳..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو حضور ﷺ کی انگلیں مبارک سے شیریں پانی کے کتنے ہی چشمے پھوٹ پڑے۔ ”فرايت الماء ينبع من بين اصابعه فجعل القوم يتوضأون وفخرت من توضأ ما بين السبعين الى الثمانين (بخاری ومسلم عن انس)“ (میں دیکھتا ہوں کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ یہاں تک کہ پوری قوم نے اس سے وضو کر لیا تو میں نے جو وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستر اور اسی کے درمیان تھے)

۷۴..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کانوں کو لذت کلام دی گئی اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام غلت سے نوازا گیا تو حضور ﷺ کی نظروں کو دیدار جمال سے مشرف کیا گیا۔ ”ان الله اصطفى ابراهيم بالخلة واصطفى موسى بالكلام واصطفى محمد بالزايته“ (یعنی عن ابن عباس) ”ما كذب الفواد ماراي (القرآن الحكيم)“ (اللہ نے منتخب کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کے لئے اور منتخب کیا موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے لئے اور منتخب کیا محمد ﷺ کو دیدار کے لئے۔ قرآن نے فرمایا: ”محمد ﷺ کے دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا)

۷۵..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال دیدار پر بھی انہیں ”لن تراني“ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے کا جواب دے دیا گیا تو حضور ﷺ کو بلا سوال آسمانوں پر بلا کر دیدار کرایا گیا۔ ”ما كذب الفواد ماراي قال ابن عباس راه مرة ببصره ومرة بفواده (فتح الملهم فى التفسير سورة النجم)“ (دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حق تعالیٰ کو ایک بار آنکھوں سے اور ایک بار دل سے دیکھا)

موسى از هوش رفت بيك پر تو صفات

توعين ذات مى نگر مى در تبسمى

۷۵..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو بحر قلزم میں راستے بنا کر بمعیت موسیٰ گزار دیا گیا تو حضور ﷺ کے صحابہ کو بعد وفات نبویؐ دریائے دجلہ کے بہتے ہوئے پانی میں سے راہیں بنا کر گھوڑوں سمیت گزارا گیا۔ ”لما عبر المسلمون يوم مدائن اقتحم الناس دجلة الخ (خصائص كبرى ج ۲ ص ۲۸۳، كامل ابن اثير عن العلاجن الحضري)“ (فتح مدائن کے موقع پر مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور اس میں لوگوں نے ہجوم کیا تو صحابہؓ کی کرامتوں کا

ظہور ہوا۔ اس میں روایت کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ جب بغداد عراق پر مسلمانوں نے فوج کشی کی تو بغداد کے کنارہ پر اس ملک کا سب سے بڑا دریا دجلہ ہے جو بحر میں حائل ہوا۔ حضرات صحابہؓ کے پاس نہ کشتیاں تھیں اور نہ پیدل چل کر یہ گہرا پانی عبور کیا جاسکتا تھا۔ اس موقع پر بظاہر اسباب ان حضرات کو فکر دامن گیر ہوا تو حضرت علاء بن الحضرمی نے دعا کا مشورہ دیا۔ خود دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سارے صحابہ نے مل کر دعا کی۔ ختم دعا پر حکم دیا کہ سب مل کر ایک دم گھوڑے دریا میں ڈال دیں تو ان حضرات نے جوش ایمانی میں خدا پر بھروسہ کر کے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ گھوڑے ہانپ ہانپ گئے۔ پانی بہت زیادہ تھا تو حق تعالیٰ نے ان کے دم لینے کے لئے مختلف سامان فرمائے بعض صحابہؓ کے گھوڑوں کے لئے جابجا پانی کی گہرائیوں میں خشکی نمایاں کر دی گئی۔ بعض کے گھوڑے پانی ہی میں رک کر اور کھڑے ہو کر دم لینے لگے اور پانی انہیں ڈبو نہ سکا۔ بعض کے گھوڑوں کو پانی کی سطح کے اوپر سے اس طرح گزارا گیا جیسے وہ زمین پر چل رہے ہیں جس پر اہل فارس نے ان مقدسین کی نسبت یہ کہا تھا کہ یہ انسان نہیں جنات معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ موسوی (بنی اسرائیل) کو بحر قلزم میں بمعیت موسوی راستے بنا کر قلزم سے گزارا گیا تھا تو اس امت میں اس کی نظیر یہ واقعہ ہے جس میں صحابہ نبوی کے لئے دجلہ میں راستے بنائے گئے اور ایک انداز کے نہیں۔ بلکہ مختلف اندازوں سے اور صحابہ بھی شکر نعمت کے طور پر اس کو واقعہ موسوی کی نظیر ہی کے طور پر دیکھتے تھے۔ پس جو معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ نبی کی موجودگی میں کیا تو وہ معجزہ تھا اور یہاں وہی معاملہ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر نبی خاتم کے صحابہؓ کے ساتھ نبی کی وفات کے بعد کیا گیا جس سے ان کی کرامت نمایاں ہوئی اور امت محمدیہ کی فضیلت امت موسوی پر اس واقعہ خاص میں بھی نمایاں رہی)

۷۶..... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارض مقدس (فلسطین) دی گئی تو حضور ﷺ کو مفتاح ارض (زمین کی کنجیاں) عنایت کی گئیں۔ ”او تیت مفتاح خزائن الارض“ (مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں سپرد کر دی گئیں)

۷۷..... اگر عصاء موسوی کے معجزے کے مقابلہ میں ساحران فرعون نے بھی اپنی اپنی لاثیموں کو سانپ بنا کر دکھلایا یا صورتہ معجزے کی نظیر لے آئے گو حقیقتاً وہ تخیل اور نقشبندی خیال تھی۔ ”فالقوا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی“ (ساحران فرعون نے اپنی رسیاں اور لاثیمیاں ڈالیں اور دیکھنے والوں کے خیال میں یوں گزرنے لگا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں) تو معجزہ نبوی قرآن حکیم کے مقابلہ میں اللہ کے بار بار چیلنجوں کے باوجود آج تک جن

وانس ساحر وغیر ساحر، کاہن وغیر کاہن، اور شاعر وغیر شاعر مل کر بھی اس کی کوئی نظیر ظاہری صورت کی بھی نہ لاسکے۔ ”قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لایأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا (القرآن الحکیم)“ (کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ اگر جن وانس اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کا مثل لے آئیں گے تو وہ نہیں لاسکیں گے۔ اگرچہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد پر بھی کھڑے ہو جائیں)

۷۸..... اگر حضرت یوشع ابن نون کے لئے آفتاب کی حرکت روک دی گئی تو وہ کچھ دیر غروب ہونے سے رکا رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب نبوی ﷺ کے لئے غروب شدہ آفتاب کو لوٹا کر دن کو واپس کر دیا گیا۔ ”نام رسول اللہ ﷺ وراسہ فی حجر علی ولم یکن صلی العصر حتی غربت الشمس فلما قام النبی ﷺ دعا لہ فرددت علیہ الشمس حتی صلی ثم غابت ثانیہ (ابن مردویہ عن ابی ہریرہ و ابن مندہ و ابن شاہین والطبرانی عن اسماء بنت عمیس)“ (نبی کریم ﷺ سو گئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی گود میں تھا۔ حضرت علیؑ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور وہ حضور ﷺ کی نیند کے خیال سے نماز کے لئے نہ اٹھ سکے (جب نبی کریم ﷺ جاگے اور یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی) تو حضرت علیؑ کے لئے دعا فرمائی۔ جس سے آفتاب لوٹا دیا گیا۔

دن نمایاں ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے نماز پڑھی اور سورج دوبارہ غروب ہوا) ۷۹..... اگر حضرت یوشع ابن نون کے لئے سورج روک کر اس کی روانی اور حرکت کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے تو حضور ﷺ کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ ”اقتربت الساعة وانشق القمر (القرآن الحکیم)“ (قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گئے)

۸۰..... اگر حضرت داؤد علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ہوائے نفس کی پیروی سے روکا کہ ”لا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل اللہ“ (اے داؤد علیہ السلام! ہوائے نفس کی پیروی مت کرنا کہ وہ تمہیں راہ حق سے بھکا دے گی) تو حضور ﷺ سے اس ہوائے نفس کی پیروی کی نفی فرمائی اور خود ہی بریت ظاہری۔ ”وما یَنطِق عن الهوی ان هو الا وحی ویوحی (القرآن الحکیم)“ (محمد ﷺ ہوائے نفس سے نہیں بولتے۔ وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

۸۱..... اگر انگشتری سلیمانی میں جنات کی تاثیر تھی کہ وہ کسی وقت گم ہوتی تو جنات پر قبضہ نہ رہا تو انگشتری محمدی میں تسخیر قلوب و ارواح کی تاثیر تھی کہ جس دن وہ عہد عثمانی میں گم ہوئی۔ اس دن سے قلوب و ارواح کی وحدت میں فرق آ گیا اور فتنہ اختلاف شروع ہو گیا۔ ”بشر اریس؟ وما

بئرا ریس؟ سوف تعلمون! (نبی کریم ﷺ کے صحابی) (.....) انتقال کے بعد جبکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو اچانک ان کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی یہ کلمات نکلے: ”اریس کائون؟ کیا ہے وہ اریس کائون؟ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔“ صحابہ حیران تھے۔ کہ ان جملوں کا کیا مطلب ہے؟ کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ دور عثمانی میں ایک دن حضرت ذی النورینؒ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انگلی میں نبی کریم ﷺ کی انگلی تھی جسے آپ طبعی حرکت کے ساتھ ہلا رہے تھے کہ اچانک انگشتی طشتی سے نکل کر کنویں میں جا پڑی۔ قلوب عثمانی اور تمام صحابہ کے قلوب میں اضطراب و بے چینی پیدا ہوئی کنویں میں آدمی اترے۔ سارے کنویں کو کنگھال ڈالا۔ مگر انگشتی نہ ملنا تھی نہ ملی۔ آخر صبر کر کے سب بیٹھ رہے۔ اسی دن سے فتنوں کا آغاز ہو گیا اور بندھے ہوئے قلوب میں انتشار کی کیفیات آنے لگیں جو بعد کے فتنہ خرب و اختلاف کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ ”اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنها السيف يوم القيمة“ (میری امت میں جب تلوار نکل آئے گی) پھر قیامت تک میان میں نہ جائے گی) چنانچہ اس فتنہ کے سلسلہ میں سب سے پہلا مظلمہ اور ہولناک ظلم حضرت ذی النورینؒ کی شہادت کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اب سب کی سمجھ میں آیا کہ بیر اریس کا کیا مطلب تھا؟ یہ درحقیقت اشارہ تھا کہ قلوب کی وحدت انگشتی محمدی کی برکت سے قائم تھی۔ اس کا بیر اریس میں گم ہونا تھا کہ قلوب کی وحدت اور امت کی یگانگت پارہ پارہ ہو گئی۔ جو آج تک واپس نہیں ہوئی۔ پس جنات کا مسخر ہو جانا آسان ہے۔ جو آج تک بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن انسانوں کے دلوں کی تالیف مشکل ہے۔ جو گم ہو کر آج تک نہیں مل سکی)

۸۲..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم دیا گیا جس سے وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تو حضور ﷺ کو عام جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا جس سے آپ ان کی فریادیں سنتے اور فیصلے فرماتے تھے۔ اونٹ کی فریاد سنیں اور فیصلہ فرمایا (بیہقی عن حماد بن مسلمہ) بکری کی فریاد سنیں اور اسے تسلی دی (مصنف عبدالرزاق) ہرنی کی فریاد سنیں اور حکم فرمایا (طبرانی عن ام سلمہ) چڑیا کی بات سنیں اور معالجہ فرمایا (بیہقی وابو نعیم عن ابن مسعود) سپاہ گدھے سے آپ نے کلام فرمایا اور اس کا مقصد سنا۔ (ابن عساکر عن ابن منظور) (ان روایات کے تفصیلی واقعات یہ ہیں: نمبر ۱..... ایک اونٹ آیا اور حضور ﷺ کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا اور کچھ بلبلاتا رہا تو آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تو اسے ستاتا ہے۔ اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لا دتا ہے۔ خدا سے ڈر۔ اس نے اقرار کیا اور توبہ کی۔ نمبر ۲..... ایک بکری کو قصاب ذبح کرنا چاہتا تھا جو

جائزہ بیچہ تھا۔ وہ اس سے چھوٹ کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھاگ آئی اور پیچھے پیچھے ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بکری! صبر کر حکم خداوندی پر۔ اور اے قصاب اسے نرمی سے ذبح کر۔ نمبر ۳..... آپ ﷺ جنگل میں تھے کہ اچانک یا رسول اللہ ﷺ کی آواز آپ نے سنی۔ آپ نے دیکھا کہ کوئی نظر نہ آیا ایک جانب دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی دیکھی۔ جس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ذرا میرے قریب آئیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ اس نے کہا میرے دو بچے اس پہاڑی میں ہیں۔ ذرا مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلا دوں۔ اور میں ابھی لوٹ آؤں گی فرمایا تو ایسا کرے گی کہ لوٹ آئے؟ کہا اگر ایسا نہ کروں تو خدا مجھے عذاب دے۔ آپ ﷺ نے اسے کھول دیا اور وہ حسب وعدہ دودھ پلا کر لوٹ آئی اور آپ ﷺ نے اسے وہیں باندھ دیا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک درخت پر چڑیا کے دو بچے گھونسلے میں دیکھے۔ ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ تو ان کی ماں حضور ﷺ کے پاس آئی اور سامنے آ کر فریادی کی سی صورت اختیار کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسے درد میں مبتلا کیا ہے؟ عرض کیا گیا ہم نے۔ فرمایا جہاں سے یہ بچے پکڑے تھے وہیں چھوڑ آؤ۔ تو ہم نے چھوڑ دیئے)

۸۳..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام بعض حیوانات کی بولیاں سمجھ جاتے تھے تو حضور ﷺ کی برکت سے جانور انسانی زبان میں کلام کرتے تھے۔ جسے ہر انسان سمجھتا تھا۔ بھیڑیے نے آپ کی رسالت کی شہادت عربی زبان میں دی (یعنی عن ابن عمر) گوہ نے فصیح عربی میں نبوت کی شہادت دی۔ (طبرانی و بیہقی) (بھیڑیے نے حضور کی نبوت کی شہادت دی اور لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت بھی دی۔ لوگ حیران تھے کہ بھیڑیا آدمیوں کی طرح بول رہا ہے۔ نیز ایک بھیڑیا بطور وفد کے خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور اپنے رزق کے بارے میں کہا۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ یا تو ان بھیڑیوں کے لئے اپنی بکریوں میں سے خود کوئی حصہ مقرر کر دو یا انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ صحابہؓ نے بات حضور پر چھوڑ دی۔ آپ نے رئیس الوفد بھیڑیے کو کچھ اشارہ فرمایا اور وہ سمجھ کر دوڑتا ہوا چلا گیا)

۸۴..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضور ﷺ اپنی بات حیوانات کو سمجھا دیتے تھے۔ بھیڑیے کو آپ ﷺ نے بات سمجھادی اور وہ راضی ہو کر چلا گیا۔

(طبرانی عن عمر)

۸۵..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضور ﷺ کو پوری

زمین کی کھجیاں سپرد کردی گئیں جس سے مشارق و مغارب پر آپ کا اقتدار نمایاں ہوا۔ ”اعطیت مفاتیح الارض (مسند احمد عن علی)“

۸۶..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک یہ کہہ کر مانگا کہ وہ میرے ساتھ مخصوص رہے میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ چنانچہ ان کی امت اور رعیت میں سے کسی کو نہیں ملا۔ ”رب ھب لسی ملک لا ینبغی لاحد من بعدی“ تو حضور کو مشارق و مغارب کا ملک بے مانگے بلکہ انکار کے باوجود دیا گیا۔ جسے آپ نے اپنی امت کا ملک فرمایا جو آپ کے بعد امت کے ہاتھوں ترقی کرتا رہا۔ اور دنیا کے آخری دور میں امت ہی کے ہاتھوں پوری دنیا پر چھا جائے گا۔ ”ان اللہ روی فی الارض مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملک امتی مازوی لی منها (بخاری)“ (اللہ نے زمین کا مشرق و مغرب مجھے دکھلایا اور میری امت کا ملک وہیں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک میری نگاہیں پہنچیں ہیں)

۸۷..... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا سخر ہوتی کہ اپنے قلمرو میں جہاں چاہیں اڑ کر پہنچ جائیں تو حضور ﷺ کے لئے براق سخر ہوا کہ زمینوں سے آسمانوں اور آسمانوں سے جنتوں اور جنتوں سے مستوی تک پل بھر میں پہنچ جائیں۔ (جیسا کہ معراج کی مشہور حدیث میں اس کی تفصیلات موجود ہیں جن میں براق کی ہیئت اور قد و قامت تک کی بھی تفصیلات فرما دی گئی ہیں)

۸۸..... اگر سلاطین انبیاء کے وزراء زمین تک محدود تھے جو ان کے ملک کے بھی زمین تک محدود ہونے کی علامت ہے تو حضور ﷺ کے دو وزیر زمین کے تھے ابو بکرؓ و عمرؓ اور دو وزیر آسمانوں کے تھے جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام جو آپ کے ملک کے زمین و آسمان دونوں تک پہلے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔ ”ولسی وزیر ای فی الارض وزیر ای فی السماء اما وزیر ای فی الارض فابو بکر وعمر۔ واما وزیر ای فی السماء فجبریل ومیکائیل (الریاض النفرة)“ (میرے دو وزیر زمین میں ہیں اور دو آسمان میں، زمین کے وزیر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں اور آسمان کے وزیر جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام ہیں)

۸۹..... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو احیاء موتی کا معجزہ دیا گیا۔ جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے تو آپ ﷺ کو احیاء موتی کے ساتھ احیاء قلوب و ارواح کا معجزہ بھی دیا گیا جس سے مردہ دل

جی اٹھے اور صدیوں کی جاہل قومیں عالم و عارف بن گئیں۔ ”وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعُوجَاءَ بَانَ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَفْتَحَ بِهِ أَعْيُنَنَا عَمِيَاءَ وَإِذَا نَاصِمًا قُلُوبًا غُلْفًا (بخاری عن عمرو ابن العاص)“ (حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شانِ تورات میں یہ فرمائی گئی ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ آپ کے ذریعہ سے ٹیڑھی قوم (عرب) کو سیدھا نہ کر دے کہ وہ توحید پر نہ آجائیں اور کھولے گا آپ کے ذریعہ ان کی اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور اندھے دل)

۹۰..... اگر حضرت روح اللہ کے ہاتھ پر قابلِ حیات پیکروں مثلاً پرندوں کی بہت یا انسانوں کی مردہ نش میں جان ڈالی گئی تو حضور ﷺ کے ہاتھ پر ناقابلِ حیات کھجور کے سوکھے تہہ میں حیات آفرینی کی گئی۔ ”فصاحت النخلة صياح الصبي (بخاری عن جابر)“ (حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کھجور کا ایک سوکھا تنا جس پر ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب ممبر بن گیا اور آپ ﷺ اس پر خطبہ دینے کے لئے چڑھے تو سوکھا ستون اس طرح رونے چلانے لگا اور بکنے لگا جیسے بچے بچتے ہیں۔ تو آپ نے شفقت و پیار سے اس پر ہاتھ رکھا تب وہ چپ ہوا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۵)) نیز آپ کے اعجاز سے دروازہ کے کواڑوں نے تسبیح پڑھی اور دست مبارک میں کنکریوں کی تسبیح کی آوازیں سنائی دیں۔ (خصائص کبریٰ)

۹۱..... اگر مسیح کے ہاتھ پر زندہ ہونے والے پرندوں میں پرندوں ہی کی سی حیات آئی اور وہ پرندوں ہی کی سی حرکات کرنے لگے تو آپ ﷺ کے ہاتھ پر جی اٹھنے والے کھجور کے سوکھے تہہ میں انسانوں بلکہ کامل انسانوں کی سی حیات آئی کہ وہ عازمانہ گریہ و بکا اور عشق الہی میں فتانیت کی باتیں کرتا ہوا اٹھا۔ وہاں حیوان کو حیوان ہی نمایاں کیا گیا اور یہاں سوکھی لکڑی کو کامل انسان بنا دیا گیا۔ ”كما في الحديث السابق“ (جیسا کہ حدیث بالا میں گزرا)

اسطن حنا نه از ہجر رسول ﷺ

نالہ ہائی زدچو ارباب عقول .

۹۲..... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمانوں میں رکھ کر کھانے پینے سے مستغنی بنایا گیا تو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی امت کے لوگوں کو زمین پر رہتے ہوئے کھانے پینے سے مستغنی کر دیا گیا۔ یا ہوج ماجوج کے خروج اور ان کے پوری زمین پر قابض ہو جانے کے وقت مسلمین ایک

محدود طبقہ زمین میں پناہ گزین ہوں گے تو ان کے بارہ میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا۔
 ”قالو فما طعام المومنین يومئذ؟ قال التسبيح والتكبير والتهليل (مسند
 احمد عن عائشة)“ (لوگوں نے عرض کیا کہ آج کے دن یعنی یاجوج ماجوج کے قبضہ عمومی کے
 زمانہ میں مسلمانوں کے کھانے پینے کی صورت کیا ہوگی؟ فرمایا تسبیح و تکبیر اور تہلیل یعنی ذکر اللہ ہی
 غذا ہو جائے گا۔ جس سے زندگی برقرار رہے گی۔ اور اسماء بنت عمیسؓ کی روایت میں ہے کہ
 مسلمانوں کے لئے کھانے پینے کی حد تک وہی چیز کفایت کرے گی جو آسمان والوں (ملائکہ) کو
 کفایت کرتی ہے۔ یعنی تسبیح و تقدیس (یعنی تسبیح و تقدیس)

”وفی روایت اسماء بنت عمیس نحو وفيه يجزئهم ما يجزي اهل

السماء من التسبيح والتقديس (خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۱۵)“

۹۳..... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت کے لئے روح القدس (جبریل علیہ السلام) مقرر
 تھے تو حضور ﷺ کی حفاظت خود حق تعالیٰ فرماتے تھے: ”والله يعصمك من الناس (القرآن
 الحکیم)“ (اور اللہ بچاؤ فرمائے گا تمہارا (اے محمد ﷺ) لوگوں (کے شر) سے)

ہو کیوں جبریل دربان محمد ﷺ

خدا خود ہے نگہبان محمدؐ

(حضرت شیخ الحداد)

۹۴..... اگر اور انبیاء کی امتیں پابند رسوم و جزئیات اور بندگی جزیی رسوم کے اتباع میں مقلد
 جامد بنائی گئیں کہ نہ ان کے یہاں ہمہ گیر اصول تھے کہ ان سے ہنگامی احکام کا استخراج کریں اور نہ
 انہیں فقہ کے ساتھ ہمہ گیر دین دیا گیا تھا کہ قیامت تک دنیا کا شرعی نظام اس سے قائم ہو جائے تو
 امت محمدی مفکر، فقیہ اور مجتہد امت بنائی گئی تاکہ اصول و کلیات سے حسب حوادث و واقعات احکام
 کا استخراج کر کے قیامت تک کا نظم اس شریعت سے قائم کرے جس سے اس کے فتاویٰ اور کتب
 فتاویٰ کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچی۔ ”وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل
 اليهم ولعلهم يتفكرون (القرآن العظیم) فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة
 ليتفقهوا في الدين“ (اور ہم نے آپ کی طرف اے پیغمبر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ آپ کھول
 کھول کر لوگوں کے لئے وہ چیزیں بیان کر دیں جو ان کی طرف اتاری گئیں اور تاکہ لوگ بھی (ان

بین المراد امور میں) فکر اور تدبیر کریں اور فرمایا کیوں ایسا نہیں ہوتا۔ (یعنی ضرور ہونا چاہئے) کہ ہر جماعت اور ہر طبقہ میں سے کچھ کچھ لوگ نکلیں اور دین میں تفقہ اور سمجھ پیدا کریں) ۹۵..... اس لئے اگر انبیاء سابقین مفروض الطاعت تھے تو اللہ و رسول کے بعد اس امت کے راسخین فی العلم علماء ہی مفروض الطاعت بنائے گئے۔ ”یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (القرآن الکریم)

۹۶..... اگر علماء نبی اسرائیل کو احبار اور یہان کا لقب دیا گجوائے ”اتخذوا احبارہم ورهبانہم ارباباً من دون اللہ“ تو اس امت کے راسخین فی العلم کو کاننبیاء بنی اسرائیل کا لقب دیا گیا۔ ”علماء امتی کاننبیاء بنی اسرائیل“ (میری امت کے علماء مثل بنی اسرائیل کے ہیں۔ نورانیت اور آثار کی نوعیت میں) یہ حدیث کو ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں قبول کی گئی ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ نے اس سے دو جگہ استشہاد کیا ہے (اور انہیں انبیاء کی طرح دعوت عام اور تبلیغ عمومی کی طرح دعوت عام اور تبلیغ عمومی کا منصب دیا گیا۔ اسی لئے ایک حدیث میں علماء امت کے انوار کو انوار انبیاء سے تشبیہ دی گئی۔ ”ونورہم یوم القیمة مثل نور الانبیاء (بیہقی عن وہب ابن منبہ)“ (یہ امت مرحومہ ہے میں نے اسے نوافل دیئے جیسے انبیاء کو دیئے۔ ان کے فرائض وہ رکھے جو انبیاء و رسل کے رکھے حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ان کی نورانیت انبیاء کی نورانیت جیسی ہوگی (جیسے اعضاء وضو چمکتے ہوئے ہونگے) کیونکہ میں نے ان پر پاکیزگی ہر نماز کے لئے وہی فرض کی ہے جو انبیاء پر فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے کہ (هذا وضوئی ووضو الانبیاء من قبل) جس سے تین تین بار اعضاء وضو کا دھونا امت کے لئے سنت قرار دیا گیا جو اصل میں انبیاء کا وضو ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کے اعضاء وضو بھی اس طرح چمکتے ہوں گے مگر یہ وضو اور امتوں کو نہیں دیا گیا۔ بجز امت مرحومہ کے تو اسی کا نور مشابہ ہو گیا انبیاء کے نور کے۔ اور میں نے امت کو امر کیا ہے غسل جنابت کا جیسا کہ انبیاء کو دیا تھا اور امت کو امر کیا جج کا جیسا کہ انبیاء کو کیا تھا، چنانچہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حج کو کیا ہو اور امر کیا امت کو جہاد کا جیسا کہ رسولوں کو امر کیا۔ حدیث علماء امتی کاننبیاء بنی اسرائیل کا بعض علماء نے انکار کیا ہے لیکن اس انکار کا مطلب زیادہ سے زیادہ ان الفاظ کا انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن حدیث کے معنی یعنی علماء۔ امت بعد امت کی تشبیہ انبیاء سے

بلحاظ مضمون ثابت شدہ ہے۔ اس لئے حدیث اگر لفظاً ثابت نہ ہو تو بھی معنا ثابت ہے۔ اس لئے علماء نے جبکہ جبکہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جیسے امام رازیؒ نے آیت کریمہ یا ایہا الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم کے تحت میں مراتب بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ پھر ایسے ہی آیت کریمہ قالت لهم رسولهم ان نحن الا بشر مثلنا کے نیچے مراتب وکمال و نقصان بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے (نیز امت کے کتنے ہی اعمال کو اعمال انبیاء سے تشبیہ دی گئی کہ وہ اعمال یا انبیاء کو دیئے گئے یا اس امت کو عطا ہوئے دوسری امتوں کو نہیں ملے۔ یعنی خصوصیات انبیاء سے صرف یہ امت سرفراز ہوئی۔ ”وامتہ امة مرحومة اعطيتهم من النوافل مثل اعطيت الانبياء وافترضت عليهم الفرائض التي افترضت على الانبياء والرسل حتى ياتوني يوم القيمة ونورهم مثل نور الانبياء وذلك اني افترضت عليهم ان يتطهروا في كل صلوة كما افترضت على الانبياء وامرتهم بالغسل من الجنابة كما امرت الانبياء وامرتهم بالحج كما امرت الانبياء وامرتهم بالجهاد كما امرت الرسل (بيہقی عن وهب ابن منبه)“

۹۷..... اگر امم سابقہ (مجینے یہود) میں توبہ قتل سے ہوتی تھی۔ ”يقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبو الی بارئکم فاقتلوا انفسکم (القرآن الحکیم)“ (اے قوم بنی اسرائیل! تم نے گنہگار کو اپنا معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کر) تو اس امت کی توبہ قلبی مذمت رکھی گئی۔ ”الندم توبة“ (ندامت ہی توبہ ہے جب بندہ دل میں پشیمان ہو گیا اور آئندہ اس بدی سے باز رہنے کا عزم باندھ لیا تو توبہ ہو گئی نہ قتل نفس کی ضرورت رہی نہ ترک مال کی)

۹۸..... اگر امت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کا صرف ایک قبلہ (بیت المقدس) تھا۔ اور اگر اہل عرب کا صرف ایک قبلہ (کعبہ معظمہ) تھا تو امت محمدیہ کو یکے بعد دیگرے یہ دونوں قبلے عطا کئے گئے جس سے یہ امت جامع امم ثابت ہوئی۔ ”قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها (القرآن الحکیم)“

۹۹..... اگر اور امتوں کی سیرتات کا کفارہ دنیا یا آخرت کی رسوائی بغیر نہ ہوتا تھا کہ وہ سید

درود یوار پر مع صورت کفارہ لکھ دی جاتی تھی تو اس امت کے معاصی کا کفارہ توبہ استغفار اور ستاری و مساحہ کے ساتھ نمازوں سے ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”کانت بنو اسرائیل اذا اصاب احدہم الخطیئة وجدھا مکتوبا علی بابہ وکفارتھا فان کفرھا کانت لہ خزى فی الدنیا وان یکفرھا کانت لہ خزى فی الآخرة و قد اعطاکم اللہ خیرا من ذالک قال تعالیٰ ومن یظلم سواء او یظلم نفسه ثم یتستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما والصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة کفارات لما بینھن (ابن جریر عن ابی العالیہ)“ (بنی اسرائیل جب گناہ کرتے تو ان کے دروازوں پر وہ گناہ اور اس کا کفارہ لکھ کر انہیں رسوا کر دیا جاتا تھا اگر کفارہ ادا کرتے تو دنیا کی اور نہ کرتے تو آخرت کی رسوائی ہوتی لیکن تمہیں اے امت محمد ﷺ اس سے بہتر صورت دی گئی اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی بری حرکت کرے اور اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر سے مغفرت چاہے تو اللہ کو غفور رحیم پائے گا (عام رسوائی اور فضیحتی نہ ہوگی) اور پھر پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہوں گے)

۱۰۰..... اگر امت موسوی علیہ السلام نے دعوت جہاد کے جواب میں اپنے پیغمبر کو یہ کہہ کر صاف جواب دے دیا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا پروردگار لڑ لو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں تو امت محمدی ﷺ نے کمال اطاعت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے نہ صرف ارض حجاز بلکہ شرق و غرب میں دین محمدی ﷺ کے علم کو سر بلند کیا اور ”اعظم درجة عند اللہ“ کا بلند مرتبہ حاصل کیا۔

۱۰۱..... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتیں محشر میں اپنی شہادت میں اپنے انبیاء علیہم السلام کو پیش کریں گی تو انبیاء علیہم السلام اپنی شہادت میں اس امت کو اور یہ امت اپنی شہادت میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو پیش کرے گی۔ ”یجاء بنوح یوم القیمة فیقال لہ هل بلغت؟ فیقول نعم یا رب فتسال امته هل بلغکم؟ فیقولون ما جاءنا من نذیر فیقول من شہودک؟ فیقول محمد ﷺ وامتہ فقال رسول اللہ ﷺ فیجاء بکم فتشہدون انه قد بلغ ثم قراء رسول اللہ ﷺ وكذلك جعلنکم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیدا (بخاری عن ابی سعید)“ (قیامت کے دن نوح علیہ السلام لائے جائیں گے اور پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی

امت کو تبلیغ کی؟ کہیں گے کی ہے اے میرے رب! تو ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ عرض کریں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تم (اے امت والو) بلائے جاؤ گے اور تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور ہم نے تمہیں اے امت محمدیہ! درمیانی اور معتدل امت بتایا ہے تاکہ تم اقوام عالم پر گواہ بنو اور وہ تم پر گواہ ہو)

۱۰۲..... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتیں نہ اول ہوں نہ آخر بلکہ بیچ میں محدود ہوں گی تو یہ امت اول بھی ہوگی اور آخر بھی ”جعل امتی ہم الاخرون وهم الاولون“ (ابو نعیم عن انسؓ) آخر میں دنیا میں اور اول قیامت میں حساب و کتاب میں بھی اول اور داخلہ جنت میں بھی اول۔ ”نحن الاخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيمة المقضى لهم قبل الخلاق“ (ابن ماجہ ابی ہریرہؓ وحذیفہؓ) ”میری ہی امت آخر بھی رکھی گئی اور اول بھی۔ دوسری حدیث ہے۔ ہم آخر ہیں دنیا میں اور اول ہیں آخرت میں کہ سب خلائق سے پہلے ہمارا فیصلہ سنایا جاوے گا)

۱۰۳..... اگر موسوی امت کو اپنے دور کے لوگوں پر فضیلت دی گئی ”وانی فضلتکم علی الغلہین“ تو امت محمدی ﷺ کو علی الاطلاق اولین و آخرین پر فضیلت دے کر افضل الامم فرمایا گیا۔ ”کنتم خیر امة اخرجت للناس“ (القرآن الحکیم) ”تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے کھڑی کی گئی ہے اور حدیث ہے میری امت بہترین امم بنائی گئی ہے اور حدیث ہے زبور میں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے داؤد! میں نے محمد ﷺ کو علی الاطلاق فضیلت دی اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے) وحدیث ”جعلت امتی خیر الامم (مسند بزار عن ابی ہریرہؓ) ”وحدیث ”وفی الزبور یا داؤد انی فضلت محمدا وامتہ علی الامم کلہم (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴)“

یا رب تو کریمی و رسول ﷺ تو کریم

صد شکر کہ مستقیم میان دو کریم

۱۰۴..... اگر صحابہ موسیٰ علیہ السلام باوجود معیت موسیٰ علیہ السلام کے بیت قدس یعنی خود اپنے

قبلہ کو اپنے ہی وطن (یعنی فلسطین کو بھی فتح کرنے سے جی چھوڑ بیٹھے اور صاف کہہ دیا) ”انذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون“ (موسیٰ علیہ السلام! تو اور تیرا پروردگار لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں) ہم سے یہ قتال و جہاد کی مصیبت نہیں سہی جاتی) اس امت کے بارے میں ہے کہ ہم نے تمہیں اے نبی! فتح ہمیں دی۔ (مکہ فتح ہو گیا) اور آیت میں ہے کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ امت محمدیہ ﷺ کو زمین کی خلافت و سلطنت ضرور بخشے گا چنانچہ حضور ﷺ کے زمانہ میں پہلے مکہ فتح ہوا۔ پھر خیبر اور بحرین فتح ہوا۔ پھر پورا جزیرہ عرب کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ پھر یمن کا پورا ملک فتح ہوا۔ پھر جوس کے مجوس سے خرید لیا گیا۔ اطراف شام و مصر اسکندریہ و حبشہ پر اثرات قائم ہوئے کہ بادشاہ روم (قیصر) بادشاہ حبش (نجاشی) شاہ مصر و اسکندریہ متوش شاہان عمان وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیج کر اپنی فرمانبرداری اور نیاز مندی کا ثبوت دیا۔ پھر صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ عرب پورے کا پورا لے لیا۔ فارس پر فوج کشی کی۔ شام کے اہم علاقے بصری وغیرہ فتح ہوئے۔ پھر فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں پورا شام پورا مصر، فارس و ایران اور پورا روم اور قسطنطنیہ فتح ہوا۔ پھر عہد عثمانی میں اندلس، قبرص، بلاد قیران و سنبہ اقصائے چین و عراق و خراسان، اہواز اور ترکستان کا ایک بڑا علاقہ فتح ہوا اور پھر امت کے ہاتھ پر ہندو، سندھ، یورپ و ایشیاء کے بڑے بڑے ممالک فتح ہوئے۔ جن پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور بالآخر زمانہ آخر میں پوری دنیا پر یک وقت اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ وعدہ امت کو دیا گیا۔ جو پورا ہو کر رہے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) تو صحابہ محمدی ﷺ نے اپنے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے وطن (حجاز) کے ساتھ عالم کو فتح کر ڈالا ”انا فتحنا لك فتحا مبینا“ کا ظہور ہوا اور ”ليستخلفنهم في الارض“ کا وعدہ خداوندی پورا کر دیا گیا۔ (القرآن الحکیم)

۱۰۵۔ اگر جنت میں ساری امتیں چالیس صفوں میں ہوں گی تو حضور ﷺ کی تنہا امت اسی (۸۰) صفیں پائے گی۔ ”اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم (ترمذی و دارمی بیہقی عن بریدہ)“

۱۰۶۔ اگر اور امتوں کے صدقات اور انبیاء علیہم السلام کے شمس نذر آتش کئے جانے سے قبول ہوتے تھے جس سے امتیں مستفید نہیں ہو سکتی تھیں تو امت محمدی ﷺ کے صدقات و شمس خود امت کے غرباء پر خرچ کرنے سے قبول ہوتے ہیں جس سے پوری امت مستفید ہوتی ہے۔ ”وكانت

الانبياء يعزلون الخمس فتجى النار وتأكله و امرت انا ان اقسام بين فقراء امتى (بخاری فی تاریخہ عن ابن عباس) ”(اگر اور انبیاء علیہم السلام اپنا خمس کا حق چھوڑ دیتے تھے۔ تو آگ آتی تھی اور اسے جلا ڈالتی تھی) (یہی اس کی قبولیت کی علامت تھی۔ مجھ اے قرآن حکیم ”حتی یاتینا بقربان تاکله النار“ اور مجھے امر کیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو تقسیم کر دوں اپنی امت کے فقراء میں۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۷))

۱۰۷..... اگر اور انبیاء علیہم السلام پر وحی آتی تھی جس سے اصلی تشریع کا تعلق تھا تو اس امت کے ربانوں پر الہام اترتا جس سے اجتہادی شریعتیں کھلیں۔ ”واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذا عوبه ولوردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلهم الذين يستنبطونه منهم“ (اور جب ان کے پاس کوئی بات اس کی یا خوف کی آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے۔ حالانکہ اگر وہ اسے رسول یا اپنے میں سے اولوالامر کی طرف لوٹا دیتے تو اسے ان میں سے استنباط کرنے والے جان لیتے..... جو اس میں سے نئی چیزیں مستنبط کر کے نکال لیتے)

۱۰۸..... اگر اور انبیاء کی امتیں ضلالت عامہ سے نہ بچ سکیں تو امت محمد ﷺ کو گمراہی عامہ سے ہمیشہ کے لئے مطمئن کر دیا گیا۔ ”لا تجمع امتی علی الضلالة“ (میری امت ﷺ ساری کی ساری مل کر کبھی بھی) گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی)

۱۰۹..... اگر اور انبیاء کی امتوں کا مل کر کسی چیز پر جمع ہو جانا عند اللہ حجت شرعیہ نہیں تھا کہ وہ گمراہی عامہ سے محفوظ نہ تھیں تو امت محمد ﷺ کا اجماع حجت شرعیہ قرار دیا گیا کہ وہ عام گمراہی سے محفوظ کی گئی ہے۔ ”ماراه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن وحديث انتم شهداء الله في الارض ولتكونوا شهداء على الناس“ (جسے مسلمان اچھا سمجھ لیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اور حدیث تم اللہ کے سرکاری گواہ ہوزمین میں۔ اور آیت کریمہ ہم نے تمہیں اے امت محمد ﷺ درمیانی درجہ کی امت بنایا ہے (تمہیں بھی اس کا دھیان چاہئے) اور حدیث تم اللہ کے سرکاری گواہ ہوزمین پر) اور آیت کریمہ ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم گواہ بنو دنیا کے انسانوں پر)

۱۱۰..... اگر اور انبیاء کی امتیں گمراہی عامہ کی وجہ سے معذب ہو ہو کر ختم ہوتی رہی ہیں تو امت محمد ﷺ کو عذاب عام اور استیصال عام سے دائمی طور پر بچالیا گیا۔ ”وما كان الله ليعذبهم

وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون (القرآن الحكيم)

۱۱۱..... اگر اور انبیاء کی امتوں کو جنت میں نفس مقامات سے نوازا جائے گا تو امت محمدیہ کو ہر مقام کا وہ گنہ درجہ دیا جائے گا۔ تا آنکہ اس امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ جنتی کا ملک بہ نص حدیث دس دنیا کے برابر ہوگا۔ ”فما ظنك باعلامهم“ (جیسا کہ آیت کریمہ ”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها“ اس پر شاہد ہے)

۱۱۲..... اگر ام سابقہ کی شفاعت صرف ان کے انبیاء ہی کریں گے تو اس امت کی شفاعت حضور ﷺ کے ساتھ اس امت کے صلحاء بھی کریں گے اور ان کی شفاعت سے جماعتیں کی جماعتیں نجات پا کر داخل ہوں گی۔ ”ان من امتی من يشفع للفقائم ومنهم من يشفع للقبيلة ومنهم من يشفع للعصية ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلوا الجنة“ (ترمذی عن ابی سعید) ”(میری امت میں ایسے بھی ہوں گے جو کئی کئی شفاعتیں کریں گے اور ایک خاندان بھری، بعض خاندان کے ایک حصہ کی اور بعض ایک شخص کی۔ تا آنکہ یہ لوگ اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے)

۱۱۳..... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے نام ان کے وطنوں اور قبیلوں یا انبیاء کے ناموں سے رکھے گئے۔ جیسے عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ تو امت محمدیہ ﷺ کے دو نام اللہ نے اپنے ناموں سے رکھے۔ ”مسلم اور مؤمن، یا یہود تسم الله باسمين وسمى الله بهما امتی هو السلام وسمى بها امتی المسلمین وهو المؤمن وسمى بها امتی المؤمنین (مصنف ابن ابی شیبہ عن مکحول)“ (اے یہودی! اللہ نے اپنے دو نام رکھے۔ اور پھر ان دونوں ناموں سے نام میری امت کا رکھا۔ اللہ تعالیٰ سلام ہے تو اس نام پر اس نے میری امت کو مسلمین کہا۔ اور وہ مؤمن ہے تو اپنے اس نام پر اس نے میری امت کو مؤمنین فرمایا)

یہ سارے امتیازی فضائل و کمالات جو جماعت انبیاء میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی نسبت غلامی سے امتوں میں اس امت کو دیئے گئے تو اس کی بناء ہی یہ ہے کہ اور انبیاء علیہ السلام نبی ہیں اور آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور امتیں امم و اقوام ہیں اور یہ امت خاتم الامم اور خاتم الاقوام ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کتب آسمانی کتب ہیں اور آپ ﷺ کی لائے ہوئی کتاب خاتم الکتاب ہے اور ادیان ادیان ہے اور یہ دین خاتم الادیان ہیں اور شرائع شریعتیں ہیں اور یہ شریعت خاتم الشرائع ہے۔

یعنی آپ ﷺ کی خاتمیت کا اثر آپ ﷺ کے سارے ہی کمالات و آثار میں رچا ہوا ہے۔ پس یہ امتیازی خصوصیت محض نبوت کے اوصاف نہیں بلکہ ختم نبوت کی خصوصیات ہیں۔ اس لئے جیسے آپ ﷺ تمام انبیاء میں ختم نبوت کے مقام سے ممتاز اور افضل ہیں۔ ایسے ہی آپ ﷺ کی یہ خاتمیت کی ممتاز سیرت تمام انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ممتاز اور افضل ہے۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے بھی ختم نبوت اور خاتمیت کو اپنی خصوصیات میں شمار فرمایا۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں آپ ﷺ نے جہاں اپنی چھ امتیازی خصوصیات جوامع الکلم اور غیر معمولی رعب وغیرہ ارشاد فرمائی۔ وہیں انہیں سے ایک خصوصیت یہ بھی فرمائی کہ: ”وختم بسی النبیون“ (بخاری و مسلم) ”مجھ سے نبی ختم کر دیئے گئے۔“

اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کی یہ خصوصیت اور ممتاز سیرت ختم نبوت کے تسلیم کئے بغیر زیر تسلیم نہیں آسکتی۔ ان خصوصی فضائل کو وہی مان سکے گا جو ختم نبوت کو مان رہا ہو۔ ورنہ ختم نبوت کا منکر درحقیقت ان تمام فضائل و کمالات اور خصوصیت نبوی کا منکر ہے۔ گویا ان سے وہ حضور ﷺ کی انفعلیت کا دعویٰ کرتا رہے۔

مگر یہ دعویٰ ختم نبوت کے انکار کے ساتھ زمانہ سازی اور حیلہ سازی ہوگا۔ بہر حال حضور ﷺ کے کمالات کے دائرہ میں ہر کمال کا یہ انتہائی نقطہ نبوت کی خاتمیت کا اثر ہے نہ محض نبوت کا۔

اس سے یہ اصولی بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شے کی انتہا میں اس کی ابتداء لپٹی ہوئی ہے اور کمالات کے ہر انتہائی نقطہ میں اس کے تمام ابتدائی مراتب مندرج ہوتے ہیں۔ سورج کی روشنی سارے عالم میں درجہ بدرجہ پھیلی ہوئی ہے۔ جس کے مختلف اور متفاوت مراتب ہیں۔ لیکن اس کے انتہائی مرتبہ نور میں اس کے ابتدائی نور کے تمام مراتب کا جمع رہنا قدرتی ہے۔ مثلاً اس کے نور کا ادنیٰ درجہ ضیاء اور چاندنا ہے جو ہند مکانوں میں بھی پہنچا ہوا ہوتا ہے۔

اس سے اوپر کا مرتبہ دھوپ ہے جو کھلے میدانوں اور صحروں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ جس سے میدان روشن کہلاتے ہیں۔ اس سے اوپر کا مرتبہ شعاعوں کا ہے جس کا باریک تاروں کی طرح فضائے آسمانی میں جال پھیلا ہوا ہوتا ہے اور فضا ان سے روشن رہتی ہے۔ اس سے بھی اوپر کا مرتبہ اصل نور کا ہے جو آفتاب کی نکیہ کے چوگرد اس سے لپٹا ہوا اور اس سے چمٹا ہوا ہوتا ہے جس سے آفتاب کا ماحول منور ہوتا ہے اور اس سے اوپر ذات آفتاب ہے جو بذات خود روشن ہے لیکن یہ ترتیب خود اس کی دلیل ہے کہ آفتاب سے نور صادر ہوا۔ نور سے شعاع برآمد ہوئی۔ شعاع سے

دھوپ نکلی اور دھوپ سے چاند نکلنا گویا ہر اعلیٰ مرتبہ کا اثر ادنیٰ مرتبہ ہے جو اعلیٰ سے صادر ہو رہا ہے۔ اس لئے باسانی یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ضیاء و روشنی دھوپ میں تھی۔ جب ہی تو اس سے برآمد ہوئی، دھوپ شعاعوں میں تھی جب ہی تو اس سے نکلی۔

شعاعیں نور میں تھیں جب ہی اس سے صادر ہوا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روشنی کے یہ سارے مراتب آفتاب کی ذات میں جمع تھے جب ہی تو واسطہ بلا واسطہ اس سے صادر ہو کر عالم کے طبقات کو منور کرتے رہے۔ پس آفتاب خاتم الانوار ہونے کی وجہ سے جامع الانوار ثابت ہوا۔ اگر نور کے سارے مراتب اس پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے تو اس میں یہ سب کے سب مراتب جمع بھی نہ ہوتے تو قدرتی طور پر خاتمیت کے لئے جامعیت لازم نکلی۔

ٹھیک اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء ﷺ جب کہ خاتم الکملات ہیں جن پر نبوت کے تمام علمی و عملی اور اخلاقی و احوالی مراتب ختم ہو جاتے ہیں۔ تو آپ ہی ان سارے کمالات کے جامع بھی ثابت ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت کا ہر کمال جس جس رنگ میں جہاں جہاں اور جس جس پاک شخصیت میں موجود تھا وہ آپ ﷺ ہی سے نکلا اور آخر کار آپ ﷺ ہی پر آکر منتہی ہوا تو یقیناً وہ آپ ﷺ ہی میں جمع بھی تھا۔

اس لئے وہ تمام امتیازی کمالات علم و اخلاق اور کمالات احوال و مقامات جو مذکورہ بالا دفعات میں پیش کئے گئے ہیں اور جو آپ کے لئے وجہ امتیاز و فضیلت ہیں جب کہ آپ ﷺ ہی پر پہنچ کر ختم ہوئے تو وہ بلاشبہ آپ ہی میں جمع شدہ بھی تھے ورنہ آپ پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے اور جب آپ ﷺ کی ذات بابرکات جامع الکملات بلکہ منبع کمالات ثابت ہوئی اور آپ کے سارے کمالات انتہائی ہو کر جامع مراتب کمالات ثابت ہوئے۔

معصی گشت جامع آیات
ہمیش غایت ہمہ غایات

تو یقیناً آپ کی شریعت جامع الشرائع آپ کا دین جامع الادیان، آپ کا لایا ہوا علم جامع علوم اولین و آخرین، آپ کا خلق خلق عظیم یعنی جامع اخلاق سابقین و لاحقین اور آپ کی لائی ہوئی کتاب جامع کتب سابقین ہے جو آپ کی خاتمیت کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی خاتمیت کی شان سے آپ ﷺ کی جامعیت ثابت ہوگئی۔

مصدقیت

اب اس جامع سے آپ ﷺ کی افضلیت کا ایک اور مقام نمایاں ہوتا ہے۔ اور وہ

شانِ مصدقیت ہے کہ آپ ﷺ ساقین کی ساری شریعتوں اور ان کی لائی ہوئی ساری کتابوں کے تصدیق کنندہ ثابت ہوتے ہیں۔ جس کا دعویٰ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔

❖ ”ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم“ ﴿پھر تمہارے پاس (اے پیغمبران الہی) وہ عظیم رسول ﷺ آجائیں جو تمہارے ساتھ کی ہر چیز﴾
ساوی کتبِ نبوت، معجزاتِ تعلیمات وغیرہ کے تصدیق کنندہ ہوں (تو تم ان پر) ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔ اور فرمایا:

❖ ”بل جاء بالحق مصدق المرسلين“ ﴿بلکہ محمد ﷺ آئے اور رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے﴾

وجہ ظاہر ہے کہ جب آپ کی شریعت میں تمام پچھلی شریعتیں جمع ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) میں تمام پچھلی کتبِ ساویہ مندرج ہیں تو ان کی تصدیق خود اپنی تصدیق ہے۔ جس کی بناء سورج کی مثال سے کھل چکی ہے کہ جیسے ہر انتہاء میں اس کے ابتدائی مراتب جمع ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی وہ سارے ابتدائی مراتب نکلنے بھی اس انتہائی مرتبہ سے ہیں۔

اس لئے سابق شریعتیں درحقیقت اس انتہائی شریعت کے ابتدائی مراتب ہونے کے سبب اسی میں سے نکلی ہوئی مانی جاویں گی ورنہ یہ شریعت انتہائی اور وہ ابتدائی نہ رہیں گی جو مشاہدہ اور عقل و نقل کیخلاف ہے۔ وہ اپنی جگہ مسلم شدہ ہے۔ پس اس جامع شریعت کی تصدیق کے بعد ممکن ہی نہیں کہ ابتدائی شریعتوں کی تصدیق نہ کی جائے بلکہ خود اس مصدقہ شریعت میں جمع شدہ ہیں۔ ورنہ خود اس شریعت کی تصدیق بھی باقی نہ رہے گی۔ اس لئے جب یہ آخری اور جامع شریعت آپ کے اندر سے ہو کر نکلی تو سابقہ شریعتیں بھی بالواسطہ آپ ہی کے اندر سے ہو کر آئی ہوئی تسلیم کی جاویں گی۔

”وانه لفي زبر الاولين“ اور یہ قرآن پچھلوں کی کتابوں میں بھی (لپٹا ہوا موجود تھا) اس لئے اس شریعت کی تصدیق کے لئے پچھلی شریعتوں کی تصدیق ایسی ہی ہوگی جیسے اپنے اجزاء و اعضاء کی تصدیق اور ظاہر ہے کہ اپنے اعضاء و اجزاء اور بالفاظ دیگر خود اپنی تکذیب کون کر سکتا ہے؟

ورنہ یہ معاذ اللہ خود اپنی شریعت کی تکذیب ہو جائے گی۔ جب کہ یہ ساری شریعتیں اسی آخری شریعت کے مبادی و مقدمات اور ابتدائی مراتب تھے۔ تو کل کی تصدیق کے اس کے تمام صحیح اجزاء کی تصدیق ضروری ہے ورنہ وہ کل کی ہی تصدیق نہ رہے گی۔ اس لئے سارے پچھلے ادیان

کے حق میں آپ ﷺ کے مصدق ہونے کی شان نمایاں تر ہو جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ ”اسلام“ اقرار شرائع کا نام ہے۔ انکار شرائع کا نہیں۔ تصدیق مذاہب کا نام ہے۔ تکذیب مذاہب کا نہیں۔ توقیر ادیان کا نام ہے۔ تحقیر ادیان کا نہیں۔ تعظیم مقتدایان مذاہب کا نام ہے۔ توہین مقتدایان کا نام نہیں۔

اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام کا ماننا درحقیقت ساری شریعتوں کا ماننا اور اس کا انکار ساری شریعتوں کا انکار ہے اور اسلام آجانے کے بعد اس سے منکر درحقیقت کسی بھی دین و شریعت کے مقرر تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔

اس بناء پر اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی اس جامع و خاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو پوری طرح سے اپنائیں اور اس کی قدر و عظمت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی۔ مسلمانوں سے تو اس لئے کہ حق تعالیٰ نے انہیں اسلام دے کر دین ہی نہیں دیا بلکہ سرچشمہ ادیان دے دیا اور ایک جامع شریعت دے کر دنیا کی ساری شریعتیں ان کے حوالہ کر دیں۔ جب کہ وہ سب کی سب شاخ درشاخ ہو کر اسی آخری شریعت سے نکل رہی ہیں جس سے مسلمان بیک وقت گویا سارے ادیان و شریعت پر عمل کرنے کے قابل اور اس جامع عمل سے اپنے لئے جامعیت کا مقام حاصل کرنے کے قابل بنے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح وہ ایک دین نہیں بلکہ تمام ادیان عالم پر مرتب ہونے والے سارے ہی اجر و ثواب اور درجات و مقامات کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں۔

اندریں صورت اگر ہم یوں کہیں تو خلاف حقیقت نہ ہوگا۔ اگر وہ صحیح معنی میں عیسائی، اندر میں صورت اگر ہم یوں کہیں تو خلاف حقیقت نہ ہوگا۔ اگر وہ صحیح معنی میں عیسائی، موسائی، ابراہیمی اور نوحی بھی ہیں کہ آج انہی کے دم سے سچی نوحیت، ابراہیمیت، موسائیت اور عیسائیت دنیا میں زندہ ہے جب کہ بلا استثناء ان سب کے ماننے اور ان کی لائی ہوئی شرائع کو سچا تسلیم کرنے کی روح انہوں نے ہی دنیا میں پھونک رکھی ہے بلکہ اپنی جامع شریعت کے ضمن میں ان سب شریعتوں پر عمل پیرا بھی ہیں۔ ورنہ آج ابراہیم کے ماننے والے براہمہ اپنے کو اس وقت تک براہمہ نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام کی تکذیب و توہین نہ کر لیں۔

اسی طرح آج کی عیسائیت کو ماننے والے بزرگ خود اپنی عیسائیت کو اس وقت تک برقرار نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ محمدیت کی تکذیب نہ کر لیں۔ گویا ان کے مذاہب کی بنیاد ہی تکذیب پر ہے۔ تصدیق پر نہیں۔ انکار پر ہے اقرار پر نہیں۔ توہین پر ہے توقیر پر نہیں۔ جہالت پر ہے

معرفت پر نہیں۔ حالانکہ مذہب نام اقرار کا ہے۔ انکار کا نہیں۔ ایمان نام معرفت کا ہے جہالت کا نہیں۔ دین نام محبت کا ہے۔ عداوت کا نہیں۔ پس تسلیم و اقرار، تعظیم و توقیر، علم و معرفت اور ایمان و دین کا کارخانہ سنبھلا ہوا ہے تو صرف اسلام ہی سے سنبھلا ہوا ہے۔

اور اسی کی تسلیم عام اور تصدیق عام کی بدولت تمام مذاہب کی اصلیت اور توقیر محفوظ ہے۔ ورنہ اقوام دنیا نے مل کر تعصبات کی راہوں سے اس کارخانہ کو درہم برہم کرنے میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔ بنا بریں اسلام کے ماننے والے تو اس لئے اسلام کی قدر پہچانیں اور اسے دستور زندگی بنائیں کہ اللہ نے انہیں تعصبات کی دلدل سے دور رکھ کر دنیا کی تمام قوموں، امتوں اور ان کے تمام مذاہب اور شریعتوں کا رکھوالا اور محافظ بنایا اور ان میں سے شور و غش کو الگ دکھا کر اصلیت کا راز داں تجویز کیا۔

دوسرے ان کا اقرار و تسلیم صرف ان ہی کی شریعت تک محدود نہیں بلکہ شاخ در شاخ بنا کر دنیا کی تمام شریعتوں تک پھیلا دیا جس سے اگر ایک طرف ان کے دین کی وسعت و عمومیت اور جامعیت نمایاں کی جو خود دین والوں کی جامعیت اور وسعت کی دلیل ہے تو دوسری طرف اسلامی دین کا غلبہ بھی تمام ادیان پر پورا کر دیا۔ جس کی قرآن نے ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ (تاکہ اسلامی دین کو اللہ تمام دینوں پر غالب فرمائے) خبر دی تھی۔

کیونکہ غلبہ دین کی اس سے زیادہ نمایاں اور واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ دین اسلام تمام ادیان کا مصدق بن کر ان میں روح کی طرح دوڑا ہوا انہیں تھامے ہوئے ہے ان کا قیوم اور سنبھالنے والا ہے۔ اور اسی کے دم سے ان کی تصدیق و توثیق باقی ہے ورنہ اقوام عالم تو مذاہب کی تردید و تکذیب کر کے انہیں لاشے محض بنا چکی تھیں۔ ”وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتْ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ۔ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ“ (یہود نے کہا کہ نصارا لاشے محض ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود لاشے محض ہیں) اور اس طرح ہر قوم اپنے سوا دوسرے مذاہب کو تردید و تکذیب سے دفن کر چکی تھی۔ مصدق عام اور قیوم عمومی بن کر تو اسلام ہی آیا جس نے ہر مذہب کی اصلیت نمایاں کر کے اس کی تصدیق کی اور اسے باقی رکھا جس سے، مذاہب سابقہ اپنا دورہ پورا کر دینے کے بعد بھی دلوں اور ایمانوں میں محفوظ رہے اور کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کا سنبھالنے اور تھامنے والا ہی اس چیز پر غالب ہوتا ہے، جسے وہ تھام رہا ہے۔ ورنہ بلا غلبہ کے تھامتا کیسے؟ اور تھمی شے تھامنے والے کے سامنے مغلوب اور ضعیف ہوتی ہے۔ ورنہ اسے تھامنے والے کے سہارے کی ضرورت کیوں پڑتی؟

پس جب کہ ادیان سابقہ کی اصلیت اسلام کے سہارے تھی ہوئی ہے تو ادیان سابقہ اس کے محتاج ثابت ہوئے اور وہ ان کے لحاظ سے غنی رہا۔ اور ظاہر ہے کہ محتاج غنی پر غالب نہیں ہوتا۔ بلکہ غنی محتاج پر غالب ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام کا غلبہ اس قومیت کے سلسلہ سے تمام ادیان پر نمایاں ہو جاتا ہے۔

❁..... ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ“ ﴿اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس اسلامی دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے۔﴾

پس اسلام کا غلبہ جہاں حجت و برہان سے اس نے دکھلایا۔ جہاں تیغ و شان سے اس نے دکھلایا۔ جو باہر کی چیزیں ہیں وہیں خود دین کی ذات سے ہی دکھلایا اور وہ اس کی عمومیت، قیومیت اور مصدقیت عام ہے جس سے اس نے روح بن کر ادیان کو سنبھال رکھا ہے۔ جس سے اس دین کا بین الاقوامی دین ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے۔ بہر حال اسلام والے تو اس لئے اسلام کی قدر کرتے ہیں کہ وہ کامل جامع مصدق عالمگیر دین اور روح ادیان عالم ہے جو انہیں پشتینی طور پر ہاتھ لگ گیا ہے۔

اور غیر مسلم اس لئے اس کی طرف بڑھیں اور اس کی قدر پہچانیں کہ آج کی ہمہ گیر دنیا میں اول تو جزوی اور مقامی ادیان چل نہیں سکتے۔ جیسا کہ مشاہدہ میں آ رہا ہے کہ ہر ایک مذہب کو یا منظر عام سے ہٹ کر چھپنے کے لئے پہاڑوں اور غاروں کی پناہ لینی پڑتی ہے اور یا باہر آ کر زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے اندر ترمیمیں کرنی پڑ رہی ہیں اور وہ بھی اسلام ہی سے لے کر تا کہ دنیا میں اس کے گاہک باقی رہیں۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان ادیان کے محدود اور مقامی اور محض قومی ہونے کو نہیں چھپا سکتی۔

ان کے پیوندوں سے خود ہی پتہ چل جاتا ہے کہ لباس کو نمائش کی حد تک صحیح دکھلانے اور جاذب نظر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے ان قومیتوں کی حد بندیوں کے مذاہب سے دلوں کی توجہ ہٹتی جا رہی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ اندریں صورت تقاضائے دانش و ہنر اور متقضائے فطرت صرف یہ ہے کہ اجزاء سے ہٹ کر کل اور مجموعہ کو اپنایا جائے جس کے ضمن میں جیہ جزوی دین اپنی اصلیت کی حد تک خود بخود آ جائیں اور ظاہر ہے کہ جب اصلیت کی حد تک اسلام نے تمام شرائع اور ادیان کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے تو اسلام قبول کرنے والے ان ادیان سے بھی محروم نہیں رہ سکتے۔

بلکہ اگر وہ اپنے ادیان کی حفاظت چاہتے ہیں تو اب بھی انہیں اسلام ہی کا دامن سنبھالنا چاہئے۔ کیونکہ اسلام ہی نے ان ادیان کو تاجحد اصلیت اپنے ضمن میں سنبھال رکھا ہے۔ اگر وہ اپنے ادیان کی موجودہ صورتوں پر جے رہتے ہیں تو اول تو وہ بے سند ہیں۔ ان کی کوئی حجت سامنے نہیں، اسلام ان کی سند تھا۔ تو اسے انہوں نے اختیار نہیں کیا۔

اسلام سے ہٹ کر دوسرے مذاہب میں دین کی سند استناد کا کوئی سسٹم ہی نہیں جس سے ان کی اصلیت کا پتہ نشان لگ سکے اور ظاہر ہے کہ بے سند بات پر بحث نہیں ہو سکتی اور اگر کسی حد تک کوئی اپنی سلامی خطرت سے اصلیت کا کوئی سراغ نکال بھی لے تو زیادہ سے زیادہ وہ ایک جزئی، قومی اور مقامی دین کا پھر رہا جو آج کے بین الاقوامی، بین الاوطانی اور عمومیت و کھپت کے دور میں چل نہیں سکتا۔ اسی لئے ارباب ادیان ایسے دینوں میں ترمیمات کے مسودے لا رہے ہیں اور آئے دن اس قسم کی خبروں سے اخبارات کے کالم بھر رہے ہیں۔

البتہ اگر وہ اسلام سنبھال لیں تو اس پر چلنا درحقیقت تمام ادیان پر چلنا ہے اور وہ ہر دین کی جتنی واقعی اصلیت ہے اسے تھامے رہنا ہے اس لئے نفس دین کا تھامنا ضروری ہو تب اور اپنے اپنے ادیان کا تھامنا ضروری ہے۔ جب بہر دو صورت اسلام ہی کا تھامنا عقلاً اور نقلاً ضروری لگتا ہے۔

بہر حال نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ ﷺ کی لائی ہر چیز شریعت۔ کتاب، قوم، امت، اصول قواعد اور احکام وغیرہ ساری چیزیں خاتم ٹھہرتی ہیں۔ اسی لئے جس طرح آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا اس طرح آپ کے دین کو خاتم الادیان بتایا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

..... ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ اکمال اور تکمیل دین کے بعد نئے دین کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا اس لئے یہ کامل دین ہی خاتم الادیان ہوگا کہ کوئی تکمیل طلب ایسے ہی آپ ﷺ کی امت کو خاتم الامم کہا گیا جس کے بعد کوئی امت نہیں۔ حدیث قتادہ میں ہے۔

..... ﴿نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا﴾ (درمنثور) ”ہم (امتوں میں) سب سے آخر ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔“

حدیث ابی امامہ میں ہے:

”یا ایہا الناس لا نبی بعدی لا امة بعدکم (مسند احمد، کنز العمال ج ۵ ص ۲۹۴)“ ﴿اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں﴾۔

(یعنی میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ یہی وہ خاتمیت ہے)

آپ ﷺ اپنی مسجد کے بارے فرمایا جو حدیث عبد اللہ بن ابراہیم میں ہے کہ:

”فانسی آخر الانبیاء مسجدی آخر المساجد (مسلم)“ ﴿میں خاتم

الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔ (وہی آپ ﷺ کی خاتمیت مسجد میں آئی)﴾

حدیث عائشہ رضی یہ دعویٰ خاتمیت کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ ”انا خاتم الانبیاء

ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰)“

اور جب کہ آپ ﷺ کی آوردہ کتاب (قرآن) ناخ الا دیان اور ناخ الکتب ہے تو

یہی معنی اس کے خاتم الکتب ہونے کے ہیں۔ کیونکہ ناخ ہمیشہ آخر میں اور ختم پر آتا ہے اور اسی لئے

آپ ﷺ کو دعوت عامہ دی گئی کہ دنیا کی ساری اقوام کو آپ ﷺ اللہ کی طرف بلائیں۔ کیونکہ اس

دین کے بعد کوئی دین کسی خاص قوم یا دنیا کی کسی بھی قوم کے پاس آنے والا نہیں جس کی دعوت

آنے والی ہو تو اسی ایک دین کی دعوت عام ہو گئی کہ وہ خاتم الا دیان اور آخر ا دیان ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ساری خاتمیں درحقیقت آپ ﷺ کی ختم نبوت کے آثار ہیں۔

خاتمیت سے جامعیت نکلی تو یہ تمام چیزیں جامع بن گئیں اور جامعیت سے آپ ﷺ

کی مصدقیت کی شان پیدا ہوئی جو ان سب چیزوں میں آتی چلی گئی۔ قرآن کو ”مصدق لما

معکم“ کہا گیا امت کو بھی مصدق انبیاء بنایا گیا کہ سب اگلے پچھلے پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔ دین

بھی مصدق اویان ہو۔

یہی وہ سیرت نبوی ہے جامع اور انتہائی نقاط ہیں جن سے یہ سیرت مبارک تمام سیر

انبیاء علیہم السلام پر حاوی وغالب اور خاتم السیر ثابت ہوئی۔ اسی لئے آپ کی سیرت کا بیان محض

کمال کا بیان نہیں بلکہ امتیازی کمالات اور ان کے بھی انتہائی نقاط کا بیان ہے جو اسی وقت ممکن ہے

کہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کو مانا جائے کہ یہ امتیازات اور امتیازی کمالات مطلق نبوت کے آثار نہیں

بلکہ ختم نبوت کے آثار ہیں۔ کیونکہ ختم نبوت خود ہی نفس نبوت سے ممتاز اور افضل ہے۔ کہ سرچشمہ

نبوت ہیں۔ اس لئے اس کے امتیازی آثار بھی مطلق آثار نبوت سے فائق اور افضل ہونے ناگزیر

تھے۔ پس سیرت خاتمیت کے چند نمونے ہیں جو اس مختصری فہرست میں پیش کئے گئے ہیں۔ جن کا

عدد (۱۱۳) ہوتا ہے۔

ان میں اولاً چند دفعات میں خاتم النبیین کے دین کا تفوق و امتیاز دوسرے ادیان پر دکھلایا گیا ہے۔

پھر چند نمبروں میں طبقہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات و کرامات اور معجزات پر خاتم النبیین ﷺ کے کمالات و کرامات اور معجزات کی فوقیت دکھلائی گئی۔

پھر چند نمبروں میں خصوصی طور پر نام بنام حضرات انبیاء علیہم السلام کے خصوصی احوال و آثار اور مقامات پر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے احوال و آثار اور مقامات کی عظمت واضح کی گئی ہے۔

پھر چند شماروں میں اور انبیاء کی امتوں پر امت خاتم کی عظمت و برتری کی واضح کی گئی ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی ہر جہتی و فوقیت کا ملیت و جامعیت، اولیت و آخریت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہے جو آپ کی خاتمیت کے آثار و لوازم ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کو آپ کی خاتمیت کے اثبات میں کس درجہ اہتمام ہے کہ ختم نبوت کا دعویٰ قرآن کریم میں کر کے سینکڑوں سے متجاوز احادیث میں ختم نبوت کے دلائل و آثار اور شواہد و نظائر شمار کرائے گئے ہیں جن میں سے چند کا انتخاب ان مختصر اوراق میں پیش کیا گیا۔ بس ختم نبوت سے متعلق پہلی قسم کی آیات و روایات پر مشتمل کتابیں دعوائے ختم نبوت کے نمونے اور خصوصیات نبوت کے شواہد و نظائر پیش کئے گئے ہیں۔

دلائل ختم نبوت کی کتاب کہی جائے گی۔ جس سے صاف روشن ہو جاتا ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام میں سب سے زیادہ اہم سب سے زیادہ بنیادی اور اساسی مسئلہ ہے۔ جس پر اسلامی شریعت کی خصوصیت کی بنیاد قائم ہے اگر اس مسئلہ کو تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں کوئی رخ نہ ڈال دیا جائے تو اسلامی خصوصیت کی ساری عمارت آپڑے گی اور مسلم کے ہاتھ میں کوئی خصوصی خرمہرہ باقی نہ رہے گا جس سے وہ اسلام کو دنیا کی ساری اقوام کے سامنے پیش کرنے کا حق دار بنے گا۔

نیز نبی کریم ﷺ اس کے بغیر قابل تسلیم ہی نہیں بن سکتے کہ ختم نبوت کو تسلیم کیا جائے کہ اس پر خصوصیات نبوی کی عمارت بھی کھڑی ہوئی ہے۔

پس اس مسئلہ کا منکر درحقیقت حضور ﷺ کی فضیلت کا منکر اور اس مسئلہ کو منادینے کا ساعی، حضور اکرم ﷺ کے امتیازی فضائل کو منادینے کی سعی میں لگا ہوا ہے۔

اس لئے جو طبقات بھی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ خواہ صراحۃً اس کے منکر ہوں یا تاویل

کے راستہ سے۔ دین کے اس بدیہی اور ضروری مسئلہ کے انکار پر آئیں۔ ان کا اسلام سے شریعت اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں مانا جاسکتا اور نہ وہ اسلامی برادری میں شامل سمجھے جاسکتے ہیں۔ جس طرح سے توحید کا منکر قوی ہو یا مصرح، اسلام سے خارج اور اس سے بے واسطہ ہے اسی طرح سے ختم رسالت کا منکر قوی ہو یا مصرح، اسلام سے خارج اور اس سے بے واسطہ ہے اسی طرح سے ختم رسالت کا منکر خواہ انکار سے ہو یا تاویل سے۔ اسلام سے خارج مانا جاوے گا۔ کیونکہ وہ صرف کسی ایک مسئلہ کا منکر نہیں بلکہ اسلام کے سارے امتیازات، سارے ممتاز فضائل، ساری ہی خصوصیات اور صد ہا دینی روایات کا منکر ہے جن کا قدر مشترک توازن کی حد سے نیچے نہیں رہتا۔

بہر حال ختم نبوت کے درختاں آثار اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے خصوصی شائل و فضائل یا بالفاظ دیگر آپ ﷺ کی خاتمیت کے ہزاروں وجوہ دلائل میں سے یہ چند نمونے ہیں جنہیں آپ ﷺ خاتم النبیین کی تفسیر اور تشریح کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ مختصر رسالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ نہیں بلکہ سیرت خاتمیت کی چند موٹی موٹی سرخیوں کی ایک مختصر سی فہرست ہے۔ جس کے نیچے اس بلند پایہ سیرت کی امتیازی حقائق و تفصیلات پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر ان روایات کی روشنی میں سیرت خاتمیت کی ان تفصیلات اور ان کے مالہ و ماعلیہ کو کھولا جائے۔ تو بلاشبہ محدثانہ اور مشکمانہ رنگ کی ایک نادر سیرت مرتب ہو سکتی ہے۔ جو تاریخی رنگ کی تو نہ ہوگی اور تاریخ محض سیرت بھی نہیں۔ بلکہ پیغمبرانہ مقامات اور خاتمانہ امتیازات کی حامل محدثانہ رنگ کی سیرت ہوگی جو اپنے رنگ کی ممتاز سیرت کہلائی جائے گی۔

میں نے اس مختصر مضمون میں اس وقت صرف عنوانات سیرت کی نشاندہی کا فرض انجام دیا ہے۔ شاید کسی وقت ان تفصیلات کے پیش کرنے کی توفیق میسر ہو جائے جو ابھی تک ذہن کی امانت بنی ہوئی ہیں۔ جن سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے متفاوت درجات و مراتب اور خاتمیت کے انتہائی درجات و مراتب کا فرق اور تفاضل باہمی بھی کھل کر سامنے آسکتا ہے۔ جس کی طرف ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض“ میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد طیب غفرلہ، مدیر دارالعلوم دیوبند

۱۷ شعبان ۱۳۷۷ھ (یوم الاحد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا قَارِي مُحَمَّد طَيْب قَائِمٌ

ختم نبوت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قائم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احیائے اموات

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد !
گزشتہ نصف صدی میں برصغیر ہندوپاک میں جن علماء و فضلاء نے اپنی تقریر و تحریر سے
دین و ملت کی نمایاں، مؤثر اور قابل قدر خدمت کی اور مسلمانوں کی صحیح خطوط پر دینی و عملی تربیت
میں سرگرم حصہ لیا۔ ان میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مرحوم و مغفور کا نام نامی بہت
ہی ممتاز ہے۔

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تقریر و تحریر کی یکساں صلاحیتوں سے نوازا تھا اور دونوں
میدانوں میں ان کے آثار و نقوش بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ دیوبند میں ایک مستقل ادارہ ان
کی تحریروں کو شائع کرتا تھا۔ مگر ان کی تقریریں ابھی بڑی تعداد میں غیر محفوظ اور غیر مطبوعہ ہیں
جن کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر انہیں جلد شائع کرنا چاہئے۔ مولانا مرحوم کی تقریریں بڑی
مدلل، حکیمانہ و فلسفیانہ، منظم اور مرتب ہوتی تھیں اور ان میں ایک مخصوص و منفرد ربط و تسلسل پایا
جاتا تھا۔ انہوں نے اس دور میں قدیم منطق و فلسفہ سے جس طرح کام لیا اور اس کو دینی علوم کا
آلہ کار بنایا وہ پرانے دینی مدارس کے علماء و فضلاء کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔ مولانا مرحوم
کی ایسی ہی تقریروں میں ”ختم نبوت“ سورۃ الکوتر کی روشنی میں بھی ہے جو شائع ہو رہی ہے۔
اس میں بھی مولانا کی مسئلہ علیت و ذہانت، قوت استدلال اور حکیمانہ طرز بیان نمایاں ہے اور
یہی حال تقریباً تمام تقریروں کا ہے۔

عزیز گرامی مولوی شعیب اور لیس صاحب ہم سب کے شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں
کہ جناب صوفی عبدالرحمن صاحب کی نگرانی و سرپرستی میں مولانا مرحوم کی تقریروں کو کتابی شکل میں
شائع کر رہے ہیں اور اس طرح ان بیش قیمت علمی و دینی مواضع کی حفاظت و اشاعت کا مبارک
کام انجام دے رہے ہیں اور ایک ایسے دینی سرمایہ کو از سر نو منظر عام پر لا رہے ہیں جو زمانے کے
دستبرو سے ضائع اور تلف ہونے کے قریب تھا۔ فقہی اصطلاح میں انہوں نے ”احیائے اموات“
کا جو قابل قدر کام انجام دیا ہے۔ اس کے لئے وہ انشاء اللہ خدا کے نزدیک ماجور اور خلق خدا کی
طرف سے مشکور ہوں گے۔

مخلص..... (محمد و منا حضرت مولانا) سید ابوالحسن علی ندوی..... لکھنؤ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

حیات طیبہ

(از محمود خان دریابادی)

گھنی سفید اور نورانی ریش مبارک، خندہ پیشانی، ابرو تک کے بال سفیدی لئے ہوئے، رخسار سرخ، سفید اور پر گوشت، دبلے پتلے ننھی جسم رکھنے کے باوجود حسن و جمال کے پیکر، چہرے پر معصومیت اور سادگی کے ساتھ ساتھ فرشتوں جیسا تقدس اور پاکیزگی، سر پر اونچی دو پلی ٹوپی، جسم پر اعلیٰ درجہ کی شاندار شیر وانی اور ہاتھ میں بید کی نفیس چھری.....

یہ ہیں وہ نقش و نگار جو خانوادہ قاسمیہ کے چشم و چراغ علوم انوریہ کے جانشین اور خانقاہ اشرفیہ کے گل سرسبد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کرتے ہی ذہن میں تازہ ہو جاتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کی بے شمار خوبیاں طرز تکلم، نرم گفتاری، میانہ روی، اخلاص اور علمی و تجر و غیرہ بھی یاد آ جاتے ہیں۔

ان کی ۸۶ سالہ زندگی کا ہر دن مختلف تجربات اور واقعات سے پر ہے۔ ان چند صفحات میں ان کی مکمل سوانح تو درکنار ان کا مکمل تعارف بھی نہیں کرایا جاسکتا۔ ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی شخصیت کو کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ کون ہے جو ان سے اور ان کی زندگی سے واقف نہیں؟ زیر نظر تحریر میں ان کی زندگی کے کچھ حالات اور واقعات صرف ان کے علوم پر درون کئے جا رہے ہیں۔ اس سے حضرت کا تعارف مقصود نہیں، اور نہ ہی یہ چند خطرات میں حضرت کا مکمل تعارف ہو سکتا ہے۔

جون ۱۸۹۷ء مطابق محرم ۱۳۱۵ھ کو آپ نے اس جہان فانی میں آنکھیں کھولیں۔ محمد طیب نام رکھا گیا۔ جبکہ تاریخی نام مظفر الدین ہے۔ ۱۳۲۲ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب، مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب اور آپ کے والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب کے سامنے بسم اللہ ہوئی اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ دو سال کے اندر حفظ قرآن مکمل کیا گیا۔ پھر فارسی درجات میں داخل ہوئے، پانچ سال میں فارسی درجات سے سند فراغت حاصل کر لی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے عربی درجات میں منتقل ہوئے۔ اور آٹھ سال میں عربی درجات سے فراغت حاصل کی۔ اس طرح ۱۳۳۷ھ میں دارالعلوم دیوبند نے فضیلت سند سے نوازا۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اور آپ کے والد ماجد

مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ جیسے یکتائے زمانہ اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری اور مولانا عبداللہ صاحبؒ انصاری نے خصوصی سندوں سے بھی سرفراز فرمایا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم ہی میں تدریس سے منسلک ہو گئے، مختلف علوم و فنون کی کتابیں بڑی شان سے اور حق ادا کر کے پڑھائیں اور یہ سلسلہ آخر تک بے پناہ مصروفیات کے باوجود جاری رہا۔

۱۳۴۰ء میں نیابت اہتمام کا عہدہ تفویض کیا گیا اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ کے انتقال کے بعد ۱۳۴۸ھ میں دارالعلوم کے سالانہ اخراجات پچاس ہزار اور عملہ صرف ۴۵ افراد پر مشتمل تھا۔ بعد میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ اس دارالعلوم کو ایک چین الاقوامی یونیورسٹی بنادیا۔ آج دارالعلوم کی بیشتر عمارات حضرت ہی کے دور کی تعمیر شدہ ہیں۔

دارالعلوم اور منسلک دارالعلوم کے تعارف کے سلسلہ میں اندرون ملک اور بیرون ممالک کے بے شمار اسفار کئے۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں حضرت کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ اس کے علاوہ ایشیاء کے دیگر ممالک افریقہ، یورپ اور امریکہ وغیرہ کے بھی متعدد تبلیغی دورے فرمائے۔ ۱۳۵۸ھ میں دارالعلوم کے نمائندہ کے طور پر افغانستان کا دورہ فرمایا۔ جہاں آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ دارالعلوم کے لئے یہ دورہ بہت مفید رہا۔ جسکا ثبوت دارالعلوم کا عظیم آئینہ دروازہ باب الظاہر ہے جو شہنشاہ افغانستان ظاہر شاہ کے عطیہ سے تعمیر کیا گیا۔ اسی طرح ۱۳۳۵ھ میں ہندوستان کے ایک موقر وفد کی قیادت کرتے ہوئے حجاز کا دورہ فرمایا، اور سلطان ابن سعود کے دربار میں تقریر فرمائی، سلطان بہت متاثر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے نوازا۔ حضرت کا طرز خطابت منفرد، اثر انگیز اور دل پذیر ہوتا تھا۔ کبھی اس کے معترف ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی زیر صدارت لکھنؤ میں نیا نظام تعلیم رائج کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا، جس میں ملک کے بڑے بڑے زعماء لیڈران اور ماہرین تعلیم جمع ہوئے۔ جمعیۃ العلماء کے رہنما مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی شریک تھے۔ اس میں بیشتر مقررین نے نئے نظام تعلیم کی حمایت میں تقریریں کیں اور پرانے نظام کو دقیقاً نوسی قرار دیا۔ مولانا آزادؒ نے بھی اشارۃً اس کی حمایت کی۔ ایسے میں مولانا مدنیؒ اور دیگر علماء نے قدیم طرز تعلیم کی حمایت میں جوابی تقریر کے لئے آپ کا انتخاب کیا۔ اور واقعی حضرتؒ نے حق ادا کر دیا خود مولانا آزادؒ جیسے شعلہ بیاں مقرر بھی حضرت کی مدلل تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور کبھی نے خراج تحسین پیش کیا۔

تقریر کے ساتھ ساتھ انداز تحریر بھی منفرد تھا۔ مضمون نگاری کی ابتداء ”القاسم“ سے ہوئی اور پہلی تصنیف ”التحہ فی الاسلام“ ہے۔ اس کے علاوہ درجنوں تصانیف، بے شمار مضامین اور مقالے نیز دوسروں کی کتابوں پر لاتعداد پیش قیمت مقدمے بھی تحریر فرمائے۔

دنیا، تصوف میں بھی حضرت کا خاص مقام تھا۔ اولاً ۱۳۳۹ھ میں حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد قطب وقت حضرت تھانویؒ نے آپ کو اپنا مجاز قرار دیکر خلافت سے نوازدیا۔ اس کے بعد آپ کے ذریعہ بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے۔ حضرت کے ہزاروں مریدین میں دیہات کے معمولی کسان سے لے کر یونیورسٹی کے پروفیسرز اور وزرائے حکومت تک شامل ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک دن ایسا بھی آیا ہے جب سب نے اپنے اختلافات کو بھلا کر اسلام اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا فیصلہ کیا۔ بمبئی میں ایک تاریخ ساز کانفرنس ہوئی جس میں سبھی مکتبہ فکر کے نمائندہ موجود تھے۔ سب نے فیصلہ کیا کہ شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے اور اس بورڈ کی سربراہی حکیم الاسلامؒ کے سپرد کردی جائے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے سبھی مکاتب فکر نے حضرت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

ایں سخاوت بزور بازو نیست
تائید بخشد خدائے بخشندہ

عمر کا آخری دور ایک دور ابتلاء تھا، اس دور میں بھی حضرت نے اپنی ذات کی حد تک جس صبر و تحمل اور ضبط کا مظاہرہ کیا ہے اسے دیکھ کر بے ساختہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر آپ کا یہ جملہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ ”میں نے اپنے لئے صبر و سکوت اور استغنا کو پسند کر لیا ہے۔“ اور آخر وہ وقت آئی گیا جو ہر جاندار پر آتا ہے جس سے کسی ذی روح کو مفر نہیں۔ ۷ ابر جولائی ۱۹۸۳ء بروز اتوار ۱۱ بجے صبح، اپنے وقت کے عظیم عالم، خطیب، شیخ، مربی اور مرشد نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ ”ان اللہ وانا الیہ راجعون“۔ تھوڑی دیر بعد ہی آل انڈیا ریڈیو اور ریڈیو پاکستان نے اپنے لیٹن میں یہ روح فرسا خبر نشر کی۔ پورے ملک کے دینی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔ اسی دن شب میں تدفین عمل میں آئی۔ ہزار ہا افراد شریک ہوئے۔ اس طرح علم، عمل، رشد اور ہدایت کا ایک دور ختم ہو گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم!

”الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا وسندنا ومولانا محمداً عبده ورسوله أرسله الله الى كافة الناس بشيراً ونذيراً وداعياً اليه باذنه وسراج منيراً، اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم“ ”بسم الله الرحمن الرحيم“

پیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر، سونماز پڑھ اپنے رب کے آگے، اور قربانی پیش کر، پیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھے کٹا۔”انا اعطيتك الكوثر“ فصل لربك وانحر ان شانئك هو الابتر“
---	---

یہ سورہ مبارکہ گویا سب سے زیادہ چھوٹی سورہ ہے۔ یہ نازل کی گئی ہے ختم نبوت کے تحفظ اور اس کے بقاء اور اس کے اثبات کے لئے، تو نبی کریم ﷺ کی صرف نبوت ہی ثابت نہ ہو، بلکہ ختم نبوت ثابت ہو، اور آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا واضح ہو جائے۔

بنیادی عقیدہ

چونکہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اسی پر موقوف ہیں اسلام کی ساری خصوصیات اور امتیازات۔ آخر ختم نبوت کا انکار کر دیا جائے تو نہ اسلام کی خصوصیت باقی رہتی ہے نہ اس کا کمال باقی رہتا ہے، نہ اس کا دوام باقی رہتا ہے۔ اس لئے ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ اس کے بارے میں اول تو قرآن کریم کی آیت نے واضح فرما دیا کہ: ”ما کان محمد اباً احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)“ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں﴾۔

﴿محمد ﷺ ان انسانوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ البتہ خاتم النبیین ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ تو قرآن مشہورہ تو یہی ہے۔ خاتم النبیین (فتح التاء) اور خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ جب کسی کاغذ پر مہر لگ جاتی ہے تو اس میں نہ کوئی چیز داخل کی جاسکتی ہے اور نہ اس سے کوئی چیز خارج کی جاسکتی ہے۔ مہر کے معنی یہ ہیں کہ اب دستاویز مکمل ہو گئی۔ اس میں نہ اب کسی قسم کی مداخلت اضافہ کی ہے نہ کمی کی۔ اور شاذ روایت خاتم (بکسر التاء) ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

یعنی نبیوں کا اختتام ہو گیا ہے آپ کے اوپر۔ اب نبوت دنیا میں باقی نہیں رہی۔ ادھر احادیث بہت کثرت سے ہیں ختم نبوت کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ: ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ“ اے علی میری نسبت سے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہارون علیہ السلام۔ ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی“ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸) فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی آئے اور تقریباً چار ہزار کے قریب انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ بعض احادیث میں فرمایا گیا ہے، نبوت کی مثال ایک محل کی ہے جو تعمیر ہوا اور ایک ایک اینٹ اس میں لگ گئی، ایک اینٹ کی کمی تھی ”وانا اللبنة الاخر وانا خاتم النبیین“ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۳۸) آخری اینٹ میں ہوں جس نے قصر نبوت کو مکمل کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور بہت سی روایتیں ہیں جو حد تو اتر کو پہنچ گئی ہیں ختم نبوت کے بارے میں اور قرآن کریم نے اس کی بنیاد قائم کر دی۔

قادیانی مغالطہ

اس میں اکثر قادیانی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ نبوت تو دنیا کے لئے رحمت ہے۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو رحمت ختم ہو گئی اور رحمت پیدا ہو گئی۔ نبوت تو ایک نور ہے جب وہ نور نہ رہا تو دنیا میں ظلمت پیدا ہو گئی تو اس میں تو (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی توہین ہے کہ آپ دنیا کو رحمت دینے کے لئے آئے یا دنیا میں (نعوذ باللہ) ظلمت پیدا کرنے کے لئے آئے۔ کہ نور ہی ختم کر دیا، اور رحمت ہی ختم کر دی۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ اور مغالطہ واقع ہوا ہے ختم نبوت کے معنی سمجھنے کے اندر یا تو سمجھا ہی نہیں ان لوگوں نے یا سمجھ کر جان بوجھ کر دغا اور فریب سے کام لیا ہے۔

حقیقی معنی

ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں کہ منقطع ہو گئی نبوت۔ ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔ کہ نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ کر حد کمال کو پہنچ گئی ہے۔ اب کوئی درجہ نبوت کا ایسا باقی نہیں رہا۔ کہ بعد میں کوئی نبی لایا جائے۔ اور اس درجہ کو پورا کرایا جائے۔ ایک ہی ذات اقدس نے ساری نبوت کو حد کمال پر پہنچا دیا کہ کامل ہو گئی نبوت۔ تو ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔ قطع نبوت کے نہیں ہیں۔ اس لئے نبوت کے جتنے کمالات تھے وہ سب ایک ذات برکات میں جمع کر دیئے گئے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آسمان پر رات کے وقت ستارے چمکتے ہیں۔ ایک

نکلا، دوسرا، تیسرا۔ راناہوں اور کروڑوں کی تعداد میں ستارے جگمگا جاتے ہیں۔ بھرا ہوا ہوتا ہے آسمان ستاروں سے۔ اور روشنی بھی پوری ہوتی ہے۔ لیکن رات رات ہی رہتی ہے دن نہیں ہوتا، کروڑوں ستاروں جمع ہیں مگر رات ہی ہے روشنی کتنی بھی ہو جائے۔ لیکن جوں ہی آفتاب نکلنے کا وقت آتا ہے۔ پوچھتی ہے۔ تو ایک ایک ستارہ غائب ہونا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آفتاب نکل آتا ہے تو اب کوئی بھی ستارہ نظر نہیں پڑتا، چاند بھی نظر نہیں پڑتا۔ تو یہ مطلب نہیں اس کا کہ ستارے غائب ہو گئے دنیا سے۔ بلکہ ان کا نور مدغم ہو گیا آفتاب کے نور میں کہ اب اس نور کے بعد سب کے نور دھیمے پڑ گئے۔ اور وہ سب جذب ہو گئے آفتاب کے نور میں۔ اب پورے دن تک آفتاب ہی کا نور کافی ہے۔ کسی اور ستارے کی ضرورت نہیں۔ اور نکلے گا تو اس کا چمکنا ہی نظر نہیں آئے گا۔ آفتاب کے نور میں مغلوب ہو جائے گا۔ تو یوں نہیں کہیں گے کہ آفتاب نے نکلنے کے بعد دنیا میں ظلمت پیدا کر دی۔ نور کو ختم کر دیا۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نور کو اتنا مہمل کر دیا کہ اب چھوٹے موٹے ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہی، آفتاب کافی ہے، غروب تک پورا دن اسی کی روشنی میں چلے گا تو اور انبیاء بمنزلہ ستاروں کے ہے۔ اور نبی کریم ﷺ بمنزلہ آفتاب کے ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا اور ستارے غائب ہو گئے، تو یہ مطلب نہیں کہ نبوت ختم ہو گئی بلکہ اتنی مکمل ہو گئی ہے کہ اب قیامت تک کسی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ گویا نبوت کی ایک فہرست تھی جس پر مہر لگ گئی، حضور ﷺ نے آکر لگا دی کہ اب کوئی نبی زائد ہو گا نہ کم ہو گا۔ یہ ممکن ہے کہ بیچ میں سے کسی نبی کو بعد میں لے آیا جائے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے۔ مگر وہ اسی فہرست میں داخل ہونگے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی جدید نبی داخل ہو، پچھلے نبی کو اگر اللہ تعالیٰ لانا چاہیں تو وہ لائیں گے۔ حضور ﷺ نے فہرست مکمل کر دی کہ اب نہ کوئی نبی زائد ہو سکتا ہے نہ کم ہو سکتا ہے۔

دو بنیادیں

تو بہر حال ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے نکلے، قطع نبوت کے نہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ نبوت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

..... ۱۔ کمال علم، جو قطعی علم ہو، جس میں شبہ کی گنجائش نہ ہو۔

..... ۲۔ کمال اخلاق، عمل پر بنیاد نہیں ہے۔ نبی کا ایک سجدہ پوری امت کے سارے سجدوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس سجدے میں جو اخلاص، جو اللہیت، جو معرفت حضور ﷺ کے سجدے میں ہوگی پوری امت کو مل کر وہ معرفت، وہ اخلاص نصیب نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کا ایک سجدہ

امت کے سارے سجدوں سے اونچا اور بڑا ہے۔ اس لئے اگر امت کے اندر کسی کا عمل اتنا زیادہ ہو کہ وہ رات بھر نفلیں پڑھے۔ دن بھر روزہ رکھے۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نبی کریم ﷺ رات کو سوتے بھی تھے، اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ لیکن بعض لوگوں میں امت کے اگر پوری پوری رات کوئی سجدہ کرے تو ذرہ برابر بڑھنا تو بجائے خود ہے نبی کے قدموں تک بھی نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ ایک ہی سجدہ نبی کا کافی ہے۔ ساری امت کے سارے سجدوں سے۔ تو بہر حال نبوت کی بنیاد کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ کمال علم اور کمال اخلاق، ان دو چیزوں پر ہے۔ تو جو نبی ان دونوں چیزوں میں بڑا ہوگا اس کی نبوت بھی سب سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ جو انہیں حد کمال تک پہنچا دے گا۔ اس کی نبوت حد کمال تک پہنچ جائے گی۔

کمال علم

تو نبی کریم ﷺ کا علم تو وہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اَوْتِیْتُ عَلٰمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ“ اگلوں اور پچھلوں کے تمام علوم میرے قلب میں جمع کر دیئے گئے ہیں تو پچھلے انبیاء کے جتنے علوم تھے وہ سب آپ کے قلب مبارک میں آگئے اور اگلوں کے علوم وہ تو حضور ﷺ ہی کا فیضان ہے۔ کوئی صدیق ہو، کوئی فاروق ہو، مجتہد ہو، تو ان سب کا علم تو حضور ﷺ کے علم کی ایک فرع ہے، ایک شاخ ہے۔ ایک جھلک ہے۔ تو پچھلوں کے علوم بھی آپ کے قلب مبارک میں جمع کر دیئے گئے اور اگلوں کے جتنے علوم ہوئے ان سب کا کمال آپ ﷺ کے قلب میں ہے۔ آپ ﷺ ہی کی بدولت تو صدیق اور فاروق بنے۔ صدیق اور فاروق اپنے گھر سے تھوڑا ہی لیکر آئے تھے صدیقیت اور فاروقیت۔ وہ تو حضور ﷺ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ کوئی صدیق بنا۔ کوئی فاروق بنا، کوئی ذوالنورین بنا، کوئی ابوتراب بنا، ایک سے ایک بڑھ کر صحابہ ہیں۔ پھر امت میں لاکھوں علماء پیدا ہوئے۔ امت میں لاکھوں صوفیاء اور مشائخ پیدا ہوئے۔ ان سب کے کمالات حضور پر نور ﷺ کے کمالات کی ایک چھاؤں اور ایک سایہ ہیں۔ اور ایک پر تو ہیں۔ تو اگلوں کے علوم بھی جمع ہیں آپ ﷺ کے قلب میں، اور پچھلوں کے علوم بھی جمع ہیں۔ آپ ﷺ کے قلب میں ہیں:

یک چراغیت دریں بزم کہ از پر تو اک

ہر کجا می گمری انجمنے ساخته اند

ایک چراغ اللہ نے دنیا میں روشن کیا۔ جس کے پر تو سے دنیا میں انجمنیں بنتی چلی گئیں۔ کوئی علماء کی انجمن، صوفیاء کی انجمن، کوئی محدثین کی انجمن، کوئی متکلمین کی انجمن، کوئی

اصولین کی انجمن۔ ہر کجائی مگر انجمن نے ساختہ اند۔ ایک ہی چراغ کا پرتو ہے۔ گویا اس نبوت کا یہ عالم ہے کہ امتیوں سے وہ کام لے لیا جو نبیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک ایک محدث، ایک ایک فقیہ، ایک ایک صوفی، جہاں بیٹھ گیا ہزاروں کو ایمان سے رنگ دیا اس نے۔ خطوں کے خطے ایمان سے رنگے گئے۔ امام ابو حنیفہ بیٹھ گئے کوفہ میں تو سارا عراق اور خراسان، افغانستان اور ہندوستان میں اکثریت حنفیوں کی ہے۔

امام شافعی کا ابتدائی دور گزرا ہے مکہ میں، تو اکثریت حجاز کی شافعیوں کی ہے۔ اخیر عمر گزری ہے مصر میں۔ تو مصر میں اکثریت شوافع کی ہے۔ تو جہاں بیٹھ گئے امام شافعی نے ملکوں کو رنگ دیا ایمان سے عمل سے دین اور تقویٰ سے۔ امام احمد بن حنبلؒ یمن میں بیٹھ گئے تو نجد اور یمن کے سارے خطے حنبلی بننے چلے گئے۔ اور لاکھوں کروڑوں کو ایمان سے رنگ دیا۔ امام مالکؒ ان کے اثرات پہنچے عرب کے مغربی خطوں میں۔ تو الجزائر اور تیونس سب ایمان سے رنگتے چلے گئے۔ جہاں اکثریت مالکیہ کی ہے۔ یہی صورت محدثین کی ہے۔ ایک محدث جہاں بیٹھ گیا تو ہزاروں کو حدیث پہنچ گئی۔

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام ابن ماجہؒ، اور امام ابو داؤدؒ اور امام نسائیؒ اور حماد ابن سلمہؒ اور سفیان ثوریؒ اور سفیان ابن عیینہؒ لاکھوں محدثین پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے کلام رسول ﷺ کو دنیا میں پہنچایا۔ تو بہر حال ختم نبوت کی وہ نورانیت تھی کہ امتیوں سے وہ کام لئے جو کہ انبیاء کرتے تھے۔ اس لئے اب نبیوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ایک نبوت ہی اپنا کام چلائے گی۔ کہیں محدثین کے راستہ سے، کہیں فقہاء کے راستہ سے۔ کہیں علماء کے راستہ سے، ایک ہی نبوت کام دے گی۔ تو علم تو وہ ہے آپ کا کہ ”او تبت علم الاولین والآخرین“۔ اگلوں اور پچھلوں کے سارے علوم میرے قلب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

کمال اخلاق اور اس کی قسمیں

اور جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے۔ تو اخلاق کے تین درجے ہیں:

۱..... اخلاق حسنہ۔ ۲..... اخلاق کریمانہ۔ ۳..... اخلاق عظیمانہ

اخلاق حسنہ

خلق حسن یہ ابتدائی درجہ ہے اخلاق کا۔ جس کے معنی ہیں عدل کے۔ کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی ایک پیسہ کا احسان کرے تو تم بھی ایک پیسہ کا احسان کر دو۔ تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو تمہیں حق ہے کہ اتنی ہی برائی تم بھی کر دو۔ وہ تمہیں مارے تم بھی تمہیں مار دو۔ کوئی منہ مارے

تم بھی مار دو۔ برابر برابر ہے قصہ عدل سے۔ اگر کسی نے تھپڑ مارا اور تم نے مار دیا مکتہ۔ تو دنیا کہے گی یہ ظالم ہے۔ اس نے تو تھپڑ ہی مارا تھا اسے مکتہ مارنے کا کیا حق تھا۔ لاٹھی مارنے کا کیا حق تھا۔ جتنی برائی وہ کرے اتنی کرنے کا حق تھا۔ وہ اخلاق کے خلاف نہ تھا: ”فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ“ اگر تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے تمہیں حق ہے کہ اتنی زیادتی تم بھی کر دو اس کے ساتھ۔ اس سے بڑھ کر کرنے کا حق نہیں وہ پھر بد اخلاقی ہوگی۔ تو حسن خلق کے معنی ہیں برابر برابر کے۔ عدل و انصاف کے نیکی اور بدی میں۔

اخلاق عظیمانہ

اور خلق عظیم اس سے بڑا درجہ ہے کہ ایک شخص تمہارے ساتھ برائی کرے، نہ صرف معاف بلکہ احسان بھی کر دو اس کے ساتھ۔ یہ خلق عظیم ہے دوسرا گالیاں دے تم اسے دعائیں دینی شروع کر دو۔ یہ خلق عظیم ہے تو فقط ایسا نہیں بلکہ اوپر سے احسان بھی ہے۔ تو خلق عظیم کا مرتبہ سب سے اونچا ہے۔ اور خلق کریم کا مرتبہ درمیانہ ہے۔ اور خلق حسن کا مرتبہ ابتدائی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خلق حسن

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو تربیت دی خلق حسن کے اوپر کہ برابر برابر معاملہ رکھو۔ تمہارے ساتھ کوئی ایک پیسہ نیکی کرے، تم پر واجب ہے کہ تم بھی ایک پیسہ کی نیکی کرو، روپے کی کرے تو تم بھی کرو۔ کوئی اگر تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم پر واجب ہے کہ تم بھی برائی کرو اتنی۔ کوئی ہاتھ کاٹ دے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی ہاتھ کاٹ دو۔ کوئی ناک کاٹ دے تمہاری۔ تم بھی ناک کاٹو۔ آنکھ پھوڑ دے تمہارا فرض ہے کہ ایک آنکھ ضرور پھوڑ دو۔ تو شریعت موسوی میں معاف کرنا جائز نہیں تھا۔ انتقام لینا واجب تھا۔ مگر اتنا ہی انتقام جتنا دوسرے نے برائی کی ہو۔ جس کو قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ”وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص“ ہم نے واجب کر دیا تھا اہل توراۃ پر کہ نفس کے بدلہ میں نفس کو قتل کرو۔ ”والعین بالعين“ کوئی آنکھ پھوڑے تم پر واجب ہے کہ تم بھی آنکھ پھوڑ دو۔ ”والانف بالانف“ کوئی ناک کاٹ لے تم پر واجب ہے کہ تم بھی ناک کاٹ لو۔ ”والسن بالسن“ کوئی دانت توڑ دے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی دانت توڑ دو۔ معاف کرنا جائز نہیں۔ ”والجروح قصاص“ کوئی زخم لگائے، اتنا ہی تم بھی لگاؤ۔ اسے یہ جائز نہیں ہے کہ معاف کر کے چھوڑ دو انتقام واجب ہے۔ یہ تمہی

توراة کی شریعت، تو توراة والوں کو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی خلق حسن کے اوپر، کہ برابر برابر رکھو معاملہ، نیکی میں بھی اور بدی میں بھی، یہ تو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی۔

خلق کریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں خلق کریمانہ پر تربیت دی گئی ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو جائز نہیں ہے کہ تم اس سے بدلہ لو بدلہ لینا واجب نہیں ہے۔ معاف کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مار دے تو داہنا بھی اس کے سامنے پیش کر دو کہ ایک اور مارتا چل۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔ تو واجب تھا وہاں معاف کرنا۔ انتقام لینا جائز نہیں تھا۔ تو خلق کریمانہ پر تربیت دی ہے امت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔

نبی کریم ﷺ اور خلق عظیم

اور نبی کریم ﷺ کے اخلاق سب سے بلند تھے تو آپ نے محض معاف کر دینا یا محض ایثار کر دینے پر قناعت نہیں کی بلکہ برائی کرینوالوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کیا۔ طائف والے گالیاں دے رہے ہیں اور آپ ﷺ دعائیں دے رہے ہیں۔ انہیں مکہ والے انتہائی ستارہ ہیں اور آپ ﷺ دعائیں فرما رہے ہیں ان کے واسطے۔ تو یہ محض معاف کرنا نہیں تھا۔ ایثار کرنا نہیں تھا۔ بلکہ احسان بھی تھا ساتھ میں کہ برائی کا بدلہ احسان سے دیا جائے تو یہ ہے خلق عظیم۔ تو اس امت کو تربیت دی گئی ہے۔ خلق عظیم پر کہ احسان کا برتاؤ کریں۔ دوسرا اگر برائی بھی کرے تو محض معاف کرنا نہیں، بلکہ دعائیں کرو کہ اللہ اس کو ہدایت دے۔ نیک راستے پر لگائے۔ تو انتقام لینا تو بجائے خود ہے معاف کرنا تو بجائے خود ہے۔ احسان کا برتاؤ بتلایا گیا ہے۔ جس کو ایک موقع پر قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ”فبما رحمة من الله لنت لهم“ اے پیغمبر ﷺ وہ رحمت جو ہم نے آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دی، اس کی وجہ سے آپ کا دل نہایت نرم اور رحیم ہے کہ کسی کا برا نہیں چاہتے آپ ﷺ میں ہر وقت شفقت کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ ”ولو كننت فظاً غليظ القلب لا انفصوا من حولك“ اگر آپ ﷺ سخت دل ہوتے سخت برتاؤ ہوتا، تو سب اٹھ کے بھاگ جاتے آپ کے ارد گرد کوئی جمع نہ رہتا۔ تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت مجسم بنا کر ایک مقناطیس بنا دیا ہے کہ عالم کی کشش ہے۔ اور آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہیں مشرق اور مغرب کے لوگ۔ تو آپ ﷺ کا کیا معاملہ ہونا چاہئے۔ آگے آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی، حسن خلق کی ہدایت نہیں کی۔ بلکہ خلق کریمانہ سے شروع کیا کہ آپ ﷺ بدلے لے لیا کریں۔ یہ نہیں

فرمایا گیا۔ چنانچہ عمرؓ عمرؓ آپؐ کی عادت کریم یہ رہی کہ کتنی برائی کی لوگوں نے۔ کبھی آپؐ نے انتقام نہیں لیا، کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ تو ہدایت کیا ہے؟ فرمایا ”فاعف عنہم“ معاف کرو۔ پھر آگے فرمایا کہ یہ درجہ بھی آپؐ کے مقام سے نیچا ہے۔ آپؐ کا مقام اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔ ”واستغفر لہم“ فقط معاف ہی نہ کریں، بلکہ دعائے مغفرت بھی کریں ان لوگوں کے لئے جو آپؐ کے ساتھ برائیاں کر رہے ہیں۔ انہیں دعائیں بھی دیں۔ پھر آگے فرمایا کہ اس سے بھی اونچا ہے آپؐ کا مقام جو برائی کرنے والے ہیں فقط معاف ہی نہ کریں۔ فقط دعائیں نہ دیں۔ بلکہ ”وشاورہم فی الامر“ کبھی کبھی بلا کر ان سے مشورہ بھی کر لیا کریں، تاکہ یوں سمجھیں کہ ہمیں خالص اپنا سمجھا۔ تو یہ انتہائی مرتبہ ہے خلق کا کہ برائی کرنے والوں کے ساتھ معاف کرنا، معاف کرنے سے زیادہ دعائیں دینا اور دعائیں دینے سے زیادہ اپنے برابر بٹھا کر کچھ پوچھ گچھ بھی کرنا کہ بھی تمہاری کیا رائے ہے اس میں۔ تو یہ انتہائی مقام ہے جس کو فرمایا گیا ہے۔ ”انک لعلی خلق عظیم“ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم پر پیدا کیا ہے۔ جو اخلاق کا انتہائی مرتبہ ہے۔ تو یہ ظاہر بات ہے کہ خلق عظیم جس ذات کے اندر ہے تو خلق کریم بھی اس کے اندر ہے، خلق حسن بھی اس کے اندر ہے۔ وہ جامع ہے تمام مقامات اخلاق کا۔ تو علوم کے اندر بھی آپؐ جامع ہیں کہ اولین و آخرین کے علوم آپؐ کے قلب میں ہیں۔ اخلاق میں بھی آپؐ جامع کہ تمام مقامات اخلاق آپؐ کے قلب مبارک میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ تو علم کا بھی انتہائی مرتبہ دیا گیا کہ عالم بشریت میں اتنا بڑا عالم کوئی نہیں کہ جتنے آپؐ ہیں۔ ”علم الاولین والآخرین“ اخلاق میں وہ مرتبہ کہ اتنا خلق نہ اگلوں میں گزرانہ پچھلوں میں گزرا۔ آپؐ کا خلق نہایت ہی مکمل ہے۔

انتہائی نبوت

اب ظاہر ہے کہ جب نبوت کی بنیاد ان دو چیزوں پر تھی، ”کمال علم“ اور ”کمال اخلاق“ اور یہ دونوں چیزیں انتہائی طور پر آپؐ کو عطا کی گئیں تو نبوت بھی انتہائی ملنی چاہئے کہ اس کے بعد میں کوئی درجہ ہی باقی نہ رہے نبوت کا، کہ کسی کو لایا جائے اور نبوت کا درجہ طے کرایا جائے، اس لئے نبوت ختم کر دی گئی۔ یعنی حد کمال تک پہنچا دی گئی۔ کہ کوئی درجہ اب باقی نہ رہا کہ نبی کو لایا جائے اور وہ مقام پورا کرایا جائے۔ امت میں بڑے سے بڑے اقطاب پیدا ہوں گے۔ اولیاء پیدا ہوں گے۔ ابدال پیدا ہوں گے۔ انہیں کے ذریعے وہ کام لیا جائے گا جو پچھلی امتوں میں انبیاء

کے ذریعے سے لیا جاتا رہا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا تھا ان سے۔ اولیاء کرام معصوم تو نہیں ہوتے مگر محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے کہ وہ کرتے نہیں گناہ۔ نفس میں اتنی قوت ہے کہ وہ مقابلہ کرتے ہیں پوری طرح سے گناہ کا، آئے نہیں دیتے گناہ کو اپنے پاس۔ اور کبھی پھسل جائیں تو اللہ کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے۔ انہیں ڈالا نہیں جاتا گناہ کے اندر۔ تو معصوم نہیں ہیں مگر محفوظ ہوتے ہیں منجانب اللہ۔ تو اگر یہ انبیاء معصوم تھے تو اس امت کے اولیاء محفوظ بنائے گئے۔ اگر انبیاء کے ہاتھوں پر معجزے ظاہر ہوتے تھے تو اولیاء کے ہاتھوں پر کراتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو معجزے کی ایک شاخ اور فرع ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ یہ محفوظ ہوتے ہیں۔ تو ایک قسم کی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس امت کے اقیاء کو انبیاء کے ساتھ۔ مقام نبوت کے تو نیچے ہیں۔ نبوت تو نہیں آ سکتی۔ مگر کام جو نبیوں کے تھے وہ لئے گئے اس امت کے علماء سے۔

اس امت کے درویشوں نے، کام وہ کئے جو نبیوں کے ہیں۔ ایک نبی جہاں بیٹھ گئے۔ ملکوں کو ایمان سے رنگ دیا۔ تو ایک ربانی عالم جہاں بیٹھ گیا اس نے خطے کے خطے ایمان اور علم دین سے رنگ دیئے۔ کام کیا وہ جو نبیوں کا ہوتا ہے۔ بہر حال ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں نکلے کہ نبوت فنا ہو گئی۔ باقی نہیں رہی۔ بلکہ تکمیل نبوت کے ہوئے۔ کہ یہ نبوت اتنی قائم اور دائم ہے کہ قیامت تک کے لئے یہی نبوت کافی ہے۔

کامل نبوت

تو یہ مغالطہ ایک جاہلانہ مغالطہ ہوگا کہ جب نبوت ختم ہو گئی تو دنیا میں رحمت باقی نہ رہی۔ یوں کہا جائے گا کہ جب نبوت کامل ہو گئی تو رحمت بھی کامل ہو گئی۔ کہ انبیاء تو رحمت کے مجسمہ ہوتے ہی ہیں۔ اس امت کو بھی رحمت کا مجسمہ بنایا گیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حدیث مبارکہ میں ”امتی هذه امة مرحومة“ یہ میری امت مرحومہ ہے کہ امتوں پر وہ رحم و کرم نہیں کیا گیا جو اس امت پر رحم و کرم کیا جائے گا۔ چونکہ یہ امت مجموعی حیثیت سے قائم مقام ہے۔ سارے انبیاء کی اور خاتم الانبیاء کی۔ تو جو رحمت خاتم النبیین کو دی گئی تھی اس رحمت کا یہ تو اس پوری امت پر ڈال دیا گیا کہ یہ امت مرحوم بن گئی۔ تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کے وہ معنی نہیں ہیں جو مغالطہ دینے والے دیتے ہیں کہ نبوت قطع ہو گئی۔ ختم ہو گئی۔ بلکہ نبوت مکمل ہو گئی۔ تو ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہے۔ تکمیل نبوت کے ہیں۔ کمال نبوت پیدا ہو گیا۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ آفتاب نکل کر اگر یوں کہے کہ ”انا خاتم الانوار“ میں نے سارے نوروں کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ مطلب کہ

اب نور منقطع ہو گیا؟ دنیا میں اندھیرا پھیل گیا۔ آفتاب کے آنے سے؟ خاتم الانوار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ نور مکمل کر دیا میں نے۔ سارے ستاروں کا نور میرے اندر موجود ہے۔ اب کسی ستارے کی ضرورت نہیں۔ تو نور اور زیادہ قوی ہو گیا نہ یہ کہ ظلمت پھیلی۔ تو خاتم النبیین کے آنے کے بعد نبوت کے آثار اٹھنے مکمل ہوئے کہ قیامت تک وہ چلیں گے اب کسی نبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے ان انوار کو پیدا کیا جائے۔

ختم نبوت کا انکار، کمال اسلام کا انکار

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا انکار اگر کر دیا جائے تو اسلام کے کمال کا انکار ہوگا، اسلام کا کمال باقی نہیں رہے گا۔ اسلام کی خصوصیات باقی نہیں رہیں گی۔ اس کا امتیاز باقی نہیں رہے گا۔ تو جو نبوت کا دعویٰ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام کو ناقص بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس امت کو ناقص کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ غلط ہوگا اس واسطے کہ یہ مغالطہ ہے۔ تو میں نے عرض کر دیا کہ اس مغالطہ کی حقیقت سمجھ لی جائے۔ یہ محض غلط اندازی ہے۔ ختم نبوت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے۔ ختم نبوت کے معنی لے لئے انقطاع نبوت کے۔ قطع نبوت کے۔ حالانکہ ہیں تکمیل نبوت کے۔

انا لکم بمنزلة الوالد

تو بہر حال ثابت ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا ماننے والا ہی اسلام کا ماننے والا ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والا اسلام کا منکر ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ دعویٰ کیا کہ ”ما کان محمدا اباً احداً من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین“ صحیح ہے تم میں سے کسی کے والد نہیں ہیں وہ صرف خاتم النبیین ہیں۔ اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ قیامت تک جتنی اقوام جتنی آئیں گے ان میں سے کوئی سب کو اگر دین اور ہدایت ملے گی تو اسی نبوت کی وجہ سے ملے گی۔ تو وہ گویا بمنزلہ اولاد کے ہو گئے۔ اور حضور ﷺ بمنزلہ والد ماجد کے ہو گئے۔ اسی کو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”انا لکم بمنزلة الوالد“ میں امتوں کے حق میں بمنزلہ باپ کے ہوں۔ اور سارے امتی میری اولاد کے درجہ میں ہیں۔ تو نسبی اولاد مراد نہیں بلکہ روحانی اولاد مراد ہے۔ تو سارے امتی روحانی اولاد ہیں نبی کریم ﷺ کی۔ اور آپ ﷺ والد ہیں۔ یعنی والد سے تقسیم ہوتی ہے جو اولاد میں آتا ہے۔ اخلاق آتے ہیں۔ علم آتا ہے۔ تو حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے ساری امت میں علم اور اخلاق اور دین پھیلا۔

دو طریقوں سے ختم نبوت کی حفاظت

اس لئے ختم نبوت ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کی حق تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ تو ایک تو قول کے ذریعہ سے حفاظت فرمائی جیسے اس قول میں دعویٰ کیا اور احادیث میں دعویٰ کیا گیا۔ ”اَنَا اَعْلٰیٰنَا“ میں بتلایا گیا کہ عملاً بھی ہم نے حفاظت کی ہے ختم نبوت کی۔ اور وہ کس طرح سے کہ حضور ﷺ کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام ابراہیم اور ایک کا نام قاسم تھا۔ اور لقب تھا ان دونوں کا طیب و طاہر۔ یہ دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی وفات ہو گئی۔ باقی نہیں رہے۔ تو زینہ اولاد نہ رہی۔ اولاد آپ ﷺ سے چلی ہے تو حضرت فاطمہؓ سے چلی ہے۔ جو حضرت علیؓ کی اولاد ہے۔ مگر ماں کی طرف سے وہ سب حضور ﷺ کی اولاد ہے جن کو سادات کہا جاتا ہے۔ تو زینہ اولاد نہ رہی آپ ﷺ کے۔ اور نہ رکھنے کا کیا مقصد تھا؟ حکمتیں تو ہزاروں ہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن کھلی حکمت یہ ہے کہ اگر صاحبزادے زندہ رہ جاتے تو آبائی کرامت اس سے مختلف تھی کہ انہیں نبی نہ بنایا جاتا۔ نبوت کا مقام نہ دیا جاتا۔ اور اگر نبوت کا مقام دیا جاتا تو ختم نبوت ختم ہو جاتی۔ اس لئے اولاد کا ختم کر دینا گوارا کیا گیا۔ مگر ختم نبوت کا باطل کرنا گوارا نہیں کیا گیا۔ تو اولاد زینہ کو زندہ نہیں رکھا گیا۔ کہ اگر زندہ رکھتے اور نبی نہ ہوتے تو حضور ﷺ کی شان میں تو بہن لازم آتی۔ اور بناتے نبی۔ تو ختم نبوت باقی نہ رہتی۔ تو حق تعالیٰ نے پہلے ہی اٹھالیا۔ تو گویا مصلحت تھی۔

مشرکین کے طعنے

تو یہ ختم نبوت کی حفاظت ہوئی عملاً۔ آیتوں میں تو قولاً حفاظت کی گئی۔ اور عملاً حفاظت کی گئی۔ اس طرح کہ اولاد زینہ زندہ نہیں رکھی گئی۔ اس سے مشرکین مکہ نے طعنہ زنی کرنا شروع کی اور کہا کہ بس جی نبوت تو ختم ہو گئی۔ وہ جو نبوت کے مدعی تھے۔ ان کی اولاد ہی زندہ نہیں رہتی۔ ایک پیدا ہوا وہ گزر گیا۔ دوسرا پیدا ہوا وہ گزر گیا۔ تو یہ مقطوع النسل ہو گئے۔ (العیاذ باللہ) اور دنیا والوں میں نسل اگر کسی کی منقطع ہو جائے تو وہ عیب سمجھا جاتا ہے کہ فلاں لاؤ لگزر گیا۔ تو مشرکین مکہ نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ نبی ہیں؟ یہ تو مقطوع النسل ہیں۔ اور قطع ہو گئی ان کی نسل، آگے ان کا نشان ہی نہیں رہے گا۔ آگے ان کا کوئی تذکرہ ہی نہیں رہے گا۔ جب اولاد باقی نہیں رہی۔

حق تعالیٰ کی تسلی

حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ آپ ﷺ دل گیر نہ ہوں۔ ان

کے طعنہ سے دل میں کوئی ملال نہ پیدا کریں۔ اگر اولاد اٹھالی تو مصلحت کے سبب سے تو ”انما اعطینک الکوثر“ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کیا۔ یہ کوثر ایک حوض ہے۔ قیامت کے دن تمام انبیاء کو حوض دیئے جائیں گے۔ اور میدان حشر میں پیاس انتہائی ہوگی۔ سورج آجائے گا سروں کے قریب اور سر گھومتے ہوں گے۔ اور پسینوں کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی ٹخنوں تک غرق۔ کوئی ناف تک، کوئی گلے تک، کوئی بالکل سر تک، تو پسینہ انتہائی ہوگا۔ قبروں سے جب انھیں گے تو انتہائی پیاسے انھیں گے۔

لوگوں کے حلق میں خشکی ہوگی۔ زبان میں کانٹے پڑے ہوں گے۔ پیاس کا تقاضا ہوگا۔ تو پیاسے انھیں گے اور میدان حشر میں وہ پیاس اور بڑھ جائے گی۔ اوپر سے آفتاب کی گرمی اور نیچے سے زمین پر یہ سارے بنی آدم کھڑے ہوئے ہوں گے۔ اس طرح سے کہ کندھا سے کندھا جڑا ہوا ہوگا۔ جھکنے کی جگہ نہیں ہوگی۔ اریوں کھربوں بنی آدم اسی زمین کے اوپر ہونگے۔ زمین کے اوپر کوئی اونچائی نہیں ہوگی۔ پہاڑ نہیں رہیں گے۔ دریا نہیں رہیں گے۔

پوری زمین ایک تھالی کی طرح ہوگی۔ ”کناہا طبیقة فضة لا تری فیہا عوجاً ولا امتاً“ زمین میں نہ کوئی ٹیڑھ ہوگا، نہ کوئی اونچ نیچ ہوگی۔ طباق کی طرح زمین ہوگی، جیسے چاندی کی ایک پلیٹ اور اس پر سارے بنی آدم کھڑے ہوں گے۔ قبروں سے پیاسے انھیں گے۔ آفتاب کی گرمی سے پیاس اور بڑھے گی اور جب باہم ٹھس ہو کر کھڑے ہوں گے اور پسینوں میں تر، تو پیاس اور زیادہ بڑھے گی۔ تو بیتاب ہوں گے پیاس میں۔ اس میں جو مؤمن ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہوں گے۔ تو ہر نبی کو جو حوض دیا جائے گا وہ اس سے پانی پئیں گے۔ جس سے ان میں سیرابی پیدا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کو عظیم ترین حوض دیا جائے گا۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مکہ سے لیکر عدن تک جتنی مسافت ہے۔ اتنی مسافت کی لمبی اور چوڑی وہ حوض ہوگی۔ تو مکہ سے عدن تقریباً چار سو پانچ میل کے قریب ہے۔ تو اتنی ہی چوڑائی ہوگی۔ اور اتنی ہی لمبائی ہوگی اس حوض کی۔ اور فرمایا کہ اس حوض کے کنارے پر بڑے بڑے قبے ہونگے ایک ایک موتی کے۔ جن کے سائے بڑے بڑے محلات کی طرح سے ہوں گے اور وہ حوض کے کنارے پر کوزے ہونگے۔ پیالے ہوں گے۔ ستاروں کی مانند چمکتے ہونگے۔ اور اتنا ہی عدد ہوگا جتنا کہ ستارے ہیں۔

یہ مبالغہ نہ کہا گیا ہے۔ یا واقعی عدد ہوگا جتنا ستاروں کا ہے۔ تو اس کے کناروں پر کوزے ہوں گے اور کنارے بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ یہ نہیں ہے کہ پانی پھیلا ہوا

ہے۔ اور وہاں لوگ کے چلنے سے بھر تر ہو رہے ہیں۔ وہ حوض اپنی جگہ ہوگا۔ کناروں پر بڑے بڑے محلات موتیوں کے ہوں گے اور سجے ہوئے ہونگے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وہاں جا کر پانی پئے گی۔

فرمایا گیا کہ اس حوض کا پانی سفیدی میں دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ ٹھنڈک میں برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ اور مٹھاس میں شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ تو عجیب و غریب اس پانی کی خصوصیات یہ ہوگی۔ فرمایا گیا کہ جو ایک گھونٹ اور جام بھی اگر پی لے گا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا میدان حشر میں۔

پیاس اس کی بالکل ختم ہو جائے گی۔ وہ آپ ﷺ کا حوض ہوگا تو تمام انبیاء سے بڑھ کر ہوگا وہ۔ رقبہ کے لحاظ سے بھی، پانی کی خاصیت اور رنگ دونوں کے لحاظ سے بھی ایک امتیازی شان ہوگی حوض کی اور اس سے امتی پانی نہیں گے۔ اس پر آتے جائیں گے درجہ بدرجہ اور پانی پیتے جائیں گے۔ اور پیاس ان کی ختم ہوتی جائے گی۔ پھر میدان حشر میں کبھی انہیں پیاس نہیں لگے گی۔ حالانکہ میدان حشر میں پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔ تو پچاس ہزار برس کی پیاس ایک دم زائل ہو جائے گی ایک جام میں۔ اور پھر اس میدان میں کبھی انہیں پیاس نہیں لگے گی۔ وہ یہ حوض ہوگا۔

مبتدعین کا حشر

آتے جائیں گے لوگ۔ بعض لوگ آئیں گے جماعتوں کی جماعتیں۔ اور آپ چاہیں گے کہ یہ پانی نہیں۔ تو ملا لگے انہیں دھکے دے کر نکال دیں گے وہاں سے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ تو لگہ بڑھتے تھے میرا ملا لگے۔ کہیں گے کہ: ”انک لا تدری ما احدثوا بعدک“ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا بدعات اور نئی نئی ایجادات نکالیں اور دین کی صورت مسخ کر دی ہے انہوں نے۔ رسول اللہ ﷺ کے تابع بنادیا دین کو۔ آپ ﷺ کو علم نہیں ہے جو حرکتیں انہوں نے کی ہیں؟ اس لئے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو علم نہیں ہے۔ ”سحقاً“ پہنکار ہوا ان پر لے جاؤ انہیں یہ اس قابل نہیں ہیں کہ میرے حوض سے پانی پئیں۔ غرض وہاں چند ہی لوگ پانی پئیں گے۔ جو دین کے پورے قائل، سنت کے قائل، احداث اور محدثات اور بدعات میں پڑے ہوئے نہ ہوں۔ ان کو دیا جائے گا پانی اور وہ سیراب ہوں گے۔

روحانی نسل

اور ظاہر بات ہے کہ اس میں مشرق و مغرب کے لوگ ہوں گے۔ امت تو فقط ایک

عرب تک ہی تو محدود نہیں۔ وہ تو عرب سے نکل کر پوری دنیا کی اقوام آپ ﷺ کی امت میں داخل ہے۔ اور ان میں مومن بھی ہیں۔ تو کوئی مومن مشرق کا، کوئی مغرب کا، کوئی جنوب کا، کوئی شمال کا، کوئی روم کا، کوئی چین کا، کوئی یورپ کا، کوئی ایشیاء کا۔ تو دنیا کے ہر خطہ کے انسان اس میں ہوں گے۔ اور وہ سب بمنزلہ اولاد کے ہونگے۔ تو فرمایا گیا کہ اگر نرینہ اولاد نہیں رہی تو اس سے بڑی اولاد جو آئے گی حوض کوثر پر اتنی تو کسی کو میسر ہی نہیں اولاد۔ تو آپ کو کا ہے کا دکھ ہے۔ کیسے یہ کہا گیا کہ آپ ﷺ مقطوع النسل ہیں۔ آپ کی نسل تو اتنی بڑی ہے کہ سارے عالم میں پھیل ہوئی ہے۔ اور ایک ہی زمانہ میں نہیں بلکہ قیامت تک جتنی اقوام آئیں گی ان میں جو جو مومن بنتے جائیں گے۔ وہ سب آپ ﷺ کی اولاد میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ”انما لکم بعنزلۃ الوالد“ میں تم سب کے حق میں بمنزلہ والد کے ہوں۔ تو جس والد کی اتنی اولاد ہو کہ اس کا شمار کرنا مشکل ہو۔ وہ مقطوع النسل کہلایا کا؟ اگر مادی نسل نہ دی تو ہم نے روحانی نسل وہ دی کہ عالم میں کسی کی نہیں۔

امت کی کثرت

چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں فخر کروں گا اپنی امت کی کثرت پر۔ انبیاء کو اتنے افراد نہیں دیئے جائیں گے امت میں جتنے مجھ کو دیئے جائیں گے اس امت میں۔ حتیٰ کہ جب صفیں باندھی جائیں گی تو اسی ۸۰ صفیں ہوں گی۔ ساری دنیا کی اقوام جو اہل جنت ہوں گے۔ تو اس میں دو تہائی صفیں میری امت کی ہوں گی۔ ایک تہائی میں سارے انبیاء شامل ہوں گے۔ تو جس ذات اقدس کی اتنی روحانی ذریت ہو کہ مشرق اور مغرب اور ماضی اور مستقبل اور حال سب پر پھیلی ہوئی ہوں زمان میں اور مکان میں اسے مقطوع النسل کہا جائے گا؟ تو کفار کہتے تھے کہ آپ ﷺ کی نسل مقطوع ہوگئی اور آپ مقطوع النسل ہیں۔ حق تعالیٰ نے جواب دیا۔ ”ان شانک هو الابرار“ تمہارے دشمن مقطوع النسل ہیں۔ تم مقطوع النسل نہیں ہو۔ باوجود اولاد ہونے کے ان کا کوئی ذکر عالم میں نہیں۔ مکہ کے بڑے بڑے رؤساء ان کے اولاد میں ہوئیں۔ دولہیں ہوئیں آج کوئی نام نہیں جانتا۔ نام و نشان تک مٹ گیا۔

اور آپ ﷺ کی ذات ہے کہ آپ کا نام عالم میں ازل سے لیکر ابد تک مشہور ہے۔ قلب کے اندر موجود ہے۔ حتیٰ کہ دشمن بھی آپ کی حقانیت کے قائل ہیں۔ چاہے آپ کا دین مانیں یا نہ مانیں۔ تو ساری امتوں کے اندر آپ ﷺ کا چرچا پھیلا ہوا ہے۔

اور نہ صرف بعد والوں میں ہے کہ قیامت تک جو آنکس کے انہیں میں چرچا ہے پچھلوں میں بھی چرچا ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کا چرچا پچھلی امتوں میں بھی ہے۔ توراۃ میں فرمایا گیا کہ ”ترہم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً“ صحابہ کی شان یہ ہے کہ جب دیکھو رکوع میں یا سجدے میں یا دین کے کاموں میں دین کے سوا کوئی کام نہیں۔ پیشانیوں پر ان کے نشان پڑ گئے۔ سجدے کی وجہ سے۔ تو اندر کا نور باہر تک جھلک دیا تھا اور ”سیمائهم فی وجوہهم من اثر السجود“ آگے فرماتے ہیں: ”ذلک مثلہم فی التورۃ و مثلہم فی الانجیل“ ان کا چرچا انجیل میں بھی ہے توراۃ میں بھی ہے۔ تو حضور ﷺ کی ذات بابرکات بجائے خود ہے، آپ ﷺ کے صحابہ تک کا چرچا ہے پچھلی کتابوں میں پچھلی امتوں میں اور بعد والے تو خدام اور غلام ہیں ہی۔ ان میں اگر چرچا ہو تو اپنے غلاموں میں چرچا ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا پچھلوں میں چرچا ہونا عجیب ہے۔ توراۃ اور انجیل سب میں ان کا ذکر ہے۔ اور آپ ﷺ کا بھی ذکر مبارک موجود ہے۔

بعد از خدا بزرگ

تو ازل سے لیکر اب تک آپ ﷺ کا نام روشن ہے تو یہ جو بڑی بڑی نسل والے ہیں۔ اولادیں زیادہ ہیں۔ مگر کوئی نام تک لینے والا نہیں۔ مٹ مٹا گئے۔ اور آپ ﷺ کے زینہ اولاد نہیں۔ مگر روحانی ذریت اتنی ہے کہ قیامت تک اسی طرح آپ کا نام زندہ ہے۔ جس طرح کہ پہلوں میں زندہ تھا۔ تو ”ان شانک ہو الابر“ آپ کے دشمن مقطوع النسل ہیں۔ آپ ﷺ مقطوع النسل نہیں۔ ان کے چرچے ختم ہو گئے۔ آپ ﷺ کا چرچا کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ ہی کے نام کا چرچا ہوگا۔ دنیا میں مؤذن اذان دیتا ہے۔ جہاں ”اشہد ان لا الہ الا اللہ“ کہتا ہے وہاں ”اشہد ان محمداً رسول اللہ“ کہتا ہے۔ مکرم تکبیر کہتا ہے، تو جہاں جہاں شہادت توحید کی ہوتی ہے وہاں شہادت رسالت کی اور آپ کے نام پاک کی بھی ہوتی ہے۔ درود شریف پڑھا جاتا ہے تو اللہ کا نام آتا ہے۔ ”اللہم صل“ وہیں آپ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے تو ”ورفعنا لک ذکرک“ ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا کہ ہمارے نام کے بعد آپ ﷺ کا ہی ذکر ہے۔ عالم کے اندر آپ ﷺ سے بڑھ کر کون ہے مشہور دنیا کے اندر کون ہے جس کا ذکر اتنا پھیلا ہوا ہو اور وہ جو بڑی بڑی نسلوں والے تھے۔ آج کوئی نہ انہیں جانتا ہے اور نہ ان کی نسلوں کو۔ تو وہ ہیں مقطوع النسل یا آپ ﷺ ہیں مقطوع النسل؟ تو تسلی دی اپنے پیغمبر کو،

کہ ”ان شانک هو الا بقر“ آپ کے دشمن ہیں مقطوع النسل، آپ مقطوع النسل نہیں ہیں۔ یہ تو دنیا میں ہوا۔ اور آخرت میں یہ ہے کہ ہم نے حوض کوثر آپ ﷺ کو عطا کیا۔ مشرق اور مغرب کی اقوام جو مومن ہیں وہ پانی پئیں گی۔ وہ آپ ﷺ کی ذریت ہوں گی۔ تو قیامت تک آپ کی ذریت پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں بھی آپ کا چرچا ہے، فقط دنیا ہی میں آپ کا چرچا نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ کیسے مقطوع النسل ہوں گے؟ بکنے دیتے جو بک رہے ہیں کہ آپ مقطوع النسل ہیں۔ آپ کی نسل تو اب دی ہے۔ اور ازلی ہے جو چل رہی ہے۔ اور جب یہ بات ہے کہ آپ کو حوض کوثر دیا گیا کہ محشر میں آپ کا ذکر بلند آپ کو ذریت دی گئی کہ دنیا میں آپ کا نام بلند۔ تو پھر آپ کا کام کیا ہونا چاہئے؟ اس سے ملال نہ رکھیں۔ آپ کا کام یہ ہو۔

توجہ الی اللہ اور قربانی

”فصل لربك وانحر“ آپ نمازیں بھی پڑھیں۔ توجہ الی اللہ رکھیں۔ ”وانحر“ اور قربانیاں بھی کریں۔ یہ نفس کی عبادت ہے۔ گویا اپنے نفس کو قربان کر دینا۔ یہ تھا اصل۔ لیکن حق تعالیٰ نے یہ تکلیف نہ دی کہ خود کشی کر کے اپنی نسل ختم کرو۔ بلکہ فدیہ دے دیا کہ قربانیاں کر دو وہ تمہارے نفس کا بدلہ سمجھا جائے گا۔ گویا تم نے اپنے ہی نفس کو ذبح کر دیا۔ تو جانی عبادت بھی آپ کریں اور نفسی عبادت بھی کریں۔ تو ”فصل لربك وانحر“ تو آپ نمازیں بھی پڑھیں اور نحر اور ذبیحہ بھی کریں جو نفس کی قربانی ہے اور یہ جان کی مصروفیت ہے نماز میں۔ تو نماز اور قربانی دو چیزیں آپ ﷺ کے اوپر واجب کی گئیں یہ شکر یہ کہ لئے ہیں کہ آپ ﷺ کا نام پاک ہم نے بلند کیا دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی ہم نے بلند کیا۔ تو ہمارے سامنے جھکنا، یہی اس کا شکر ہے وہ ہے نماز، اور ہمارے سامنے اپنے نفس کو قربان اور فدیہ دینا اور ذبیحہ کرنا یہ ہے آپ ﷺ کا شکر۔ تو اس سورہ مبارکہ میں ختم نبوت کی حفاظت عملاً کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ ختم نبوت ایسا بنیادی مسئلہ ہے کہ اللہ اسکی حفاظت کے درپے ہے۔ بندوں کا تو فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کی حفاظت یہی ہے کہ اس کا عقیدہ مضبوط رکھیں دل کے اندر۔ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئیو الا نہیں ہے نبیوں کی جو فہرست ہے وہ مکمل ہو چکی ہے۔ اب نہ کوئی زائد ہوگا اس میں نہ کم ہوگا۔ یہ حاصل ہے اس سورۃ کا۔

کمال اسلام

”تو لایلف“ میں واقعاتی تاریخ سبب نزول تھا۔ اور ”ارء یت الذی“ میں اسلام

کی اخلاقی تاریخ سبب نزول تھا۔ اور ”انا اعطینا“ میں آپ کی ذات سبب نزول ہے۔ آپ کا عہدہ ختم نبوت ہے۔ تو تینوں چیزیں مکمل ہو گئیں۔ کہ تاریخ بھی مکمل۔ اسلام کی واقعی یا اخلاقی تاریخ بھی مکمل۔ کہ کوئی مذہب نہ لاسکا۔ تاریخ اور ذات بھی اتنی مکمل کہ ختم نبوت ہو گئی۔ اور کمالات نبوت ختم کر دیئے گئے۔ تو تینوں اعتبار سے اسلام کا کمال ثابت ہوا۔ اور فرما دیا گیا۔

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا“

آج کے دن ہم نے اسلام کو تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ نعمتیں بھی اپنی تمام کر دیں تمہارے اوپر۔ اور جب یہ بات ہے تو اب ہم اسلام کے سوا کسی دین سے راضی نہیں ہیں۔ نجات منحصر ہے اسلام لانے میں۔ غیر اسلام میں نجات کی کوئی صورت نہیں۔ پچھلے ادیان کی حفاظت کے لئے آیا ہے اسلام۔ تو پچھلے ادیان میں جتنی خوبیاں تھیں وہ سب اسلام نے جمع کر دی۔ اور جتنی خرابیاں امتیوں نے ڈالی تھیں ان سب کو ختم کر کے جو پھر سے لیا۔ تو اسلام جامع ہے تمام سابقہ ادیان کا اور سابقہ شریعتوں کا اور آنیوالی شریعتیں وہی ہو گئی جو آئمہ مجتہدین نکالیں گے اور وہ خود اس قرآن کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ تو اگلی شریعتیں بھی آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا ہوئیں۔ اور اگلی شریعتیں جو بدلی ہیں اور اجتہادی ہیں وہ بھی آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئیں۔ تو اسلام ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے اور نعمتیں تمام کر دی گئیں۔ اس لئے مدار نجات اسلام ہے۔

اسلام آنے کے بعد کسی اور دین میں نجات نہیں ہے۔ پچھلے ادیان کے اگر انبیاء بھی آجائیں تو انہیں بھی اتباع کرنی پڑے گی حضور ﷺ کی۔ اس شریعت کی پابندی کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”لو کان موسیٰ حیاً“ اگر حضرت موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری شریعت کا اتباع کرنا پڑتا۔ اور حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو اس شریعت کے مجدد کی حیثیت سے آئیں گے۔ اسی شریعت پر خود بھی عمل کریں گے اور اسی شریعت پر دوسروں سے بھی عمل کرائیں گے۔

اس واسطے یہ شریعت بھی جامع، نبی بھی جامع، اور اسلام بھی جامع۔ کسی میں کوئی معجزانہ نہیں ہے کی اور بیشی کی کہ ہم اسلام کے اندر کچھ چیزیں اضافہ کریں اور یوں سمجھیں کہ اب اسلام مکمل ہوا ہے۔ یہ طعن ہو گا ختم نبوت پر۔ تو یہ حاصل ہے اس سورۃ کا۔

بس جتنا اجمالاً بیان ہو سکتا تھا۔ وہ بیان کر دیا گیا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اس دین پر، پورا اثبات اور استقلال اور اسی دین پر زندگی دے اور اسی دین پر موت نصیب فرمائے۔ آمین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي بعث فينا
رسولاً من أنفسنا مبشراً بنبيتنا
مريم ولقياً بولديها عيسى ومحمد
صلى الله عليهما وسلم

اہل قبلہ کی تحقیق

(مرزائی جماعت کی اسلام سے بغاوت)

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

اس زمانہ میں مسلمانوں کی بد قسمتی یا مذہبی ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کے دماغوں میں یہ خیال کسی قدر راسخ ہو چلا ہے کہ جو شخص زبان سے ایک دفعہ کلمہ شہادت جاری کر دے۔ یا قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ وہ ایسا پختہ اور راسخ العقیدہ مسلمان بن جاتا ہے کہ اسلامی تعلیم اور مذہبی عقائد کی کھلم کھلا مخالفت اور انکار کرنے کے باوجود بھی اس کے ایمان میں کسی قسم کا خلل یا فتور واقع نہیں ہوتا۔ اس خیال کی تائید میں بعض غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اہل قبلہ کی عدم تکفیر والی حدیث پیش کر دی جاتی ہے اور کبھی اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْفَىٰ اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا“ یعنی جو شخص تم سے السلام علیکم کہتا ہے۔ اس کو شبہ کی وجہ سے کافر نہ کہو۔

اس خیال کی وجہ سے بعض ناواقف لوگوں کی ذہنیت اس درجہ بگڑ گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اس موقع پر مذہبی تعلیم اور اسلامی روایات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو وہ ان کی نظر میں تنگ دل، مذہبی دیوانہ، نا عاقبت اندیش، اسلامی اخوت کا دشمن، نظام ملی کا مخالف سمجھا جاتا ہے اور بعض تو اس کی بات سینا اور اس کی کسی تحریر کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں باادب التماس ہے کہ وہ حق اور انصاف کو دل میں رکھتے ہوئے ہماری معروضات پر بغور توجہ فرمائیں اور جو بات سچی ہو اس کو اختیار کریں۔

اس بات سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ اسلام دنیا میں ایک اصولی مذہب ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح انسانی خیالات اور قومی یا ملکی رسومات کے ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ اس کے فیصلے اہل اور اس کے ضابطے ہر قسم کے تغیرات سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔ اس کے ہر حکم کو تسلیم کرنا اور اس کو سچے دل سے ماننا ہی ایمان ہے۔ ان میں سے کسی فیصلے کو بدل دینے اور بعض کو ماننے یا بعض سے انکار کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَىٰ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ“ کسی مرد مسلمان یا عورت مسلمہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ جس حکم کے متعلق خدا تعالیٰ یا اس کا رسول کوئی فیصلہ سنائے وہ اس میں کسی قسم کا

تغیر یا تبدیلی پیدا کرے یا اس کے بعض حصہ کو مانے اور بعض سے صاف انکار کر دے۔

دوسری جگہ اس طرح فرمایا گیا ہے۔ ”تلك حدود الله ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون“ یہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطے اور اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے تجاوز یا انکار کرنے والا ظالم اور بد دین ہے۔ ایک اور آیت میں ہے۔ ”مما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا“ اور خدا کا رسول جس کام کے کرنے کا حکم فرمائے۔ اس کو بجالاؤ اور جس چیز سے روکے، اس سے رک جاؤ۔ یعنی شریعت کے دونوں حصوں امورات اور منہیات، حلال و حرام یا جائز و ناجائز کا ماننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جب دنیا کے کسی قانون کو تسلیم کرنے کے لئے اس کی تمام دفعات کا ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم دور حاضر میں دیکھ رہے ہیں کہ ایک شخص تعزیرات کی سیکٹروں دفعات میں سے صرف قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے سے حکومت کا باغی کہلایا جاتا ہے اور اس کی طرف سے قانون کا احترام باقی رکھنے کے لئے اس کو قید و بند کی سخت ترین سزائیں دی جاتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسلام جو اصولی مذہب ہے اور چند قوانین اور ضابطوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس کے ہر دفعہ اور قاعدے پر ایمان لانا اور اس کو صدق دل سے تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے اور کس لئے اسلام کے مجموعہ قوانین میں سے کسی ایک ضابطے اور قاعدے کا انکار کرنے والا خدا اور اس کے رسول کا باغی اور نافرمان نہیں سمجھا جاتا اور کیوں اسلام کی عزت اور اس کا احترام باقی رکھنے کے لئے ایسے شخص کو سزا نہیں دی جاتی۔ غرض جس طرح توحید اور نبوت کے اقرار کرنے سے ضمنی طور پر تمام شریعت کا اقرار سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت محمدی کے کسی قطعی اور یقینی فیصلہ سے جس کو ہر آدمی مذہبی مسئلہ اور اسلام کا ایک حکم سمجھتا ہے انکار کرنا۔ خدا اور رسول سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے یہی معنی ہیں کہ ان کی تعلیم اور فیصلوں کو صحیح اور درست تسلیم کرتے ہوئے بصورت انکار کبھی ان کی مخالفت نہ کرے۔

اور جس شخص نے کسی ایسے فیصلے کے متعلق جس کا خدا اور رسول کی طرف سے ہونا یقینی امر ہے۔ انکار کیا یا اس کو بدل کر دوسرے رنگ میں پیش کرنا چاہا۔ ایسا آدمی یقیناً خدا اور اس کے رسول کا کھلا ہوا دشمن اور ان کی تعلیم کا صریح مخالف سمجھا جائے گا۔

اس لئے یہ خیال کرنا کہ توحید اور نبوت کے اقرار کرنے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھنے کے بعد کسی شے کے انکار کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ قرآن کی صدا آجوں اور احادیث نبویہ ﷺ کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ ”ومن لم يحکم بما انزل الله فاولئك هم الکافرون“ ﴿جو لوگ خدا کے اس حکم کے موافق فیصلہ نہیں کرتے جس کو اس نے نازل فرمایا ہے وہ کافر ہیں۔﴾

لفظ ما عربی زبان میں تعیم کو چاہتا ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ جو شخص قرآن عزیز کے ہر فیصلہ کے آگے گردن نہیں جھکاتا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتا۔ یا کسی فرض کی فرضیت سے انکار کرتا ہے وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں جس میں صاف طور پر یہ فرمایا گیا ہے۔ ”قاتلوا الذین لا يؤمنون بالله ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم الله (توبہ)“ ﴿ان لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جن چیزوں کو خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے ان کو حرام نہیں جانتے۔﴾

”ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بها الا الفاسقون“ ﴿ہم نے آپ ﷺ پر ظاہر اور کھلی کھلی باتیں اتاری ہیں۔ جن کا انکار کر کے کافر نہیں بنتے۔ مگر فاسق اور نافرمان لوگ۔﴾

اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ”والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار هم فیہا خالدون“ ﴿جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔﴾

ایک جگہ یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ ”وامنوا بما انزلت مصدقاً لما معکم ولا تكونوا اول کافر به“ ﴿قرآن پر ایمان لاؤ۔ جو تمہاری آسمانی کتاب تواریت کی تصدیق کر رہا ہے۔ اس کا انکار کر کے کافر نہ بنو۔﴾

ان تینوں آیتوں سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ قرآن عزیز کی کسی ایک آیت کے انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جایا کرتا ہے۔ ”وما منعهم ان تقبل منهم نفقاتهم الا انهم کفروا بالله وبرسوله ولا یاتون الصلوۃ الا وهم کسالی ولا ینفقون الا وهم کارهون“ ﴿ان کے صدقات اور خیرات خدا کے نزدیک اس لئے قبول نہیں کئے جاتے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے اور نماز بے ادبی سے پڑھتے اور دباؤ کی وجہ سے صدقہ اور خیرات کرتے ہیں۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز پڑھنے یا زکوٰۃ دینے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک ایمانیات کے متعلق اپنے عقیدے کی اصلاح نہ کرے۔ منافقین مخلص مسلمانوں کی طرح توحید اور نبوت کا قرار کرتے اور نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عقیدہ صحیح نہ رکھنے کی وجہ سے کافر ہی قرار دیئے گئے اور کسی دن بھی ان کو مسلمان نہیں سمجھا گیا۔

۴..... ”يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ“ وہ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ باوجودیکہ انہوں نے یقیناً کفر یہ کلمہ زبان پر جاری کیا اور وہ ایسا کرنے سے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔ عام مفسرین کے نزدیک یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اپنی مجلس میں نبی عربی ﷺ کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ نکالے تھے۔ جب حضور ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو منافقین نے اس کو چھپانے کی غرض سے جمہوری قسمیں کھائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اصل واقع کی اطلاع دیتے ہوئے ان کو حلف اٹھانے میں جمہور قرار دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ وہ ایسا کہنے کی وجہ سے کافر ہو گئے، مسلمان نہیں رہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کی توہین کرنے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ فوراً کافر ہو جاتا ہے۔

۵..... ”وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبَالَهُ وَاٰيَاتُهُ وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤْنَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (توبہ)“ جب قیصر روم سے لڑنے کے لئے ۹ ہجری میں رسول خدا ﷺ مسلمانوں کی جمعیت لے کر مدینہ سے باہر نکلے اور تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بعض منافقین نے جو اس سفر میں مسلمانوں کے ہمراہ تھے یہ کہا کہ اب اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کے حوصلے بہت بڑھ گئے جو ایسی زبردست سلطنت سے لڑنے کے لئے چلا ہے۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہو گئی تو منافقین نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ بات دل سے نہیں کہی تھی۔ بلکہ راستہ طے کرنے کے لئے دل لگی اور مذاق کے طور پر کہی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا نازل فرمائی۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ ”اے محمد! ان لوگوں سے کہہ دو تم اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو، اب تمہاری جمہوری عذر خواہی فضول ہے۔ ایسا کرنے کی وجہ سے تم ایمان

لانے کے بعد کافر ہو گئے۔“ اس آیت میں قرآن شریف اللہ یا اس کے رسول کا استہزاء کرنے اور انکار مذاق اڑانے کی وجہ سے کافر ہو جانے کا حکم سنایا گیا ہے۔

۶..... ”فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فاخلوا نکم فی الدین ونفصل الایات لقوم یعلمون وان نکثوا ایمانهم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفرانہم لایمان لہم لعلہم ینتہون (توبہ)“ ﴿اگر وہ کفر سے توبہ کر کے نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم اپنی آیتیں سمجھداروں کے لئے تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہیں اور تمہارے دین و مذہب کے کسی حکم پر طعن کریں اور اس میں عیب نکالیں تو ایسے لوگ کفر کے امام اور پیشوا ہیں۔ ان سے لڑو اور جہاد کرو۔ ان کے عہدوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ شاید کہ وہ اس سے ڈر کر اسلام کے متعلق بدزبانی کرنا چھوڑ دیں۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسائل دینیہ اور اسلامی اصول اور ضابطوں کے بارے میں کلمہ چینی کرنی اور گستاخی سے پیش آنا اجماعی درجہ کی بے ایمانی ہے۔

۷..... ”ان الذین ینکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً اولئک ہم الکفرون حقاً“ ﴿جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں یا اللہ کو تو مانتے ہیں مگر اس کے رسول کو نہیں مانتے یا رسولوں میں سے بعض کو سچا اور بعض کو جھوٹا کہتے ہیں اور ان کو نہیں مانتے یا مذہب میں ایک درمیانی راستہ نکالتے ہیں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔﴾

اس آیت میں چار قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں۔ چوتھا گروہ کافروں کا وہ ہے جو اسلام کے اصولوں میں سے بعض کو مانے اور بعض سے انکار کرے اور مذہب میں ایک ایسا درمیانی راستہ عمل کا تجویز کرے جس میں نہ کلیتہً اسلام سے انکار ہو اور نہ کامل طور پر اس کا اقرار۔ ایسا آدمی قرآن عزیز کی تصریح کے موافق اسی طرح کافر ہے جیسے خدا اور اس کے رسول سے انکار کرنے والا کافر اور بے دین ہے۔

۸..... ”امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ

وملائکتہ وکتابہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ ﴿رسول اللہ ﷺ اور مومنین ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان پر خدا کی طرف سے نازل کی گئی اور ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اصولوں پر ایمان لاتے ہیں اور کسی کا انکار نہیں کرتے۔﴾

اس آیت میں اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھنا اور ان کو اور ان کی کتابوں کے غیر معرف حصہ کو منزل من اللہ اور سچا جاننا ضروری بتایا ہے۔ جس کے صاف اور ظاہری معنی یہ ہوئے کہ ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے پر ایمان نہ لانے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جس طرح یہودی توریت کے بعض حصہ کو ماننے اور بعض کا انکار کرنے کی وجہ سے اس آیت میں کافر قرار دیئے گئے۔ اسی طرح وہ مسلمان جو قرآن عزیز کے صریح احکام میں سے بعض کا انکار کرے وہ قطعاً کافر اور بے دین ہے۔

”قولوا امنوا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمعیل واسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منهم ونحن لہ مسلمون فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ہم فی شقاق“

اس آیت میں امر کے صیغہ کے ساتھ جو وجوب اور فرضیت کے لئے آتا ہے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ ہم اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر نازل کی گئی تھیں، ایمان لائے اور جو کچھ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا گیا اور جو دوسرے انبیاء علیہم السلام خدا کی طرف سے لائے۔ ہم ان سب کی تصدیق کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کا انکار نہیں کرتے اور ہم اس اقرار میں سچے اور مخلص مسلمان ہیں۔ اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم لائے ہو تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو وہ اختلافات میں پڑے ہوئے اور گمراہ ہیں۔

علامہ ابو سعیدؒ نے اپنی تفسیر میں آیت ”ما اوتی موسیٰ وعیسیٰ“ کے تشریح

کرتے ہوئے اس سے توریث اور انجیل اور وہ معجزات مراد لئے ہیں جو ان کے مبارک ہاتھوں سے ظاہر ہوئے اور ان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح تمام نبیوں اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنی ضروری ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا قرآن کی تصریحات کے موافق تسلیم کرنا بھی ایمان کا ایک جزو ہے۔ معجزات کو قرآنی فیصلے کے مطابق نہ ماننے والا ایسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ کسی نبی کے انکار کرنے والا مردود اور کافر ہے۔

۹..... ”وقولهم علیٰ مریم بهتاناً عظیماً“

یہودی حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی وجہ سے کافر قرار دیئے گئے۔ اس آیت میں حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی وجہ سے یہودیوں کو کافر بتایا گیا ہے۔ اگر آج بھی کوئی بد بخت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے ساتھ اس قسم کی بد زبانی سے پیش آئے تو وہ قرآنی فیصلہ کے مطابق یقیناً کافر اور بے دین سمجھا جائے گا۔

۱۰..... ”قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن براءۃ فلیتبتوہ مقعدہ من النار“ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ جہنمی ہے۔ (رواہ الترمذی) یعنی قرآن مجید کے اس حصہ کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا جس کا تعلق نقل سے ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے معنی اور مطلب کو ظاہر فرمایا ہے۔ رسول خدا ﷺ کی مخالفت کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ کے بتائے ہوئے معنوں کو چھوڑ کر اپنی طرف سے معنی گھڑ کر پیش کرنے والا رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے جو یقیناً کفر ہے۔

چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے: ”فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموا فیما شجر بینہم“ یعنی وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ ہرشی کا فیصلہ کرانے کے لئے آپ کو حاکم جو یز نہ کریں اور اس فیصلہ کے آگے گردن نہ جھکائیں۔

اس کے علاوہ رسول خدا ﷺ امت کے لئے معلم بنا کر کتاب اللہ سکھانے کے واسطے بھیجے گئے۔ جیسا کہ آیت ”یعلمہم الکتاب والحکمۃ“ سے ظاہر ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی تعلیم اور ہدایت کو بحیثیت تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جو شخص اس کے خلاف اپنی رائے کو شریعت کے فیصلوں میں دخل دیتا ہے وہ زندیق اور بے ایمان ہے۔ اسی پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ تفسیر کا وہ حصہ جو عربیت سے تعلق رکھتا ہے اس میں اپنی رائے سے عجیب نکلتے

پیش کرنے اور آیت کے متعلق فوائد اور حکمتیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک شے کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ محض کلمہ شہادت زبان پر جاری کرنا یا نماز پڑھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اجمالی یا تفصیلی طور پر شریعت کے تمام قطعی اور یقینی فیصلوں کو ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ مگر انکار دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔

۱..... صاف اور صریح طور پر کسی چیز کو ماننے سے انکار کرنا اسلام سے ایسا انکار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کیا کرتے ہیں۔

۲..... آیت قرآنی اور شریعت کے قطعی فیصلوں کے جو معنی اور مطلب رسول خدا ﷺ سے ثابت ہیں یا آپ کے بعد صحابہؓ اور ائمہ مجتہدینؒ نے وہ معنی لئے ہیں ان کے خلاف کوئی اور معنی مطلب اس شرعی فیصلے کے متعلق بیان کرے تو ایسا انکار بھی قرآنی فیصلے کے مطابق پہلے انکار کی طرح کفر ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے: ”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً“ تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک وہ آپ کو ہر بات میں اپنا حکم تجویز نہ کریں اور اپنے ہر فیصلہ کو بخوشی تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنی گردن نہ جھکائیں وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔

”لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين“ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جو ان میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو اس کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور نفوس کو شہادت اور گناہوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے۔ قرآن عزیز کے معافی اور مطالب بیان کرتا ہے اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔

اس آیت میں نبی عربی ﷺ کو قرآن شریف کے سکھانے والا فرمایا گیا ہے۔ یہ بات اسی صورتوں میں ہو سکتی ہے جب کہ آپ کے بیان کردہ معافی اور مطالب کو عین قائم رکھا جائے۔ ورنہ آپ کا معلم قرآن ہونا باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ کسی مسلمان مرد یا عورت کو یہ اختیار نہیں

دیا گیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے صریح فیصلوں کو چھوڑ کر اسلام میں کوئی نیا راستہ تجویز کرے۔ لہذا اگر کوئی بد باطن اسلام میں درمیانی راستہ نکال کر اس کا نام اسلام رکھے اور لوگوں کو اس کی طرف بلائے تو ایسا خود ساختہ اسلام بعینہ نبی کریم ﷺ کا پیش کردہ اسلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ ہی کے بتائے ہوئے اصول اور ضابطوں میں نجات ہے۔ باقی راستے تمام ضلالت اور گمراہی کے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں ایسے شخص کو جو اسلامی تعلیم کو نئے رنگ میں پیش کر کے مذہب میں ایک درمیانی راستہ نکالنا چاہتا ہے۔ کافر اور بد دین فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت: ”یُرِيدُونَ اَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا“ سے ظاہر ہے۔ یعنی جو لوگ اسلام کی بعض باتوں کا انکار اور بعض کا اقرار کرتے ہوئے دین میں ایک درمیانی راستہ تجویز کرنا چاہتے ہیں وہ قطعاً کافر اور بد دین ہیں۔

اس قسم کی آیتوں سے اب تک یہ بات معلوم ہوئی کہ:

۱..... اللہ یا اس کے رسول کا انکار کرنے۔

۲..... قرآن کی کسی آیت کو جھٹلانے۔

۳..... یا ان میں سے کسی ایک کا استہزاء اور مذاق اڑانے۔

۴..... اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک رسول کی شان میں گستاخی کرنے۔

۵..... قطعی حکم کو نہ ماننے۔

۶..... حلال کو حرام یا حرام کو حلال جانے۔

۷..... اسلام کے کسی حکم یا فیصلے کے متعلق کلمہ چینی یا عیب جوئی کرنے۔

۸..... فرشتوں کے وجود یا انبیاء علیہم السلام کے پاس ان کی آمد و رفت کا انکار کرنے۔

۹..... کسی نبی کے ان معجزات کو جن کا ذکر قرآن مجید میں صاف اور صریح طور پر آیا ہے نہ

ماننے۔

۱۰..... قرآن شریف کے صریح احکام کے خلاف اپنی طرف سے ایسی تاویلات گھڑنے سے

آدمی کافر ہو جاتا ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کی تصریحات کے مخالف ہیں۔ پھر اسلام سے خارج

ہونے کے لئے ان تمام وجہوں کا جمع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر ان میں سے ایک وجہ بھی کسی شخص

میں یقیناً موجود ہوگی وہ اسلام سے خارج اور قطعی طور پر کافر سمجھا جائے گا۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے قبیحین خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی۔ قرآن اور حدیث کے خلاف ایسے خیالات اور عقیدے ظاہر کر رہے ہیں جن سے ان پر ایک وجہ سے نہیں بلکہ متعدد وجوہات سے کفر عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں فرماتا ہے۔ ”وكان عند الله وجيهاً“ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اللہ کی نظر میں بزرگ اور محترم تھے۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے: ”بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا ان پر اپنے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس واسطے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“ (دافع البلاء ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

”ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔ آج کون زمین پر ہے جو اس عقدے کو حل کرے۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۱)

۲..... ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں ان کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (حاشیہ فیض انجام آقظم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اس قسم کی لغویات سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے چند بیان کی ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس اور بزرگ ہستی کے متعلق تین قسم کی گستاخیاں بیان کی ہیں۔

۱..... العیاذ باللہ! آپ کی دادیوں و نانوں کو کسی کہا اور آپ کو کسبیوں کے خاندان سے بتایا۔ باوجودیکہ قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کو صالح اور نیک بخت کہا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت ”یا اخت ہارون ملاکان ابوک امراسوء وما کانت امک بغیا“ سے ظاہر ہے۔ یعنی اے مریم تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی زنا کار نہ تھی۔ مگر مرزا قادیانی قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہوئے خدا کے غصہ اور غضب سے نہیں ڈرتا۔

دوسری اور تیسری گستاخی یہ کہ آپ کو قاحشہ عورتوں سے تعلق رکھنے والا، ان کی کمائی کھاتے والا، شرابی اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس بدزبانی سے ایک برگزیدہ رسول کی توہین کے علاوہ آیت ”وكان عند الله وجيها“ ﴿عیسیٰ بن مریم اللہ کی نظر میں بزرگ اور محترم تھے۔﴾ کی تکذیب کی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ پر یہ الزام لگایا کہ وہ قاسق اور گنہگار کو رسول بنا کر بھیجتا رہا ہے۔ ایسا لہجہ اور بدزبان آدمی قرآنی فیصلے کے مطابق یقینی طور پر مردود اور کافر ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ کو ولد لڑنا اور آپ کی والدہ محترمہ کو زنا کار کہا ہے۔

ملاحظہ ہو:

۱..... ”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کی ہدایت اور اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تو ریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی ہے۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے ساتھ نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریات تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔“

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

۲..... ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھے۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

ان دونوں عبارتوں سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو یوسف نجار کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے زنا کا حمل ہو گیا تھا۔ لعنت ہوے!

مرزا قادیانی نے اس بیہودہ گوئی میں خدا کے ایک بزرگ اور اولوالعزم رسول کی توہین کرنے کے علاوہ قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلایا ہے۔ ”والتی احصنت فرجها فنفخنا فیہا من روحنا وجعلناها وابنہا آية للعالمین“ ”وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ کو مرد سے بچا کر رکھا۔ ہم نے اس کے رحم میں ایک پاک روح پھونکی۔ اس کو اور اس کے بیٹے کو عالم کے واسطے نشانی بنایا۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی نیک چلنی اور پاکدامنی کی تعریف کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق سورہ آل

عمران میں اس طرح ارشاد ہوا ہے۔ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال له کن فیکون“

عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی طرح ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے بنایا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے لفظ کن یعنی محض ارادہ کے ساتھ پیدا کیا۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی طرح بغیر باپ کے بتلائی ہے۔ بلکہ حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کا بہتان باندھنے والوں یہودی مفتوں کو قرآن مجید میں کافر کہا ہے۔ ایک نبی کی توہین اور قرآن کریم کی تکذیب کرنا کافر ہونے اور جہنم میں جھکنے کے لئے کافی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ سید الانبیاء شفیع روز جزا کی ہمسری کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض جگہ افضلیت کا دعویٰ دارین کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

..... ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز نبی مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰، خزائن ج ۲ ص ۱۱۸)

گویا عیاذ باللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی بزرگیاں جن میں رسول خدا ﷺ بھی ہیں۔ مرزا قادیانی میں جمع ہو گئیں اور اس طرح مرزا قادیانی تمام نبیوں سے خاتم بدہن بڑھ گیا۔

۲..... ”اور مجھے بتلادیا گیا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی ازسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۱۳)

تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ آیت رسالت پناہ ﷺ کی شان عالی میں نازل ہوئی ہے اور رسول سے آپ کی ہی ذات گرامی مراد ہے اور آپ ہی سے اسلام کے غلبہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کہتا ہے کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ یعنی رسول اکرم ﷺ مراد نہیں ہیں۔ (لعنت ہوئے)

اگرچہ اس میں بھی گستاخی کا پہلو نمایاں طور پر ظاہر ہے۔ لیکن دوسری جگہ کھلم کھلا بے ادبی اور گستاخی پر اتر آیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

..... ”حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط تھی۔“ (ازالہ ابہام ص ۶۸۷، خزائن ج ۳ ص ۳۷۱ تا ۳۷۲)

۲..... ”آحضرت ﷺ نے زلزال کے معنی غلط سمجھے۔“

(ازالہ ادہام ص ۱۲۸، خزائن ج ۳ ص ۱۶۷)

۳..... ”آحضرت کو ابن مریم اور دجال اور خود جال اور یا جوج اور دابۃ الارض کی وحی نے خبر نہیں دی۔“

(ازالہ ادہام ص ۱۶۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۳)

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یا جوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ دجال، خود جال، دابۃ الارض وغیرہ علامات قیامت کا بیان صحیح مشہور حدیثوں میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی کی اس دریدہ ذہنی کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دجال اور خود جال، دابۃ الارض یا جوج ماجوج سے جو مراد ظاہر فرمائی ہے وہ نحوذ باللہ صحیح اور درست نہیں اور مرزا قادیانی نے خود جال سے ریل یا جوج ماجوج سے قوم نصاریٰ دجال سے پادری مراد لئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں جو بے ادب اور گستاخ اپنی تحقیق کو درست اور رسول خدا ﷺ کے ارشاد کو غلط بتائے وہ یقیناً کافر اور جہنمی ہے۔

پھر اس پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ اسلام اور قرآن کریم کی توہین کرتا ہوا کہتا ہے۔

۱..... ”قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔“

(ازالہ ادہام ص ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹)

۲..... ”قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(بکھرام کی موت کا اشتہار، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۳، حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲ ص ۸۷)

مرزا قادیانی کا قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ایسا کلام میں بھی بنا سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس یا وہ گوئی سے قرآن شریف کی اس آیت کو جھٹلاتا چاہا ہے۔

”قُلْ لِّمَن اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا“

اگر تمام جن و انسان متفقہ طور پر قرآن مجید کی مانند کلام بنا نا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے

اب قیامت تک ہے اس امت کا قصوں پر مدار

ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں

محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفان سے پار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۷، خزائن ج ۵ ص ۱۳۷)

کیا یہی اسلام کا ہے دوسرے دینوں کا خیر
 کر دیا قصوں پہ سارا ختم دین کا کاروبار
 مغزِ قرآنِ مطہر کیا یہی ہے زہدِ خشک
 کیا یہی چوہا ہے لکلا کھود کر یہ کوہِ سار
 مگر یہی اسلام ہے بس ہو گئی امتِ ہلاک
 کس طرح راہِ مل سکے جب دین ہوتا یک و تار

(بہارِ احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲، خزائن ج ۲ ص ۱۳۲)

مرزا قادیانی کی اس نظم کا یہ مطلب ہے کہ اگر آج بھی وہی اسلام ہے جو تیرہ سو برس پہلے تھا۔ تو اس میں روحانیت کا ملنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ قرآن عزیز اور دیگر اسلامی روایات میں انبیاء سابقین کے حالات ہیں یا نبی عربی ﷺ پر نازل شدہ وحی کا بیان اور مسلمانوں کو مسائل کی تلقین ہے۔ یہ سب باتیں تیرہ سو برس گزر جانے کی وجہ سے قصص اور کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں۔ قصوں اور کہانیوں میں روحانیت تلاش کرنی بے فائدہ اور فضول کام ہے۔ اس لئے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے نبوت اور وحی کا دروازہ ہمیشہ کے واسطے مفتوح اور کھلا ہوا رہنا چاہئے۔ تاکہ اسلام میں تازہ بہ تازہ روحانیت کا ثبوت ملتا رہے۔ ورنہ اسلام میں روحانیت باقی نہیں رہ سکتی۔ (نعود باللہ من هذا الخرافات) اور لہجے مرزا قادیانی اور اس کے پیروں کی فرشتوں کی حقیقت اور دنیا میں ان کے آنے کے بھی منکر ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱..... ”فرشتے نفوسِ فلکیہ اور کواکب کا نام ہے جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات کی تاثیرات سے

ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔“ (توضیح المرام ملخصاً ص ۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۷)

۲..... ”جبرائیل کبھی زمین پر نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۶۸، خزائن ج ۳ ص ۸۶)

نفوسِ فلکیہ اور کواکب کو فرشتے کہنا اور سیارات کو مؤثر حقیقی جاننا قرآن اور حدیث کی صداہا تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر کفر ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ جو لوگ بارش کو سیاروں کی تاثیرات کی وجہ سے مانتے ہیں۔ وہ اللہ کے منکر اور کفر کرنے والے ہیں۔ (کتاب الایمان صحیح مسلم) دوسرے جبرائیل علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری سے انکار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آج تک دنیا میں نہ کوئی رسول ہوا اور نہ کسی پر وحی الہی نازل ہوئی۔ کیونکہ جبرائیل ہی وحی

پہنچانے پر مامور ہیں اور وہ دنیا میں تشریف نہیں لاتے۔

اس کے علاوہ قرآن کی آیت ”فتمثل لها بشراً سوياً“ کا بھی انکار ہوا۔ جس میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل امین کا انسانی شکل میں آنا مذکور ہے۔

نیز اس آیت سے بھی انکار ہوا جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خدا کے چند فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو انسان سمجھنے کی وجہ سے بھنا ہوا گوشت ان کے کھانے کے واسطے پیش کیا تھا اور حضرت لوط علیہ السلام ان کو نو عمر لڑکے سمجھ کر دیر تک اپنی قوم سے لڑتے اور جھگڑتے رہے تھے۔ مرزائی جماعت اس قسم کی تمام آیتوں کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً اسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی اور اس کے قبعین نے قرآن کریم کی ان تمام آیتوں کا انکار کیا ہے۔ جن میں انبیاء علیہا السلام کے معجزات کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

”قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسریم ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲ تا ۳۱۷، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶ تا ۲۷۱)

”حضرت مسیح علیہ السلام مسریم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۶، ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷ حاشیہ)

”اور لوگ ان کو شناخت کر لیں کہ درحقیقت یہ لوگ مرچکے تھے اور اب زندہ ہو گئے ہیں۔ وعظوں اور لیکچروں سے شور مچادیں کہ درحقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہوں گے اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے۔“

(نور الحق ص ۳۳، خزائن ج ۲ ص ۴۴)

”بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳ حاشیہ)

نیز مرزا قادیانی نے معجزہ شق القمر کو چاند گرہن بتایا ہے۔

(براہین احمدیہ ج ۲ ص ۶۳، خزائن ج ۲ ص ۸۲، اعجاز احمدی ص ۷۱، ۷۲، خزائن ج ۱ ص ۱۸۳)

نیز قرآن مجید کی اس آیت سے بھی انکار ہے۔ جس میں ایک رات کے اندر رسول

خدا تعالیٰ کا مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک جانا مذکور ہے۔ بلکہ قادیان میں ایک مسجد اقصیٰ تیار کر کے یہ ظاہر کیا کہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی پہلے محمد ﷺ بن کر مکہ میں پیدا ہوا اور اب قادیان کی مسجد اقصیٰ میں آ گیا۔ اسی کا نام حلول ہے۔ چنانچہ بروزت کا دعویٰ عقیدہ حلول ہی پر مبنی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا با اتفاق علماء اسلام کفر ہے۔ اس موقع کی مناسبت چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

۱..... ”وہ محمد نبی ہے۔ گویا طور پر۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

۲..... ”یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطے کو طوطا رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد سے مسیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

ظاہر ہے کہ جو شخص قرآنی معجزات کو نہ مانے وہ قرآن مجید کی آیتوں کا انکار کرنے کی وجہ سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یقیناً کافر اور بد دین ہے۔

نیز مرزائی جماعت خواہ لاہوری ہو یا قادیانی اپنے مرشد مرزا کی طرح قرآن عزیز کی تفسیر کرنے میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق اور صحابہؓ کی تشریحات کی پابند نہیں ہے۔ جو دل میں آتا ہے اس کے موافق قرآن کی تاویل اور توضیح بیان کرتا ہے۔ پہلے اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ تقلیدات میں قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرنی موجب کفر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی (براہین احمدیہ ج ۹، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۹) پر اس آیت کی تفسیر کرتا ہوا لکھتا ہے: ”اننا مکننا لہ فی الارض واتیناہ من کل شیء سبباً“ یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی کہلائے گا روئے زمین پر ایسا مستحکم کریں گے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔“

یعنی تمام سورت کو مسخ کر کے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ نیز شہادت القرآن مصنفہ مرزا قادیانی اس قسم کی لغویات سے بھری پڑی ہے۔ حیات مسیح علیہ السلام اور معجزات انبیاء کرام کے متعلق جملہ آیات کی غلط تاویلیں کی ہیں اور ان میں نبی کریم ﷺ کی تحقیقات کی مطلقاً پرواہ نہیں کی۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ حضور ﷺ کو ان کی صحیح اطلاع ہی نہیں دی گئی اور حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے بتائے ہوئے معنوں کے موافق نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ آج کل مرزائی جماعت کا طرز عمل اور ان کے مطبوعہ تراجم اور تفسیریں ہمارے اس دعویٰ پر کھلی ہوئی شہادت ہیں۔ جس کا جی چاہے ان کی معنوی تحریفات کو اٹھا کر دیکھ لے۔ نیز جنگ جارہانہ جو اسلام کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے اور کفر کا غلبہ اٹھانے حق و انصاف کو پھیلانے تبلیغی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ جس کے ثبوت میں احادیث نبویہ

قرآن کی صدہا آیتیں موجود ہیں اور صحابہ کو قصیر و کسریٰ سے ان کے ملکوں میں جا کر جنگ کرنا اس پر شاہد عادل ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو اس سے صاف انکار ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق قرآن عزیز کی آیتوں اور صحیح حدیثوں کے غلط معنی بیان کرنا ختم نبوت اور معراج جسمانی سے انکار کرنا اس کے علاوہ ہیں۔

مرزا قادیانی جس عقیدے پر مرے ہیں اور جو اسلام آج بھی مرزائی جماعت لوگوں کے سامنے پیش کر رہی ہے وہ یہ ہے۔

.....۱ ”فرشتے کو اکب اور نفوس فلکیہ کا نام ہے۔“

.....۲ ”ملائکہ کسی نبی کے پاس وحی لے کر زمین پر نہیں آئے اور نہ وہ کسی انسان کی شکل اختیار کرتے ہیں۔“

.....۳ ”اسلام میں جنگ جارحانہ یا جہاد فی سبیل اللہ کوئی چیز نہیں بلکہ گناہ ہے۔“

.....۴ ”قرآن عزیز کی تفسیر اور کسی آیت کے معنی اور مطلب بیان کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی تفسیر پر چلنا ضروری نہیں ہے اور نہ صحابہ کا اتباع لازمی ہے۔“

.....۵ ”کبھی کسی نبی سے خارق عادت معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور جن معجزات کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اس سے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ جیسا کہ آج تک مسلمان سمجھتے رہے ہیں۔ بلکہ ان سے مرزا قادیانی کے بیان کردہ تاویلی معنی مراد ہیں۔“

.....۶ ”عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور وہ دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے اور نہ مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ جن آیات یا حدیثوں سے حیات مسیح اور ظہور مہدی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی کے خلاف ہیں۔“

.....۷ ”عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت مریم کا نکاح سے پہلے ناجائز تعلق یوسف نجار کے ساتھ ہو گیا تھا۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔“
(لعنت اللہ علیہ)

.....۸ ”یا جوج ماجوج دجال دابۃ الارض وغیرہ کا مطلب جو رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ حضور کو ان چیزوں کی صحیح اطلاع نہیں دی گئی۔ اس کے حقیقی معنی مرزا قادیانی کو بتائے گئے ہیں۔ یہ تمام عقیدے لاہوری اور قادیانی جماعت میں مشترک ہیں۔ یہی وہ اسلام ہے جس کو ان کی تبلیغی مشنریاں یورپ و امریکہ میں پیش کرتی ہیں۔ جن پر ان کو بڑا ناز ہے اور ہمارے

فریب خوردہ ناواقف مسلمان بھائی ان کی کوششوں کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ ان عقائد باطلہ کے علاوہ قادیانی جماعت کو ختم نبوت سے بھی انکار ہے اور آج بھی نبوت غیر تشریفی کا دروازہ مفتوح سمجھتے ہیں۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کی طرح اس امت میں بھی نبیوں کا آتے رہنا مانتے ہیں۔“

تمام دنیا کے مسلمانوں کا عقیدہ بروے قرآن وحدیث ہر زمانہ میں ان چیزوں کے متعلق یہ رہا ہے۔

.....۱ ”فرشتے خدا کی ایک مخلوق ہے جو نور سے پیدا کی گئی۔ نہ ان میں کوئی مذکر ہے اور نہ مؤنث اور نہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ زمین پر آتے جاتے ہیں۔ کبھی انسانی شکل میں انبیاء علیہم السلام کے پاس آتے رہے اور کبھی اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے۔ خدا کی نافرمانی اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں۔“

.....۲ ”جہاد کرنا اسلام کی عزت اور وقار کے لئے ضروری ہے۔ دین اسلام کی حمایت میں کٹ مرنا قرب الہی کا بڑا درجہ ہے۔“

.....۳ ”قرآن مجید کی تفسیر میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق اور صحابہ کرام کی اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے کو دخل دینا کفر ہے اور اسی پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔“

.....۴ ”انبیاء علیہم السلام سے بہت سی خارق عادت باتیں ظاہر ہوئیں اور ان میں سے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ان سے وہی معنی مراد ہیں۔ جو قرآن کے ظاہری الفاظ سے سمجھے جا رہے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر دوسرے معنی اپنی طرف سے گھڑنے کفر ہیں۔“

.....۵ ”عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔ قرآن شریف اور صد ہا حدیثوں سے ایسا ہی ثابت ہے اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“ (نقلہ صاحب البیواقیت والجواہر)

.....۶ ”عیسیٰ علیہ السلام قدرت الہی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور ان کی والدہ ماجدہ عقیقہ اور پاکدامن تھیں۔ ان پر زنا کی تہمت لگانے والا بروے قرآن شریف کافر ہے۔“

.....۷ ”یا جوج ماجوج، دجال، خرد جال، دابۃ الارض اور اسی طرح کی دوسری قیامت کی نشانیاں اپنی حقیقت پر محمول ہیں اور ان سے وہی مراد ہے جو رسالت پناہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ اس کے خلاف کہنے والا یقینی اور قطعی طور پر جہنمی ہے۔“

.....۸ ”آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ایسا ہی قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے۔“

آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص تشریح یا غیر تشریحی نبی بن کر نہیں آئے گا اور جو ایسا عقیدہ رکھے گا وہ یقیناً ملحد اور بے دین ہے۔ لیکن پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کی موجودگی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے عطاء نبوت کے سلسلہ کو بند کرنا مراد ہے۔ نبوت سابقہ کا چھین لینا مراد نہیں۔ ورنہ اس کا نام سلب نبوت ہوگا۔ ختم نبوت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہی معنی ختم نبوت کے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء نبوت کے ساتھ متصف ہوں گے۔ مگر اس سے حضور ﷺ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔“

مرزائی صاحبان خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی جن عقائد دیدیہ میں وہ مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اگر آج وہ ایسے عقیدوں کی اصلاح نبی کریم ﷺ کی اتباع اور صحابہ کے طریق عمل میں تلاش کریں اور رسول خدا ﷺ کی غلامی اور ان کی تعلیم و تربیت ہی میں نجات کو منحصر جانیں تو دنیا کا ہر سچا مسلمان ان کو اپنے گلے سے لگانے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر وہ رسالت پناہ ﷺ کی ہدایات اور آپ کے بیان کردہ معانی اور تشریحات کے خلاف اپنی طرف سے کوئی معنی اور مطلب گھڑ کر اس کا نام اسلام رکھ لیں تو مسلمان ایسی ملحد اور بے دین جماعت کو قرآنی فیصلے کی وجہ سے مردود اور کافر کہنے پر مجبور ہیں۔

کیونکہ اگر نفوس فلکیہ اور کواکب کا نام فرشتہ رکھ لیا گیا۔ تو اس سے فرشتوں کے وجود کا اقرار نہیں سمجھا جاسکتا اور اگر سیاروں کی تاثیرات کو نزول ملائک سے تعبیر کیا گیا تو اس سے فرشتوں کی زمین پر آمد و رفت کا اقرار نہیں کہہ سکتے۔ ملائک کے وجود اور ان کے نزول و صعود کا اقرار اسی وقت صحیح ہوگا۔ جب کہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے موافق اس کو تسلیم کر لیا گیا۔ ورنہ ان کا یہ فعل شریعت محمدی کی مخالفت اور دین الہی کے مسخ و تبدیل کرنے پر محمول ہوگا۔ اسی طرح معجزہ کا اقرار اسی صورت میں مانا جائے گا۔ جب کہ خارق عادت امور کا ظہور تسلیم کر لیا گیا اور عصاء موسوی کا اڑدھابن جانا احیاء موتی اور شق القمر وغیرہ معجزات کو ایسے معنی پر اتارا گیا۔ جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہیں۔ ورنہ اگر قحط سالی اور زلزلہ وغیرہ حوادث دنیوی میں معجزہ کو منحصر سمجھا گیا اور خارق عادت امور کے وقوع سے انکار کر کے قرآن کریم کی تکذیب کی گئی تو اس حالت میں کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح آیات قرآنیہ کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی تحقیق پر نہ چلنا جہنم میں داخل کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ اسلام اور ایمان وہی ہے جو رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا اور صحابہ نے اس کو اختیار کیا۔ لہذا اگر آج کوئی شخص عقائد دیدیہ اور آیات قرآنیہ کے معنی اور مطالب

صحابہؓ کی تحقیقات کے موافق تسلیم کرتا ہے تو ایسا ایمان اور اسلام بالکل صحیح اور درست ہے اور اگر کوئی ان کی تشریح اور تحقیق کے خلاف دوسرے معنی بیان کرے تو ایسا آدمی یقیناً جہنمی اور کافر ہے۔ جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہے۔ ”فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق“

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ تمہاری طرح ایمان لائیں یعنی جن چیزوں کو جس طرح تم مانتے ہو اسی طرح وہ بھی مانیں تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ تمہاری طرح ایمان نہ لائیں اور اس سے اعراض کریں تو پھر وہ اختلاف اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایک اور جگہ یہ ارشاد ہوا ہے۔ ”ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وسأت مصيرا“

جو شخص حق ظاہر ہونے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ عمل کا تجویز کرے ہم اس کو حق سے ہٹا کر جہنم میں جھونک دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں مومنین سے مراد صحابہؓ کی جماعت ہے۔ انہی کا راستہ ہدایت کا راستہ کا ہے۔ باقی سب گمراہی ہے۔

سورۃ توبہ میں ہے۔ ”والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه“ نیکی کی طرف دوڑنے والے مہاجرین اور انصار اور ان کی سچی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔

ایک آیت میں یوں آیا ہے۔ ”والذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين اوو ونصروا اولئك هم المؤمنون حقا“

یعنی مہاجرین اور انصار ہی سچے مومن ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور خدا کے رسول کو جگہ دی اور ان کی ہر طرح مدد فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سچائی اور حقانیت اسی راستہ میں منحصر ہے۔ جس کو صحابہؓ اور ان کے قبیعین نے اختیار کیا۔ اس لئے اس کو چھوڑنے والا قطعی طور پر جہنمی اور کافر ہے۔ مرزائی جماعت نے فرشتوں، دجال، خرد جال یا جوج ماجوج وغیرہ عقائد کے جو معنی بیان کئے ہیں اگر اس کا ثبوت صحابہؓ کی تحقیقات سے پیش کر دیں اور تعلیقات میں تفسیر بالرائے کا جواز قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیں تو ہم بھی یہی کیش و ملت اختیار کرنے کے لئے

تیار ہیں اور ایک صد روپیہ انعام اس کے علاوہ ہے اور اگر وہ اس کا ثبوت پیش نہ کر سکیں اور یقیناً نہ کر سکیں گے تو پھر مخلص مسلمان نہیں اور عقائد باطلہ سے توبہ کریں یا مسلمانی کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیں اور اپنا پختہ الگ قائم کریں اور اپنی منافقانہ چالوں سے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔ ورنہ عقلمند حقیقی کے غصہ اور غضب سے ڈرتے رہیں۔ جس کے یہاں دیر ہے۔ مگر اندھیر نہیں۔

رہا یہ شبہ کہ اہل قبلہ کی تکفیر شرعاً ممنوع اور ناجائز فعل ہے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان جاننا ضروری ہے۔ اس کے متعلق اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جس حدیث کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں: ”عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله و يقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة فاذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم و اموالهم الا بحق الاسلام (رواہ البخاری)“ جو شخص کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے۔ نمازیں پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اس کا جان و مال محفوظ ہو جائے گا اور وہ مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر اسلام اس کے قتل کا فیصلہ کرے تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس حدیث میں ”الا بحق الاسلام“ کی تصریح بتا رہی ہے کہ اہل قبلہ ہونا مسلمان ہونے کے لئے قطعی اور یقینی فیصلہ نہیں ہے۔ اس سے اس کی مسلمانی پر اسی وقت استدلال کیا جائے گا۔ جب کہ دوسرے حالات اس کے کفر پر صراحتاً دلالت نہ کریں اور اگر اس کا کافر ہونا قطعی طور پر معلوم ہو جائے تو پھر اس پر کافر ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے پہلے ثابت ہو چکا ہے اور اس حدیث میں ”الا بحق الاسلام“ کے ساتھ استثناء کرنے کا بھی یہی منشاء ہے۔ اگر مسلمانی ایک مرتبہ ظاہر ہونے کے بعد کسی عقیدے کے انکار یا مخالفت سے ضائع ہونے والی چیز نہیں ہے تو استثناء کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے ان کو مرتد قرار دیتے ہوئے ان سے جہاد کی تیاری فرمائی تو حضرت عمرؓ نے روکا اور ان کو کلمہ گو اور اہل قبلہ سمجھتے ہوئے اس امر سے مانع ہوئے لیکن جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس حدیث کے آخری الفاظوں کی طرف توجہ دلائی تو فوراً انہوں نے تسلیم کر لیا اور صحابہؓ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر متفق ہو گئے اور اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی فرض کی فرضیت سے انکار کرنے پر ایک مسلمان باجماع صحابہؓ کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اہل قبلہ ہونا کلمہ شہادت زبان پر جاری کرنا، مسلمان ہونا یہ سب شریعت اسلامیہ کے تسلیم کر لینے کے عنوانات ہیں۔ اس قسم کی حدیثوں کا یہ

منشاء ہرگز نہیں کہ ایک آدمی مسلمانوں کا ذبیحہ کھالینے یا کلمہ شہادت زبان پر جاری کرنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور آئندہ اسے جنت، دوزخ، قیامت یا شریعت کی دوسری تصریحات پر اجمالی یا تفصیلی ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جو منافقین زبان سے کلمہ جاری کرتے اور نمازیں پڑھتے تھے۔ کبھی دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھے جاتے اور نہ صحابہ محض زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والوں سے جہاد کرتے۔

اور کبھی مرزائی جماعت عدم تکفیر کے ثبوت میں یہ آیت پیش کیا کرتی ہے۔ ”وَلَا تَقُولُوا لِمَن آتَىٰ الْيَقْمَ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا“ جو شخص تم سے سلام علیکم کہہ کر اپنی مسلمانی ظاہر کرتا ہے تم اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ اگر مرزائی صاحبان دیانت سے کام لے کر اس آیت کے پہلے الفاظ کو دیکھ لیتے تو ان کو اس سے استدلال کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوتی۔ کیونکہ اس تمام آیت کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ جس کا کفر مشتبہ ہو اور ظاہری علامات سے اس کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہو تو اس کو کافر کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اس سے یہ کہیں ظاہر نہیں ہوتا کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا صاف طور پر انکار کرے۔ وہ بھی کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس آیت کے پورے الفاظ یہ ہیں: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَن آتَىٰ الْيَقْمَ السَّلَامَ“ یعنی اے مسلمانو! جب تم جہاد کرنے کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلو اور کوئی آدمی تمہیں ملے تو پہلے اس کے مسلمان یا کافر ہونے کی پوری تحقیق کرلو۔ اگر وہ اپنا اسلام ظاہر کرتا ہو تو محض ناواقفیت یا شبہ کی وجہ سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ مرزائی صاحبان ”لَا تَقُولُوا لِمَن آتَىٰ الْيَقْمَ السَّلَامَ“ کو تو دیکھتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ”فَتَبَيَّنُوا“ پر نظر نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا آیات کو سامنے رکھنے والا انسان اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جو ہم نے بیان کیا ہے۔

اور علماء کے اس قول کا بھی یہی مطلب ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کسی شخص کے کلام میں ننانوے احتمالات کفر کے اور اسی کلام سے ایک وجہ اس کے ایمان کی ظاہر ہوتی ہو تو اس کو کافر نہ کہو۔ یعنی کسی کو محض شبہ کی وجہ سے کافر نہ کہو۔ جب تک اس کی طرف سے کفر کا صاف طور پر اقرار نہ پایا جائے۔

مرزائی عام طور پر یہ شبہ بھی ظاہر کیا کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہر فریق اپنے مخالف کو کافر کہتا ہے تو اس صورت میں سب کافر ہوئے۔ مسلمان کوئی بھی نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن الزامات کے ماتحت ایک فریق دوسرے فریق پر کفر کے فتوے لگاتا ہے۔ فریق مخالف اس

سے قطعاً اپنی بے زاری کا اعلان کرتا ہوا صاف طور پر کہہ دیتا ہے کہ اگر میری کسی عبارت سے ایسا مطلب سمجھا گیا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ میں ان باتوں کو ضرور کفر تسلیم کرتا ہوں جو تم نے الزامات میں بیان کی ہیں۔ لیکن میں ان کفریہ باتوں سے بیزار ہوں اور میری اس عبارت سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فلاں فلاں مطلب ہے جس سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا قادیانی اور اس کے قبیحین ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ صاف طور پر کہتے ہیں کہ ہم معجزات کو اس رنگ میں ہرگز نہیں مانتے۔ جس طرح دوسرے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ احیاء موتی اور شق القمر وغیرہ خارق العادات معجزوں سے وہ مراد نہیں ہے۔ جو نصوص کے ظاہر سے سمجھ میں آ رہی ہے اور جس پر صحابہؓ اور ان کے بعد کے آنے والے مسلمان آج تک ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ ان معجزوں سے فلاں فلاں روحانی باتیں مراد ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیروں نہیں جیسا کہ عام مفسرین لکھ رہے ہیں۔ باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ معنی جو مرزائی بیان کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی تحقیقات کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر وہ ان باتوں کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح فرشتوں سے نفوس فلکیہ اور کواکب مراد لیتے ہیں اور اس طرح نہیں مانتے جس طرح آج تک مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔ ایسا ہی جن آیتوں سے صحابہ کرامؓ نے حیات مسیح کو ثابت کیا ہے۔ مرزا انہی سے توڑ مروڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نکالتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کفریہ عقائد سے انکار نہ ہوا بلکہ ان کو تسلیم کر لیا گیا اور التزام کفر کفر ہے۔ لہذا کفر کفر نہیں ہے۔ یعنی کفر کے الزامات سے اپنی بیزاراری ظاہر کرنے والا کافر نہیں سمجھا جاتا اور ان الزامات کو تسلیم کرتے ہوئے تاویلات رکیکہ کی آڑ لے کر اپنے کفر کو چھپانے والا قطعاً کافر ہے۔ جب تک اس کے تمام عقیدے صحابہؓ کے عقیدوں کے موافق نہیں ہوں گے اور وہ ان کو اسی رنگ میں تسلیم نہیں کرے گا۔ جس رنگ میں سلف صالحین بیان کرتے چلے آئے ہیں تو وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس موقع پر مسئلے کی تحقیقات کرنے کی وجہ سے کلام میں طوالت پیدا ہو گئی ہے۔ مگر اس طوالت کے بغیر اصل حقیقت ظاہر ہونی بہت مشکل تھی۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام خاکسار کو اس مع خراشی میں معذور سمجھتے ہوئے دعا خیر سے نہ بھولیں گے۔

والسلام واخرد عوانا ان الحمد لله رب العالمین!
خاکسار محمد مسلم عثمانی دیوبندی

مرزا یحییٰ خان لاهیوری

مرزائیوں کے بیس سوالات کے جوابات

جناب بابو پیر بخش لاہوری

قارئین کرام!

انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب مولوی محمد علی مرزائی نے ان سوالات کی تمہیدی میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے معاملہ میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی ایک جماعت نے ان کو نبی و رسول یقین کرنے میں افراط کیا ہے۔ اور وہ قادیانی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں کہتے ان کو کافر سمجھتی ہے۔ اور دوسرا گروہ علمائے اسلام اور عوام اہل اسلام کا ہے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کو مجدد نہ مانا اور انکار کر کے مرزا قادیانی سے دشمنی و عداوت کی رو سے ان کی تکفیر کی ہے۔ اسی بناء پر مولوی صاحب مذکور نے اہل اسلام کے علماء سے بیس سوال کئے ہیں۔ جن کا جواب انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جس میں علمائے اسلام شامل ہیں اور جس انجمن کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی اصغر علی صاحب روجی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کے تمہیدی مضمون کا جواب تو ہم پہلے مرزا قادیانی کے الہامات اور دعاوی سے دیتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ نہ تو قادیانی جماعت کا کچھ قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانا۔ اور نہ علمائے اسلام کا قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کافر کہا۔ کیونکہ اس پر اجماع امت ۱۳ سو برس سے چلا آتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جو شخص مدعی وحی ہو وہ کافر ہے۔ پس مرزا قادیانی چونکہ مدعی وحی و نبوت اور رسالت ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر کہا ہے۔

دیکھو الہام مرزا قادیانی جو کہ ان کی کتاب تذکرہ میں ہے: ”انک لمن المرسلین“ (تذکرہ ص ۴۷۹، طبع سوم) یعنی خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو فرماتا ہے۔ کہ اے مرزا تو رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔ دوسرے الہام میں مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً“ یعنی اے مرزا تم ان لوگوں کو کہہ دو کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری سب کی طرف آیا ہوں۔ یہ الہام مرزا قادیانی کی کتاب (معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۲۷۰) میں ہے۔ تیسرا الہام۔ یعنی مرزا قادیانی کو خدا فرماتا ہے۔ ”قل انما انا بشر مثکم یوحی الی“ یعنی اے مرزا تو کہہ دے ان لوگوں کو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ میں وحی کیا جاتا ہوں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۸۱، ج ۲۲ ص ۸۵)

اب مولوی محمد علی صاحب فرماویں کہ اگر قادیانی جماعت نے مرزا قادیانی کو نبی و رسول تسلیم کیا تو مرزا قادیانی کی پیروی کی۔ اور علمائے اسلام نے مرزا قادیانی سے دشمنی کی اور ان کی تکفیر کی تو حق بجانب ہیں۔ کیونکہ بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نبوت و رسالت کا مدعی باجماع امت کافر ہے۔ پس افراط و تفریط کا باعث مرزا قادیانی خود ہی ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کے مرید ہو کر ان کی نبوت و رسالت سے انکار کریں تو احمدی نہیں ہیں۔ اور مرزا قادیانی کی مریدی اختیار کر کے ان کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ تو مسلمان بھی نہیں رہے کیونکہ مدعی نبوت کو سچا ملہم یقین کرتے ہیں اور مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ دوسری طرف حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جس کے اور میرے درمیان کوئی نمی نہیں۔ اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ مگر آپ مرزا قادیانی کے دعوے اور تحریرات اور تاویلات کے مقابل صحیح حدیثات رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اور من گھڑت اعتراضات کر کے مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول و نبی یقین نہیں کرتے صرف مجدد مانتے ہیں۔ حالانکہ مجدد جس قدر گزرے ہیں۔ کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور سب مجددوں کو اصالتاً نزول عیسیٰ بن مریم کا انتظار رہا۔ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔“

(مکتوب ۷۱ دفتر سوم ص ۳۰۵)

اب مجددوں میں ایک مجدد تو بتاؤ جس نے اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا ہوا اور خود مسیح موعود بن بیٹھا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مرزا قادیانی میں مجدد کے صفات موجود تھے۔ تب تک دعویٰ بے دلیل ہے کسی گوشہ نشین کو جرنیل نہیں کہہ سکتے جب تک اس میں صفات جرنیل نہ ہوں۔ اب ہم مختصر طور پر مجدد کی تعریف جو رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمائی ہے۔ لکھ کر مرزا قادیانی کے ماننے والوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کوئی صفت سے آپ ان کو مجدد کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مجددوں کے برخلاف ہیں۔

..... کسی مجدد کو الہام ہوا ہے کہ: ”انت منی بمنزلہ ولدی“

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹، تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)

..... ”انت منی بمنزلہ اولادی“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”میں کرشن جی کا بروز یعنی اوتار ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

۳..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میری زبان اس کی زبان اور میرے کان اس کے کان میرے ہاتھ اس کے ہاتھ بن گئے اور الوہیت میرے میں موجزن ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات الاسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً میں کہا ہے)

۴..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ کی تندوے کی طرح تاریں ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

۵..... کسی مجدد نے کہا کہ: ”خدا تعالیٰ کے اعضاء ہیں اور انہی اعضاء کے ذریعہ سے وہ تمام کام کرتا ہے۔“ جیسا کہ (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰) میں مرزا قادیانی نے کہا ہے۔

۶..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”دین کے واسطے جہاد حرام ہے۔“

(ضمیمہ تحفہ گلزویہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۷)

۷..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ سب نبیوں سے اجتہادی غلطی ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ (تحفہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳، ملفوظات ج ۱ ص ۴۵۵)

۸..... کسی مجدد نے لکھا ہے کہ: ”حضرت محمد ﷺ نے امت کو سمجھانے کے واسطے خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۱) میں لکھا ہے۔

۹..... کسی مجدد نے حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ: ”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور رستہ بازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسکو نبی قرار دیں۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آہنم کے حاشیہ ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ حاشیہ) پر لکھا ہے۔

۱۰..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ (غلام احمد) اس کو چھوڑ کر مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (اخبارالحکم ۱۷ جون ۱۹۰۰ء) میں لکھا ہے۔

۱۱..... کسی مجدد نے کہا ہے:

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی کربلا کی سیر مجھ کو ہر وقت ہے اور سو۱۰۰ حسین میرے گریبان میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک حسین کیا مجھ کو سو حسین جیسے واقعہ پیش آتے ہیں اور ہر وقت مجھ کو کربلا جیسی مصیبتیں

برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

ناظرین! سچا اور جھوٹا اسی سے پہچانا جاسکتا ہے مگر عقل سلیم درکار ہے۔ مرزا قادیانی قادیان میں امن وامان سے زیر حکومت گورنمنٹ انگریزی عیش و آرام سے زندگی بایں طور بسر کرتے ہیں کہ خس کی ٹخیاں اور برف کے پانی اور ملذذ و مکلف اور مقوی غذائیں استعمال کرتے ہیں مگر راست گویا یہ ہیں کہ کہتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں بلکہ اس سے سو درجہ زیادہ ہوں جس نے ایک ظالم بادشاہ یعنی یزید کے وقت تمام ہال بچوں سمیت تین دن کے پیاسے نے دشت کر بلا میں شہادت پائی تھی۔ آپ نے قادیان میں بیٹھے بیٹھے سو حسین کی شہادت پالی حالانکہ دروٹلو کو کبھی ایک سوئی کا زخم بھی نہ لگا اور نہ کبھی کاٹنا تک چھبا۔ اسی پر مرزا قادیانی کی دوسری باتوں کو ان کی راستی پر قیاس کر لو۔ ایسی عیش و آرام کی زندگی جو کسی امیر الامراء کو بھی نصیب نہ ہو کہ جس راستہ سے مرزا قادیانی گزریں وہ عطر سے معطر ہو جائے۔ اور بید مشک و کیوڑہ کی وہ کثرت استعمال کہ گاہروں کی گاہگریں ہضم کی جاویں اور حکیم نور الدین کی ایجاد کردہ یا قوتیاں اور غبر وغیرہ کا استعمال کرتا ہوا جو شخص شہید کر بلا بن جاوے اگر وہ رسول و نبی بھی اسی راست گوئی کے ذریعہ بن بیٹھے تو ”ہر کہ شک آرد کا فر گرد“ نہ ہو تو اور کیا ہو۔ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے افعال و اقوال والہامات مجددوں کے برخلاف ہیں تو پھر مرزا قادیانی مجدد کس طرح ہوئے؟ ”برعکس نہ ہند نام زنگی کا فور“ نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول ﷺ نے مجدد کی خود صفت بیان کر دی ہے۔ ”من یجد دلہا دینہا“ یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو تازہ کر دیا کرے گا پس اگر مرزا قادیانی نے دین محمدی کو جو صحابہ کرام و سلف صالحین کے وقت تھما تازہ کیا ہے تو بھگ مجدد ہو سکتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی نے بجائے تجدید دین کے بدعات اور باطل مسائل جن کو قرآن اور شریعت محمدی نے باطل قرار دیا۔ ان مسائل کو دین اسلام میں داخل کیا تو پھر وہ کسی طرح مجدد کا لقب نہیں دیئے جاسکتے۔ مرزا قادیانی نے مفصلہ ذیل باطل عقائد و مسائل اسلام میں داخل کئے ہیں۔

۱..... ابن اللہ کا مسئلہ جو قرآن شریف کے صریح برخلاف ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۲..... اتوار و بروز کا مسئلہ جو شریعت محمدی کے رو سے مردود ہے۔

(کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

۳..... حلول کا مسئلہ جو بالکل باطل عقیدہ ہے اور شان خداوندی کے برخلاف کہ غیر محدود

واجب الوجود ہستی ایک محدود ممکن الوجود ہستی میں داخل ہو اور ہاں سکے۔

(کتاب البریہ ص ۷۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲)

۳..... مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) میں لکھا ہے کہ مجھ کو شبلی طور پر خدا کی زیارت ہوئی اور میں نے پیش گوئیوں پر دستخط کرائے۔ اور خدا نے قلم جھاڑا تو سرخی کے چھینٹے میرے کرتے اور عبد اللہ کے ٹوپی پر پڑے۔ کرتہ تیر کا موجود ہے۔

۵..... ”خدا تعالیٰ کے اعضاء اور عضو اور بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور تیندوے کی طرح بے شمار تاروں کا ہونا۔“ (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

غرض مرزا قادیانی مجددان معنوں میں کہ انہوں نے اسی دین کو تازہ کیا جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھا ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر مجدد کے معنے نیا دین بنانے والا اور باطل دینوں کے مسائل کو اسلام میں داخل کرنے والا ہوں تو مرزا قادیانی ضرور مجدد ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے اوتار اور تناخ و بروز کے مسئلہ کو اسلام میں داخل کیا۔ اور عیسائیوں کی الوہیت اور اہیت اور تجسم خدا کے مسائل کو اسلام میں داخل کر کے اسلام کو بگاڑا۔ تو اس صورت میں وہ پولوس محمدی کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح پولوس نے مسیحی دین میں عیسوی دین کے خیر خواہ ہونے کے لباس میں کفر و شرک کے مسائل عیسوی دین میں داخل کئے ایسا ہی مرزا قادیانی نے اسلام کی حمایت کے بہانہ سے اسلام میں کفر و شرک کے مسائل داخل کئے پس مرزا قادیانی کو مجدد کہنا گندم نمائی اور جو فردشی ہے۔ کسی بخیل کو بخی اور کسی درویش کو راست باز نہیں کہہ سکتے۔ ایسا ہی کسی مفسد دین کو مصلح دین و مجدد دین نہیں کہہ سکتے۔ یا مولوی صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی نے کوئی سنت نبوی کو جو مردہ تھی تازہ کیا اور کوئے مسائل اسلام کی تجدید کی۔ اگر کوئی تجدید نہیں کی (اور یقیناً نہیں کی) تو پھر وہ مجدد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلا دلیل کوئی دعویٰ قابل قبولیت نہیں جو کچھ مرزا قادیانی نے کیا اپنی دکان پیری مریدی چلانے کی خاطر کیا۔ کوئی خدمت اسلام نہیں کی۔ وفات مسیح اس غرض سے ثابت کرتے رہے کہ میں مسیح موعود مانا جاؤں اس کو خدمت اسلام کہنا غلط ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت میں ہی جوش ہے۔ ہر ایک کاذب مدعی جو امت محمدی میں گزرا ہے۔ سب نے حمایت اسلام کا بہانہ بنا کر مرید بنائے اور ان میں اس قدر جوش تھا کہ مرزائیوں میں اس کا پاسنگ بھی نہیں۔ محمد علی باب کے مریدوں میں اس قدر جوش تھا کہ بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اور سید محمد جو پوری مہدی کے مرید اس قدر جوشیلے تھے کہ جس نے انکار کیا اس کو قتل کر دیتے۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی میں جوش تھا۔ اب مولوی صاحب کے ہر ایک سوال کا

جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اول..... ”کیا یہ حدیث مجدد والی موضوع ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ صاحب جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر مجددیت کا دعویٰ کیا وہ سب مفتری تھے۔ اور مرزا غلام احمد کے سوا مجدد ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اس لئے مرزا قادیانی سچے مجدد ہیں۔“

الجواب..... مرزا قادیانی میں مجدد کی کوئی صفت نہیں۔ حدیث میں مجدد کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی ہے کہ تاکہ امت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور وہ صفت یہ ہے کہ ”دین کو تازہ کرے گا“ برخلاف اس کے مرزا قادیانی نے دین کو خراب کیا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور جب مرزا قادیانی میں مجدد کی صفت نہیں تو وہ مجدد نہ ہوئے۔ مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا آپ نے خود ہی نام لکھا ہے تو کیا ان مجددوں نے کبھی دعویٰ رسالت و نبوت کا کیا ہے؟ کیا ان کو بھی قرآن کی آیات میں مخاطب کر کے کہا گیا کہ ”انک لمن المرسلین“ اگر نہیں (اور یقیناً نہیں) تو ثابت ہوا کہ وہ مجدد نہ تھے کہ ان کو قرآن کی آیات دوبارہ نازل نہ ہوئیں یہ مرزا قادیانی ایسے مجدد نہیں۔

سوال ۲..... یہ کہ: ”مرزا قادیانی کے سوا اگر کسی ایک نے بھی روئے زمین پر دعویٰ مجدد ہونے کا کیا ہے تو اس کا نام بتاؤ؟“

الجواب..... مرزا قادیانی نے مجدد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس مجددیت سے بھی ان کی مراد نبوت و رسالت ہی ہے۔ کیونکہ وہ (ضرورۃ الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱ ص ۴۹۵) پر لکھتے ہیں کہ امام زمان و مجدد نبی و رسول کے ایک ہی معنی ہیں۔ اصل عبارت مرزا قادیانی ”یاد رہے کہ امام زمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں“ اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں امام زمان ہوں۔ اس قسم کا دعویٰ تو بیشک مرزا قادیانی نے ہی کیا ہے یا مسیلمہ کذاب و اسود عسی وغیرہم مدعیان نبوت نے کیا تھا۔ ہاں جائز مجدد مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے مطابق ضرور کوئی نہ کوئی ہوگا۔ اگر آپ کو اس کا علم نہ ہو تو یہ عدم مجدد کی دلیل نہیں۔ کیونکہ عدم علم شے عدم وجود شے کی دلیل نہیں۔ سنو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ سوڈان میں محمد احمد سوڈانی نے مرزا قادیانی سے پہلے بموجب حدیث کے صدی کے سر پر ماہ مئی ۱۸۸۱ء میں دعویٰ مجدد ہونے کا کیا۔ (مذہب اسلام ص ۷۹۶)

اخبار پاپونیر میں لکھا ہے کہ محمد احمد نے مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۱ء میں کیا۔

اگر کہا جائے کہ ہندوستان میں بتاؤ۔ تو وہ بھی سن لیجئے۔ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ والی بھوپال کو مجدد مانا گیا کیونکہ احیائے دین میں وہ کوشش کی، کہ کئی سو کتاب احیائے

سنت نبوی میں تالیف کیں۔ اور طبع کرا کر مفت تقسیم کیں۔ دوسرے صاحب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مجدد زمانہ تھے ان کی ہر ایک کتاب کے سرورق پر لکھا جاتا تھا۔ ”مجدد زمانہ“ اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں دوسو سے اوپر کتابیں مخالفین کی رد میں لکھیں۔ تیسرے صاحب مولانا مولوی محمد علی صاحب مونگیری ہیں جنہوں نے آریوں اور عیسائیوں کی رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور مفت تقسیم کیں۔

مجالس الا برار میں لکھا ہے کہ علمائے زمان جس کو ناقد احادیث نبوی سمجھیں اور جو علم و فضل برآمد علمائے زمانہ ہوا اس کو علماء خود مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو علمائے زمانہ نے قرآن اور احادیث سے ناواقف مانا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کسی اسلامی درس گاہ کے سند یافتہ نہ تھے۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مجدد نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے ہم عصر چار مجدد تو صرف ہندوستان میں ہوئے۔ علی ہذا القیاس دوسری ولایتوں میں بھی اس صدی کے کئی مجدد ہوں گے۔ اگر مولوی محمد علی (مرزائی) کو معلوم نہیں تو ان کا عدم علم مجدد و وجود مجدد کے عدم پر دلیل نہیں ہو سکتا۔

جس پریشان طریق سے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد ہوں۔ امام زماں ہوں۔ نبی ہوں۔ رسول ہوں۔ رجل قاری ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ مریم ہوں۔ آدم ہوں۔ کرشن ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طریق سے تو کسی نے دعویٰ نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مجدد نہ تھے۔

مرزا قادیانی کے ہم عصر محمد احمد سوڈانی، ملا سالی لینڈ، ابام یحییٰ، شیخ اور یسی اور یحییٰ عین اللہ مدعیان مہدویت تھے۔ مولوی صاحب نے لکھ تو دیا کہ روئے زمین پر کسی نے دعویٰ مہدویت و مجددیت نہیں کیا۔ مگر انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مرزا قادیانی کے سامنے ہی کتنے ایک مدعیان موجود تھے جن کے مزید جو شیعے اور ان کے بعد ان کے مذاہب کو ترقی دے رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اسلامی دنیا میں روم و روس شام و ترکستان اور عربستان وغیرہ وغیرہ میں کوئی مجدد نہیں لہذا مرزا قادیانی کو ضرور ہی مجدد و مان لو اور لطف یہ ہے کہ ہندوستان تک ہی آپ کی معلومات محدود ہے کیا مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ صاحب جس زمانہ میں ہوئے وہ کل دنیا کے لئے کافی تھے؟

ہرگز نہیں پس یہ غلط ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مدعی نہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی کو ہی مجدد مان لو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ انہیں بھولنا نہ چاہئے کہ: ”محال است

کہ ہنرمنداں بھیر ندو بے ہنراں جائے ایساں گیرند“
یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی لائق نہ ہو تو خواہ مخواہ کسی نالائق کو ہی مجدد مان لو حالانکہ وہ
بجائے اصلاح دین کے دین کی خرابی کرتا ہو۔

سوال ۳..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً تشریف لائیں گے تو وحی نبوت لائیں
گے یا نہ لائیں گے اگر لائیں گے تو ختم نبوت ٹوٹے گی۔ اور اگر وحی نبوت نہ لائیں گے تو نبوت
وحی سے معزول ہوں گے۔

الجواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم
قرآنی ”اکملت لکم دینکم (مائدہ: ۳)“ دین کامل ہے اور وحی نبوت کی حاجت نہیں۔
بلا ضرورت کام کرنا شان خداوندی کے خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معزولی آپ نے
خوب سمجھی کہ اگر کسی نبی پر وحی رسالت نہ آوے تو وہ نبوت سے معزول سمجھا جاتا ہے۔ نفوذ باللہ۔
آپ کی اس ایجاد بندہ سے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی کبھی عہدہ نبوت پر بحال اور کبھی اس
سے بھی معزول ہوتے ہوں گے۔ کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتنی کتنی مدت تک وحی کا آنا
موقوف رہتا تھا۔ اس وقت مولوی محمد علی جیسے فاضل، رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے عہدہ سے معزول
سمجھتے ہوں گے۔ افسوس! مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی تقلید میں اعتراض تو کر دیا مگر نہ سمجھے
کہ یہ اعتراض کسی سند شرعی سے نہیں کیا گیا۔ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی کرے تو اس کی اپنی
نبوت بحال رہتی ہے۔ شریعت موسوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت حضرت ہارون علیہ
السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت نبی گزرے اور کسی پر وحی رسالت و نبوت نازل
نہ ہوئی ہو۔ کیا وہ نبوت سے معزول ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر کس قدر چمکی بات ہے کہ اگر وحی
رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہ آئی اور وہ شریعت محمدی ﷺ پر عمل کریں گے تو ان کی نبوت
جاتی رہے گی۔

سوال ۴..... کیا نبوت کا کوئی کام باقی ہے جس کے کرنے کے لئے حضرت مسیح کو زندہ
رکھا گیا اور محمد ﷺ سے وہ کام نہ ہو سکا اور ان سے تکمیل نہ ہو سکی جس کی عیسیٰ علیہ السلام تکمیل کریں
گے؟

الجواب..... رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے مہر نبوت
ٹوٹی ہے یا نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی جاتی ہے یا نہیں۔ اور میرا کامل دین اسلام عیسیٰ علیہ
السلام کے آنے سے ناقص ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت خلاصہ موجودات ﷺ کی فراست کے مقابلہ

میں ہماری عقلوں کا کیا منصب ہے کہ ہم اعتراض کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے دین اسلام ناقص ہوگا۔ چونکہ یہ اعتراض ایک عقلی دھوکوسلا ہے اس واسطے ہم اس کا جواب عقلی دلائل سے دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی احکام دین اسلام کی تنفیخ یا شریعت محمدی کی کمی پوری کرنی نہیں۔ دیکھو قرآن مجید فرما رہا ہے کہ: ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)“ یعنی مسیح کی موت سے پہلے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب توڑیں گے۔ الخ۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود اور نصاریٰ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ اور نہ کہ دین اسلام اور امت محمدی کی اصلاح کے واسطے۔

سوال ۵..... حضرت عیسیٰ کا کام کوئی مجدد کیوں نہیں کر سکتا؟

الجواب..... چونکہ مجدد صاحب حکومت و جلال نہیں ہوتا اور اسلامی امت کا وہ صرف ایک فرد ہوتا ہے اس لئے اس کا کہنا صرف مسلمانوں پر ہی اثر کرتا ہے اور ارادہ خداوندی میں کسر صلیب و اصلاح یہود ہے۔ اس لئے (اسی پیغمبر کو جسے ایک گروہ خدا بنا کر گمراہ ہوا۔ اور دوسرا گروہ جس نے ”انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم (نساء: ۱۵۷)“ کا اعتقاد رکھا اور اس کی نبوت سے انکار کیا جب وہ زندہ خود ہی آسمان سے اتر کر انکو سمجھا دے گا تو وہ آسانی سے سمجھ جاویں گے اور ایسا کھلا معجزہ اور کرشمہ قدرت دیکھ کر سب اہل کتاب یہود و نصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)“ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ امت محمدی کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ حدیثوں میں بصراحت موجود ہے کہ حضرت مہدی فتنہ سفیان کو دور کرنے کی غرض سے آئیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے اور صلیب کے توڑنے کے لئے آئیں گے۔ آپ کے پاس کوئی سند شرعی ہے تو اس کا حوالہ دو ورنہ اپنے قیاس سے اعتراض کرنا دینداری کے برخلاف ہے۔ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبی تبلیغ دین کرتے تھے۔ اسی طرح میرے علماء امت تبلیغ دین کیا کریں گے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ نہیں کہ علمائے امت بنی اسرائیل کے نبیوں کے ہم مرتبہ ہوں گے یا کسی قسم کی نبوت کے مدعی ہوں گے۔

سوال ۶..... آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے بڑے بڑے عظیم الشان آدمی پیدا

کئے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سا کام کرنے والے پیدا نہیں کر سکتی؟

الجواب..... حضرت خاتم النبیین کی قوت قدسی کے ذریعہ سے تو بیشک بڑے بڑے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ جو اشاعت اسلام کا کام کریں گے۔ مگر چونکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا اختلاف تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ مسیح دوبارہ اخیر زمانہ میں اس دنیا میں آئینگے۔ اور زندہ آسمان پر ہیں اور یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ فیصلہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور صنعت تبلیغ کے طور پر ”بل رفع اللہ الیہ (نساء: ۱۵۸)“ فرما کر ساتھ ہی ”فاسئلوا اهل الذکر (انبیاء: ۷)“ فرمادیا یعنی مفصل کیفیت رفع و نزول کی اہل کتاب سے پوچھو۔

پس چونکہ حدیثوں میں اناجیل کے موافق بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اخیر زمانہ میں اصالتاً نزول فرمادیں گے۔ اور اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ اور جیسا کہ انجیل میں جلال کے ساتھ آنا لکھا ہے ایسا ہی حضور علیہ السلام ﷺ نے بھی فرمایا کہ مسیح علیہ السلام حاکم عادل ہو کر آئیں گے۔ اور یہود و نصاریٰ کا فیصلہ کریں گے۔ یہ بالکل غلط تاویل ہے کہ نزول مسیح کا مسئلہ پیش گوئی ہے اور پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ نزول مسیح کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے نہ کہ پیش گوئی کی ہے۔ پیش گوئی وہ ہوتی ہے جو کسی وجود کے ظہور سے پہلے کی جائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آ کر آسمان پر جا چکے تھے اور یہ تمام حالات آسمانی کتاب انجیل میں جو حضور علیہ السلام کے وقت موجود تھی مذکور تھے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ فیصلہ دیا کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ اخیر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے۔

اس فیصلہ نبوی ﷺ کے سامنے تمام امت کا سرخم چلا آیا ہے اور ۱۳ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اصالتاً ہوگا۔ محالات عقلی کہہ کر اگر آج نزول مسیح علیہ السلام سے انکار کیا جاتا ہے۔ تو کیوں قیامت اور حشر و نشر و عذاب قبر و سورج کے مغرب سے نکلنے وغیرہ علامات قیامت سے محالات عقلی سمجھ کر انکار نہ کیا جائے۔ جن کا ذکر مگر صادق ﷺ نے حدیثوں میں فرمایا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی علامات قیامت سے ہے اور جو محال عقلی نزول عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہی محال عقلی قیامت اور اس کی دیگر علامات میں بھی ہے۔ اور اگر اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار ہے اور نزول بروزی مراد لیا جاتا ہے تو

قیامت سے بھی آپ کی مراد بروزی قیامت ہوگی جس کا دوسرا نام تناسخ ہے اور یہ صریح کفر ہے کہ قیامت قیامت سے انکار کیا جاوے۔ اگر اصالتاً نزول باطل تھا تو قرآن شریف دوسرے عقائد ابن اللہ کی طرح اس کو بھی باطل قرار دے دیتا۔ اس قدر حدیثوں میں ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

سوال ۷..... کیا اس بات میں امت محمدیہ کی جو خیر الامت ہے ہنگ نہیں ہے کہ اصلاح امت محمدیہ کے لئے ایک نبی آوے۔ امت میں کوئی لائق نہیں کہ اصلاح کرے۔ اور خدا کو نبی بھیجنا پڑا؟

الجواب..... حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا امام عرض کرے گا کہ جماعت کرو ایسے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں اور آپ مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ امت محمدی کا فخر ہے اور عزت ہے کہ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر شامل ہوتا ہے اور دعا سے شامل ہوتا ہے۔ دیکھو انجیل برنباس۔ ”اے اب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔“ (فصل ۲۱۲ ص ۱۹۴)

اب بتاؤ کہ یہ امت محمدیہ کی ہنگ ہے یا علو درجہ کا ثبوت ہے۔ کہ ایک نبی دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو امت محمدی میں ہونا نصیب فرما۔ دوم! کس قدر عالی مرتبہ اس امت کا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس کا ایک فرد ہو کر آتا ہے۔ مگر تعصب بھری آنکھ کو یہ عزت ہنگ نظر آتی ہے۔ سچ ہے۔

کے بدیدہ انکار گر نظر بکند

نشان صورت یوسف دہد بنا خوبی

بلندی شان محمدی ﷺ آپ کو ہنگ نظر آتی ہے۔ یہ نظر کا قصور ہے۔ آہ۔ کس قدر کج فہمی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے تو ہنگ ہے۔ مگر عیسیٰ کے بروز کے آنے سے ہنگ نہیں۔ حضرت اس کی کیا ضرورت ہے کہ محمدی صفت نہ آوے اور عیسیٰ صفت آوے۔ عیسیٰ صفت تو عیسائیوں کے لئے آنا چاہئے۔ پس مرزا قادیانی عیسیٰ صفت کیوں ہوں؟ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی امتی ہوں تو امت کی فضیلت ہے۔

سوال ۸..... کیا ختم نبوت کے مقابل جو محکمات قرآنی وحدیثی پر مبنی ہے ضروری نہیں کہ ایک پیش گوئی کی تاویل کی جائے؟

الجواب..... یہ پیش گوئی نہیں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ اور فیصلہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نبی ناصری کی بابت ہے۔ اگر اس فیصلہ سے انکار کر کے مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانا جاوے

تو محمد رسول اللہ ﷺ کی سخت ہتک ہے کہ حضور کے دربار میں تنازعہ تو ہو مسیح ناصری کا اور آپ فیصلہ ایک مغل کے حق میں صادر کریں کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نہیں آئے گا۔ بلکہ میری امت میں سے ایک مغل غلام احمد مسیح کی صفات پر آئے گا۔ یہ ایک ایسا خلاف عقل فیصلہ ہے کہ جس سے (نعوذ باللہ) حج کی نالائق ثابت ہوتی ہے۔ دوم! پیش گوئی تب ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود پہلے نہ ہوتا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس پہلے ہو گزرا اور اس کی کتاب و امت موجود ہے اور وہ خود فرما گئے کہ میں دوبارہ آؤں گا۔ دیکھو آیت ۲۸۔ انجیل یوحنا۔ ”تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔“ اس انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پھر دوبارہ آئیں گے۔ لہذا یہ پیش گوئی نہیں پھر اس کو پیش گوئی کہنا دھوکہ دہی ہے۔ یا نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام جس کا قرآن نے بارہا ذکر کیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوا ہے۔ اس کے معنی نہ تو رسول اللہ ﷺ سمجھے اور نہ خود خدا ہی سمجھا۔ اور اب وہ معلوم ہوئے کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام سے مراد قرآن کی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ سوم! انجیل میں کس نبی کا نزول مذکور ہے۔ نبی ناصری کا یا نبی قادیانی کا۔ اگر انجیل اور قرآن میں عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اور نبی اللہ اور روح اللہ کے معنی وہی نبی ناصری ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ نزول کے وقت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام ذنبی اللہ و انبی عیسیٰ کے معنی بدل کر غلام احمد اس کے معنی کئے جائیں۔ چہارم! ختم نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتہ نزول سے بالکل سلامت رہتی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے نبوت مل چکی ہے۔ البتہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نبی اللہ ماننے سے ختم نبوت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت سے بعد کے نبی ماننے پڑتے ہیں۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہا السلام تو ختم نبوت سے پہلے کے ہیں ان کے آنے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹی۔

سوال ۹..... اس امت کے تمام بزرگوں کے مزی اور معلم تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آنحضرت ﷺ معلم و مزی نہ رہیں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معلم و مزی ہوں گے۔

الجواب..... جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے تو پھر یہ اعتراض غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے اور کراہتیں تو پھر سب کے مزی و معلم محمد ﷺ رہیں گے جن کی تعلیم پھیلے گی۔

آپ (مریدان مرزا) صاحبان جو مرزا قادیانی کی تعلیم پھیلاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی فوت ہو چکے ہیں کیا آپ کے تعلیم پھیلانے سے مرزا قادیانی احمدیت کے بانی اور احمدیوں کے معلم نہیں رہے؟ اس کا جواب اثبات میں ہی دیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول جب شریعت محمدی کے تابع ہوں گے۔ تو پھر سب کے مزی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ بلکہ ایک پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معلم بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے جن کے دین کی اشاعت بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔

سوال ۱۰..... پادری کا سوال ہے کہ دجال کا فتنہ فرو کرنے کے لئے اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرماویں گے اور دجال کے فتنہ کو دور کریں گے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل متصور ہوں گے اور اس طرح محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے مثیل مسیح مراد لیں جیسا کہ انجیل میں فیصلہ ہے کہ الیاس کی دوبارہ آمد سے یوحنا یعنی یحییٰ اسکا مثیل مراد ہے تو یہ اعتراض اٹھ جاتا ہے؟

الجواب..... پادری کا جواب تو کئی دفعہ ہو چکا ہے صرف آپ کی تسلی کے واسطے بار بار کہنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ آخری نبی تو محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدی کے تابع ہوں گے تو اس میں شان محمد ﷺ دوبالا ہوگی کیونکہ عیسائیوں کا خدا محمد ﷺ کی تابعداری کرتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ پر بعد نزول کوئی فضیلت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو فرق تابع اور متبوع میں ہوتا ہے وہی فرق شان احمدی اور شان عیسوی میں ہوگا۔

آپ کا یہ اعتراض کہ جو فتنہ دجال کو دور کرے گا وہ محمد ﷺ سے افضل سمجھا جائے گا۔ غلط ہے۔ ورنہ آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ آپ کے زعم میں مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور ان کے وقت میں فتنہ دجال دور ہوا۔ آپ کا اعتراض تو بحال رہا۔ بلکہ زیادہ ہتک ہے کہ جو کام محمد ﷺ سے نہ ہو سکا وہ غلام احمد قادیانی نے کیا پس وہی افضل نبی ہوا۔ نبی کا کام اگر نبی کر دے تو کوئی ہتک نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام آپس میں بھائی ہیں۔ اگر ان کا کام غلام اور امتی ہی کرے تو بہت ہی ہتک ہے۔

جواب دیتے وقت یہ امر ذہن میں حاضر کر لیں کہ ایلیا کے یوحنا (یحییٰ) میں ہونے کی تردید حکیم نور الدین خود کر چکے ہیں۔ وہو هذا۔ ”یوحنا اصطفاغی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ اواگون کے ہم معنی یا اس کا نتیجہ ہے۔“ (فصل الخطاب ص ۱۳۴ معنفہ حکیم نور الدین)

اب بتاؤ آپ کا کہنا تسلیم کریں یا مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور دین کا جو کہ ایلیا کے یوحنا میں آنے کو ادا گون یعنی تنازع کہتے ہیں۔ اخیر فیصلہ قرآن شریف کو دیکھ لو جو سورہ مریم میں ہے۔ ”یا ذکریٰ انا نبشرك بغلامٍ نِ اسمہ یحٰی۔ لم نجعل له من قبل سمیٰ“ یعنی ”اے ذکر کیا ہم تم کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور جسے یوحنا کہتے ہیں اور پہلے اس نام کا ہم نے کبھی کوئی آدمی نہیں پیدا کیا۔“ اور انجیل کے اس بیان کی تصدیق کہ یحییٰ نے کہا میں ایلیا نہیں ہوں۔ قرآن شریف بھی تصدیق کرتا ہے کہ یحییٰ کبھی پہلے نہیں پیدا کیا گیا۔ اور ایلیا پہلے پیدا ہو چکا تھا۔

آپ تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ یوحنا یعنی یحییٰ مثیل و بروز ایلیا نہ تھا۔ اور انجیل کے جس بیان کی قرآن تصدیق کرے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسی کو قبول کریں۔ پس اگر آپ قرآن کے پیرو ہیں تو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ایلیا یوحنا میں آیا۔

مثیل مسیح تو مرزا قادیانی سے پہلے کئی گزر چکے ہیں کیا سب میں نزول عیسیٰ بروزی رنگ میں ہو چکا یا نہیں۔ اگر بروز کا مسئلہ درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے مدعیان مسیحیت جھوٹے سمجھے جائیں اور مرزا قادیانی سچے مسیح موعود سمجھے جائیں کوئی معیار امتیاز قائم کریں۔
تورات سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۵ اظہار کرتی ہے کہ ایلیا المسیح میں آچکا۔ اصل عبارت یہ ہے۔

”اور جب ان انبیاء زادوں نے جو یریمو سے دیکھنے لگے تھے اسے دیکھا تو بولے ایلیا کی روح المسیح پر اتری اور وہ اس کے استقبال کو آئے اور اس کے سامنے زمین پر جھکے۔“

پس حضرت مسیح کا یہ ہرگز فیصلہ نہیں ہے۔ یہ صرف عیسائیوں کی تحریف ہے کہ یہودیوں کا اعتراض رفع کرنے کے لئے انہوں نے یہ فقرہ الحاق کر دیا۔ ورنہ ممکن نہیں کہ مسیح و یحییٰ جو کہ دونوں نبی ہیں ایک کا کہنا بھی جھوٹ ہو۔ کسی مسلمان کا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ یوحنا نے غلط کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ یا مسیح نے غلط کہا کہ یوحنا ایلیا ہیں۔ ہر حال میں یہی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فقرہ ”ایلیا یوحنا ہے“ الحاق کیا گیا ہے۔ اگر یوحنا ایلیا ہوتا تو قرآن یہ نہ فرماتا کہ ”ہم نے ایسے نام کا آدمی پہلے دنیا میں نہیں بھیجا۔“ مرزا قادیانی اپنے مثیل مسیح ہونے کی خاطر انجیل اور قرآن کے متفقہ بیان سے انکار کر کے محرف انجیل کا سہارا لیتے ہیں۔ اور آپ غلطی پر ہیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور مجدد کبھی اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ مگر کسی مجدد نے کہا ہے کہ میں مسیح نبی اللہ ہوں تو بتائیں؟

سوال ۱۱..... حدیثوں میں مسیح کے دو حلیے بیان ہوئے ہیں۔ دو حدیثوں میں گورارنگ والہ اور ٹھنکریا لے بال۔ اور دوسری دو حدیثوں میں گندی رنگ اور سیدھے بال حلیہ بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ ہیں۔

الجواب..... حدیثوں کا بیان راویوں کے بیانیوں پر منحصر ہے۔ ان کی تطبیق کچھ مشکل نہیں۔ علماء اسلام نے یہ تطبیق دی ہے کہ گندی رنگ اور گورارنگ ایک ہی ہے۔ جب انسان خوش ہو تو رنگ سرخ دکھائی دیتا ہے ورنہ دونوں رنگ ایک ہی ہیں ایسا ہی لمبے بال کا نون تک ہوں تو مڑ جاتے ہیں۔ یہ راویوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف سے یہ استدلال غلط ہے کہ جن کے حلیہ میں اختلاف ہو وہ دو تین الگ الگ شخص سمجھے جائیں۔ اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ معراج والی حدیث میں ان کا حلیہ ایک مرد گندم کون دراز قد جعد یعنی ٹھنکروا لے بالوں والا مذکور ہے۔ اور ذکر الانبیاء میں جو حدیث ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مرد ہیں مضطرب رجل الشعر یعنی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہیں اور نہ بہت ٹھنکروا لے ہوں۔

دوسری حدیث جو ابن عباسؓ سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ دیکھا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں ایک مرد گندم کون دراز قد جعد یعنی ایک روایت میں رجل الشعر آیا ہے اور دوسری میں جعد۔ کیا اس اختلاف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام دو ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اختلاف حلیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دو نہیں ہیں اور اسی شک کے دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت عروہ بن مسعودؓ سے فرمادی ہے۔ تاکہ شک نہ رہے کیونکہ گندم کون رنگ کبھی احمر دکھائی دیتا ہے جبکہ انسان عین صحت اور خوشی کی حالت میں ہو۔ اور جب طبیعت غم اور فکر میں ہو تو سرخی سفیدی مائل ہو جاتی ہے اور ایسا ہی بال بھی کبھی لمبے ہوتے ہیں اور کبھی ٹھنکروا لے اس لئے شک مٹانے کے واسطے حضرت خضر صادق علیہ السلام نے مشابہت فرمادی کہ عروہ بن مسعودؓ سے مسیح علیہ السلام کی مشابہت تھی۔ جس بخاری کا حوالہ دیتے ہو اسی بخاری نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہا السلام جو بتایا ہے وہ عیسیٰ بن مریم کون تھا۔ اب جو آپ مدعی ہیں کہ آنے والے مسیح غیر عیسیٰ بن مریم ہے تو آپ بتائیں کہ اس کی مشابہت کس سے ہے۔ اور شب معراج میں جس عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت سے کہا تھا کہ میں دجال کو قتل کرنے آؤں گا۔ وہ اسرائیلی نبی تھا۔ پس نزول بھی اسرائیلی نبی کا ہوگا۔ مرزا قادیانی تو کبھی کبھی نہ گئے تھے۔ ان کا طواف کرنا غلط ہے۔

سوال ۱۲..... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ مسیح کے بارے میں پہلے بھی اختلاف رہا ہے۔ اور امام مالکؒ جیسا

عظیم الشان امام آپ کی وفات کا قائل ہے اور مسلمانوں کو حکم نہیں ہے کہ جب تنازعہ ہو تو اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرو؟

الجواب..... بیک یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات علی الصلیب کے بارے میں مسیحی حضرات کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے اور تین دن تک مرے رہے اور پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے، جیسا کہ اناجیل مروجہ میں ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یہود کے ہاتھ آئے اور نہ صلیب دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور انہیں کا نزول اصالتاً قرب قیامت میں ہوگا۔ جیسا کہ انجیل برنباں میں ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایک شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر پھر زندہ ہو کر نہیں اٹھائے گئے اور کشمیر میں مدفون ہیں۔ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے کہ فوت ہو کر پھر زندہ کئے گئے اور آسمان پر اٹھائے گئے۔ یہ امام مالکؒ پر افتراء ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے اور اصالتاً نزول کے منکر تھے۔ کوئی ثبوت ہے تو پیش کر دو کہ امام مالکؒ مثل مسیح کے نزول کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی مثل مسیح نزول کرے گا اگر کوئی ثبوت ہے تو آپ بتاویں۔

ہم کہتے ہیں کہ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ تمام مالکی مذہب کے امام اور مجتہد اصالتاً نزول کے قائل ہیں اور اصالتاً نزول بغیر حیات مسیح کے نہیں ہو سکتا۔ پس امام مالکؒ مسیح کی تین دن کی موت کے قائل تھے۔ پس اجماع امت اسی پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا نزول زندہ ہیں اور خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے۔ حدیث میں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جس قدر بال تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اسی قدر تم کو عمر دراز دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی موت آجائے۔ (مشکوٰۃ ذکر الانبیاء)

آپ (مرزائی صاحبان) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر سے کیوں کھجراتے ہیں۔ وہ قادر مطلق ”علیٰ کل شئی قدید“ اس پر قادر ہے کہ جس کو جس قدر عمر دینا چاہے دے سکتا ہے۔ عوج بن عقیق کی عمر تین ہزار سال کے قریب تھی۔ (مطلع العلوم ص ۸۰۸ مطبوعہ زکھور) وفات عیسیٰ علیہ السلام میں اختلاف صرف اس بات کا ہے کہ تین دن مرار ہایا سات ساعت مرار ہایا تین ساعت مرار ہا۔ مگر پھر زندہ ہو کر آسمان پر صعود کر گیا۔ صعود کرنے اور تا نزول

زندہ رہنے میں کسی کا اختلاف نہیں ایک شخص تو بتاؤ کہ جس کا مذہب یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا نزول نہ ہوگا اور ایک شخص امت محمدی میں سے عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

مگر واضح رہے کہ کاذب مدعیان مسیحیت کی سند آپ پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مسیحیت منوانے کی خاطر جھوٹ لکھا ہوگا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مسیح کی وفات فقط اس لئے ثابت کرتے ہیں کہ خود اس کے گدی نشین بن کر مسیح کہلائیں۔ ہاں سلف صالحین میں سے صحابہ کرام تابعین تبع تابعین میں سے کوئی ایک شخص تو بتاؤ جس نے کہا ہو کہ مسیح فوت ہو گئے۔ ان کا اصالتاً نزول نہ ہوگا۔ اور کوئی محمد ﷺ کا امتی مسیح موعود بن کر نبوت اور رسالت کا مدعی ہوگا۔ اور وہی سچا ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ ہونے کی شرط ضروری ہے۔

ہم تو قرآن اور احادیث پیش کرتے ہیں اور آپ کا کلام خدا اور کلام رسول کے مقابل محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے اعتراضات پیش کر کے قرآن اور احادیث پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ بسم اللہ! آؤ قرآن اور احادیث سے فیصلہ کر لو۔ اگر اصالتاً نزول اور حیات مسیح حدیثوں اور قرآن سے ہم ثابت نہ کریں تو ہم جھوٹے ورنہ خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ سو چونکہ قیامت کے دن خدا آپ کو پوچھے گا کہ تم نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے عوض غلام احمد بن غلام مرتضیٰ کو کیوں مسیح موعود تسلیم کیا تو آپ سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا اب وقت ہے کہ سچا راہ قبول کر لو۔

سوال ۱۳..... کیا قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کی جاسکتی ہے جس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو کہ حضرت عیسیٰ زندہ جسم آسمان پر اٹھائے گئے؟

الجواب..... قرآن مجید کی آیت ”بل رفعہ اللہ“ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اڈل! دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ جسم اور روح دونوں کی مرکبی حالت کا نام ہے۔ صرف روح کو عیسیٰ نہیں کہتے۔ اور اس آیت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہے کہ یہودی کہتے ہیں ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو بارڈالا ہے۔ غلط ہے۔ نہ یہود نے اس کو قتل کیا اور نہ یہود نے اس کو صلیب دیا بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور بطور تاکید کے فرمایا۔ ”وما قتلوه یقیناً“ یعنی یقینی امر یہ ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا یعنی فوت نہیں ہوا۔ اس کو اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حیات مسیح خود ثابت کر دی کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نازل ہوگا زمین پر ثم یموت پھر مرے گا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرنا نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا ”فیدفن معی فی قبری“ یعنی بعد نزول فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن

ہوگا۔ مولوی صاحب یہ تو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کامل و قطعی ثبوت ہے۔ اگر آپ نہ مانیں تو قرآن اور حدیث کا فیصلہ آپ کو منظور نہیں۔ میری عقلی اور فلسفی دلیل یہ ہے کہ روح ایک جو ہر لطیف ہے۔ اس کے اوپر کسی کی حکومت اور قبضہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں ہو سکتا۔ صرف روح کو یہود نہ تو پکڑ سکتے ہیں اور نہ صلیب دے سکتے ہیں۔ صلیب پر لٹکنے والی چیز جسم عیسیٰ علیہ السلام تھا جو کہ صلیب سے بچایا گیا اور اٹھایا گیا۔ یعنی جس چیز نے صلیب دیا جانا اور قتل ہونا تھا وہ جسم تھا نہ کہ روح اور اللہ تعالیٰ صلیب اور قتل کی تردید فرما کر کہتا ہے کہ عیسیٰ نہ قتل ہوا نہ صلیب دیا گیا۔ وہ اللہ کی طرف اٹھایا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ جسم و روح دونوں حسب وعدہ ”انس فی رافعک“ اٹھائے گئے۔ جب جسم و روح دونوں کا اٹھایا جانا ثابت ہوا تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مسیح زندہ بحسد عصری اٹھایا گیا۔ کیونکہ قتل و صلب کا فعل جسم پر وارد ہو سکتا ہے اور جسم ہی قتل و صلب سے بچا کر اٹھایا گیا۔

تیسری دلیل! قرآن کریم میں حکم ہے کہ اگر تم کسی امر کو پورا پورا نہیں جانتے تو اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اب چونکہ قرآن شریف نے ”رفع اللہ الیہ“ فرمایا اور زیادہ تفصیل رفع کی نہیں فرمائی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم انجیل سے رفع کی کیفیت دیکھیں۔ کہ صرف روح کا رفع ہوا یا جسم و روح دونوں کا رفع ہوا۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰ تا ۵۲ تک۔ ”تب وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام انہیں وہاں سے باہر بیت عناتا تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کے انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا۔ ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھالیا گیا۔“

یہاں پر انجیل نے قرآن کی آیت ”بل رفعہ اللہ الیہ“ کی تفسیر کر دی ہے۔ یا یوں کہو کہ قرآن شریف نے انجیل کی ان آیات کی تصدیق فرمادی۔ یعنی اول انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد جسد عصری اٹھایا جانا مذکور ہے اور قرآن نے بھی تصدیق فرمادی ہے۔ اب کسی مسلمان کا کام نہیں کہ انکار کرے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان سب سے پہلے اسی پر ایمان لاتا ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ”آمنت باللہ وملائکتہ وکتابہ ورسلہ“ سب سے پہلی اسلامی تعلیم ہے اب کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار ہے۔

سوال ۱۴..... ”ما قتلوه وما صلبوه“ سے یہ استدلال کہ فوت ہی نہیں ہوئے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کسی شخص کی نسبت یہ کہنے سے کہ وہ قتل نہیں ہوا یا صلیب پر نہیں مرا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ مرا بھی نہیں (آگے چل کر مولوی صاحب تمسخر سے کہتے ہیں کہ) مزعومہ دوبارہ آمد اور آخر وفات پانے کے بعد بھی ان الفاظ سے یہی نتیجہ نکلے گا یا آیات منسوخ ہو جائیں گی۔ یا اس

وقت بھی لوگ اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں گے۔

الجواب..... جب قتل سے اور صلیب پر فوت نہیں ہوا تو زندہ رہنا ثابت ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے اور آسمان پر جانا بحالت زندگی انجیل اور قرآن سے ثابت ہے تو اب باربعہ آپ کے ذمہ ہے کہ آسمان پر کب فوت ہوا اور فرشتوں نے ان کو کس آسمان پر دفن کیا اور کب جنازہ پڑھا گیا۔ زمین پر جوان کی قبر ہونے والی ہے حسب فرمودہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ہے جب وہ خالی ہے اور حاجی لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ایک قبر کی جگہ درمیان قبور ابو بکر عمرؓ کے اب تک خالی ہے تو اس سے بالبداهت حیات ثابت ہے۔ اگر فوت ہو چکا ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کرو کہ مسیح فلاں تاریخ اور فلاں ملک میں فوت ہو کر مدفون ہے۔

مگر واضح رہے کہ جس طرح ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کی ہے اسی طرح قرآن و حدیث سے آپ ان کی وفات ثابت کریں۔ اور جو تمس آیات مرزا قادیانی نے اور ساٹھ آیات مرزا خدا بخش نے غسل مصطفیٰ میں میں لکھی ہیں ایک بھی ظاہر نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ان تمام آیات سے موت کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں کہ بیشک ”کل نفس ذائقة الموت“ حق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ضرور فوت ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ عمر دراز دینے سے عاجز نہیں۔ نظیریں موجود ہیں کہ آدم اور نوح علیہم السلام اور عروج بن عقیق کو اس قدر عمریں دراز دیں کہ آج کل محالات میں سے ہیں۔ یعنی حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کی عمریں قریب ایک ایک ہزار سال اور عروج بن عقیق کی عمر دو ہزار سال سے اوپر تھی۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تانزول زندہ رہنا خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے آگے مشکل اور محالات سے نہیں۔ جب قرآن، حدیث اور انجیل مسیح کو زندہ بتاتے ہیں تو آپ کا کوئی منصب نہیں کہ اپنے قیاس سے ان کا رد کریں اور فلسفیوں کی پیروی میں آسمانی کتابوں اور احادیث نبوی سے غافل کریں۔

باقی رہا مولوی صاحب کا یہ اعتراض کہ بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ آیت قرآن مبنیوخ ہوگی یا پھر بھی مسیح زندہ مانا جائے گا۔ اس کا جواب دینے سے پہلے مجھے تعجب آتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جب ایم اے اور مفسر و مدرس قرآن اور یہ اعتراض؟ پہلے ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے ”یأتی من بعدی اسمہ احمد“ قرآنی آیت کو مبنیوخ کر کے قرآن سے

خارج کر دیا ہے؟ کیونکہ وہ رسول تو آگیا پھر یہ آیت قرآن میں کیوں ہے؟ بہت سی آیات قرآن میں اس قسم کی ہیں کہ ان کی تعمیل ہو چکی ہے۔ مگر قرآن میں موجود ہیں۔ مثلاً مریم علیہ السلام کو جو ولادت مسیح کی بشارت دی گئی تھی تو ولادت مسیح کے بعد قرآن سے وہ آیت نکالی گئی ہے؟ اور روم کے مغلوب ہونے کے بعد قرآن سے غلبت الروم نکالی گئی؟ آدم وحواء ابراہیم و موسیٰ وغیرہم انبیاء کے قصے قرآن سے نکالے گئے؟ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ نکالا جائے گا؟ افسوس ایسے اعتراض پر۔ پس جو جواب مولوی صاحب کا ہو گا وہی ہمارا ہوگا۔

سوال ۱۵..... کیا صلیب کے معنی لغت عرب کی سب سے بڑی کتاب تاج العروس اور لسان العرب میں یہ نہیں لکھے کہ صلب جان سے مارنے کا مشہور طریق ہے۔

الجواب..... یہ حوالہ تو آپ کے مدعا کے برخلاف ہے۔ کیونکہ صلب کے معنی جان سے مارنا ہے۔ اور قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صلب کی نفی کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارے نہیں گئے۔ جب مارے نہیں گئے تو زندہ ہیں۔ اور یہی مقصود تھا۔
”والحمد للہ“

سوال ۱۶..... ”ولکن شبه لهم“ میں ضمیر شبہ میں مضمربہ ہے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف جاسکتی ہے۔ اور اس کے یہ معنی کہ کوئی شخص مسیح کا ہم شکل بنایا گیا بالکل غلط ہے؟
الجواب..... شبہ کی ضمیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسا کہ مفسرین کا اتفاق ہے ان کے مقابل آپ کا کہنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور آپ رائے سے کہتے ہیں۔

جب انجیل برنباس میں صاف لکھا ہے کہ ”پس اے برنباس معلوم کر ایسی وجہ سے مجھ پر اپنی حفاظت کرنا واجب ہے۔ اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے بالعوض بیچ ڈالے گا اور اس بناء پر مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھالے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک اس کو یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔“ (انجیل برنباس فصل ۱۱۲ آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵) چنانچہ یہود اسکر یوٹی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ صلیب دیا گیا۔ اور یہ وہ انجیل ہے جسے مرزا قادیانی نے اصلی انجیل قبول کیا ہے تو آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اور تمام مفسرین کے برخلاف کس طرح ایک تیسری بات اپنی رائے سے کہہ سکتے ہیں۔ مفسرین نے انجیل سے تمسک کر کے دو ہی قسم کی تفسیر کی ہے۔ ایک گروہ تو مسیح کے صلیب دیئے جانے اور پھر

تین دن کے بعد زندہ ہو کر اٹھائے جانے کا قائل ہے جو اناجیل اربعہ سے تمسک کرتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ بموجب تحریر انجیل برنباس کے مسیح کو بغیر صلیب کے صحیح و سلامت آسمان پر اٹھائے جانے کا مذہب رکھتے ہیں۔ یہ تیسرا مذہب کہ مسیح صلیب دیئے گئے اور جان نہ نکلی مرزا قادیانی اور آپ نے کہاں سے لیا ہے۔ جب تک کوئی سند شرعی نہ ہو قابل تسلیم نہیں۔

سوال ۷۱..... کیا یہ سچ نہیں کہ ”رافعك السی یا رافعہ اللہ الیہ“ سے یہ نتیجہ نکالنا ہے کہ مسیح زندہ مع جسد غضری آسمان پر چلا گیا خلاف لغت و خلاف قرآن ہے۔

الجواب..... رافعہ کے معنی بلند کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ یہ آپ نے غلط فرمایا ہے کہ رفع کے معنی خلاف قرآن ہے اور قرآن میں ہمیشہ جس جگہ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ رفع روحانی مراد ہے۔ رفع کے معنی قرآن میں ہمیشہ رفع روحانی اور علو درجات کے نہیں ہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ورفع ابوہ علی العرش (یوسف: ۱۰۰)“ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے تخت کے اوپر اٹھایا۔ دوسری جگہ قرآن میں ”ورفعنا فوقکم الطور“ یعنی ”تمہارے سروں پر طور کو اٹھایا۔“

کیا یہاں بھی رفع کے معنی یہ کرو گے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین کا رفع روحانی ہوا تھا؟ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین فوت ہو کر یوسف علیہ السلام کے تخت پر بیٹھے تھے اور پہاڑ کا رفع بھی بنی اسرائیل کے سروں پر رفع روحانی تھا۔ یعنی پہاڑ کی جان نکال کر خدا نے بنی اسرائیل کے سروں پر کھڑی کی تھی۔

پس مندرجہ بالا قرآن کی آیات سے ثابت ہے کہ رفع کے معنی مع جسم اٹھانے کے بھی ہیں۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت روحانی رفع خیال کرنا مفصلہ ذیل دلائل سے غلط ہے۔

۱..... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے سامان دیکھے اور صلیب کے عذاب ایسے سخت تھے کہ ایک نبی اللہ کو دیئے جانے خدا اور اس کے رسول کی تذلیل تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یہ پیالہ عذاب مجھ سے ہٹا دے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”انسی متوفیک ورافعک“ یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو صلیب کے عذابوں سے بچانے کی خاطر حفاظت میں لیکر اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ اور پاک کروں گا یہود کی محبت سے۔

اب اس موقع پر اگر روح کا اٹھانا مراد لیں تو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ روح کو نہ تو صلیب دی جاسکتی ہے اور نہ کوئی صلیب کا عذاب روح کو دے سکتا ہے۔ پس حفاظت جسمانی کے واسطے

دعا تھی اور اس کی تسلی کے واسطے رافٹک فرمایا گیا جس سے جسمانی رفع لازم ہے نہ روحانی۔ اور ”مطهرک“ کا قرینہ موجود ہے۔ یعنی یہودی خطرناک صحبت سے تم کو پاک کروں گا۔

۲..... اگر روحانی رفع مراد لیں تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنگ ہے کہ اس کو اپنے رفع روحانی میں شک تھا جب ایک اولوالعزم پیغمبر کو اپنے رفع روحانی میں شک ہو تو پھر امت کا رفع کیوں کر ہو سکتا ہے؟ روحانی رفع تو ہر ایک مومن کا ہوتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کو اپنے رفع روحانی کے واسطے دعا کرنی بالکل فضول اور غلط ہے۔

۳..... جب رفع روحانی ہر ایک مومن کی ہوتی ہے تو قرآن مجید کا فرمانا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے کہ ما حصل کا وعدہ کرے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس کا رفع روحانی پہلے ہی سے حاصل تھا قرآن مجید کا یہ فرمانا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے رفع روحانی دوں گا بالکل خلاف فصاحت قرآن ہے۔ اور نیز یہ ثابت ہوگا کہ رفع روحانی کسی پیغمبر کا نہیں ہوا۔ سوائے عیسیٰ اور اوریس علیہم السلام کے۔ اور یہ غلط عقیدہ ہے۔

۴..... یہ وعدہ روحانی فطرت انسانی دعا اور تسلی سائل کے بالکل خلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی بے قراری صرف صلیب کے عذابوں کے باعث تھی نہ کہ وہ ”نعوذ باللہ“ موت سے ڈرتے تھے۔ خدا کو سوال کا جواب سائل کی تسلی کا دینے والا دینا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی تھا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو سلامت رکھوں گا اور اپنی حفاظت میں لیکر اٹھا لوں گا۔ کہ یہودی تجھ کو صلیب نہ دے سکیں گے۔ اور اگر خدا کہے کہ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ پہلے یہودیوں کے عذاب تجھ کو دیئے جائیں گے اور تجھ کو صلیب پر لٹکایا جائے گا۔ کوڑے پٹوائے جائیں گے۔ لمبے کیل تیرے اعضاء میں ٹھوکے جائیں گے۔ جن سے خون جاری ہوگا۔ ان عذابوں سے تیری جان بھی نہ نکلنے پائے گی تا کہ عذاب منقطع نہ ہو جائیں۔

اب کوئی عقل مند تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ جواب خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت کے مطابق ہے اور مہربانی ظاہر کرتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس جواب سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہود کا طرف دار ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات صلیب پر نہ دے گا تا کہ عذاب سے نجات نہ پا جائے اور یہود ناراض نہ ہوں۔

رفع روحانی تسلیم کرنے میں اس قدر نقص ہیں۔ پس رفع جسمانی سے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت ہو سکتی تھی اور ہوئی۔ خیال تو کرو کہ ایک شخص بادشاہ کے حضور تالش کرتا ہے کہ حضور مجھ کو میرے دشمن صلیب دے کر مارنا چاہتے ہیں آپ میری امداد فرما دیں۔ اس کے جواب

میں بادشاہ کہتا ہے کہ ”میں تجھ کو مارنے والا ہوں“ کس قدر بے محل ہوگا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا جواب کہ میں تجھے مارنے والا ہوں بے محل۔ حوصلہ شکن اور نامعقول ہے۔ پھر غور کرو کہ ایک مظلوم کہتا ہے ”حضور ظالم لوگ مجھے مارتے ہیں“ اور حضور بھی جواب دیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں کس قدر غلط جواب ہے۔

سوال ۱۸..... کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ کی بنیاد توفیٰ یا وفات کے اس معنی پر منحصر ہے۔ کہ مع جسم ایک انسان کو کہیں لے جانا۔ حالانکہ توفیٰ کا لفظ کبھی بھی لغت عرب و قرآن شریف و حدیث میں اس معنی پر نہیں بولا گیا۔

الجواب..... توفیٰ کا مادہ وفا ہے۔ اور وفا کے معنی پورا لینے اور قبضہ کرنے کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں متوفیک کے معنی پورا پورالے لینے اور قبضے میں کر لینے کے ہیں۔ کیونکہ اگر جسم کو چھوڑ کر روح کو قبض کیا جاوے تو یہ ”اخذ شئی وافیا“ نہیں۔ ”اخذ شئی وافیا“ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ سب اجزاء شے کے قبضہ میں کر لئے جائیں۔

پس اگر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو چھوڑ کر صرف روح کا توفیٰ و رفع کرے تو یہ غلط ہے اور اس پر جملہ کتب لغات و تفاسیر کا اتفاق ہے کہ توفیٰ کے معنی ”اخذ شئی وافیا“ ہیں یعنی کسی چیز کا پورا پورالے لینا اور موت بھی مجازاً توفیٰ کی ایک قسم ہے۔ حقیقی معنی توفیٰ کے موت نہیں۔ قرآن میں ہے ”ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت (آل عمران: ۱۶۱)“ دیکھو کہ توفیٰ کے معنی پورا پورا دینے کے ہیں نہ کہ موت کے۔

سوال نمبر ۱۹..... کیا ”توفاه الله“ کے معنی لغت کی کتابوں میں قبض نفس یا قبض روح لکھے ہیں یا نہیں۔ اللہ کا انسان کو توفیٰ دینا؟

الجواب..... یہ غلط ہے کہ انسان کو اللہ کا توفیٰ دینا ہمیشہ قبض نفس قبض روح کے لئے آتا ہے۔ بلکہ دیگر معنوں میں بھی آتا ہے۔ دیکھو ”ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون“ یہاں توفیٰ کا لفظ ہے مگر معنی قبض نفس و روح کے ہرگز نہیں۔ یہاں پورا پورا صلہ دینے کے معنی ہیں۔ توفیٰ کے معنی قبض شئی وافیا ہیں اور ”والموت نوع منه“ یعنی توفیٰ کے حقیقی معنی کسی چیز کو اپنے قبضہ میں کر لینے کے ہیں اور موت بھی توفیٰ کی ایک مجازی قسم ہے۔ کیونکہ توفیٰ کا مادہ وفا ہے اور وفا کے معنی موت کے ہرگز نہیں۔ ”اوفوا بعہدی اوف بعہدکم“ کے کیا معنی کرو گے اور ”الکریم اذا وعد وفا“ کے کیا معنی کرو گے کہ نئی اپنے وعدہ کو مار دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کہ: ”پورا کرتا ہے۔“

سوال ۲۰..... کیا آیت ”فلما توفیتنی (ماخذہ: ۱۱۷)“ (ماندہ آیت ۱۱۷) یہ ثابت کرتی ہے کہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد عیسائیوں کا عقیدہ بگڑا۔ اگر نہیں تو آنحضرت ﷺ کا اس آیت کی تفسیر ان الفاظ سے کرنا کہ جب میرے بعض صحابی پکڑے جائیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ تیرے بعد وہ بگڑے تو میں یہ کہوں گا: ”کننت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کننت انت الرقیب علیہم“ یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ غلط ٹھہرے گا یا نہیں۔ حالانکہ یہ تفسیر بخاری میں ہے۔

الجواب..... یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بگڑا۔ مگر یہ غلط خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعدیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوئی۔ کیونکہ بعدیت کے واسطے ضروری نہیں کہ موت ہی سے ہو کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک شخص ولایت یا ایک شہر سے غیر حاضر و عید تو ہو جاتا ہے۔ مگر مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ولایت سے لاہور چلا آوے تو بعدیت تو واقع ہو جاتی ہے لیکن وہ زندہ رہتا ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا بعدیت تو واقعہ کرتا ہے مگر موت کا مستلزم نہیں کہ ضرور مر کر ہی اپنی امت سے ان کو علیحدگی و بعدیت ہوئی۔ کیونکہ زندگی میں بھی بعدیت ہوتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ”جب تک میں ان میں رہا اس پر شاہد تھا اور جب تو نے مجھ کو ان کی نظروں سے غائب کر دیا تب تو ہی ان پر نگہبان تھا۔“ یہ بالکل سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین سے آسمان پر اٹھائے گئے تو پھر زمین والوں کے شاہد حال کس طرح نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس دنیا میں اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں کوئی چلا جائے تو اس کو اس شہر کے باشندوں کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ بلکہ ایک محلہ والوں کی دوسرے محلہ والوں کو خبر نہیں رہتی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعد رفع اپنی امت کی نگہبانی نہیں کر سکتے تھے اور یہ ان کا کہنا بجا ہوگا کہ جب میں ان میں نہ تھا تو ان کے بگڑنے کا ذمہ دار نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے ”متوفیک“ کے معنی ”ممیتک“ کے کہے ہیں وہی ”فلما توفیتنی“ کے معنی ”رفعتنی“ کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا تمام استدلال غلط ہو جاتا ہے کیونکہ آسمان پر جانے کی حالت میں وہ امت کے گواہ نہیں ان کے بعد امت بگڑی۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ ان کے رفع کے بعد امت بگڑی۔ مگر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد امت کا بگڑنا ان کی وفات قبل از نزول کی دلیل ہے۔ کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

باقی رہا آپ کا اس حدیث سے تمسک کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسا ہی کہوں گا جیسا کہ عبد الصالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہے گا۔ کہ جب تک میں ان میں تھا ان کا نگہبان تھا۔ جب آپ نے مجھ کو وفات دی تو آپ ان کے نگہبان تھے۔ یہ بیان آنحضرت ﷺ کا صرف غیر حاضری کے عذر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس حدیث کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی غیر حاضری کا عذر کریں گے۔ میں بھی اپنی غیر حاضری کا عذر کروں گا۔ نہ کہ وہی الفاظ کہوں گا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوگا ”ا انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین (مائتہ: ۱۱۶)“ یعنی اے عیسیٰ تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود بناؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے ان کو وہی کہا ہے جو تو نے فرمایا۔ یعنی اللہ جو تمہارا معبود ہے اسی کی عبادت کرو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب اور الفاظ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے امت محمدی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اور نہ ان کی والدہ کو خدا اور معبود یقین کرتی ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب ہرگز نہ ہوگا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ بدعتی ہوں گے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا طریقہ نکالا اور مسائل دین کو بدلا یہ مرتد ہوئے اس لئے حضرت صرف یہ فرمائیں گے کہ یہ لوگ میرے بعد بگڑے بعدیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ اشتراک رکھتے ہیں جو کہ غیر حاضری ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی قسم کا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا توفیٰ نہایت کامیابی اور اقبال مندی سے طبعی موت سے ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفیٰ رفع آسمانی سے ہوا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حدیث میں لفظ ”ما قال عبد الصالح“ نہیں ہے۔ ”کما قال عبد الصالح“ ہے۔ کما صرف تشبیہ ہے اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت تامہ ہو صرف وجہ شبہ میں اشتراک ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اگر زید کو شیر سے تشبیہ دی جائے تو ضروری نہیں کہ زید ہر ایک جہت سے شیر ہو جاوے اور اس کی دم اور پنچہ بھی نکل آویں۔

صرف وجہ شبہ یعنی قوت میں اشتراک جزوی ہوگا ایسا ہی کما قال عبد الصالح میں وجہ شبہ غیر حاضری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو جو الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں بھی وہی کہوں گا۔ کیونکہ جب سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا حضرت محمد ﷺ سے نہ ہوگا تو جواب بھی حضرت عیسیٰ

علیہ السلام والاحمق علیہ کی طرف سے نہ ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ماقال نہیں فرمایا بلکہ ماقال فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی مانند کہوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا میں بھی وہی کہوں گا۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی (انجام آٹھم ص ۳۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۹ حاشیہ) پر بحوالہ ڈرپر صاحب قبول کر چکے ہیں۔

”عیسائی مذہب تین سو برس کے بعد بگڑا۔“ تو اس منطقی دلیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین سو برس تک زندہ رہنا ثابت ہوا۔ کیونکہ شکل منطق یوں ہوگی۔ عیسائیوں کا بگڑنا دلیل ہے وفات مسیح کی۔ مگر چونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تین سو برس تک نہ فوت ہوئے۔ جب فوت نہ ہوئے تو زندہ رہے۔ کیونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ مسیح تین سو برس تک زندہ رہا اور قرآن کی آیت ”یا عیسیٰ انی متوفیک“ کہ اے عیسیٰ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ وعدہ ہے جس کو مرزا قادیانی مانتے ہیں۔

تو قرآن سے ثابت ہوا کہ زمانہ نزول قرآن بلکہ اس آیت کے نزول تک مسیح نہیں مرا۔ کیونکہ اگر مرگیا ہوتا تو قرآن شریف وعدہ کے رنگ میں متوفیک نہ فرماتا بلکہ ”ان عیسیٰ مات“ فرماتا۔ مگر چونکہ وفات کا وعدہ فرمایا جس کو مرزا قادیانی بھی وعدہ وفات تسلیم کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس تک تو فوت نہیں ہوئے تھے۔ پس یا تو متوفیک کے معنی کہ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۵۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۲۳) میں کئے ہیں غلط ہیں یا اس آیت کے نزول تک عیسیٰ زندہ رہے۔

دو گونہ رنج و ملال است جان مجنوں را

بلائے محبت لیلے و فرقت لیلے

دونوں صورتوں میں حیات مسیح ثابت ہے۔ جس سے ایک سو بیس برس کی عمر پاکر مسیح کا فوت ہونا اور کشمیر میں مدفون ہونا غلط ثابت ہوا کیونکہ تین سو برس تک تو مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ عیسائی نہیں بگڑے تھے۔ پس یہ منطق مرزائیوں کا غلط ہے کہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات مسیح کی دلیل ہے۔

اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے پٹوائے گئے اور

ٹھانچے مارے گئے۔ صلیب کے عذاب دیئے گئے۔ اور صلیب پر اس کی جان نکلی تھی جیسا کہ انا جیل میں ہے کہ یسوع نے بڑے زور سے چلا کر جان دی اور اس کا توفیٰ وقوع میں آیا اس طرح نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ کا توفیٰ ہوا ہوگا اور یہی آپ کی دلیل پیش کرے کہ جیسا مسیحؑ ”فلما توفیتنی“ کہے گا۔ تو ثابت ہوا کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی تھا۔ تو مولوی صاحب بتادیں کہ اس عیسائی کو وہ کیا جواب دیں گے؟ آیا ایسی تذلیل اور عذاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوئے۔ ویسے ہی حضرت خلاصہ موجودات افضل الرسل ﷺ کے واسطے ہونے قبول کریں گے یا اپنی اس دلیل کی اصلاح کریں گے کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی قسم کا نہ تھا۔

تنت

دیوبند کے علمائے اسلام اور قادیانی چالیں

جیسا کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل یہ تھا کہ پہلے زور و شور سے مخالفین کو مناظرہ و مباہلہ کے واسطے لٹاکر ایسے پر زور اور شاعرانہ لغافی اور مبالغہ آمیز الفاظ میں بلا تے کہ کوئی سمجھے کہ آپ ضرور بحث کے لئے تیار ہیں اور شرائط و مباحثہ و مباہلہ ایسے طریق پر مکمل کر کے لکھتے ہیں کہ گویا جج بحث کے لئے آمادہ ہیں مگر جب مخالفین کی طرف سے قبول دعوت بحث کا جواب جاتا تو پھر اپنی ہی تردید کر کے حیلہ سازی سے ٹال دیتے۔ جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کا اس لٹاکار اور دعوت سے صرف اپنے مردوں کو قابو میں رکھنا منظور ہوتا تھا نہ کہ تحقیق حق۔

جیسا کہ انہوں نے حضرت علامہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (دامت برکاتہم) کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے خود ان کو دعوت مناظرہ و مباہلہ دی اور زعم یہ تھا کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر نہ آئیں گے۔ خوب دل کھول کر شرائط مناظرہ و مباہلہ لکھیں اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو فریق لاہور میں نہ آوے اس کی گریز سمجھی جائے گی۔ مگر خدا کی شان جب پیر صاحب لاہور میں تشریف لائے تو مرزا قادیانی گھر سے نہ نکلے۔ ہر چند حضرت شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار پر اشتہار اور نوٹس پر نوٹس دیا گیا مگر ”صدائے برنخواست“ کا مضمون صادق آیا۔ جب حضرت شاہ صاحب تمام لاہور کو گواہ کر کے ایک معقول عرصہ انتظار کرنے کے بعد واپس چلے گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کی تسلی کے واسطے اشتہار دے دیا کہ: ”چونکہ مجھ کو لاہور میں جانے سے خطرہ جان ہے اور پیر صاحب کے ساتھ سرحدی پٹھان تھے۔ اس لئے میں لاہور نہ گیا۔ یہ صرف رکیک عذر اپنے قابو یافتگان کی خاطر کیا گیا۔ ورنہ گورنمنٹ انگریزی کے

عہد حکومت کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ مجمع عام ہو اور اس جرم کا ارتکاب ہو۔
مرزا قادیانی کے اس عذر سے غفلت نہ اٹھائے تھے کہ

زاہد نداشت تاب وصال پری رخن

سکھ گرفت و ترس خدا بہانہ ساخت

یہ صرف بہانہ تھا۔ ورنہ مثل مشہور ہے کہ سانچ کو آج نہیں۔ اگر اپنے دعاوی میں بچے ہوتے اور اہل علم کے سامنے اپنے دعاوی نصوص شرعی سے ثابت کر سکتے تو ضرور لاہور آتے۔ لیکن نہ آنا تھا نہ آئے۔

وہی چال یا سنت اب مرزا قادیانی کی امت (مریدوں) میں جاری ہے۔ پہلے اشتہار تو بڑے زور و شور سے دے دیتے ہیں۔ مگر جب آگے سے تیار پاتے ہیں تو بات ٹالنے کے لئے وہی ناممکن القبول شرائط پیش کرنے لگتے ہیں۔ آدم برسر مطلب۔

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء میں زیر عنوان ”کیا علمائے دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے، علمائے دیوبند کو دعوت مناظرہ و مباہلہ دی۔“ جس کا مطلب صاف تھا کہ پہلے مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ سے اور تنازعہ کا تصفیہ نہ ہو تو پھر بعد تصفیہ شرائط مباہلہ ہوگا۔ الفضل کی عبارت ہے۔

”ان کا یعنی علمائے دیوبند کا کوئی زعم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنا دئے اور پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب اپنے دعوے میں غیر مصدق تھا۔ تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کر لے۔“

جس کا جواب علمائے دیوبند کی طرف سے اشتہار نمبر ۲ مورخہ ۱۸ ربیع الثانی دیا گیا کہ: ”نہایت صدق و اخلاص اور متانت کے ساتھ اولاً اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جن کو آپ نے (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے۔ وہ فی الواقعہ ایسے ہی تھے یا جیسا کہ ان کے مخالف کہتے ہیں۔ وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا۔ اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت کسی میدان میں عمل آئے گا۔“

مرزائیوں نے جب دیکھا کہ علمائے دیوبند مناظرہ و مباہلہ کے واسطے تیار ہیں تو اپنے اشتہار مورخہ ۲۶ ربیع الثانی میں جھٹ لکھ دیا کہ: ”افسوس علمائے دیوبند نے بجائے مباہلہ کی طرف آنے کے اس سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی ہے۔“ جس کو پڑھ کر علمائے دیوبند نے

اشتہار نمبر ۳ میں مرزائی دروغ بیانی ثابت کر کے جماعت مرزائیہ کی بخوبی قلمی کھول دی ہے۔

(دیکھو اشتہار علمائے دیوبند مورخہ ۲۸ ربیع الثانی مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء)

لہذا ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں سے کوئی ایک بھی اصل بحث پر مناظرہ نہ کرے گا۔ یہ ہماری پیش گوئی لکھ رکھیں۔ صرف شرائط کے تصفیہ میں وقت ضائع کر کے بیٹھ جائیں گے۔ بلکہ اپنی فتح کا اشتہار دے دیں گے جیسا کہ ان کا مرشد اور وہ ہمیشہ کرتے رہے۔ جس طرح الفضل (مرزائی اخبار) خود ہی لکھ کر مناظرہ کے بعد مباہلہ ہوگا۔ پھر خود ہی اس سے روگرداں ہوا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مقابلہ میں مباحثہ سے پہلو تھپی کی تھی۔ یہ ایک نہایت معمولی چال یا سنت قادیانی ہے۔

مرزا قادیانی بے چارہ ایک ہی مرید دہلوی کہیں بھولے بھٹکے اس قادیانی سنت کے برخلاف بمقام لدھیانہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر الحمد للہ امرتسر سے شرطیہ مناظرہ کر بیٹھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو دنیا کو پہلے ہی سوجھ گیا تھا۔ یعنی یہ مرزائی صاحب شرطیہ مناظرہ میں مولوی صاحب موصوف سے ہار گئے اور شکست فاش کھائی۔ کئی سو روپیہ شرط کا ادا کرنا پڑا جس کا اب تک ان کو درد ہوگا۔

پھر مرزائی علمائے اسلام سے کس برتے پر مناظرہ کریں۔ یہ فقط بیوقوفوں کو اپنے دام ترویج میں لانے کے لئے وہ کبھی کبھی اشتہار بازی کر دیا کرتے ہیں کہ ”ہم سے مناظرہ کرلو۔ ہم سے مباہلہ کرلو“ وغیرہ حافظ نے سچ کہا ہے۔

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما

چست یاران طریقت بعد ازاں تدبیر ما

یہ ان کے پیر کی قدیم سنت اور طریقہ ہے کہ مخالف کو پہلے بحث کے واسطے بلاتا۔ جب وہ تیار پایا جائے تو کہہ دیا کہ ہم کو الہام ہوا ہے کہ اس سے بحث مت کرو۔ یہ اشتہار بازی صرف سادہ لوحوں کے واسطے کی جاتی ہے کہ مبادا حق کی بات سن کر قابو سے نہ نکل جائیں۔ مباحثہ و مناظرہ تو رہا درکنار وہ تو انہیں اہل حق کی تحریر بھی نہیں دیکھنے دیتے اور یہ چال علمائے اسلام سے ہی نہیں بلکہ میاں محمود اور مولوی محمد علی صاحبان کے درمیان بھی یہی روش جاری ہے۔ اگر مرزائیوں نے علمائے اسلام دیوبند سے حسب تحریر خود مناظرہ کیا تو ہم اپنے اس خیال کو واپس لے لیں گے۔

لیکن لم یفعلوا ولن یفعلوا!!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِدِينِهِ جُورًا
لَمْ يَجْعَلْ لِدِينِهِ نَجَسًا

خدمات مرزا

جناب بابو پیر بخش لاہوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ مرزے نے ۱۸۶۳ء میں سیالکوٹ میں بطور اہلحد ملازمت اختیار کی۔ ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں بخاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہو گئے۔ اس ناکامی سے بددل ہو کر اور ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت طلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے یہ وہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہو رہے تھے۔ مرزا قادیانی نے موقع کو غنیمت سمجھ کر قلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ نامی کتاب کی تالیف و ترتیب شروع کی۔ جس کے لئے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔ ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراغ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کر لی۔

مختلف دعاوی

مرزا قادیانی نے اس اثناء میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد باب اور مدعی نبوت اور مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی و دلائل کا مطالعہ شروع کیا۔ جن سے مرزا قادیانی کو اپنے عزائم و مقاصد میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں ”مسح“ اور ”مہدی“ ہونے کا اعلان کر دیا اور اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا ”مسح“ اور مسلمانوں کا ”مہدی“ اور ”نبی“ بننے کے بعد مرزا قادیانی نے ہندوؤں پر بھی کرم فرمائی ضروری سمجھی۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے بعد اس قدر گونا گوں دعاوی کئے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔

حکومت کی چوکھٹ پر جانے کی ضرورت

نبوت و رسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد امت

مرحومہ کے تمام اکابر و اصغر اور اولین و آخرین کافر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف کرشن اوتار اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا قادیانی کی مخالفت کی اور ان کے من گھڑت دعویٰ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے ان دعویٰ میں سچے اور مامور من اللہ ہوتے تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان دعویٰ کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی۔ جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت (جس کو آپ دجال کے لقب سے ملقب کر چکے تھے) کی کاسہ لیسلی اور ذلیل خوشامد کا پیشہ اختیار کیا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں، رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کئے ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت و فرمانبرداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جاویں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو جمہور کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تزیان القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

ایک قابل غور نکتہ

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے انگریزی اطاعت کا جو درس دیا ہے اسے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور مخالفت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو ”اطاعت“ کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا۔ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیہ کر چکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے

زیر نگین دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے۔ ”انا لله وانا اليه راجعون“
بیعت کا واحد مقصد

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور عملی طور پر بتا دیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض و غایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی پچاس الماریوں والی کتابوں میں لکھتے ہیں: ”وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“ (تحدہ قیسریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳) ۲.....
”اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بتا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“ (ضمیمہ تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۳۹۱)

کیا آج تک کسی نبی کو اس قسم کا الہام ہوا ہے؟ مرزائی صاحبان جواب دیں۔

۳..... ”اس لئے خدا تعالیٰ نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر سے بہت جلد اٹھا لیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ تجلی اور حرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔“

(ازالہ ادہام ص ۱۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶)

مرزا قادیانی نے اپنی ذریت کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی یہ فرض قرار دے دیا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ جس کے ترک کرنے سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔“

(ضمیمہ نمبر ۳ تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۸)

۴..... جمہور اہل اسلام کے نزدیک اولی الامر متکلم سے اسلامی حکومت مراد ہے۔ لیکن

مرزا قادیانی اپنے گھر کی منطق پر استدلال کرتے ہوئے اس میں انگریزوں کو شامل کر رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”جسمانی طور پر اولی الامر سے مراد بادشاہ اور روحانی طور پر امام اترمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(خبرورۃ الامام ص ۲۲، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۳)

۵..... ”اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکساں ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یکساں ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچا دے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچا دے اور تو ان میں ہو۔ پس اس میں میری نظیر اور مثل نہیں۔“ (نور الحق حصاؤل ص ۴۴، ۴۵، خزائن ج ۸ ص ۴۴، ۴۵)

۶..... ”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ ان خدمات کو بھلا دے گی۔“

(نور الحق حصاؤل ص ۲۶، خزائن ج ۸ ص ۳۶)

۷..... ”میرا باپ اور بھائی مفیدہ ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود دستہ یوس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمت اور حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں۔ جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے۔“ وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم اينما تولوا فثم وجه الله “ یعنی جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور جدھر تیرا منہ ہوگا اسی طرف خدا کا منہ ہوگا اور چونکہ میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے اور اس کے اقبال و شوکت کے لئے دعا میں مصروف ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۶ تا ۳۷۷ مختص)

۸..... ”ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہ ہے ہیں۔ وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۰۹، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

”میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں۔ جس نے زمانہ میں ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۴، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)

”میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے۔ رومیوں کی نسبت قوانین معدلت بہت صاف اور اس کے احکام پیلاطوس سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے۔ جس کی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلے سے بڑھ کر ہے۔“

(کشف الغطاء ص ۱۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۲)

”ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھانی چاہئے۔ اس سلطنت کے ہمارے سر پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔“

(کشف الغطاء ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۰۲)

۹..... ”جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیے تو ہم بحر دامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۸، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

۱۰..... مرزا قادیانی اپنے والد صاحب کا واسطہ دے کر لکھتے ہیں: ”میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پرورد تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا قلمس اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی

تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے۔ کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر تھوٹوں کے پتھن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔“

(رسالہ کشف الظلام ص ۳، جزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰)

طاغہ مرزا سیہ پنجابی نبی کے نقش قدم پر

ہزر اٹل ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں مرزا انیوں کا ایڈریس

یہ اس ایڈریس کی نقل ہے جو مرزا انیوں نے ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو بوساطت گورنمنٹ پنجاب پیش کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت مرزا سیہ بھی اپنے سرکاری نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق حکومت برطانیہ کی فرمانبرداری میں اپنا مال و جان قربان کرنا فخر ہی نہیں بلکہ جزا ایمان سمجھتی ہے۔

”جناب شہزادہ ویلز! ہم نمائندگان جماعت احمدیہ جناب کی خدمت میں جناب کے ورود ہندوستان پر تہہ دل سے خوشامدید کہتے ہیں اور اگرچہ ہم وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں جناب کے خاندان سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار کما حقہ کر سکیں۔ لیکن مختصر لفظوں میں ہم جناب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی محض اور بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جناب کو پوری طرح ہماری جماعت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہم مختصراً اپنے متعلق جناب کو کچھ علم دے دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اس وسیع ملک کی حکومت کی باگ آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور بادشاہ کی حکومت کے استحکام میں جو امر بہت ہی عمدہ ہوتے ہیں ان میں سے اپنی رعایا کے مختلف طبقوں کا علم بھی ہے۔ حضور عالی اہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہمیں دوسری جماعتوں سے امتیاز اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ہے۔ ہم دوسرے مسلمانوں ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ اس وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے ماننے والے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا، اس کے منکر ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آنے والا مسیح مسیح کے رنگ میں آنے والا تھا نہ کہ خود مسیح نے آنا تھا۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد اکتیس سال سے پڑی ہے اور باوجود سخت سے سخت مظالم کے جو ہمیں برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ہی ہر ایک صوبہ میں ہماری جماعت نہیں ہے۔ بلکہ سیلون، افغانستان، ایران، عراق، عرب، روس، مارشس، نیپال، ایسٹ افریقہ، مصر، سیرالیون، گولڈ کوسٹ، ناہجریا، یونائیٹڈ سٹیٹس۔ خود انگلستان میں ہماری جماعت موجود ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین کے قریب لوگ اس جماعت میں شامل ہیں اور یہی نہیں کہ صرف مختلف ممالک کے ہندوستانی ساکنین ہی اس جماعت میں شامل ہیں۔ بلکہ خود ان ممالک کے رہنے والے اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لندن کے علاقہ ٹینی میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور انگلستان کے قریباً دو سو آدمی اس سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس کے لوگوں میں یہ سلسلہ پھیل رہا ہے اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ایک وقت یہ سلسلہ سب جہاں میں پھیل جائے گا۔

حضور عالی! ان مختصر حالات بتانے کے بعد ہم جناب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے وفاداری جناب کے والد مکرم سے کسی دنیاوی اصل پر نہیں ہے اور نہ کوئی دنیاوی طمع اس کا موجب ہے جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت جماعت ہم کرتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں کبھی کسی بدلہ کے طالب نہیں ہوئے۔ ہماری وفاداری کا موجب ایک اسلامی حکم ہے۔ جس کے متعلق بانی سلسلہ نے ہمیں سخت تاکید کی ہے کہ کبھی اسے نظر انداز نہ ہونے دیں اور وہ حکم یہ ہے کہ جو حکومت ہمیں مذہبی آزادی دے اس کی ہمیں ہر حالت میں فرمانبرداری کرنی چاہئے اور اگر کوئی حکومت ہمارے

مذہبی فرائض میں دست اندازی کرے تو بجائے اس کے ملک میں فساد ڈلوانے کے اس کے ملک سے ہمیں نکل جانا چاہئے۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو حضور عالی، ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں۔ کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کے رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر شمار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے زیادہ توفیق دے گا۔ جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے۔ ہم اس امر کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ اختلاف سیاسی کی بناء پر ملک کے امن کو بر باد کیا جائے۔ ہمارا مذہب تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر مذہبی ظلم بھی ہو۔ تب بھی اس ملک کا امن بر باد نہ کرو۔ بلکہ اسے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ لوگ ہمارے ان خیالات پر ہمیں قوم اور ملک کا بدخواہ کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کا خوشامدی سمجھتے ہیں اور بعض بیوقوف یا موقعہ کا متلاشی قرار دیتے ہیں۔ مگر اے شہزادہ مکرم! ہم لوگوں کی باتوں سے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دنیا ہمیں کچھ کہے۔ جب کہ ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم امن کو بر باد نہ ہونے دیں اور صلح کو دنیا پر قائم کریں اور تمام بنی نوع انسان میں محبت پیدا کر کے انہیں باہم ملائیں تو ہم صلح اور محبت کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم بہر حال اپنے بادشاہ کے وفادار رہیں گے اور اس کے احکام کی ہر طرح فرمانبرداری کریں گے۔

حضور عالی! آپ نے اس قدر دور و دراز کا سفر اختیار کر کے جو ان لوگوں کے حالات

سے آگاہی حاصل کرنی چاہی ہے۔ جن پر کسی آئندہ زمانہ میں حکومت کرنا آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس قربانی و ایثار کو ہم لوگ شکر اور امتنان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کوئی شخص جو ذرہ بھر بھی حق اور اس کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ آپ کے سفر کو کسی اور نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ پس ہم لوگ آپ کی اس ہمدردی اور ہمارے حالات سے دلچسپی رکھنے پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنے باپ کی رعایا کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہے۔ وہ بھی آپ پر اپنی محبت کی نظر ڈالے۔

حضور عالی! ہماری جماعت نے جناب کے ورود ہندوستان کی خوشی میں جناب کے لئے ایک علمی تحفہ تیار کیا ہے۔ یعنی اس سلسلہ کی تعلیم اور اس کے قیام کی غرض اور دوسرے سلسلوں سے اس کا امتیاز اور باقی سلسلہ کے مختصر حالات اس رسالہ میں لکھے ہیں اور اس میں جناب ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے موجودہ امام نے اسے لکھا ہے اور بتیس ہزار آدمیوں نے اس کی چھپوائی میں حصہ لیا ہے۔ تاکہ ان کے خلوص کے اظہار کی یہ علامت ہو اور ابھی وقت کی قلت مانع رہی ہے۔ ورنہ اس سے بہت زیادہ لوگ اس میں حصہ لیتے۔

حضور شہزادہ والا تبار ہم! یہ تحفہ بوساطت گورنمنٹ پنجاب حضور میں پیش کرتے ہیں اور ادب و احترام کے ساتھ بتیجی ہیں کہ کچھ وقت اس کے ملاحظہ کے لئے وقف فرمایا جاوے۔

آخر میں پھر ہم جناب کو تہہ دل سے ورود ہندوستان اور پھر ورود پنجاب پر جو مرکز سلسلہ احمدیہ ہے خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد مکرم سے ہماری طرف سے عرض کر دیں کہ ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری نا طاقی اور قلت تعداد کے ہر وقت جناب کے لئے اپنا مال و جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور ہر حالت میں آپ اس جماعت کی وفاداری پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے قدم کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلائے اور ہر ایک آفت زمانہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ اپنی مدد اور نصرت کا دامن آپ کے سر پر پھیلائے۔ (افضل قادیان ج ۹ نمبر ۲ ص ۴۳، مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء)

حق و باطل کی پہچان

انصاف کی کسوٹی پر اس چیز کو پرکھا جائے کہ غیر اللہ کی کاسہ لیسلی اور ذلیل خوشامد جس خانہ ساز نبوت کا فرض اولین اور جزو ایمان ہو کیا اسلام جیسے پاکیزہ دین اور خدا تعالیٰ جیسی بلند ترین ہستی کے ساتھ اس کو دور کا تعلق بھی ہو سکتا ہے؟ ”وما علینا الا البلاغ“

(ماخوذ از تائید اسلام)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
الذي كنا لنهتدي لہ
ولا ندرک

مسح کاذب

حضرت مولانا ملک نظیر احسن بہاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لسان الغیب

حضرت خواجہ حافظ شیرازی کا کلام لسان الغیب کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کے معاملات میں یہ شعر صائب کا

ہمائے بصاحب نظرے گوہر خود را

عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند

خدا جانے کس ساعت سعید میں بطور تقال اور پیش گوئی کے صائب مرحوم کی زبان حق بیان سے نکلا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کی مسیحیت پر بے تکلف چسپاں ہو گیا۔ جس کو تضمین کے طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

تا چند تہ کاری دیں از پے دنیا بگذار کنوں قتنہ سالوسی مرزا
شد بر محک عقل ہمہ کذب ہویدا ہمائے بصاحب نظرے گوہر خود را

عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند

اے قتنہ دجال بیائید ہمیں جا تا بر محک عقل دروغت کنم افشا
گر کورنہ چشم دل خویش تو بکشا برباد دہی دین خودت از پے دنیا

ہمائے بصاحب نظرے گوہر خود را

عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند

آں مدی وحی و صد الہام نمادہ سلطان قلم بستہ اوہام نمادہ
ہر چند کہ آں مدی خام نمادہ آں قتنہ برہم کن اسلام نمادہ

ہیہات کنوں ماند مگر قتنہ گرے چند

عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند

توفیق خدا گر نہ کند باز ہدایت شیطان کنش از پس واز پیش دلالت
ہر آنکہ پسندید ز خود قعر ضلالت صد دفتر طومار نیر زد بشقاوت

کافی بود از بہر سعادت سطرے چند
عیسیٰؑ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

راقم: ایک مورخ شاطر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلیاً ومستغفراً

جواب نامہ کا ہوں مختصر زمانہ سے

کہاں رہا نہیں معلوم وہ جواب ان کا

عرصہ سے سن رہا ہوں کہ فیصلہ آسانی کے جواب کے لئے فرمان واجب الاذعان
خلیفۃ المسیح قادیان کا بنام نامی مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری (احاطہ بنگال) کے نزول اجلال
ہوا ہے اور شاید وہ اس کے جواب میں مصروف بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کو بھی بہت دن گزرے۔
چشم بانتظار ہوں کہ دیکھئے فیصلہ آسانی کا جواب بھاگلپوری (بنگال کی سرزمین) سے کیا لکھا جاتا
ہے اور برہان قاطع کا جواب مرزائیوں کی طرف سے کیا دیا جاتا ہے؟

جناب خلیفۃ المسیح صاحب نے تو اپنے کو اس بار عظیم سے (جو انہیں کا خاص فرض
ومنصب تھا) خدا جانے کس خوف سے سبکدوش فرما کر ہمارے وطنی بھائی پوری ہی مولوی صاحب
کو اس اہم کام کے لئے اپنے لاکھوں مرزائیوں میں سے صرف انہیں ایک کو تاک کر ہدف تیر
ملا مت بنا کر انتخاب کیا اور حضرت خالد وصف شکن وغیرہ وغیرہ تجربہ کار ان کہن سال اشخاص کو
خلیفۃ المسیح صاحب نے اس مہتم بالشان کام کے لائق نہ سمجھا۔ ”فیہ سر من اسرار نبوة
القادیان“

۱۔ اتفاقاً مرزا قادیانی کی طرح ایک الہامی مضمون ہاتھ آ گیا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین
ہے۔ ملکہ راسخ فن تاریخ گوئی کا کمال مولوی صاحب ملاحظہ کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سلطان
القلم قادیانی دوئی صاحب مسیح کا ذب اور صائب مرحوم کے مصرعہ (عیسیٰؑ نتواں گشت) پورا پورا بلا کم
وکاست اتحاد رکھتا ہے۔ ۲۸۵۰ باقی درخاتمہ کتاب راقم ایک مورخ شاطر!
۲۔ اس تعداد بے اصل کی صحت مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

خیر جو کچھ بھی ہوا اس انتخاب سے میری بھی خوشی کی بات ہے کہ یا تو بنگالی مولوی کا اپنے اشتہار و اخبار میں مرزائی مذمت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں یا اب وقت نے ایسا مجبور کیا کہ خلیفہ المسیح نے بھی پوربی ہی مولوی ہمارے وطنی بھائی کو تاکا اور ان کا دامن پکڑا۔ لیکن یہ انتخاب بھی شطرنج کی چال سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ درحقیقت فیصلہ آسمانی کا جواب عقلاً محالات سے خیال کر کے حضرت خلیفہ المسیح نے اپنے شیران نامور اور بہادران تجربہ کار کو بخیاں بدنامی الگ ہی رہنے دیا کہ جو کچھ جواب نا صواب کا الزام ہو وہ بیچارے پوربی ہی مولوی کے سر رہنے دیا جائے اور آئندہ اخباروں میں لن ترانوں کا بھی موقع باقی رہے کہ ایک پوربی مولوی نے جواب دیا ہے۔ قادیانی شیروں نے تھوڑا ہی جواب دیا۔ خیر جیسا کچھ بھی ہوا اس انتخاب پر حکیم خلیفہ المسیح کے جو عین حکمت ہے میں بھی صاد کرتا ہوں۔

ہر چند مجھ کو پہلے ہی افواہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مولوی صاحب نے فیصلہ آسمانی کے جواب میں مہذبانہ طرز تقریر کو بدل کر اخباری لہجہ غیر مہذب کہنا چاہا ہے۔ کہاں تک یہ امر صحیح ہے۔ بغیر جواب دیکھے کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

اب مسئلہ یہ زیر نظر ہے کہ آسمانی فیصلہ کا جواب تو امر محال ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس رسالہ میں تو صرف مرزا قادیانی کی ان ہی پیشین گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو مرزا قادیانی نے بہت ہی مہتم بالشان قرار دے کر اشتہاروں کے ذریعہ سے اپنی نبوت و صدق یا کذب کا معیار ٹھہرایا ہے (جو کسی طرح پوری نہ ہوئیں) اور مرزا قادیانی کا انتقال بھی ہو گیا۔

(مولانا محمد علی مونگیری) حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی مدظلہ العالی نے بڑی وضاحت اور دیانت سے صرف برادران اسلام کی خیر خواہی کی غرض سے ثابت کر دکھایا کہ جن پیشین گوئیوں کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار ٹھہرایا تھا انہیں کو پیش نظر رکھ کر اور ان واقعات الہامی کے وقوع میں نہ آنے سے مرزا قادیانی خود اپنے صریح اقرار کے موافق صادق نہ ٹھہرے۔ بلکہ جیسا انہوں نے اقرار فرمایا تھا کہ اگر یہ سب امور مطابق الہام کے واقع نہ ہوں تو میں مفتری اور کذاب اور بد سے بدتر ہوں اور خدا کی طرف سے نہیں ہوں، اسے ظاہر کر کے دکھا دیا۔

حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی ”متع اللہ المسلمین بطول بقایہ“ نے تو اپنی طرف سے مرزا قادیانی کے رد میں کچھ بھی نہیں لکھا بلکہ مرزا قادیانی ہی کے متفرق اقوال کو اکٹھا کر کے نہایت نیک نیتی و دیانت شکاری سے بغیر تحریف لفظی بہت صفائی سے بغرض خیر خواہی اسلام یاد دلا کر مرزائی حضرات کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اب بموجب اقرار خود مرزا قادیانی کے (اگر

مرزائی جماعت مرزا قادیانی کو سچا سمجھتے ہیں اور ان کے قول پر اعتبار کرتے ہوں) تو اب بھی رجوع بحق کریں۔ کیونکہ مشیت ایزدی نے ان امور بیان کردہ، مرزا قادیانی کو وقوع و ظہور میں نہ لائی۔ بلکہ ان کو جھوٹا کر دیا اور خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں کو ہرگز جھوٹا نہیں کرتا۔ پس تحقیق ہو گیا کہ وہ الہامات مرزا قادیانی کے رحمانی نہ تھے۔ بلکہ صریح شیطانی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنے کے نفسانی خواہشوں کے جذبات و اہمہ تھے۔

میں نہایت زور سے اور بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پبلک کی تشفی اور مرزا قادیانی کی ان پیش گوئیوں کی تصدیق کے لئے تو فقط امور مندرجہ ذیل ہی فیصلہ آسانی کا جواب ہو سکتے ہیں اور اس کے سوا جو کچھ جواب فیصلہ آسانی کا دیا جائے گا وہ بمصدق مثل مشہور..... شتر سے زیادہ آوازہ اس جواب کا نہیں ہو سکتا۔

۱..... محمدی بنت مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آگئی۔

۲..... مرزا سلطان محمد بیگ محمدی مسطورہ کا خاوند مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے سے پہلے ہی تشر گیا۔ مگر نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا۔

۱۔ (۱) ”فلا تحسبن اللہ مخلف وعده رسولہ (ابراہیم: ۴۷)“ ﴿یہ وہم و گمان بھی نہ کر کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔﴾ (۲) ”ربنا واتنا ما وعدتنا انک لا تخلف الميعاد (آل عمران: ۱۹۴)“ ﴿اے ہمارے رب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اس کو عطا کر کیونکہ تو وعدہ خلافی تو کرتا ہی نہیں۔﴾ (۳) ”الا ان وعد اللہ حق ولكن اکثر الناس لا يعلمون (یونس: ۵۰)“ ﴿یاد رکھو کہ خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اگرچہ بہت لوگ اس سے ناواقف ہیں۔﴾ اور بھی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ایسی ہیں۔

۲۔ جس کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے پڑھا دیا۔

(انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

۳۔ جیسا کہ (انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“ پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ (آگے چل کر) یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں۔“ یہ کیسے بدیہی ثبوت مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے ہیں مگر مرزائی کچھ نہیں دیکھتے۔

اس کے علاوہ اور بھی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان کی نسبت بھی ایسی ہی موت وغیرہ کی پیش گوئیاں کر کے معیار صدق یا کذب اپنا مرزا قادیانی نے ٹھہرایا ہے۔ وہ اپنی اپنی جگہ پر دکھائے جائیں گے۔ یہاں فقط منکوحہ آسمانی کے متعلق جھوٹی پیش گوئی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو ہمارے دوست مولوی عبدالماجد (قادیانی) اپنے جواب میں ثابت کر دکھائیں کہ یہ دونوں امور تنقیح طلب متذکرہ بالا وقوع میں آگئے؟ اگر درحقیقت یہ امور وقوع میں آگئے ہوں تو ضرور جواب دیجئے اور نقارہ کی چوٹ اخباروں میں اشتہاروں میں فیصلہ آسمانی کی تکذیب ثابت کیجئے کہ یہ واقعی وقوع میں آگئے اور مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئیاں سچی ہوئیں۔ (سب سے پہلے میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہو جاؤں گا۔ آپ ان امور کو سچ بھی تو کر دکھائیے)

چونکہ یہ بالکل یہ محال ہے۔ کیونکہ نہ محمدی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی نہ اس کا خاوند سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کے سامنے مرا۔ (جس کو مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم الہام سے فرمایا تھا) بلکہ خود مرزا قادیانی ہی پیش از وقوع امور متذکرہ بالا، عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ اس لئے آپ اس کے ثابت کرنے سے قدرتا مجبور ہیں تو پھر راستی اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان پیش گوئیوں ہی کو غلط مانئے اور کہئے کہ مرزا قادیانی بھی انسان تھے۔ مرزا قادیانی کو ایک ذی علم بشر مانئے، ان سے غلطی ہوگئی۔ رگڑا جھگڑا آپ لوگوں سے باقی نہیں رہنے کا۔

بات کو جس قدر بڑھاؤ بڑھے

قصہ یہ طول مختصر بھی ہے

انسان ضعیف البیان غلطی کا پتلا ہے۔ کمال نفس یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے۔ جس طرح ہمارے دادا حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لغزش پر گرویدگی اختیار کر کے ”ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین (اعراف: ۲۳)“ کہہ کر سجدے میں گر گئے اور بخشش الہی نے الحاح و زاری ان کی قبول فرما کر خلعت توبہ سے سرفرازی بخشی۔ حضرات مرزائی بھی اس عمل کو خلوص سے کر کے تماشا دیکھ لیں کہ کس طرح دریائے رحمت اس مفضل حقیقی کا جوش مارتا ہوا اپنے پیاسوں کو دور دور سے سمیٹ لاتا ہے۔

مرزا قادیانی کو چاہے جس تقدس کا آپ لوگ شایاں سمجھیں سمجھئے۔ اس کے ذمہ دار

آپ لوگ ہیں۔ مگر خدا کے لئے ان کو خدا اور رسول و مہدی موعود، مسیح مسعود نہ بنائیے۔ بلکہ جس وقت ان کے تقدس کی مخیلہ صورت پیش نظر آجائے تو مناسب ہے کہ ان کے ذاتی حالات کو عینک لگا کر غور سے دیکھئے اور میزان عقل پر تولئے۔ کیونکہ ذاتی حالات اور کریکٹر سے بڑھ کر کوئی اور پرچی شہادت انسان کے لئے نہیں ہو سکتی۔

جناب قادیانی مولوی صاحب جواب لکھتے وقت یہ ضرور خیال رکھیں گے کہ بات بنانے کا سلسلہ تو بات بنانے والے کے نزدیک کبھی منقطع ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرض کیجئے کہ (محمدی) کے معنی کوئی عورت (مرزا قادیانی) سے مراد کوئی مرد (سلطان محمد) کا مفہوم کوئی مغل (زندگی) کے معنی کوئی زمانہ قبل از موت (مرنے) کے معنی رات کا سوجانا چلنے بات بنادی گئی۔ درحقیقت اب جواب ہو یا نہ ہو ہم چپ تو نہ رہے۔

جناب من! یہ ہیں نفسانی شرارتیں (اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کو اور سارے حلقہ بگوشان اسلام کو ایسی شرارتوں سے بچائے آمین!)

اگر ایسا ہی جواب فیصلہ آسانی کا دیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ہم بغیر جواب دیکھے مان لینے کو تیار ہیں کہ وہ واحد مرزا خوب جواب دیا گیا ہے اور ایسے ہی جواب کی امید تھی۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ محمدی کے نکاح میں آجانے کا مرزا قادیانی کی طرف سے اقبال کیا جائے۔ یا اس کے خاوند کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اقرار کر سکیں۔ اس لئے کہ قریب قریب سارا ہندوستان مرزائیوں ہی کے اشتہارات سے اور رسالوں کے ذریعہ سے جان گیا کہ ۱۸۹۲ء میں محمدی کا نکاح سلطان محمد بیگ سے ہوا اور مرزا قادیانی اس نکاح کی ناکامی کی حسرت لے کر ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔ جس کو اب پانچواں سال ہے کہ مرزا قادیانی کی جمہوٹی مسیحیت کا زمانہ گزر گیا اور ابھی تک سلطان محمد بیگ مع اپنی آل و اولاد کے بفضل صحیح و سالم موجود ہیں۔

اس کا تو مجھے یقین ہے کہ اصل امور متعلقہ فیصلہ آسانی کا جواب تو مولوی صاحب کے مشیت الہی نے مطلق محال کر دیا ہے کہ زمانہ ہزار پلٹا کھائے تو بھی اس کا وقوع ممکن نہیں۔ اس لئے میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اصل مطالب فیصلہ آسانی سے جواب ان کو اچھوتار ہے گا۔ البتہ فضولیات اور خارج از بحث اور خارجی امور سے ان کے جواب کے صفحے زیادہ سیاہ پائے جائیں گے۔ جیسا کہ ان کے خطوط سے مترشح ہوا ہے جو بنظر تحقیق نام جناب مؤلف مدظلہ العالی کے پاس مولوی صاحب نے بھیجے تھے۔

مولوی صاحب نے پہلے ایک خط بھاگلپور سے لکھا اور مولف موصوف سے دریافت کیا کہ یہ فیصلہ آسانی کیا آپ کی تالیف ہے۔ بجواب اس کے ان کو اطلاع دی گئی کہ: ”انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال“ جس کا مفہوم ظاہر ہے کہ: ”الکنا یہ ابلغ من الصراحة“ مگر اس پر بھی نہ سمجھے اور پھر دوسرے خط میں اسی مضمون کا تکرار کیا۔ جس سے نفس مطلب کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

یہ کس قدر لچرب بات ہے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوؤں کا جواب مرزا قادیانی کے قول سے نہ دیا جائے۔ بلکہ کسی مصنف یا مولف کے نام کا سہارا ڈھونڈھا جائے۔ وہی مثل ہے ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ غیبت ہے۔ غالباً مولوی صاحب ایسی ہی خارجی بحثوں سے زیادہ کام لیں گے اور نام نہادی جواب کے جزوں کو موٹا بنا کر ضخیم کریں گے۔ جس میں قیمت بھی اچھی رہے گی اور جاہلوں میں فوق البعوض رک بھی ہو۔

غرض ایسی ہی فضولیات میں بہت کچھ مصالحوں کا کرچٹ پٹا بنانے کی کوشش کریں گے اور شاید یہ بھی فرمائیں گے کہ مولانا سید ابوالاحمد رحمانی مولف رسالہ نے فقط اپنی کنیت ہی لکھ کر کیوں بس کر دیا اپنا پورا نام و نشان و سکونت بقید محکمہ و پرگنہ و ضلع وغیرہ کیوں نہ لکھا اور عجب نہیں کہ یہ بھی کہیں کہ اپنا نسب نامہ پورا کیوں نہ شائع کیا۔

مولوی صاحب ان امور کو جواب سے کیا تعلق؟ یہ تو کوئی ضروری امر نہیں اور نہ دینی فرض یا واجب ہے کہ مرزا قادیانی کی طرح سے اپنی تعلق کے لئے موٹے موٹے حروف میں اپنا نام نمائش کی غرض سے ظاہر کیا جائے اور جھوٹی نبوت کی بگھار دور دور پہنچائی جائے۔ یہاں تو مقصود اس کام کا صرف خالصتاً بوجہ اللہ ہے۔ کسی دنیاوی غرض یا حب جاہ و ناموری کے لئے مجھہ تعالیٰ ذریعہ بنانا نہیں چاہئے۔ اسی لئے سلف صالحین کا طرز اس کا رخیر میں بھی اختیار کیا اور آج سے نہیں بلکہ ایک زمانہ دراز سے جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطاء کی کہ نفس کے غرور اور مکر سے ہر وقت ہوشیار رہنا ضروریات درویشی اور خصوصیات اہل اللہ سے ہے۔ اکثر تصانیف روئیناری میں یا اور مسائل مختلفہ میں علماء اسلام سے مناظرہ و تحقیق کی نظر سے شائع کیں اور اکثر اپنے شاگردان ذی علم و مریدین و متوسلین کی طرف سے شائع ہوتی گئیں اور کمال افساری اور تادیب نفس کی غرض سے جو اہل اللہ کا ظاہر و باطن یہی شیوہ رہتا آیا ہے اپنی ناموری کا اخفا کیا ہے۔

میں نے سنا ہے کہ مولوی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو مؤلف کے نام کے دریافت میں اس قدر اصرار ہی کیوں ہے تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ خود مؤلف کے مسلمات سے جواب فیصلہ آسانی کا دیا جائے گا۔ یہ تو وہی مثل ہے کہ سوال از آسمان و جواب از رہ سمان۔ بس اب مجھے کوئی تردد نہ رہا کہ مجیب کے بجز نے تحقیقی جواب سے اس کو مجبور کر دیا۔ اس لئے وہ مسلمات سے الزامی جواب دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ شاید میرے دوست کے ذہن سے یہ نکل گیا کہ الزامی جواب کا اثر تو مؤلف ہی تک محدود رہ سکتا ہے۔ پبلک کی تشفی کے لئے کیونکر وہ کافی اور مفید ہو سکتا ہے۔ خیر یہ بھی دیکھ لیا جائے گا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیوں

آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہے کیا

لیجئے اب اس کو بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ ابتدائے اسلام سے اخیر زمانہ سلطنت اسلام تک کتنے اکابر مصنفین نے اپنا نام ظاہر نہ کیا اور فقط ان کی کنیت یا دوسری نسبت اضافی سے ان کی تصانیف از شرق یا غرب بعد ان کے آج تک مشہور ہیں۔ میں ایسی تصانیف کا نام ہیما قرآن مجید کی تفسیر ہی سے شروع کرتا ہوں۔

تفسیر	حدیث	فقہ
جلالین	بخاری شریف	۶۔ معیہ المصلیٰ
بیضاوی	مسلم	فتح القدر
کشاف	ترمذی	زیلعی
کبیر	نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ	بحر الرائق
کلام	ادب وغیرہ	نحو
شرح مقاصد	مجمع البحار اخت میں	کافیہ
تذکرۃ الحفاظ فن رجال میں	منہجے، حماسہ، نہایہ	شافیہ

کچھ دن ہوئے ایک اشتہار حکیم خلیل احمد موگیلری (قادیانی) کی طرف سے بجواب اشتہار فیصلہ آسانی شائع ہو کر میری نظر سے گزرا۔ جس کی سرخی نشان آسانی برکتذیب ابواحمد رحمانی

تھی۔ اگرچہ افواہا یہی سنا جاتا ہے کہ یہ اشتہار بھی مولوی عبدالماجد صاحب (قادیانی) کی فکر سلیم کا ذخیرہ ہے۔ چونکہ وہ اشتہار اس قدر لچر اور پوچ اور جھوٹ کی بھرمار سے معمور ہے اور لہجہ بھی اس کا شائستگی سے دور، بلکہ بدتہذیبوں سے بھرپور ہے۔ اس لئے میرا گمان مولوی صاحب کی طرف کم جاتا ہے۔ ”واللہ اعلم بالصواب“

اس کی ابتداء بھی جھوٹ ہی سے شروع ہوئی ہے اور سرخی ہی میں (نصیب دشمنان) حضرت مؤلف کی تکذیب پر نشان آسانی کا دعویٰ تو بڑی ڈھٹائی سے کیا گیا ہے اور ڈیڑھ فٹ کا ایک طویل اشتہار (بالکل ذلل قافیہ آئیں بائیں شائیں) جھوٹی باتوں سے بھر کر ناحق اپنے اشتہار کا منہ کالا کر کے ہولی کا سوانگ نکالا ہے۔ لیکن مشہور کو ایک کذب بھی حضرت مؤلف (مولانا محمد علی مونگیریؒ) کی نڈل سکا کہ اپنے اشتہار میں اس کے ظاہر کرنے کی جرأت کر سکتے اور دعوے کے ساتھ دلیل لا سکتے اور ثبات قدمی کے ساتھ پبلک میں پیش کرتے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی آنجمانی کے صریح جھوٹ کو ان کے مخالفین بڑے زوروں سے غلے روس الا شہاد بغیر ایچ پیج کے صاف صاف روز روشن کی طرح دکھاتے رہتے ہیں۔ مگر اس پر بھی جھوٹ بکنے سے وہ باز نہیں آتے۔

بات یہ ہے کہ مرزائی حضرات کو جھوٹ سے اس قدر رغبت ہو گئی ہے کہ اس کی برائی اور وعید پر مطلق نظر نہیں۔ اس لئے کہ سارا دار و مدار قادیانی نبوت کا اسی پر ہے۔ لہذا جب ان کی زبان یا قلم سے کوئی بات نکلتی ہے تو جھوٹ سے خالی نہیں رہتی۔ یہی ان کے جھوٹے نبی کا فیضان ہے۔ جس کو شیطان بحکم ”یوسوس فی صدور الناس“ ان کے مقبوعین کی رگ و پے میں ٹھونکتا رہتا ہے۔

آگے چل کر بطن اشتہار میں مشہور نے بڑی ڈھٹائی سے حضرت مؤلف (حضرت مونگیریؒ) کی نسبت کذب بیانی کا جھوٹا دعویٰ بے دلیل کیا اور غصے میں آ کر اپنے نبی کی سنت کو دانتوں سے پکڑ کر جھوٹ کا طومار ایسا باندھا ہے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاتی ہے۔

کیا ان کے مادہ عنصری میں جھوٹ کا خمیر اس قدر غالب ہو گیا ہے کہ سوائے جھوٹ کے سچ بولنا کبھی جانتے ہی نہیں۔ حکیم صاحب! ذرا ہوش میں آویں اور مزاج کو معتدل رکھ کر ذرا حواس درست کر کے اس طرف کان دھریں کہ حضرت مولانا سید ابوالاحمد رحمانی مدظلہ العالی کی پاک نفسی، بے ریاکی، صدق شعاری، سلامت روی، انکساری، خالص درویشی، نیک نیتی، دیانت،

اجتماع سنت محمدی، تبحر علمی، شریعت کے ساتھ سلوک طریقت و عرفان حقیقت سے سارا ہندوستان رنگوں سے لے کر بمبئی تک اور حرمین الشریفین اور بیت المقدس و شام و قسطنطنیہ و ملک مغرب کے بڑے بڑے علماء و مشائخ و محدثین ذوی الکرام پورے طور سے واقف ہیں۔ بھلا آپ بیچارے (چھوٹا منہ بڑی بات) ان کو کیا جان سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پنجاب کے محدودہ چند ڈھل لیقین اپنی طلب منفعت کی غرض سے مرزا قادیانی کے ساتھ رنگ آمیزی میں شریک کاروبار رہ کر خانہ ساز کاغذی گھوڑے دوڑا کر اخباروں کے ذریعہ سے دکانداری کی رونق بڑھاتے ہیں۔ خدا و رسول کو خیر باد کہہ کر مرزا قادیانی کی گرم بازاری کرائی گئی۔ استغفر اللہ! خدا سے ڈرنا چاہئے۔ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند!

اب ذرا مرزائی حضرات ایمان سے بتادیں کہ حضرت مؤلف (حضرت مونگیریؒ) نے بھی باایں ہمہ تقدس ذاتی و صفاتی کے کبھی اپنی تعلیموں کے اشتہار چھپوائے۔ اپنے کو مجدد بنایا، عیاذ باللہ مہدویت کے دعویدار بنے (خاکم بدہن) نبوت کا ادعا کیا۔ اپنے جموں نے الہامات کا اشتہار یا رسالہ شائع کیا۔ اپنے نشانات کی گنتی گنوائی۔ (حالانکہ روزانہ ایسے تصرفات و رویشانہ بکثرت ہوا کرتے ہیں) کسی کو فریب دے کر جھوٹی بشارت فرزند زینہ ہونے کی دے کر کچھ روپے کسی سے لے لئے۔ مہمان مسجد یا منارہ کی تعمیر کے حیلہ سے ابلہ فریبی کر کے بندگان خدا کا روپیہ چندہ کر کے حاصل کیا۔ کسی سے دعا کرنے کے صلہ میں کچھ نقدی پیٹکی وصول کی۔ براہین احمدیہ اور سراج منیر کی طرح اشتہار دے کر جھوٹا وعدہ شائع کر کے مسلمانوں کا روپیہ پیٹکی وصول کر کے ایفاء وعدہ ندار کیا۔ پھر آپ ہی کہتے کہ آپ لوگ کون سی تکذیب کا اظہار کر سکتے ہیں؟

مقصود آپ کا لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ ایسی گیدڑ بھیکوں سے اظہار حق سے باز رکھا جائے۔ سو اس سے ہاتھ اٹھا رکھیے۔ جب تک دم میں دم ہے اور توفیق الہی شامل حال ہے۔ اظہار حق سے اہل حق درگزر نہیں کر سکتے اور امر بالمعروف کا سلسلہ بتوفیقہ تعالیٰ حتی الوسع جاری رہے گا۔ کبھی تو آپ لوگ خواب غفلت سے ہوشیار ہوں گے اور راست بازی اور انصاف پسندی کی طرف (اگر خدا کی مشیت ہے) رجوع کریں گے۔ بس اسی قدر میرا مقصود ہے۔ ہم نے اس کو ایک اہم دینی کام جان کر دین اسلام کی خدمت شروع کی ہے۔ حاشا وکلا کسی زید و بکر کی دل آزاری کا خیال تک بھی دل میں نہیں ہے۔ اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ میری سعی رائیگاں نہ جائے گی۔ ”ان اللہ لا یضیع اجر العالمین“۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند این مباحث کہ تعقید یا شنید

مرزا قادیانی کے دو درجن جھوٹے اقوال کی فہرست خود ان کی تصنیفات سے کتابوں کا حوالہ ہر قول میں دیا گیا ہے۔ حکیم خلیل احمد صاحب اور ان کے مرزائی بھائی کہاں ہیں؟ ذرا ادھر کان لگا کر اپنے مرزا قادیانی کے جھوٹ کی تفصیل سنیں اور یہی نہیں کہ ان کے جھوٹ صرف اسی فہرست کے اندر محدود ہیں۔ بلکہ سوائے ان کے اور بھی ان کے جھوٹے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ انہیں کی تصانیف میں موجود ہے۔ یہ تو بطور نمونہ کے صرف اشتہاری جھوٹ کی فہرست ہے۔ مگر خدا کے لئے دل میں شرمناک سنتے سنتے بھاگ نہ جائیے گا بلکہ مرزا قادیانی کی سنت پر قائم رہ کر بے شرعی کا دامن پکڑے ڈٹے رہے گا اور سمجھ لیجئے گا کہ۔

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن نے جو مرزا قادیانی کے بست سالہ مرید اور رفیق اور خلیل القدر صحابی تھے۔ مولوی نور الدین صاحب کو اطلاع دی کہ صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا۔ یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا قادیانی مرجائیں گے۔ اس کے بعد ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں مرزا قادیانی نے مفصلہ ذیل اشتہار دیا۔

کہ: ”میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریف اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۹ حاشیہ)

(راقم) مرزا قادیانی ہوا تو ایسا ہی۔ اب خدا سے جھگڑا کیجئے۔

مرزا قادیانی کی تکذیب ثابت ہونے کے لئے صرف یہی ایک امر کافی ہے کہ مطابق میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے اور برخلاف دعوائے الہام اپنے مرزا قادیانی کی ہلاکت اور اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر صاحب تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی۔ جس کو بڑے زور

سے دعوے کر کے مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا مگر شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔ مگر خدا تعالیٰ نے بموجب ارشاد ”وَيَسْمَعُ اللَّهُ

الْبَاطِلَ وَيَحِقُّ الْحَقُّ بِكَلِمَاتِهِ أَنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (شوری: ۲۴)“

اب کہ ہر بھاگے جھوٹی نبوت کی شخی بگھارنے والے۔ ذرا آویں اور مرد میدان بن کر پبلک کے سامنے اپنے جھوٹے نبی قادیانی کے جھوٹ کی تردید کریں۔ یہ ہے فیصلہ آسانی۔ یہ کچھ لڑکوں کا کھیل نہیں ہے۔ ابلہ فریبی کا جال نہیں ہے۔ جھوٹی تاویل نہیں ہے کہ چرب زبانی کر کے جھوٹ پر خاک ڈالنے سے چمپ سکے۔ یہ تو روز روشن کی طرح سچ کا سچ ظاہر ہو گیا اور طرفہ یہ کہ خود مرزا قادیانی کی ہی زبان سے۔ اس پر بھی کچھ نہ دکھائی دے تو اپنی آنکھوں کا علاج کریں اور ظاہری عیب کا ستر پوش چشمہ اتار پھینکیں اور اس آئیہ کریمہ کی تلاوت کریں۔ ”وَلَهُمْ أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَلْسُنٌ لَا يَنْفَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ آفَافٌ لَا يُفْقَهُونَ“ (اعراف: ۱۷۹) ”اُس پر بھی نہ سمجھیں تو خدا ان سے سمجھے۔ میرا جو کام اظہار حق تھا وہ کر دیا۔ ہدایت اور ضلالت میرے اختیار میں تو ہے نہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی توفیق اور خذلان پر منحصر ہے۔ جس کو چاہے ہدایت کرے اور جس کو چاہے گمراہ رکھے۔“ ”وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ“

اب ذرا ہوش سنبھال کر صرف اسی بحث میں مرزا قادیانی کے پانچ جھوٹ بین اور صریح طور سے ظاہر ہو گئے۔ ان کو اپنے دلوں کی پاکٹ بک پر (پنسل سے نہیں) بلکہ مصطفیٰ روشانی سے ٹاٹکتے جائیے کہ نقش کا لبحر ہو جائے۔ شاید اس مفصل حقیقی کے فضل سے جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ سمجھنے کی استعداد بہم پہنچ جائے اور صراطِ مستقیم کا سید حاررہ دور ہی سے جھلکنے

۱۔ یہاں مرزا قادیانی نے شریر اور مفتری کا اشارہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی طرف کیا ہے۔

۲۔ اور صادق اور مصلح کا اشارہ اپنی ذات کی طرف سے کیا ہے۔ مگر مشیتِ الہی نے واقعہ کی رو سے عبدالحکیم خاں کو صادق و مصلح اور مرزا قادیانی کو شریر اور مفتری ثابت کر دکھایا۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہی ڈاکٹر عبدالحکیم کے سامنے ہلاک اور فنا ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار! سَلَّمَ اللہ تعالیٰ اپنی نشانیوں سے حق کو روشن اور باطل کی ظلمت کو دور کرتا ہے اور بے شک

وہ دلوں کے راز خوب جانتا ہے۔

لگے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آپ لوگ بھی دل سے آمین کہئے۔ اللہم
 اھدھم انھم لا یعلمون ووفقھم انھم لا یفقدون!
 پہلا جھوٹ
 قولہ..... ”میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔“

(اشتہار خدا ہے کا حامی ہو لمحۃ حقیقت الوہی ص ۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۹)

یعنی جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے میری نسبت پیش گوئی کی ہے۔ میں اس کی میعاد
 پیش گوئی کے اندر نہیں ہلاک ہونے کا بلکہ سلامتی کے ساتھ رہوں گا۔ جیسا کہ آئندہ جملہ میں خود
 اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

راقم..... اب اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالئے اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان سے فرماتے
 جانیئے کہ سلامتی کے شہزادہ کا کیا حشر ہوا اور کس طرح سے سلامتی کے ساتھ ذلت اور لعنت کی
 موت اندر میعاد مذکورہ بقول ان کے مرزا قادیانی آنجہانی کو واقع ہوئی۔ فرمائیے! اب بھی
 مرزا قادیانی کی سلامتی میں کچھ کسرباتی رہ گئی۔ کیا آپ لوگوں کو اب بھی ان کی دروغ بیانی اور
 الہامات شیطانی پر کچھ شبہ رہ سکتا ہے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

دوسرا جھوٹ

قولہ..... ”کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔“ (اشتہار لمحۃ حقیقت الوہی ص ۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۱۱)

حالانکہ یہ بھی جھوٹ نکلا، بموجب دعویٰ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے میعاد پیش گوئی
 کے اندر ہی ہلاک ہو کر اپنے الہامی دعوے میں مغلوب ہوئے اور ڈاکٹر صاحب ہی کو غلبہ رہا۔ کہئے
 اس میں بھی کچھ ایچ بیج کی گنجائش باقی ہے؟

راقم..... ہرگز نہیں۔ واللہ ہرگز نہیں! ثم باللہ ہرگز نہیں۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

تیسرا جھوٹ

قولہ..... ”بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

راقم..... مگر مشیت الہی بالکل مرزا قادیانی کے الہام کے برعکس ظہور میں لائی۔

یہ جملہ مرزا قادیانی کا نہایت ہی صفائی سے معتبر شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز سچے نہ تھے اور ان کا الہام شیطانی تھا جو جھوٹا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق ان کے سامنے ہلاک نہ ہوئے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کے سامنے ان کی پیش گوئی کے مطابق ہلاک ہوئے۔ جس کو مرزا قادیانی بھی ذلت اور لعنت کی موت خود اپنے الہام سے فرما چکے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا الہام جھوٹ ثابت ہو گیا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

جناب حکیم خلیفۃ المسیح اور مولوی عبدالماجد قادیانی سرسری ہی طور سے ملاحظہ کریں۔ اس میں کوئی دقیق مسئلہ حکمت کا نہیں ہے۔ جس میں زیادہ غور اور فکر درکار ہو۔ مرزا قادیانی نے جس قول کو الہام فرمادیا ہے۔ اس کے نتیجہ کو دیکھیں کہ ان کے الہامی قول کے موافق وقوع میں آیا یا نہیں؟ چونکہ اس کا جواب نفی کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے اثبات کی طرف ضد نہ کیجئے اور خدا کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیجئے۔ یہ ہے فیصلہ آسانی۔

چوتھا جھوٹ

قولہ..... ”یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۸، خزائن ج ۲۲ ص ۴۱۱)

۱۔ مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس سچ ہوا اور ایسا صاف ظاہر ہو کر رہا کہ کسی تاویل کی ذرہ سی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ شریر اور مفتری یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے صادق اور مصلح یعنی عبدالحکیم فنا ہو جائے۔ یہ قول مرزا قادیانی کا بالکل سچ اور ٹھیک ہوا نہایت جرأت سے میں مصنف سے عرض کرتا ہوں کہ گواہ آپ کے نزدیک یہ جھوٹ ہو۔ مگر میں اس قول میں مرزا قادیانی کو سچا مانتا ہوں اور احمدی حضرات بالخصوص جناب حکیم نور الدین صاحب بھی اس ماننے میں میرا ضرور ساتھ دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے گا۔ مرزا قادیانی کا اشتہار خدا سچے کا حاجی ہے۔ مطبوعہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۷)

راقم بہت اچھا مجھ کو بھی اس قول کے ماننے میں مطلق عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے قول بالا کے قضیہ کو صغریٰ کبریٰ کرنے کے بعد نتیجہ بھی نکلے گا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک فهو المراد!

واضح طور پر عام فہم شرح دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کے الہامی قول سے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صادق اور مصلح ٹھہرے اور مرزا قادیانی شریر اور مفتری۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے سامنے فنا ہو گئے تو اب مرزا قادیانی ہی کے اس جملہ نے بلا کسی قسم کی تاویل اور شک کے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے اقرار کے بموجب شریر اور مفتری تھے۔ کوئی صاحب امر حق کے ظاہر کرنے میں خفا نہ ہوں۔ کسی کی دل آزاری کے خیال سے یہ سب کچھ نہیں لکھا جاتا ہے۔ بلکہ اظہار حق کے خیال سے، خفا ہونے کی بات بھی نہیں۔ کیونکہ میں نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نیا گستاخی کا نہیں نکالا۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ہی کے قول و اقرار کا نتیجہ انہیں کے فرمائے ہوئے الہامی لفظوں میں اعادہ کیا ہے۔ غصہ نہ فرمائیے۔ غصہ کا منہ کالا۔ غصہ آدمی کو انصاف سے دور کر دیتا ہے۔ یہ انصاف کا وقت ہے۔ ذرا غور کر کے محل سے آپ ہی تجویز فرمائیے کہ بقول مرزا قادیانی کے اس جملہ کا مصداق شریر اور مفتری کون ہوا؟ مرزا قادیانی یا کوئی دوسرا؟ اور صادق اور مصلح کا مفہوم ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ہوئے یا مرزا قادیانی؟ ضرور آپ لوگ بھی دل میں وہی کہنے لگے گیسا کہ میں نے قبل میں ذکر کر کے ساکت کر دیا ہے۔ گویا ان سے اپنی بات کی ضد یا خجالت سے نہ کہیں۔ لیکن یاد رکھئے کہ اس قسم کے جھوٹ کا کچا چٹھا بڑے دعوے اور زور و شور کے ساتھ پبلک میں اس غرض سے پیش کیا جاتا ہے کہ ارباب عقل سلیم ان معتبر شہادتوں سے مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں اور جھوٹے الہاموں کا اندازہ کر سکیں اور جن صاحبوں کو اب تک مرزا قادیانی کے حالات دوکانداری اور جو فروشی و گندم نمائی سے پوری پوری واقفیت نہ تھی۔ واضح طور پر ظاہر ہو جائے کہ آئندہ پھر کوئی نیا بندہ خدا ان کے دام ترویج میں نہ آجائے۔

پانچواں جھوٹ

قولہ ”یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میناد میں ہلاک ہو جاؤں۔“ (مخلص حقیقت الوحی ص ۲۲ ج ۲ ص ۴۱۰)

راقم مرزا قادیانی نے تو ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے بچنے کے لئے اپنے شیطانی الہام

کے بھروسہ پر بڑا زور دار دعویٰ کیا تھا۔ مگر جس کے ہاتھ میں موت اور حیات ہے اور جو بڑا علیم اور حکیم بھی ہے۔ اس کی حکمت بالغہ اسی کی مقتضی تھی کہ ان جیسے جھوٹے مسیح کی موت ذلت اور لعنت ہی کے ساتھ ہونی چاہئے تھی۔

جناب حکیم صاحب! یہ ہے فیصلہ آسانی۔ بھلا اس کا جواب آپ کیا دیں گے۔ مشیت الہی سے جھگڑنا کسی عقل والے کا کام نہیں ہے۔ زیادہ حد ادب!

بھائیو! دوڑو اور مرزا قادیانی کی جھوٹی لفاظیوں اور بڑے زور دار دعوؤں کے پاش پاش ہونے کا تماشا ایک نظر دیکھ لو کہ جس ذلت اور لعنت کی موت سے اپنے مرنے کی نفی الہامی طور پر فرماتے تھے مشیت ایزدی نے اسی ذلت اور لعنت کی موت میں مبتلا کر دیا اور ”لو تقول علینا بعض الاقاویل لا خذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ: ۴۴)“ کا راز خدائے ذوالجلال نے اپنی مخلوق پر واضح طور سے کھول دیا۔ دیکھا اس منتم حقیقی کی شان جبروتی کو کہ خود بقول مرزا قادیانی کے ان کو اسی ذلت اور لعنت کی موت سے اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے ہلاک اور فنا کر دیا۔ جس کی بڑے زور و شور سے مرزا قادیانی نے نفی فرمائی تھی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں۔

اب اس تین شہادت مقبولہ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں مرزائی حضرات کیا جواب پیش کر سکتے ہیں؟ یہ ہے فیصلہ آسانی اگر کسی کو جرأت ہو تو اس کا جواب باصواب دے۔ ورنہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے کہیں روشنی چھپ نہیں سکتی۔

یہ پانچ معتبر شہادتیں مقبولہ مرزا قادیانی آنجمانی کی ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے التجا کے ساتھ متوجہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ان مقبولہ شہادتوں پر غور کامل فرما کر مرزا قادیانی کی جھوٹائی پر اپنا اپنا طاق فیصلہ کرتے جائیں کہ عقل سلیم کے نزدیک باوجود جھوٹا ثابت ہونے اور ایسے جھوٹ الہامی دعوؤں کے کون خارج العقل مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود یا مہدی مسعود مان سکتا ہے۔

ہاں! ایک جملہ اس بحث کا اور باقی رہ گیا کہ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ میں نہایت راسخی سے تسلیم کرتا ہوں اور اس خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ جیسا مرزا قادیانی نے فرمایا تھا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیا کہ صادق

نئے سامنے کاذب ہلاک اور فاکر دیا گیا۔ (یہ ہے تفسیر ”ثم لقطعنا منه الوتين“ کی)
 اس پر بھی مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں خود بقول مرزا قادیانی کوئی کسر باقی رہ گئی
 ہو تو جواب دیجئے۔ ورنہ صاف صاف اعتراف فرمائیے کہ مرزا قادیانی سے غلطی ہوئی اور مسیحیت اور
 مہدویت کا دعویٰ کرنے میں شیطان نے ان کو دھوکے میں ڈالا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے (ضرورۃ
 الامام ص ۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۷) میں لکھا ہے کہ: ”یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال
 کو دفع کیا اور اس کی الہام کی پلیدی فوراً ظاہر کر دی۔ ہر ایک زاہد و صوفی کا یہ کام نہیں۔“

مرزا قادیانی کا یہ لکھنا اور بزرگوں کے قول کی نقل فرمانا بالکل صحیح ہے کہ شیطان کے
 دھوکے اور فریب سے بچنا و محفوظ رہنا ہر ایک زاہد و صوفی کا کام نہیں۔ خاص کر کسی تعلقی پسند ہوا
 پرست، خود غرض، کم تجربہ، بے رہبر ملہم کا شیطانی دھوکے کو پہنچ کر اس سے بچنا مشکل بلکہ قریب
 قریب ناممکن کے ہے اور خاص ایسے دھوکے و مغالطہ کے امتیاز و شناخت ہی کے لئے رہبر کامل
 و مرشد سالک کی سخت حاجت ہوتی ہے۔ اسی لئے خادمان دین متین اور حاملان شریعت سید
 المرسلین نے کتابیں ”تسلیم ابلیس“ وغیرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن افسوس کہ
 مرزا قادیانی تو ان متقدمین کی تصانیف کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ شیطان نے کچھ کان
 میں پھونک کر ان کو اپنے ہی علم پر نازاں اور مغرور بنادیا تھا۔ جس کے سبب سے ہر ہر قدم پر ٹھوکر پر
 ٹھوکر کھاتے رہے اور گرے تو پھر سنبھلنے تک کی قوت باقی نہیں رہی۔

مجھ کو حقیقتاً بڑا افسوس ہے۔ کاش وہ متقدمین کی کتابیں دیکھتے یا کسی تجربہ کار کامل مرشد
 کی صحبت سے چندے فیضیاب ہوتے اور استقامت کے ساتھ فضل رحمان کے متلاشی رہتے تو
 البتہ کچھ ان شیطانی الہام کی کیفیت سے واقفیت ہو جاتی اور پھر ہرگز ٹھوکر نہ کھا سکتے۔ جیسا کہ خود
 ہی آگے چل کر مرزا قادیانی اسی (ضرورۃ الامام ص ۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۷) میں فرماتے ہیں کہ:
 ”ایک دفعہ شیطانی الہام (حضرت سیدنا غوث الاعظم) شیخ عبدالقادر جیلانی کو بھی ہوا تھا۔
 شیطان نے آپ سے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں۔ اب جو کہ دوسروں پر حرام
 ہے۔ تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے۔ جو چاہے کر۔“ تب حضرت نے
 فرمایا کہ شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں
 ہوئیں۔ تب شیطان بھاگ گیا۔

مرزائی حضرات اور خصوصاً جناب حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح قادیان اس جگہ سوچ سمجھ کر غور فرمادیں کہ یہ جواب اور سرزنش مرزا قادیانی کی کس قدر صحیح اور درست ہے۔ واقعی کالمین اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے اور ہمارے سید الطائفہ روحانفہ سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم قطب یزدانیؒ کی تو بالخصوص بڑی شان تھی اور بڑے کامل اور مکمل اور نہایت درجہ کے متبع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ تھے تو پھر ہمارے غوث الاعظم یا ایں ہمہ فضل و کمال اور قرب الی اللہ و اتباع سنت مصطفویہ کے ایسے صریح شیطانی الہام کو کیوں قبول کرتے۔ اسی لئے انوار محمدی کے فیضان سے فوراً حضرت موصوف نے شیطان کو پھٹکار دیا کہ اے شیطان دور ہو، وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوں۔ فافہم و تدبر!

برادران اسلام! اب آپ ہی غور سے انصاف کریں اور مرزا قادیانی نے جو اوپر کی عبارتیں ضرورۃ الامام کی فصل ۵۷ میں لکھی ہیں۔ یعنی حضرت پیران پیر دہلویؒ کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر اور معیار قرار دے کر مرزا قادیانی کے حال اور دعوے پر نظر عمیق اور غور کامل فرمادیں کہ حضرت پیران پیرؒ نے تو شیطانی الہام کو کتاب اللہ اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کی توفیق سے فوراً تمیز کر کے نور کا تازیانہ لگا دیا اور اس کے الہام کو رد کر کے فرما دیا کہ دور ہو شیطان۔ لیکن مرزا قادیانی نے اسی مضمون کے اپنے الہام ”اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق“ (براہین احمدیہ ص ۵۶۰، خزائن ج ۱ ص ۶۶۸ حاشیہ) کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیا اور شیطانی الہام کے تمیز کرنے سے بالکل مجبور ہے۔ یہ کیوں مرزا قادیانی نے ایسا عمل کیا۔ بظاہر یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت میں تعلیم کا زور و شور اور خواہشات نفسانی کا غلبہ تھا۔ اس لئے شیطان مردود کا (جو انسان کا ظاہر دشمن ہے) پورا پورا قبضہ ہو گیا اور اگر تعظیم و تکریم شریعت مصطفویٰ اور احادیث نبوی ﷺ کی کچھ بھی حرمت ان کے دل میں رہتی اور کوئی رہبر کامل ان کا ہوتا تو یہ صورت پیش نہ آ سکتی اور تمیز کر لیتے کہ یہ شیطانی الہام ہے۔

۱۔ یعنی جو تو چاہے کہ تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت کو معلوم نہیں۔ (تذکرہ ص ۱۰۷، طبع سوم)

بجا ہے اسی لئے تو آپ ایک جگہ (نعوذ باللہ) خدا کے باپ بنے ہیں اور انت منی و انا منك الہام ہوا ہے۔ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۲۲۷)

اب مرزا قادیانی کا وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ بقول مثل مشہور۔ اب پہچنائے کیا ہوت کہ چڑیا چک گئیں کھیت! مگر مرزا ایسوں کو ابھی تک وقت اصلاح والحاہ باقی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ مگر اس کی توفیق اور اس کا فضل درکار ہے۔ آپ لوگ ہمت کیجئے اور اس کی درگاہ میں توبہ اور اخلاص کو اپنا شفع بنائیے۔ سب کام بن جائے گا۔ اے اللہ اپنی خدائی کا صدقہ اور اپنے حبیب کریم خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں اور بحرمت سیدنا و مولانا و مرشدنا جناب غوث الاعظم سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (جن کا ذکر اس بحث میں آ گیا ہے) ہمارے پچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنی رحمت کاملہ سے توفیق رفیق عنایت کر کے ہم سے ملا دے۔ آمین ثم آمین! ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم!

ناظرین! مجھے معاف فرماؤ میں کہاں سے کہاں چلا آیا اور انشاء ذکر میں اقوال غلط بیانیہ مرزا قادیانی کے ایک دوسرا ذکر مستقل طور پر خود مرزا قادیانی کی تحریر کے موافق آ پڑا۔ جس کو ادھورا چھوڑنا بنظر فائدہ عام مناسب نہ سمجھا۔ اب پھر اسی فہرست اقوال کذب کی تفصیل شروع کی جاتی ہے۔ شمار کرتے جائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ ایک دو جھوٹ ہوں تو ان کا ذکر ہی کیا۔ یہاں تو جھوٹ کا دفتر کھلا ہوا ہے۔ گنتے گنتے دل گھبرا جاتا ہے کہ الہی یہ کون سی قسم کی مسیحیت اور مہدویت ہے کہ کوئی الہام جھوٹ سے خالی نہیں جاتا۔ لیجئے اب غور سے شمار کرتے جائیے۔ پھر مرزا قادیانی نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو یعنی اپنے مرنے کے دن سے سات مہینے اکیس روز قبل ڈاکٹر عبدالکیم خاں اور اپنے دوسرے مخالفین کی نسبت ایک طویل الہامی اشتہار شائع کیا۔ جس کا نام تبصرہ رکھا اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور ان کے مریدین نے بھی بموجب حکم مرزا قادیانی کے خوب اچھی طرح سے شائع کیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قولہ..... ”اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ میں تیری عمر بڑھاؤں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے رو برو اصحاب قیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا اخزا اور فنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

۱۔ مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی پر اس قدر وثوق کامل تھا جس کی اشاعت کے لئے تاکید فرماں جاری فرمایا۔ مگر ہوا کچھ بھی نہیں۔ سب کے سب جھوٹ ہی ثابت ہوئے۔ یہ ہے شیطانی الہام۔

راقم..... ہندو فقیروں میں کبیر داس کی اٹی بانی مشہور تھی اس کو اب بھول جانا چاہئے۔ کیونکہ امتداد زمانہ سے تبادلی مؤثر ہے۔ اب اس کی جگہ پر مرزا قادیانی کی اٹی الہامی تک بندی ملاحظہ ہو۔ جتنے الہام ہیں سب اٹے ہوئے۔ حکیم مومن خاں مرحوم دہلوی کا یہ مصرع مرزا قادیانی کے ساتھ برجستہ چسپاں ہوتا ہے۔ پہلا مصرع بڑھا کر ہم نے ربط دے دیا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

سچا کا ہوا سب کا کار الن

ہم اٹے بات الٹی یار الن

ناظرین! پچھلی پیش گوئیوں کے جھوٹ کا نمبر ذہن نشین رکھیں کہ وہ پانچ نمبر تک گذشتہ صفحوں میں ذکر ہو چکا ہے۔ اب اسی سلسلہ کے لحاظ سے چھ نمبر سے پھر شروع کیا جاتا ہے۔ ان پیش گوئیوں کو بھی مرزا قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہرایا تھا۔

(اشتراک تیرہ مذکور اور علاوہ اس کے چشمہ معرفت ص، خزائن ج ۲۳ ص ۱۳ اور اخبار البدر مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء) راقم..... یعنی مرزا قادیانی کے مرنے سے دو روز قبل کا البدر کیونکہ جس روز مرزا قادیانی یعنی تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کرتے ہیں۔ اس کے دو روز قبل ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کا پرچہ ہے۔ مرتے وقت بھی اس قدر جھوٹ ”انا لله وانا اليه راجعون“ بس نبوت کاذب کا خاتمہ ہو گیا۔

چو میرد بتلا میرد چو خیزد بتلا خیزد

چھٹا جھوٹ

قولہ..... ”میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

ان جملوں کی صراحت اوپر کی گئی ہے اور اس پر ہندو ہندو پڑا ہوا ہے۔ مرزائی حضرات دیکھ کر فرما دیں کہ الہام کے بموجب مرزا قادیانی کی کتنی عمر بڑھادی گئی یا دشمن کی بتائی ہوئی میعاد کے اندر مرزا قادیانی ہلاک ہو گئے؟ اب بھی اس کے شیطانی الہام ہونے میں آپ لوگوں کو کچھ تردد باقی ہے؟ آئیے دل صاف کر کے مصافحہ کر لیجئے اور قدیم کدورت کو دل سے نکال پھینکیں۔

ساتواں جھوٹ

قولہ..... ”ان سب کو (یعنی تیرے دشمنوں کو جنہوں نے پیش گوئی کی تھی) جھوٹا کروں گا اور

تیری عمر بڑھا دوں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

۱۔ کچھ دماغ درست ہو تو اس پہیلی کو نکال لئے۔ ساڑھے تین چیرہ آپ کو دئے جائیں گے۔

ناظرین! اس مکرر تاکید الہام کے ٹکڑے کو ذہن میں رکھیے گا۔ جس پر دوسرا غلط تمیز کا دیا گیا ہے۔ آخر وہی ہو کر رہا جو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے کہا تھا اور جو مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا وہ نہیں ہوا۔ بلکہ الہام کا الٹا ہوا۔ اس لئے بلاشبکہ شبہ ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام نہ تھا بلکہ شیطانی اوہام تھا جو تمیز نہ کر سکے۔

مرزا بنو! یہ ہے فیصلہ آسمانی! اس کا جواب دینا تو وہی مثل جولاہوں کا تیر یا دولا تا ہے کہ تیر نے تو چھید چھاد کے وار پار کر دیا۔ مگر نادان کہہ رہے ہیں کہ خدا کرے جھوٹ ہو جائے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی آنجمانی اب دوبارہ اس جہاں میں تشریف لاویں اور اپنی عمر بڑھواویں۔ جس وقت الہام ہوا تھا اس وقت تو عمر بڑھانی نہیں گئی۔

اب کون صاحب عقل ایسے لچر جواب کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ جناب حکیم خلیفہ المسیح صاحب! یہ ہے فیصلہ آسمانی! دوکانداری کا وقت گیا۔ ابلہ فریب وعظ واسپیج کی حقیقت دنیا پر کھل گئی۔ اب جھوٹی چرب زبانیوں سے کام نہیں لگتا۔ اگر آپ میں قدرت ہو تو مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کو سچ کر دکھائیے۔ بس یہی جواب فیصلہ آسمانی ہے۔ ابلہ فریب وعظ کی نسبت حضرت خواجہ حافظ کا شعر کہی تو ذہن نشین کر لیجئے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبری کنند

چوں خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ مطابق الہام مرزا قادیانی کے دشمن اس پیش گوئی میں جھوٹے ہوئے یا مرزا قادیانی؟ کیونکہ مرزا قادیانی تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے ہلاک ہو گئے اور ڈاکٹر صاحب بفضلہ اب تک زندہ صحیح وسالم موجود ہیں۔ اب فیصلہ نہایت آسان ہو گیا کہ یہ الہام رحمانی نہیں تھا، بلکہ شیطانی تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دشمن ہی اس میں سچے رہے اور مرزا قادیانی کی عمر مطابق الہام مذکورہ ہرگز نہ بڑھی بلکہ اندر میعاد مقررہ ان کے دشمن کے انتقال کر گئے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ الہام رحمانی نہ تھا۔ اگر رحمانی الہام ہوتا تو آسمان ٹل جاتا۔ مگر خدائے قدوس اپنے وعدہ سے نہ ٹلتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں کے ساتھ جھوٹا وعدہ کر کے (نعود باللہ من ذلک) اپنے رسولوں کو ہرگز ہرگز ذلیل اور رسوا نہیں کرتا ہے۔

مرزا بنو! یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ اتنی صفائی سے سمجھانے پر بھی بیجا تعصب اور ہٹ دھرمی

باوجود علم ہو جانے کے انسان ضعیف البیان کو لازم نہیں۔ کیونکہ یہ خدائے پاک کی جناب میں سرکشی اور بغاوت ہے۔ ”اللهم اهدنا الصراط المستقیم“
آٹھواں جھوٹ

قولہ ”دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

راقم مگر ہوا الٹا۔ مشیت الہی سے کون لڑ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے بڑے مخالف تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب تھے۔ جنہوں نے ان کی موت چاہی تھی اور ان کی موت کی میعاد بھی مقرر کر کے پہلے ہی مشتہر کر دیا تھا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک ان کی موت ہوگی۔ باوجودیکہ مرزا قادیانی کو اس کے خلاف میں الہام بھی ہوا کہ تیرا دشمن خود تیرے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود و تباہ ہوگا اور تیری عمر بڑھادوں گا۔ مگر یہ سب کچھ نہ ہوا۔ نہ ان کے دشمن مرزا قادیانی کے سامنے تباہ ہوئے، نہ مرزا قادیانی کی عمر بڑھائی گئی۔ بلکہ ٹھیک میعاد مقررہ دشمن کے اندر ہی مرزا قادیانی کی ہلاکت (جس کو ذلت اور لعنت کی موت الہام میں فرما چکے ہیں) وقوع میں آئی اور ڈاکٹر صاحب ہنوز موجود ہیں۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی بھلا مرزائی حضرات مشیت یزدانی کو جو واقع ہو چکی وہ کس طرح جھٹلا سکتے ہیں؟ اور چاند پر خاک ڈال کر چھپا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ایں خیال است و محال است وجنوں

نواں جھوٹ

قولہ ”تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۰)

۱۔ اگر الہام ہی فرض کر لیا جائے تو میری رائے ناقص میں یہ آتا ہے کہ غالباً مرزا قادیانی کے ان دونوں جملوں کے مخاطب صحیح ڈاکٹر عبدالحکیم ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو غلطی سے مخاطب کر لیا۔ کیونکہ ہوا ویسا ہی جیسا میرا گمان ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے لڑنے والے اور ان پر حملہ کرنے والے (یعنی مرزا قادیانی) سلامت نہ رہیں گے اور تیرے مخالفوں کا اخرا اور افتاء (یعنی مرزا قادیانی کی رسوائی اور ہلاکت) اے عبدالحکیم خاں میری ہی پیش گوئی سے مقدر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی مشیت الہی نے ظہور کر دکھایا۔ ”یومئذ یومح اللہ الباطل ویحق الحق ولو کفرہ الکافرون“ یعنی اللہ تعالیٰ باطل کو نیست و نابود کرتا ہے اور حق کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ منکروں کو برا لگے۔

دسواں جھوٹ

قولہ..... ”تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افتاء تیرے ہاتھ سے مقدر تھا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۰)

راقم..... مرزا قادیانی کے بڑے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں، مولوی محمد حسین بیالوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ مشاہیر بزرگاں مشہور مخالفوں میں ہیں (اور بڑے بڑے زوردار حملے ان کے مرزا قادیانی پر برابر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا دم ناک میں کر دیا) بفضلہ وہ سب سلامتی سے اب تک موجود ہیں اور مرزا قادیانی ہی عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میعاد میں اخزاء ہو کر اس جہان فانی سے کوچ کر کے زمین کے اندر جا چھے۔ یا یوں کہئے کہ ہلاک و فنا ہو گئے۔ پھر مخالفوں کا اخزاء اور افتاء جو مرزا قادیانی کے ہاتھ سے الہامی طور پر مقدر ہونا کہا گیا تھا بالکل جھوٹ ثابت ہوا۔ کیونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود قادیان کی نبوت کا کذب کا طلسم ٹوٹ گیا اور خدا تعالیٰ نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ آخری الہام بھی نبی کا کذب کا ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء والا یعنی دور و زقبل موت کا الہام جس کو البدر نے بڑے اہتمام اور دعوے سے شائع کیا تھا جھوٹ ہی ثابت ہو کر اظہر من الشمس ہو گیا۔ نہ عمر بڑھائی گئی نہ جوانی عود کر آئی، نہ سلطان محمد بیگ مرزا، نہ منکوحہ آسمانی ہاتھ آئی، نہ مرزا قادیانی کا دشمن عبدالحکیم خاں جس نے ان کی موت چاہی تھی اصحاب قیل کی طرح نابود و تباہ ہوا۔ نہ مرزا قادیانی کو اپنے مخالفین کو اخزاء اور افتاء کا موقع دیا گیا (جوان کے الہام نے ان کے ہاتھ سے مقدر کیا تھا) انہیں سب ناکامیوں اور حرمان کے سبب سے بے بقا خضائے غیرت افغانی مرزا قادیانی اندر پیش گوئی عبدالحکیم خاں کے ذلت اور لعنت کی موت خود اختیار کر کے فنا ہو گئے۔ اگرچہ مخلوق میں رسوا تو ہوئے۔ مگر غیرت انسانی سے ہمیشہ کے لئے زیر زمین روپوش ہو گئے۔ بقول فصیح: یا مظہر العجایب سلطان قلم معہ دست الہام غائب۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

ان صریح اور بے میل کذب بیانیوں کا جواب اور تو کوئی کیا دے سکتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اپنی پنجابی مسیحیت کے زور سے پہلوانی دکھا کر قبر سے بھی نکل آوے اور اپنے گروہ مسیحائیوں کو اپنا نیا مجروحہ دکھلا دیں تو بھی فیصلہ آسمانی کے جواب سے ضرور عاجز رہیں اور کچھ بھی نہ بن سکے۔ مخالف ہی کے ہاتھ میں دنگل رہے اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب ہی کے سر پر ظفر مندی اور فتح و فیروزی کا سہرا بندھے، مشیت الہی نے جس کو وقوع میں لا کر دکھا دیا۔ اس کا بطلان محالات سے ہے۔

مرزا یو! آپ لوگ اس خاکسار کے التماس اور عرضداشت واقعات سے خدا کے لئے مطلق خفا نہ ہوں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یا آگے لکھوں گا فقط اسلامی اور درود دل کی وجہ سے بنظر حفاظت اسلام خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر محض اپنی بیک نیتی اور صفائی باطن سے بلا رورعایت کسی کے امر حق کے ظاہر ہونے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ تلخ دوائیں ذائقہ میں کڑوی تو ہوتی ہیں۔ مگر دفع مرض کے لئے اکسیر کا خواص رکھتی ہیں اور خود بقول مرزا قادیانی کے ”اظہار امور حقہ کے لئے کسی قدر حرارت بھی لازمہ حق گوئی ہے۔“ اس لئے راقم بادب گزارش کرتا ہے کہ ہرگز ہرگز مجھ ناچیز، گنہگار، سیاہ کار سے کسی طرح بدظن نہ ہوں اور اس کا ہمیشہ خیال رکھیے کہ خدا خواستہ کسی ذاتی امور میں مرزا قادیانی کے ساتھ کچھ رنجش تو تھی نہیں اور نہ ان سے مجھے کسی ذاتیات کی حیثیت سے کچھ دنیاوی بغض و عناد یا حسد ہے۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک ان کے عقائد کا دلدادہ رہا ہوں۔ وہ بیچارے مر گئے اور سب کو مرنا ہے۔ اب ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے کس کو معلوم کہ کیسا بھگت رہے ہیں۔ مگر جو نئی مادہ اسلام میں چھوڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے جالبوں میں طاعونی و بلاء کا انتشار ہو چلا تھا الحمد للہ! کہ فیصلہ آسانی نے بہت کچھ اس مادہ خبیثہ کا ازالہ کر دیا ہے۔ بدیں سبب دیندار مسلمان حق پسند کو اس ہی مادہ کے فنا کرنے کے لئے حتی الواسع کوشش کرنی ضرور ہے۔ ”اللهم احفظنا من سوء الاعتقادات“

مجھ کو اور ہر سچے مسلمان قبیح کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو جو کچھ دلی صدمہ اور غلش ہے ان کی جھوٹی نبوت اور مسیحیت اور مہدویت سے ہے۔ ورنہ قطع نظر ان دعاوی اور فضولیات کے اگر مرزا قادیانی اپنے کو قطب الاقطاب فرماتے یا مجدد عصر، مجتہد زمانہ، ولایت کے دعویٰ دار ہوتے تو کسی مسلمان کو اس کی چھان بین کرنے کے لئے شریعت نے مجبور تو کیا نہیں۔ پھر کسی کو ان سے غرض کیا تھی کہ اس کی تحقیق میں بے سود اپنا وقت عزیز خراب کرتا اور بے فائدہ کار گزرا۔ جھگڑا اپنے سر مول لیتا۔ کیا آج کل جس قدر مشائخان مدعیان تصوف دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے سب ولایت کے مدارج اور مقامات کو طے و تکمیل کئے ہوئے مسند فقیر پر تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ حاشا وکلا! سب کے سب ایسے ہرگز نہیں۔ الا ماشاء اللہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

لیکن بات یہ ہے کہ ان بزرگواروں کے مشائخانہ دعویٰ فقر و رویشی و تصوف سے چاہے وہ جیسے بھی ہوں ہمارے نفس اسلام اور توحید حقیقی و رسالت میں کچھ مضرت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بزرگان اسلامی حدود کے اندر ہیں۔ جادۂ اعتدال مصطفویہ سے ان کا قدم باہر نہیں ہے۔ ادعاء نبوت باطلہ کی

ابلہ فریبوں سے (معاذ اللہ) ان کے دامن پاک و صاف ہیں۔ رشد و ہدایت میں علی قدر حال ممتاز ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض مسائل جزیہ تصوف میں کسی کو کچھ اختلاف ہو ورنہ مسلک اور مذہب ایک ہی شریعت مصطفویہ سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس طرف ہمارے علمائے کرام اور دیگر بزرگان کو کچھ اعتناء بھی نہیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں کہ اسلام کا شیرازہ بالکل ٹوٹا جا رہا ہے اور اجتماعی قوت اسلام کی ضعیف ہو گئی اور انفرادی مصیبت مسلمین پر ہماری نحوست اور شامت اس سے روز بروز برسر ترقی ہے اور اس کیفیت کو جانفین اسلام اور توحید نے پورے طور سے احساس کر کے ہر طرف سے ہم مسلمانوں پر بڑے زور و شور سے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے اور ہم سے کچھ بن نہیں سکتا۔

میر احسن ظن ہے کہ اگر یہ وقت بد جو آج کل ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کاش مرزا قادیانی اس وقت موجود رہتے اور وہ اپنی آنکھوں سے ان مصائب پر نظر فرماتے تو ضرور وہ بھی موجود زمانہ کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر کوئی ایسا اعلان علے رؤس الاشہاد ضرور دے دیتے کہ ان کے جن دعاوی سے عام مسلمانوں کو برہمی ہو رہی ہے وہ رفع ہو جاتی۔ افسوس ان کا تو وقت اب نہ رہا۔ مگر دوسرے حضرات جو مرزائی گروہ میں مقتدر اور با اثر لوگ ان کے بعد ہیں میں سب سے تو واقف نہیں۔ مگر چند حضرات جیسے حکیم خلیفہ المسیح صاحب و مولوی محمد سرور شاہ صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی عبد الماجد صاحب وغیرہم جو اب تک بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں خدا کے لئے اس اختلاف کے دور کرنے کی کوشش کریں اور ہمت راسخہ عمل میں لاویں اور جو امور اور دعاوی باعث عناد عام ہو گئے ہیں۔ اس کی نفی کا اعلان فرما کر اس عناد قلبی اور بغض دلی کو عام مسلمین کے دلوں سے نکال کر اتفاق اور یکجہتی کا تخم بودیں۔ خدا ان لوگوں کو اجر عظیم دے گا اور سارے ہندوستان کے مسلمان ایک ہو جائیں گے۔

خدا کے واسطے اب ضد چھوڑیے اور اختلاف باہمی کی صورتیں محو کر ڈالئے۔ اب اس کا وقت آ گیا کہ اسلامی ضعف و نقاحت کا علاج فرمائیے اور طیبیان حاذق نسخہ مجرب تجویز کر کے اپنے بیمار کی خبر لیں۔ ورنہ اسلام ہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر مسیحیت اور مہدویت کس کام آئے گی۔

گذشتہ تفصیل دروغ بیانیوں کی تعداد پچھلے صفحوں میں دس تک آچکی ہیں۔ اب کچھ اور بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امر تسری سے اور مرزا قادیانی سے بہت زوروں کا مقابلہ رہا ہے اور مولوی صاحب نے متعدد رسالے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں لکھے ہیں۔ جن کا جواب اس وقت تک نہ تو سلطان القلم نہ ان کے اور کسی مریدین سے ہو سکا۔ آخر مرزا قادیانی نے تنگ آ کر مولوی صاحب کو ایک خط لکھا جس کا عنوان جلی قلم سے مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس عنوان میں مرزا قادیانی بہت زور سے خبر دے رہے ہیں کہ اس کے نیچے جو مضمون لکھا جائے گا وہی فیصلہ ہے۔ ہمارے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان میں۔ اس میں کسی کی منظوری اور نا منظوری کو کچھ دخل نہیں ہے اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ خبر منسوخ نہیں ہوتی۔ حضرات مرزائی اگر واقعی مرزا قادیانی کو اپنا نبی اور مسیح موعود اعتقاد کرتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ جیسا مرزا قادیانی نے اس عنوان کے نیچے لکھا ہے۔ ویسا ہی مرزا قادیانی کے حق میں کامل فیصلہ سمجھیں۔

مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ کا مضمون حسب ذیل ہے۔ خط چونکہ طویل ہے اور اشتہاروں کے ذریعہ سے شیطان سے زیادہ مشہور ہو چکا ہے۔ اس لئے کل خط کی نقل سے سمع خراشی نہ کی گئی۔ فقط ضروری مضمون الہام مندرجہ خط مذکور پر اکتفاء کیا گیا۔ ”وہو وبہذہ التفصیل“ مرزا قادیانی اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حسب ذیل فرماتے ہیں۔

قولہ..... ”اگر میں کذاب و مفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

راقم..... اس قول کو میں نے جھوٹ کی فہرست سے الگ کر لیا ہے۔ کیونکہ اس قول میں مرزا قادیانی کوئی جھوٹ نہ بولے بلکہ اگر مرزائیوں کو کچھ بھی مرزا قادیانی کی راستی پر ایمان اور اعتقاد ہو تو فوراً بلا کسی قسم کے شک و شبہ کے اقرار کر لیں کہ وہ اس قول میں ٹھیک اترے۔

اب اس جملہ سے آفتاب نیروز کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا قادیانی خبر دے رہے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں مر جاؤں گا۔

خدا تعالیٰ نے آفتاب صداقت کو چمکا کر کذاب اور مفتری کا فیصلہ خود بقول مرزا قادیانی کے کر دیا اور دنیا پر ظاہر کر دیا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی ہی مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر گئے اور پھر کسی ایسی دلیل و برہان سے فیصلہ نہیں ہوا۔ جس میں کسی طرح گفتگو اور تاویل کی ذرہ برابر بھی گنجائش باقی رہی ہو۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ہی کے صاف اور صریح کلام سے یہ فیصلہ خدا نے کر دیا اور جو علامت اور معیار کذاب اور مفتری ہونے کی اس خبر میں مرزا قادیانی نے فرمائی تھی۔ وہ پوری پوری مرزا قادیانی میں پائی گئی اور مولوی ثناء اللہ کو خدا تعالیٰ نے عزت کے

ساتھ اس الزام سے پاک و صاف بری کر کے دنیا کو دکھلا دیا اور ہنوز بفضلہ وہ صحیح و سالم موجود ہیں۔ اب مرزائی برادران کو اس فیصلہ کے ماننے میں کیا عذر باقی رہا۔ مہربانی فرما کر جیسا مرزا قادیانی کا یہ قول سچ ہو گیا وہ بھی صفائی سے اس قول کی تصدیق فرمادیوں کہ خود مرزا قادیانی کے فرمانے کے مطابق ان کے سوا کاذب اور مفتری کون ٹھہرا۔ فاعقبوا یا اولوالابصار! گیارھواں جھوٹ

قولہ ”اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

راقم مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ کی نسبت فرمائی تھی اور حفظ ماتقدم کو راہ دے کر اپنے الہام کے جھوٹے ہونے سے خود بھی ڈر کر پنجابی کشتی کی ایک استادانہ بیچ کا اڑنگا آخر لگا ہی دیا کہ یہ پیش گوئی کسی الہام یا وحی کی بناء پر نہیں۔ مگر دروغ گور حافظہ نہ باشد! استاد جی کہاں بیچ کر نکل سکتے ہیں۔ انہیں کے رسالہ البدر (مرقومہ ۲۵، اپریل ۱۹۰۷ء) میں صاف لکھا ہے کہ: ”ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بناء ڈالی گئی ہے۔“

فیصلہ چونکہ یہ قول آخر ہے۔ اس لئے اسی کا اعتبار کیا جائے گا اور مرزا قادیانی کے پنجابی بیچ کا اڑنگا صاف کٹ گیا اور اس کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا کہ مرزا قادیانی کے الہامی قول سے ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ تو اس وقت بفضلہ صحیح و سالم موجود ہیں اور مرزا قادیانی ہی کو ہیضہ یا اسہال میں ہمیشہ کے لئے دنیا کو چھوڑنا پڑا اور راہی برزخ ہو گئے۔

بارھواں جھوٹ

قولہ ”خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس کے (طاعون کے) خوفناک جلے سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

راقم مرزا قادیانی کا تخت گاہ بھی طاعون میں جتلا ہوا اور کیسا کہ سارے قادیان کے لوگ تباہ ہو کر پریشان ہوتے پھرے اور جب تک کہ طاعون نے جھوٹے رسول کے تخت گاہ سے اپنی پوری بھیشت یا رسد مردوں کی نہ لے لی۔ غضب الہی فرو نہ ہوئی۔ اس کی پوری اثرت (الہامات مرزا، مندرجہ احتساب قادیانیت ج ۸ ص ۱۲۲) میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیجئے۔ مختصر آیہ ہے کہ قادیان کی کل آبادی

۲۸۰۰ ہے۔ اس میں سے ۱۳۱۳ موت طاعون مارچ و اپریل ۱۹۰۲ء دو مہینے میں معتبر شہادت سے ظاہر ہوئیں۔ ہات تیرے جھوٹے کی دم میں خدا!

یہاں تک جھوٹے اقوال الہامی کی فہرست پوری ایک درجن ناظرین شمار کر لیوں۔ اس کے بعد ایک لطیفہ مذاقیہ ہوگا اور پھر دوسرے درجن جھوٹی پیش گوئیوں کا بنڈل کھولا جائے گا۔ میرا تو ارادہ تھا کہ مرزا قادیانی کے کل جھوٹے اقوال کا ذخیرہ ایک جگہ اسی طور پر جمع کر کے پبلک میں پیش کرتا۔ مگر وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ برائے خاص ایک موٹی کتاب براہین احمدیہ سے بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے میں نے فضول سمجھ کر صرف درجن بھر پر اکتفاء کیا۔ مرزائیوں کے لئے صرف اسی قدر تازیانہ بہت ہے اور ناظرین باجمکین کے اندازہ کرنے کو اس قدر جھوٹ مرزا قادیانی کے کیا کم ہوں گے۔ قانون شہادت سرکاری کی رو سے بھی جس گواہ کی جھوٹی واقعات میں ثابت ہو جائے۔ پھر اس کی گواہی مردود ہوتی ہے۔

اب مرزائی برادران ایمان سے خدا کا خوف کر کے دل سے فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں بقول انہیں کے کیا شک اور تردد باقی رہا۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی کبریائی اور جلال سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا خود ان کی زبان سے دنیا پر ظاہر کر دیا۔ اب اہل حق کو کسی طرح مرزا قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں ذرہ برابر شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی اور نہ مرزائیوں کو کسی اہل حق سے مناظرہ اور مباحثہ کی آئندہ جرأت ہو سکتی ہے۔ اب یہ حضرات آیہ شریفہ ”واللہ متعمد نودہ ولوکوہ الکافرون“ کی تلاوت فرمائیں۔

لطیفہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے خط کے اخیر میں جو اپنی دغا لکھی ہے۔ اس کا بھی ذکر کر دیتا خالی از لطف نہ ہوگا اور مجھ کو بہر نوع تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کی یہ الحاح وزاری کی دعا البتہ اللہ تعالیٰ نے ضرور قبول فرمائی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود (فصل ۹۰، ضرورۃ الامام ص ۳۶، خزائن ج ۱ ص ۲۹) میں لکھا ہے کہ: ”میں حلفا کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تمیں ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔“

۱۔ چونکہ یہی ایک دعا جو نہایت مهم بالشان ہے اور لاکھوں بندگان خدا کے حق میں مفید ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے بے بیغہ مبالغہ اسی ایک دعا کو قائم مقام میں ہزار دعاؤں کا مجموعہ تحریر کیا ہے۔ میں بھی حلفا اس کی قبولیت اور صحت مبالغہ کی تصدیق کر کے عرض کرتا ہوں کہ یہی ایک دعا مرزا قادیانی کی لاکھوں دعاؤں سے زیادہ ہے۔ بس اب دوسری دعا کے اثبات میں ہرج اوقات نہ کریں۔

اور مرزا قادیانی و مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان میں سچا فیصلہ مطابق استدعا مرزا قادیانی کے اللہ تعالیٰ نے فرما کر مفسد و کذاب کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی دعا بلفظہ درج ذیل ہے۔

دعا مرزا قادیانی

”اے میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ہجرتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں مفسد و کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالے۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

راقم ہوا تو جناب ایسا ہی۔ اگر اس پر بھی مرزائی نہ سمجھیں تو میرا ان پر کچھ زور نہیں۔

کس بشنود یا نشود من حق خود بگوار دم

یہ دعا حینہ ایسی ہے جیسے کوئی بیوہ عورت اپنے کسی حریف زبردست کے حملوں سے عاجز اور تنگ آ کر بڑی اضطرابی حالت میں کوئے لگتی ہے اور غصہ کے جوش میں کبھی حریف کو کبھی اپنے کو بددعا کرتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح دعا فرما رہے ہیں۔ چونکہ مضطر کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اس لئے یہ دعا مرزا قادیانی کی تیر ہدف اجابت ہو گئی۔ اگرچہ نتیجہ اس دعا کا ان کے مخالف ہوا۔

اس دعا سے ایک بات اور بھی غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی واقعی ابتلاء میں پھنس گئے۔ جیسا کہ بے رہبر کامل کے سلوک والوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ اسی مقام کے لئے ”الرفیق ثم الطريق“ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضرور چاہئے مستوں میں اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساتی سنبال لینے کو

اور شیطانی الہام کے فریب میں آگئے اور اس کو تمیز کرنے سے محذور رہے۔ ورنہ کوئی شخص جو خدائے عز و جلالہ کو قادر قیوم قہار سمیع و علیم و بصیر جانتا ہو۔ پھر دعا میں ایسے الفاظ دیدہ و دانستہ نکالنے کی جرأت نہ کرے گا۔ جو اسی پر عائد ہو سکے۔ یہ ہرگز ہو نہیں سکتا۔ میں اس وقت بڑے حسن ظن سے ان کی نسبت لکھ رہا ہوں کہ ان سے جو کچھ سرزد ہوا وہ شیطانی الہام کے دھوکے سے ہوا اور اس کو وہ رحمانی سمجھتے رہے۔

اب دوسرے درجن کی ابتداء مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئیوں اور اقوال کی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ شمار دانہ رکھتے جائیے کہ سہونہ ہونے پائے۔

تیرھواں جھوٹ

قوله..... ”اصلها ثابت فی الارض وفرعها فی السماء“

(۲ سانی فیعلہ خزائن ج ۳ ص ۳۳۳)

راقم..... میر عباس علی لودھیانہ کے ایک بزرگ مرزا قادیانی کے دام میں پہلے پھنس گئے تھے۔ (جیسا کہ میں بھی پھنسا تھا) ان کی شان میں یہ الہام مرزا قادیانی کو ہوا تھا۔ یہ وہ سالہ مرید اور مخلص خاص تھے۔ بعد کو مرزا قادیانی کی بیجا تعلیموں اور اولوالعزمی کے دعوؤں کی وجہ یہ بیچارے دیندار شخص ہاشمی غیرت اور اتباع شریعت کے سبب سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ سے مخالفت شدید کر کے ایک دم منحرف ہو گئے اور تلافی مافات کے لئے اپنی زندگی تک برابر مرزا قادیانی کو بڑے زوروں سے بلاتے اور لٹکارتے رہے اور اشتہار پر اشتہار دیتے رہے۔ مگر مرزا قادیانی نے سوئٹھ کی ناس سوگھ لی اور ان کے مقابلہ میں نہ آئے پر نہ آئے۔ (عصائے موسیٰ ص ۳۹)

چودھواں جھوٹ

مرزا قادیانی کا الہام درو یا جو اپنی نسبت تھا۔ یعنی فرزند اول ہونے کی نسبت مگر پیدا ہوئی لڑکی۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۲۷) جب منشی الہی بخش صاحب نے امرتسر میں ان سے معارضہ کیا کہ آپ نے تو فرزند زینہ کا حلیہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا۔ اس پر انہوں نے فوراً بات بنادی کہ علم تعبیر میں ایسا ہی ہے۔ جب لڑکا دیکھا جائے تو مراد لڑکی ہوتی ہے۔

(عصائے موسیٰ ص ۴۰)

راقم..... اگر درحقیقت ایسا ہی تھا تو پہلے مرزا قادیانی نے یہ مراد اور مفہوم کیوں غلط اور الٹا ظاہر کیا۔ کیا اس وقت علم تعبیر رویا کا درس حضرت نے نہ لیا تھا؟ پیچھے سے معلم الملوکات نے سمجھایا۔ بس بات بنادی جواب ہو گیا۔ سوائے بجا ارشاد کے حاشیہ نشینان میں جرأت ہی کہاں تھی کہ اصلاح کرتے۔

پندرھواں جھوٹ

مرزا قادیانی کا بہت لمبا چوڑا الہام اپنے دوسرے فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود اور خدا جانے اس مولود کے لئے کیسے کیسے چست فقرات طولانی بشارتیں لکھی تھیں کہ ایسا ہوگا اور ایسا

ہوگا۔ جس کو ظریفانہ لہجے میں مصنف چودھویں صدی کا مسیح نے کچھ اور بڑھا کر لکھا ہے کہ ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، ایسے کا تیسرا ہوگا، اس کی دم پر دو پیسا ہوگا۔

مرزا قادیانی نے ۸ مارچ ۱۸۸۶ء کو بڑی دھوم دھام سے پیشین گوئی کے ظہور کا اشتہار دیا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۱۶، ۱۱۷) (رسالہ چودھویں صدی کا مسیح اس کی تفصیل کے لئے قابل دید ہے) مگر مولود بیچارے کو پیدا ہوئے چند دن گزرے تھے کہ سخت بیمار ہو گیا۔ ہر چند مرزا قادیانی نے مولود کی والدہ سے زور دار الہامی جملے مولود کی صحت عاجل وشفاء کامل کے فرمائے۔ مگر بی بی صاحبہ کی مطلق تشفی نہ ہوئی۔ آخر بیچارہ مولود بغیر پوری کرنے بشارتوں کے ایام طفولیت ہی میں وفات کر گیا اور مرزا قادیانی کی کل الہامی بشارتیں خاک میں مل گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سولہواں جھوٹ

سید امیر شاہ صاحب رسالہ دار میجر سردار بہادر کے گھر میں فرزند ہونے کی بشارت مرزا قادیانی نے اپنے دستخطی خط مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء میں دی تھی اور ایک برس کی میعاد مقرر کر کے تحریر فرمایا تھا کہ اس میعاد کے اندر کھلی کھلی بشارت جو مقررہ بصدق ہو آپ کی نسبت نہ پائی یا اس بشارت کے موافق نتیجہ ظہور میں نہ آیا تو پھر میری نسبت آپ (یعنی امیر شاہ صاحب موصوف) جس طور کا بد اعتقاد چاہیں اختیار کریں اور یقین کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ تاریخ ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء کتاب میں لکھ لیں اور یادداشت کر لیں۔ میں نے بھی کتاب میں لکھ لی ہے۔ میرے وعدہ کے منتظر ہیں۔ جس وقت سال کے عرصہ میں میری طرف سے کوئی بشارت ملے تو اس کو فوراً اخبار میں چھپوا دیں اور اگر وہ بات جھوٹی نکلے تو پھر مجھ سے مواخذہ کریں اور میرا امن پکڑیں۔

(عصائے موسیٰ ص ۴۲)

راقم مرزا قادیانی نے جس قدر وثوق سے تاریخ مقررہ یادداشت میں رسالہ دار صاحب سے زبردستی لکھوائی اور خود بھی نہ معلوم کس کتاب میں لکھ چھوڑی۔ جس سے پورا یقین بھی ہو جائے اور اس یقین کے ساتھ مرزا قادیانی کی مٹھی بھی گرم ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سیدھے سید، فوجی، افسران کو مرزا قادیانی کی کتر بیونت کی کیا خبر۔ جھٹ اس بشارت پر پانچ سو کا توڑہ پیشگی نذر کر دیا اور تاریخ بشارت کا سال بھر تک انتظار کرتے رہے۔ جب میعاد ختم ہو گئی اور مدتوں اس بشارت کا ثمرہ ظاہر نہ ہوا تب مرزا قادیانی کی جھوٹی بشارت یا شیطانی الہام تمام پنجاب میں طشت از بام ہو گیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے پیشگی لیا ہوا نذرانہ واپس نہ کیا اور اپنی کتاب جس میں تاریخ

بشارت لکھی تھی جلادی۔ خیریت ہوئی کہ پھر اس دن سے مرزا قادیانی نے اپنی صورت رسالہ دار میجر صاحب کو نہ دکھائی۔ ورنہ کہیں وہ ان کو پکڑ پاتے تو خدا جانے کیسی مناسبتانہ خدمت ہوتی اور لینے کے دینے پڑتے اور ہضم کئے ہوئے روپے کو الٹی کر کے نکالنے پڑتے۔

بھائیو! خفانہ ہو! یہی ہے منہاج نبوت اور طریق مہدویت اور روش مسیحیت کہ آبلہ فریسی سے بندگان خدا کو الٹے استرہ سے موٹو۔ میں تو صاف کہوں گا کہ ایسے کر توت والوں سے دنیا کے چور جیب کترے دعا باز پھر بھی اچھے ہیں۔ کیونکہ وہ جاہل ہیں اور حاجت مند! ناظرین! ضرور اس فیصلہ میں میری تائید کریں گے کہ بزرگان دین کی روش سے مرزا قادیانی کی یہ چال کس قدر دور ہے۔

بہنیں تقوات رہ از کجاست تاکجا

سترھواں جھوٹ

مسٹر عبداللہ آتھم والا الہام خود مرزا قادیانی نے اس قدر مشہور کر رکھا ہے کہ پنجاب کے ہندو، آریہ، عیسائی اور مسلمان سب کوئی واقف ہے کہ جو میعاد موت کی آتھم صاحب کی مرزا قادیانی نے اپنے الہام کا ذبہ سے فرمائی تھی۔ اس کے ختم ہو جانے کے بعد آتھم کی موت میعاد مقررہ میں نہ ہوئی جو ۶ ستمبر مقرر تھی تو اس روز امرتسر ولدھیانہ کے شہروں میں رسوائی اور ذلت کی موت ہر طرف سے مرزا قادیانی کو پکار پکار کر مخالفوں کی طرح لکارتی تھی اور اس وجہ سے سارے مسلمانوں کو شرمندگی اور خجالت کا سامنا تھا۔ خصوصاً اس منظر کے وقت جب کہ عیسائیوں نے اپنی فتح مندی اور مرزا قادیانی کی ہزیمت پر مضحکانہ سوانگ نکال کر خنث اور نامہذب نظم کے بندان کی شان میں ہر گلی و کوچوں میں ڈنڈوں کو بجا بجا کر مشہور کیا تھا۔

۱۔ الہامات مرزا مطبوعہ امرتسر ۱۹۰۴ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس نظم کی تفصیل بخوبی لکھی ہے۔ بطور نمونہ کے محض مختصر طور پر یہاں دو ایک شعر لکھے گئے ہیں۔ باقی ملاحظہ کرنا ہو تو رسالہ مذکور کو دیکھئے۔

مسح دمہدی موعود بن کر	بچائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں باختر	مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے	ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی	جو تھا شیطان کا الہام مرزا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہے ”خسر الدنیا والآخرة“ یہ ہے ابدی ذلت کی موت اور لعنت کا کرشمہ۔
جس کو مرزا قادیانی اپنے ساتھ لے گئے۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)

ناظرین اور بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے ایسی پیش گوئیوں کی نسبت بڑے
دعوے اور زور سے ذیل کا مضمون تحریر فرمایا ہے کہ: ”یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں
ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء و اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے
اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے دشمن کو
اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے
اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۷۹، خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

صاحبو! مرزا قادیانی کے اس قول سے خود نتیجہ نکال لو۔ ان کی نسبت اگرچہ وہ الفاظ
واقعی ہیں۔ مگر پھر بھی بار بار جھوٹ اور افتراء کی نسبت کرتے ہوئے دم گھبراتا ہے۔ مرزا قادیانی
نے آتھم والے معاملہ میں کس قدر زور دیا تھا کہ: ”اگر ایسا نہ ہو تو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیہ کیا
جائے، گلے میں رسا ڈالا جائے، پھانسی دیا جائے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۷۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

اور پھر بھی آتھم صاحب کی موت کی پیش گوئی ان کے الہام کے مطابق نہ ہوئی اور اس
وجہ سے خود ہی ذلیل ہوئے، روسیہ بھی ہوئے، باقی رہا گلے میں رسا ڈالا جانا اور پھانسی دیا جانا وہ
اس دنیا میں اٹھا رکھا گیا۔ عاقبت کی خبر سوائے خدا کے کس کو ہے کہ وہاں وہ کیا بھگت رہے ہیں۔

ولہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

غضب تھی تجھ پہ سنگر چھٹی ستمبر کی نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہی تھی کہ تھا ترے مریدوں پر محشر چھٹی ستمبر کی
مسح و مہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب یہ کہتی پھرتی ہے گھر گھر چھٹی ستمبر کی

عیسائیوں کی طرف سے رباعی

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہو گا اب نبوت کا پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

ناظرین! مرزا قادیانی کی تحریر بالا کے وثوق اور اصرار شدید پر ضرور توجہ فرما کر خیال رکھیں کہ کس زور سے ایسی پیش گوئیوں کو اپنے صدق یا کذب اور نہایت درجہ مقبول خدا اور منجانب اللہ و صادق ہونے کا معیار قرار دیا ہے۔ مگر یہ آتھم والی پیش گوئی کی میعاد ختم ہوگئی اور بات پوری نہ ہوئی تو پھر سوائے بات بنانے کے اور کچھ بھی دیکھنا نہ گیا۔ اب آپ لوگ خود فیصلہ مرزا قادیانی کے معیار کا فرماتے جاپیئے کہ وہ صادق اور منجانب اللہ مقبول بارگاہ ایزدی ٹھہرے یا اس کے برعکس۔ یہ ہے فیصلہ آسانی!

اٹھارہ سوال جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۴۳، ۴۴) شیخ مہر علی صاحب ریس ضلع ہوشیار پور کو ایک اشتہار مرقومہ فروری ۱۸۹۳ء بذریعہ ڈاک رجسٹری شدہ بھیجا گیا۔ جس میں خوف دلانے والے الہامات کی دھمکیاں درج ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”اگر ایک ہفتہ میں معافی طلب خط چھپوانے کے لئے نہ بھیج دیں تو پھر آسان پر میرا اور ان کا مقدمہ دائر ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جو ان کی بحالی عمر عزت و آرام کے لئے کی تھیں، واپس لے لوں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۷۹)

راقم..... شاباش میرے شیرا فقرہ بھی دیا تو ایسا ہوا۔ جس کو محض کم عقل آدمی بھی مضحکہ میں اڑا دے۔ آپ کی دعا کیا ہوئی کہ موم کی ناک ہوگئی۔ جب چاہا اس کو قبول کرادیا اور جب چاہا اس کو واپس لے لیا۔ حضرت جی! اس سے تو یہ مستبط ہوتا ہے کہ تعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی قدرت معطل ہوگئی اور آپ ہی قدرت کی جگہ بحال ہو گئے۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ جن کو یہ بودا فقرہ دیا جاتا ہے وہ بھی تو اسی پنجاب کا پانی پیتے ہیں۔ وہیں کی آب و ہوا سے ان کے دماغ میں تروتازگی آتی ہے۔ کیا ایسا سوٹا اور بھدا چکمہ وہ سمجھنے سے عاجز رہتے۔ اس واسطے تاریخ تحریر مذکور سے پندرہ برس تک مرزا قادیانی زندہ رہے۔ مگر شیخ صاحب موصوف کا کوئی معافی نامہ شائع نہ ہوا اور اب مرزا قادیانی کو مرے ہوئے بھی پانچ برس ہوئے۔ مگر خدا جانے مرزا قادیانی کے آسمانی مقدمہ کی کس اجلاس میں بصدقہ ملتویات پڑ گئی کہ بیس سال گزر گئے مگر فیصلہ ندر، اور نہ وہ دعائیں واپس لے لی گئیں۔

لطیفہ..... غالباً مرزا قادیانی نے مسیحانہ شفقت سے اپنے آسمانی مقدمہ کو یک طرفہ راضی نامہ دے کر خارج کرادیا ہوگا۔ مگر پھر بھی ان پر لازم تھا کہ جس طرح دائری مقدمہ آسمانی کا اشتہار دیا تھا۔ اسی طرح خارجی مقدمہ کا بھی ضرور نوٹس دیتے۔ شاید بھول گئے ہوں گے۔

انیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۴۳) خان بہادر ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کی اول زوجہ کے بیمار ہونے

پر حسب استدعائے ان کے مرزا قادیانی نے بہت کچھ تحریری بشارتیں اپنے الہام کے بموجب دیں اور سب پر مزید برآں طرفہ یہ ہوا کہ اس بچاری کے انتقال کے بعد بھی اپنی الہامی بشارت کے موافق بوجہ لاعلمی خبر انتقال کے ڈپٹی صاحب سے خط کے ذریعہ سے صحت کا حال دریافت کرتے ہیں۔ اس پر جو مضحکہ اور رسوائی ان کے انکشاف باطن پر ہوئی ہوگی وہ اندازہ سے باہر ہے۔ جب مرزا قادیانی کو ان کے وفات پانے کی خبر دی گئی تو فرمانے لگے کہ: ”ہم نے بھی ایک بکری سلخ ہوتے دیکھی تھی۔“

راقم..... اگر مرزا قادیانی کا یہ بیان سچ ہے تو پہلی صحت کی بشارت چہ معنی دارد!
اگر درخانہ کس است ہمیں قدر بس است

میسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۲۸) منشی محمد رمضان کے نکاح والا الہام اور منشی نبی بخش ملازم ریلوے کے یہاں فرزند زینہ پیدا ہونے کا الہام دونوں کے دونوں جھوٹ ہوئے۔ نکاح والا تو سرے سے جھوٹ ثابت ہوا اور فرزند زینہ والے میں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی۔

مگر ہمیں کتب است وایں ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

لطیفہ..... ہمارے ملک میں پرانے زمانہ کے چند کھ ملا گندہ تعویذ والوں کی نقل مشہور ہے کہ جب کسی حمل کی نسبت ان جھوٹے ملاؤں سے بطور نقاؤل پوچھا گیا تو انہوں نے جھٹ فال دیکھ کر بنظر ابلہ فریبی ایک تعویذ لکھ دیا اور بڑی تاکید سے کہہ دیا کہ خبردار اس تعویذ کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ اسی کے مطابق ولادت ہوگی۔ بعد وضع حمل کے اس تعویذ کو میرے پاس لانا۔ اس تعویذ میں یہ ذومعنی جملہ لکھا جاتا تھا۔ ”بیٹانہ بیٹی“ اگر لڑکا پیدا ہوا تو کہہ دیا کہ ہم نے تو فال سے لکھ دیا ہے کہ بیٹا، نہ بیٹی۔ اگر لڑکی ہوئی تو کہہ دیا کہ بیٹانہ، بیٹی۔ ذرا پہلے لفظ کو الگ کر کے اور اگر اسقاط وغیرہ ہو گیا تو پھر بے تکلف کہہ دیا کہ بیٹانہ بیٹی۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ پھر تو ملاجی کی ہر طرح جیت تھی۔ خوب بچتے رہے۔ مگر کن میں؟ گنواروں میں۔ غرض مرزا قادیانی کے الہام اور بشارتوں کا یہ کرشمہ تھا۔

اکیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۲۸، ۲۹) ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار مرزا قادیانی نے شائع کیا اور اس کی پیشانی پر لکھا کہ: ”ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔“

اور اس اشتہار میں اپنے کو ایک طرف اور مولوی محمد حسین وغیرہ کو دوسری طرف قرار دے کر (قصہ مختصر) ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء، ۱۳ ماہ کی میعاد الہام سے مقرر کر کے لکھا کہ: ”جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبہ باندھ رہے ہیں۔ خدا ان کو ذلیل کرے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۲)

راقم مرزا قادیانی کے اس الہامی اشتہار کا اثر اندر زمانہ میعاد کے جو خود مرزا قادیانی پر ہوا ایک جگہ اور جو مولوی صاحب پر ہوا وہ دوسرے کالم میں تفصیل تمام لکھا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے کہ کون ذلیل ہوا۔

فریق اول مرزا قادیانی کے آثار	فریق دوم مولوی محمد حسین کے آثار
(۱) خونی مہدی کے بارہ میں مرزا قادیانی پر الحاد کا فتویٰ ہوا۔	(۱) چار مربع زمین سرکار انگریزی کی طرف سے نہر چناب پر عطاء ہوئی۔
(۲) مرزا قادیانی پر مقدمہ چلتا رہا۔	(۲) مولوی محمد حسین مقدمہ سے بری ہو کر بطور گواہ ٹھہرے۔
(۳) مرزا قادیانی سے حلفی اقرار (چٹکھ) لیا گیا کہ آئندہ کسی کی توہین نہ کریں اور ذلیل پیش گوئی شائع نہ کریں۔	(۳) مولوی محمد حسین کی نسبت لفظ کافر و دجال وغیرہ مرزا قادیانی کی طرف سے استعمال نہ کیا جائے۔
(۴) مرزا قادیانی کا اشتہار مرہم عیسیٰ حکما بند کیا گیا۔	(۴) مولوی محمد حسین یا ان کے دوست و پیروؤں کو مرزا قادیانی مبالغہ کے لئے ہرگز نہ بلائیں اور اس پر بھی مرزا قادیانی سے (چٹکھ) یعنی حلفی اقرار لیا گیا۔
(۵) مرزا قادیانی کا ایک خاص زردار مرید جو معقول رقم نذرانہ ماہوار بھیجتا تھا مرگیا اور وہ رقم بند ہوئی۔	

۱۔ مربع ایک پٹانہ اراضی سرکاری بندوبست میں مقرر ہے۔ جس کو یہاں قریب قریب پچیس بیگھوں سے مناسبت ہے۔

اب خود ناظرین دونوں کالموں کے آثارات کا موازنہ کر کے فیصلہ کر لیں کہ کون فریق ذلیل ہوا اور کون فریق مظفر و منصور۔ غالباً پبلک کی میجسٹریٹی یہی فیصلہ کرے گی کہ اس معاملہ میں بھی حسب حال معاملہ آتھم صاحب کے مرزا قادیانی ہی کی ذلت اور مولوی محمد حسین فریق دوم کو عزت ہوئی۔

راقم باوجود ان واقعات صریحہ کے خدا جانے مرزائیوں کی آنکھوں پر کیسا گہرا گھٹا ٹوپ کا پردہ پڑ گیا ہے کہ ہزار عینک لگائیں۔ کل الجواہر استعمال کریں۔ مگر بینائی کا فور ہوگئی اور بے غیرتی سے اپنی ڈھٹائی پراڑے ہوئے ہیں اور ہمارے مہربانوں کے دلوں میں ذرا خوف خدا باقی نہیں رہا۔ افسوس صد افسوس۔

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکٹیں
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کے لئے

بانیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۵۰، فصل ۲۰ رسالہ ضرورت الامام) میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے ڈھارس باندھنے کو اور ان کے قیام کی خاطر جب مذکورہ بالا میعاد مولوی محمد حسین والی پیش گوئی کی ختم ہونے کو آئی اور کچھ ہوا نہیں تو ایک دوسرا اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو جاری فرمایا اور اب تین برس کی میعاد ۱۹۰۲ء تک اور بڑھائی۔

راقم اس دوسری میعاد کے بعد بھی مرزا قادیانی قریب چھ برس کے زندہ رہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کا بفضلہ تعالیٰ کچھ بال تک بیکار نہ ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے خفا ہو کر اپنی پیش گوئی پوری کرانے کی تحریک کے لئے اصالتاً آسمانی عدالت کی طرف کوچ کر گئے۔ مگر کچھ خبر نہیں کہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیسی گزر رہی ہے۔

کہنے یاران عدم کیا گزری
کچھ لب گور سے فرمائیے گا

اب جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مذکور میں یہ فیصلہ خدا پر چھوڑ کر اپنے صدق یا کذب کا معیار ظہر ایا تھا اور لکھا تھا کہ: ”اگر میں جھوٹا، دجال، ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا۔ اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹۲ تا ۲۱۷)

اب ناظرین مرزا قادیانی کے الہامی قول و قرار سے اس معیار کا نتیجہ خود نکال لیں۔
مجھ کو بار بار صراحت کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ مرزا قادیانی ایسے ٹھہرے، ویسے ٹھہرے۔ مگر
ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس مقدمہ میں بھی شیخ محمد حسین ہی سچے رہے اور جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے
مرزا قادیانی کے حق میں کیا وہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ ”اناللہ وانا الیہ
راجعون“

اس جگہ ناظرین کی اطلاع کے لئے اتنا اور بھی ضرور ہم التماس کریں گے کہ
مرزا قادیانی کی یہ عادت مثل طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی کہ ہر وقت اشاعت الہام کے اشتہار میں تو
بڑے بڑے زور دار لفظوں سے مؤکداً قرار باصرار تمام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب میعاد الہام
گزرتی گئی اور الہام وقوع میں آنے سے محروم القسمہ رہا تو میعاد گزر جانے پر یا اس کے قریب ختم
ہونے کے اپنے عہد و پیمان و اقرار مؤکد کا کچھ بھی لحاظ نہ کر کے جھٹ ایک دوسری لمبی تاریخ میعاد
ثانی کی اپنی طبعی عادت کے موافق اپنے مریدوں کی دل بستگی کی خاطر، الہام تصنیف کر کے مکرر
اشتہار دیتے تھے۔ مگر اس پر بھی ان کے الہام کی رو سیاحی نہ ہوتی تھی۔

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کے را کہ باہمد سیاہ

تیسواں جھوٹ

(اشتہار مرقومہ ۷ اربو سبر ۱۸۹۹ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”میرا یہی مذہب
ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر و جال نہیں ہو سکتا۔ میں اس کا نام بے
ایمان نہیں کہتا۔ میں کبھی کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو
کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے
ہیں۔ ماسوا اس کے ملہم و محدث کیسی ہی اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور مکالمہ الہی سے سرفراز ہوں۔
ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“

(ترباق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰۱، ۲۰۰)
ناظرین ذرا توجہ کر کے مرزا قادیانی کے اوپر کے اقوال کو خوب ذہن نشین رکھ کر انہیں
کے دوسرے مخالف قولوں کی بھی سیر کریں کہ پہلے تو آبلہ فریبی کر کے اس طرح کا سبز باغ دکھایا
اور صاف جٹکا دیا کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر، دجال نہیں ہو سکتا۔ جس کا

صریح مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے منکرین کو کافر نہیں سمجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیے کہ یہی قول مرزا قادیانی کا خواص و عوام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا اور اسی سبب سے ان کی ساری تعلیموں کے دعوے کو علماء و بزرگان قوم نے محض بے اعتنائی سے خیال کر کے ان کی باتوں کو ایک گم گشتہ مہذب کی بڑے زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ مگر جب دنیا کے ۲۳ کروڑ مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کی نبوت کے منکرین ہیں۔ سب کے سب کو کافر و مردار کہا اور جو لوگ محدودے چند مرزا قادیانی کے مرید اور معتقد ہیں۔ بس وہی مسلمان ٹھہرے۔ تب تو سارے علماء کرام اور عامہ اہل اسلام کی آنکھیں کھلیں کہ اب تو مرزا قادیانی نے بڑے دون بلکہ چوگون کا سر لگایا ہے اور بھیرمری راگ کا الاپ شروع کرنے لگے۔ کہیں کرشن جی کا ادتار لیا۔ کبھی (نعوذ باللہ منہا) عیسائی بنے، اس سے زیادہ عروج کیا تو خدا بلکہ (خاکم بدہن) خدا کے باپ بنے۔ بقول خواجہ وزیر وحدت وجودی روپ بھرا۔

جہاں جو چاہئے ویسے بنے دکھائی نیرنگی
بصر آنکھوں میں گویائی زباں میں دل میں جاں ہو کر
دیکھیے مرزا قادیانی کی تصانیف کثیف

(رسالہ توحیح المرام، خزائن ج ۳، حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ اور از لہ الاوام، خزائن ج ۳)

اب آسانی سے فیصلہ کر لیجئے کہ ان دونوں متضاد اقوال میں سے ایک تو ضرور بغیر شک و شبہ کے جھوٹا ہے۔ اب دو حال سے یہ متضاد اقوال مرزا قادیانی کے خالی نہیں ہو سکتے یا تو مرزا قادیانی نے واقعی اپنا مذہب حسب صراحت بالا اس حالت میں زیب قلم فرمایا۔ جب کہ مسیحیت کا مذہب کاذب کا بھوت ان پر سوار نہ تھا۔ اس لئے صاف صاف بغیر کسی شرط کے لکھ دیا کہ میرے دعوے کے انکار کرنے سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ یا جیسی ان کی عادت شریف تھی۔ کسی وحیدہ پالیسی سے اپنے بعض مریدوں اور معتقدوں کو فریبی جال میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے یہ بھی

۱۔ کتاب البریہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ:
”میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

۲۔ ”انت منی وانا منک“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷) (نعوذ باللہ! یہ مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔ یعنی خدا کہتا ہے مرزا قادیانی سے کہ میں تم سے ہوں۔ سوائے پاگلوں کے اور کسی کی زبان سے ایسا کلمہ نہیں نکل سکتا۔

لکھ دیا کہ جب جیسی ضرورت پڑے دیا عمل کیا جائے۔ غرض ماہصل نتیجہ ان دونوں متضاد قولوں کا یہی نکلے گا کہ ان میں سے ایک ضرور جھوٹ ثابت ہو کر رہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے چھوٹے صاحبزادے جو بالکل ابھی محض بچہ ہیں اور ضرورت زمانہ نے ان کو اس کا محتاج بنا دیا ہے کہ دوسروں کے قلم میں ان کی زبان ہو۔ ایک رسالہ بنام تحفۃ الاذہان نمبر وار ماہواری نکالا ہے۔ جو اسی مضمون سے سراپا سیاہ کیا گیا ہے کہ منکرین مرزا قادیانی کافر ہیں اور اپنے ابا جان کے مذکورۃ الصدر مذہب کے بطلان میں خلف رشید بن کر مرزا قادیانی کی تکذیب مذہب میں علانیہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ جس کا لب لباب مضمون اسی قدر ہے۔

”ج ہے پنجابی مثل ٹھیک ہے۔“ ”مچلی کے جائے کن تیرائے۔“

چوبیسواں جھوٹ

مولوی محمد حسین صاحب کے والد ضعیف العمر کو بھی مرزا قادیانی کے الہام نے تاکا تھا اور ان کی وفات کی پیش گوئی کی تھی۔ ایک سال کی میعاد ظاہر کی تھی۔ اس کی بھی وہی حالت ہوئی کہ اندر میعاد کیا ایک زمانہ دراز تک بڑے میاں صاحب مرزا قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی کرنے کی غرض سے زبردستی زندہ رہ کر سارے پنجاب میں مرزا قادیانی کو رسوا کیا اور ان کی الہامی پیش گوئی پر اسٹیک ایسڈ (سرکہ کا تیزاب) کا پانی پھیر دیا۔ جس سے خود ملہم مع لفظ الہام تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قبر کے تنگ محبس میں ڈال دیئے گئے۔ یہ ہے فیصلہ آسانی۔

قبر از چار طرف تنگ افشرد

زانکہ بسیار مال مردم خورد

راقم..... شاید مرزائی حضرات اس میں بھی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کی طرح یہی فرمائیں گے کہ ”انابت“ اور استغفار کی وجہ سے بڑے میاں کی عمر بڑھادی گئی۔ مگر تردید کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر (باوجود وعدہ الہامی و تقدس مسیحیت و نبوت کے) تو بڑھائی نہ گئی اور اندر میعاد مقررہ دشمن کے خود کو کچ فرما گئے اور ان کے دشمنوں کی عمر انابت اور استغفار سے بڑھائی جائے۔ یہ کون سا نشان صداقت ہے؟ افافہم و تدبر!

ناظرین کی خدمت میں عموماً اور مرزائی برادران کے لئے خصوصاً یہ دو درجن جھوٹ کی فہرست پیش کرتا ہوں اور ہر ہر مد کی کسی قدر صراحت تفصیل بھی کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرما کر مختصر نتیجہ نکال لیں کہ جس شخص کے اس قدر متعدد جھوٹ ثابت ہوں وہ قطع نظر تقدس باطنی اور دعویٰ

مسیحیت وغیرہ کے دنیا دارانہ حیثیت سے ہم چشموں میں کس قدر توقیر اور وزن رکھ سکتا ہے۔ چونکہ حکیم ظلیل احمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر نے اشتہار مذکورہ بالا کی سرخی میں دکھلایا تھا کہ نشان آسمانی برکنڈیب ابوالاحمد رحمانی۔ مگر نہ تو اشتہار میں مطابق دعوے کے کوئی تکذیب کرنے کی ان کو جرأت ہوئی نہ جواب فیصلہ آسمانی کا اب تک دیا گیا۔ اس لئے راقم نے پبلک کی اطلاع کے لئے ابھی دو درجن جھوٹی پیش گوئیوں اور اقوال کی فہرست شائع کی ہے۔ اس پر بھی اگر مرزائی حضرات کی پوری سیری نہ ہو تو فقرہ ”هل من مزيد“ ان کے لئے آئندہ بھی موجود ہے۔

مرزا قادیانی کے تمام جھوٹ کا ڈبل باوا یا بیجائی کا گرو گھنٹال

ناظرین سراپا تمکین! غالباً آپ لوگوں کو اس کے عنوان سے ایک قسم کا معصک و تعجب ہوگا کہ یہ نیا مضمون جھوٹ کا ڈبل باوا کس بلا کا متعجب الخلق متعجب ہوگا۔ حضرات یہ کوئی شخص نہیں ہے۔ بلکہ شخص کے عالم مثالی کا فوٹو گرافی عکس ہے۔ اس کو خوب غور سے ذرہ بین کا شیشہ لگا کر دیکھئے کہ یہ بارہ روپا کا سارنگ بدلا کرتا ہے اور ہرگز تھکتا ہی نہیں۔

گاہ عیسیٰ گاہ موسیٰ گاہ فخر انبیاء

گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہ شدن

جناب معالی القاب مسیح کذاب مہدی پنجاب حکیم مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماتستہ اپنی تصنیف خف کتاب (ازالہ اوہام ص ۶۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۴) میں حسب ذیل گریزی فرماتے ہیں جو بلفظہ و بعینہ واسطے آگاہی خاص و عام ان کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی ڈبل جھوٹائی ظاہر ہو جائے گی۔ وہو هذا!

”اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھہرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کے رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت ”وانزل علی ذہاب لقادرون“ جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ء عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلح کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس میں نئے چاند کے نکلنے کے اشارات چھپے ہوئے ہیں جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائے جاتے ہیں۔“

میرے پیارے ناظرین! اب میری طرف متوجہ ہو کر مرزا قادیانی کی رام کہانی سن لیں۔ مرزا قادیانی نے اوپر کی عبارت میں دو دعوے کئے ہیں۔

- ۱..... ”مسح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔“
- ۲..... ”قرآن شریف نے مسح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھہرائی ہے۔“ اور آ یہ کریمہ کو تحریف کر کے اپنے دعوے کے استدلال میں پیش کیا ہے۔ آیت موصوف میں ”علیٰ ذہاب بہ“ ہے۔ اس کو عدد مفروضہ صحیح کرنے کی غرض سے تحریف کر کے ذہاب لکھ دیا۔ اس کی تشریح بھی آئندہ کی جائے گی اور بہ کے لفظ کو اس آیت سے تحریف کر دیا۔

پہلے امر کی نسبت مجھ کو صرف اسی قدر کہنا ضرور ہے کہ وہ کون سی آیت صراحۃً یا کنایۃً حضرت مسیح ابن مریم کی تشریف آوری میں بطور پیش گوئی موجود ہے۔ جس کو آج تک باوجود تیرہ سو برس گزر جانے کے نہ تو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور نہ صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین یا سلف صالحین نے اس پیش گوئی کو ظاہر نہ فرمایا اور مرزا قادیانی بھی ٹھوٹے ”المعنی فی بطن الشاعر“ اپنے پیٹ سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ (بقیہ علی مضمون اس کے متعلق میں نے علمائے کرام کے لئے چھوڑا۔ کیونکہ میرا منصب نہیں ہے) باقی رہا امر دوم کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی مدت قرآن کریم نے ۱۴۰۰ برس ٹھہرائی ہے۔

صاحبو! یہی ہے مرزا قادیانی کے جھوٹ کا ڈبل باوا یا بے حیائی کا گرو گھنٹال۔ اس پر طرہ مرزا قادیانی نے اور بھی لگایا ہے کہ بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ غالباً اولیاء سے مراد انہوں نے اپنی نسبت کی ہو تو تعجب نہیں۔ ”العجب ثم العجب بین الجمادی والرجب“

اولیائے کرام کے ملفوظات اردو، فارسی میں بھی کثرت سے تمام دنیا میں شائع ہیں۔ مگر جھوٹ کے ڈبل باوا کو کسی اولیاء کا نام بھی یاد نہ پڑا جو حوالہ دیتا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا اور ۱۴۰۰ برس کا استدلال بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد آیت ”وانا علی ذہاب بہ لقادرون“ سے نکالا ہے۔ حالانکہ نہ تو آیت ہی صحیح لکھی ہے اور نہ اعداد صحیح ہیں۔ خدا جانے کس مدرسہ کا یہ جمل ابجدی ہے۔ مرزا قادیانی کی بے حیائی سلامت رہے۔ پھر جھوٹ لکھ دینے میں کیا باک ہے۔ عدد صحیح اس کے ۱۲۶۷ ہوتے ہیں۔

صحیح آیت شریف یوں ہے۔ ”وانا علی ذہاب بہ لقادرون“ جس کے صحیح اعداد بحساب جمل ابجدی معروف ۱۲۷۵ ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی نے ایک عدد کم کر کے ۱۲۷۴ لکھا ہے اور اپنے نام (غلام احمد قادیانی) کے ساتھ قادیانی کے لفظ کا دم چھلا لگا کر مساوی العدد بنانے کی کوشش تو کی۔ مگر استاد جی سے حساب میں (بقول شخصہ درو غلور حافظ ناشد) پھر غلطی قائم رہی۔

کیونکہ ان کے مذکورہ نام کے اعداد قادیانی کے دم چھلے سمیت ۱۳۰۰ ہوتے ہیں جو نہ تو تحریری آیت کے ہم عدد ہیں اور نہ صحیح آیت کے برابر ہیں۔ جیسا کہ اوپر صفائی سے علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیا گیا۔

مرزا قادیانی کی جھوٹائی اور بے حیائی کی کچھ بھی حد ہے۔ انہوں نے سب کو اپنا سا کور چشم خیال کر کے جوجی میں موج آئی انسٹھ کا چونٹھ لکھ مارا۔ انہوں نے خیال کر لیا ہوگا کہ کس کو اتنی فرصت کہ میرے لکھے ہوئے اعداد کی بھی جانچ و پڑتال کرے گا اور یہ خیال نہ کیا کہ ان کے حریف ان کی جھوٹائی ثابت کرنے کے لئے ان کے ہر قول کو پڑتال کئے بغیر اعتبار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی جھوٹائی کثرت سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے راقم نے اس جملہ متحرفہ آیہ قرآنی کو اور صحیح آیت کو بقاعدہ حساب جمل ابجدی ہر طرح سے میلان اور پڑتال کر کے مرزا قادیانی کا ڈبل جھوٹ دکھلا دیا۔ جس کا حوالہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۵، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵) میں دیا ہے۔ میں بڑے زور و شور سے حکیم خلیفہ اسحاق مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبد الماجد بھاکپوری کو چیلنج دیتا ہوں کہ سات روز کے اندر اس کا جواب دیں یا اپنے مرزا قادیانی کی جھوٹائی کا اعتراف کریں۔ ورنہ بعد انقضائے میعاد کوئی عذر ان کا قابلِ سماعت نہ ہوگا۔ مگر میں ناظرین کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی بھی خود اپنے اعجازِ مسیحی سے سہ بارہ زندہ ہو کر اس کا جواب لکھنا چاہیں تو ناممکن ہے کہ اس ڈبل باوا کی صورت مثالیہ ٹھوکر سکیں۔ مرزا قادیانی کو ہر جگہ ٹھوکر پر ٹھوکر درپیش ہوتی رہی۔ مگر نہ سنہلے۔ آخر گری پڑے۔ اسی صفحہ میں بعد آیت متحرفہ کے دوسری سطر میں لکھتے ہیں۔ بحساب جمل ۱۲۷۴ کوئی ذرا حضرت جی کے خلیفہ صاحب سے یہ تو پوچھتے کہ ۱۲۷۴ میں مرزا قادیانی کا وجود بے جوہ کس لامکان میں روپوش تھا۔ جو اس وقت جس کو آج سے ۶۳۹ برس گزر گئے۔ اس وقت کے چھپے چھپے انیسویں صدی عیسوی میں قادیان میں ظہور فرمایا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا اور بے حیائی کا گرد و گھنٹال۔

باقی رہا مرزا قادیانی کے نام سے پورے طور پر کون کون آیت قرآنی اور دوسرے حملے متحدہ الاعداد ہوتے ہیں وہ خاتمہ کتاب میں ملاحظہ فرما کر تفریح خاطر فرمادیں اور مرزا قادیانی کی روح پر فتوح کوہس کا ثواب پہنچادیں۔ کیونکہ (ازالہ اوہام ص ۶۵، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵) میں اتحاد اعداد سے مرزا قادیانی نے استدلال کیا ہے۔

جھوٹ کے ڈبل باوا کی عکسی تصویر کو تو ناظرین دیکھ چکے۔ اب بے حیائی کے گرد و گھنٹال کا بھی درشن کر لیں۔ اس کی شرح میں فقط ایک حکایت لکھنؤ کے مشہور شخص یعنی مرزا لیموں نچوڑ کی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ جو مرزا قادیانی کے حالات سے خوب چسپاں ہوتی ہے۔

ایک مرزا قادیانی عمدہ غذاؤں کے حریص تھے جن کا نام ان کی بے حیائی سے آخر مرزا لیوں نچوڑ پڑ گیا۔ وہ ہمیشہ اسی تاک میں رہتے تھے کہ آج کس رئیس کے ہاں کسی معزز شخص کی دعوت ہے۔ ہٹا لگا کر موقع پر کھڑے رہتے تھے۔ جب مہمان موصوف میزبان کے یہاں پہنچا تو جھٹ مرزا قادیانی بھی ہمزاد کی طرح پیچھے ہوئے۔ اپنی چالاکی اور دیدہ دلیری سے مہمان کو یہ باور کرایا کہ میزبان کا کوئی آدمی ہے اور بیچارہ میزبان سمجھتا رہا کہ مہمان کے ساتھ ہے۔ غرض اسی گونگو میں دونوں مردوں سے ٹوک نہ سکے اور مرزا قادیانی بے حیائی کی جیب سے لیون نکال لڈیڈ کھانوں کو زہر مار کر کے چل دیئے۔ غرض اسی طرح سے دعوتیں کھاتے رہے اور جہاں کچھ تفتیش سے کام لیا گیا وہاں سے ذلیل ہو کر نکالے بھی جاتے رہے۔ مگر بے حیائی سلامت عادت کا چسکا نہ گیا اور خدا جانے کیسی کیسی ذلیتیں نصب مرزا ہوئیں۔

ایک دفعہ کسی بیڈھب صاف مزاج دیندار رئیس کے یہاں ایک مولوی صاحب کی دعوت ہوئی۔ مرزا قادیانی حسب عادت معہودہ قریب مکان میزبان کے سلام فراشی کر کے مولوی صاحب سے دخل در مقولات کرتے ہوئے پیچھے ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنی فراست علمی سے اس کے بطن پر واقف ہو کر کچھ ہی میزبان سے کہہ دیا کہ یہ صاحب میرے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ میزبان نے بھی ان سے کہہ دیا کہ آپ کی دعوت نہیں ہے اور بغیر دعوت کے شریک طعام ہونا شرعاً ممنوع ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ حضرت میں بھی یہ مسئلہ جانتا ہوں۔ یہاں تو مجھ کو مولوی صاحب کی تمنائے زیارت لے آئی ہے۔ یہ کہہ کر کچھ دیر اسی بے شری کی امید پر بیٹھے رہے۔ جب دسترخوان بچھا اور ہاتھ دھوانے کو سہٹی نوکر نے حاضر کی تو میزبان نے مولوی صاحب کی طرف اشارہ کیا اور مولوی صاحب کا ہاتھ دھولا کر نوکر نے مرزا قادیانی کو چھانٹ دیا اور سہٹی رکھ دی۔ مولوی صاحب دسترخوان پر میزبان کے ساتھ آئے۔ مرزا قادیانی کی بے غیرتی سلامت خود ہی اپنے ہاتھ سے ہاتھ دھو کر دسترخوان پر جا دھمکے۔ مہمان تو کچھ بولے نہیں۔ کیونکہ مہمان رابا فضولی چہ کار۔ مولوی صاحب تو مرزا قادیانی کی بے غیرتی سے شرمندہ ہو گئے۔ لیکن مرزا قادیانی بقول شخصے چیر و چار بگھاروپانچ جوں کے توں نہایت فراخ دلی سے جے رہے۔ آخر میزبان تھے رئیس یہ بد تمیزی کیونکر گوارا کر سکتے۔ اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ کوئی ہے؟ مرزا قادیانی کے کان پکڑ کر احاطہ سے باہر کر دو۔ آخر ایسا ہی ہوا تو چلتے وقت مرزا قادیانی لیوں نچوڑ نہایت ادب سے فراشی تسلیم کر کے بڑی متانت سے کہنے لگے کہ اس عاجز کو تو سیکڑوں جگہ اس سے بڑھ کر پاپوش خوری نصیب ہو چکا ہے۔ آپ نے تو پھر رعایت رئیسانہ مرئی رکھی۔ میں اپنی کمبخت عادت

سے مجبور ہوں۔ مگر میرے نفس امارہ کی برابر یہی ہدایت ہوتی ہے کہ میاں؟ ایں ہمہ در عاشقی بالا غمہائے دگر۔ بے حیائی میں تو ذلت ازلی انعام ہے۔ اس سے کوئی دنیا دار گھبراتا ہے؟

مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔ اپنے خیال کے مطابق اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے جاہلوں کو پھانسنے کے لئے جو جی میں آیا قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا جھوٹ حوالہ دے دیا اور دیدہ و دانستہ یہ دروغ بانی کا ہتھکنڈا نکالا۔ یہ سمجھ کر کہ ہماری جھوٹی کہانیوں کی کون تصدیق کرتا اور تطبیق دیتا پھرے گا اور بالفرض اگر کسی نے جھوٹ ظاہر کر کے میری بے حیائی کو پبلک میں مشہور بھی کیا تو مجھ کو اس سے کیا ڈرنا۔ میں تو اس میں کمال درجہ کا ڈپلوما پا چکا ہوں۔ لیکن جس جگہ نری جہالت ہی جہالت ہے۔ وہاں اگر بے حیا کی چل گئی تو پورا بارہ، بقول شخصے لگا تو تیر نہیں تو نکلا۔

اب اس قصہ کو چاہے جیسا کچھ ہوز بان حال سے مرزا قادیانی کے ساتھ تطبیق دے کر ناظرین فرمادیں کہ چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ بے حیائی کا گرو گھنٹال۔

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

یہاں تک یہ رسالہ لکھا گیا تھا کہ ہمارے ایک مکرم و محترم دوست نے عند الملاقات ایک رسالہ مؤلفہ حکیم خلیل احمد قادیانی موٹگیری بنام ”برق آسمانی“ مطبوعہ مطبع موٹگیری جس کو حکیم صاحب نے اپنے زعم میں فیصلہ آسمانی کے اشتہاروں کا جواب لکھا ہے دکھایا۔ مگر حکیم صاحب کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس رسالہ کو اپنی طرف سے اور کسی کے پاس نہ سہی میرے پاس تو ضرور بھیج دیتے۔ کیونکہ میں نے بھی ان کی خدمت میں نمک سلیمانی و تنبیہ قادیانی وغیرہ ہدیہ کمری حاجی ابو المجد محمد عبدالرحمن صاحب المستخلص بہ شور عظیم آبادی سے ارسال کرا دیا ہے۔ جس کی رسید میرے پاس موجود ہے۔ خیر یہ تو مخلصانہ شکایت تھی۔ جو دوستوں سے اکثر دنیاوی امور میں ہوتی رہتی ہے۔ الغرض میں نے وہ رسالہ دیکھا۔ غالباً مولوی عبدالماجد قادیانی کی شکم زاد تصنیف ہے جو حکیم صاحب کی طرف سے مٹھنی نامزد ہو کر شائع ہوا ہے۔ مگر مولوی صاحب کا انداز بیان اور بھالگری لب و لہجہ کہیں چھپ سکتا ہے۔ تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور پچپانے والے پچپان لیتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میوش

برائے دحل اسلامی بود نام

من انداز قدت رائے شام

کشن پنتھی بھکت رائے شام

مولوی صاحب کی زبان پر جو الفاظ چڑھے ہوئے ہیں انہیں لفاظیوں اور فضولیات کا

ذخیرہ اس میں بھی ہے۔ سوال از آسمان جواب از رہبرِ آسمان کا مقولہ سچ ہے۔

اس رسالہ کا بھی وہی حال ہے کہ ڈھاک کے تین پات۔ مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی یا احمد بیک کے داماد کے مرنے کی پیش گوئی جو صریح جھوٹی ہو چکیں۔ ان کا کچھ جواب باصواب ندارد۔ آئیں، باتیں، شائیں، فضولیات اور بیہودہ مخبر خرافات سے رسالہ کا منہ کالا کیا ہے۔ خیر اس کا بھی جواب علیحدہ بتفصیل تمام دیا جائے گا اور تابدار خانہ باید رسانید کا مقولہ سچ ہو جائے گا۔ اس رسالہ میں قطع نظر اور سب فضولیات جاہلانہ کے ایک نئی طباعی اور جدت پسندی اور ذکاوت کا اظہار اپنے زعمِ باطل میں مصنف نے کیا ہے کہ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے نام کا ایک متحد الحد جملہ سقیم بڑی تلاش اور فخر و مباہات سے شاید اپنے اظہارِ قابلیت کے لئے نکال کر درج رسالہ کیا ہے۔ صدرِ حبا! اسی کو جواب فیصلہ آسمانی ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ میں نے قبل میں قادیانی مولوی صاحب کے جواب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ نفسِ مطالب سے تو فیصلہ آسمانی کا جواب محالات سے ہے۔ مگر مولوی صاحب زیادہ کام خارجی امور سے لیں گے ویسا ہی ہوا۔ قبل اس کے کہ مولوی صاحب فیصلہ آسمانی کا جواب شائع کریں یہ رسالہ برق آسمانی حکیم صاحب کی طرف سے مقدمۃً لکھیش بنا کر سواٹنگ نکالا ہے۔ جس سے جواب کی عاجزی ان کی ظاہر ہوتی ہے۔

میں خیر خواہانہ اور مخلصانہ کہتا ہوں کہ ایسی باتیں صاف بتا رہی ہیں کہ اصل باتوں کے جواب سے مولوی صاحب عاجز ہو گئے۔ ورنہ متحد الاعداد جملے کی طرف وہ میلان نہ کرتے۔ مگر اس کو خوب یاد رکھیے کہ مجھ کو اس فنِ تاریخ میں یدِ طولیٰ حاصل ہے اور صرف مرزا قادیانی کے نام سے پھڑکتے ہوئے متحد الاعداد جملوں کی ایک موٹی کتاب درست کر کے ان کے لئے مفت ہدیہ کر سکتا ہوں۔ جس کو ملاحظہ کر کے مرزائیوں کے حواس درست ہو جائیں گے۔ بطورِ نمونہ سرسری طور پر پہلے حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے نام کے متحد الاعداد الفاظ مدحی جو واقعی صفات صحیحہ کے مصدق ہیں۔ لکھے جاتے ہیں اور اس کے نیچے کے جدول میں اپنے مسیح قادیانی کے متحد الاعداد الفاظ کی سیر کیجئے اور دادِ طباعی دیجئے کہ یہ کس قدر پھڑکتے ہوئے جملے بے تکلف نکل آئے۔ لیجئے از ماست کہ بر ماست کو خوب یاد رکھ لیجئے۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱) مولانا ابوالاحمد	۱۸۰	کوکب اسلام، امام زمان، قدوسی
(۲) ابوالاحمد	۶۲	حمید، جہد کل، موجِ جود

(۳) مولانا سید ابوالاحمد رحمانی ۵۷۳ مرجع کرم، شب زندہ دار، رکن الارکان

(۴) مؤلف فیصلہ آسانی ۵۳۳ تائید حق، سیادت پناہ، نجم گیتی

یہ تو حضرت مؤلف فیصلہ آسانی کے چند الفاظ ہم عدد لکھے گئے۔ ایک پورا صفحہ اس صنعت میں الفاظ نکالے گئے تھے۔ وہ سب محفوظ رکھے گئے ہیں۔
اب اپنے مرزا قادیانی کی خبر لیجئے کہ ان کے نام کے ہم عدد الفاظ مختلف طور سے کیسے بے تکلف نکل آئے۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱) مرزا غلام احمد	۱۳۷۲	جد المسیلمۃ الکذاب
(۲) جناب مرزا غلام احمد صاحب	۱۵۳۹	لعنة الله على الكذابين
(۳) جناب مرزا غلام احمد	۱۷۰۷	خالیه من نور الرحمن (خود بقول مرزا قادیانی) ظل صاحب بقادیاں
(۴) دعوائے وحی غلام احمد قادیانی	۱۴۱۵	الذی یوسوس فی صدور الناس
(۵) مرزا غلام احمد پاپا مسیح	۱۴۹۶	من شر الوسواس الخناس
(۶) ڈوئی مسیح کاذب قادیان	۱۰۳۷	خالدين فی النار
(۷) مرزا صاحب قادیان	۵۱۵	مجسم بشیطان
(۸) مسیح بقادیان	۲۸۶	دیو گمراہ، لومڑی (خود بقول مرزا قادیانی)
(۹) مرزا صاحب	۳۴۹	کافر ازلی، عربہ ساز، اسیر دام بلا

جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت میں پہلے معذرت ہے کہ یہ سب طریقہ مناظرہ کا آپ کے مولوی عبد الماجد قادیانی بھاگلپوری کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ من سن سنة حدیث شریف یاد فرما کر راقم کو معذور سمجھیں۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱) جناب خلیفۃ المسیح صاحب	۱۴۲۶	قست قلوبکم، کما هی عادة النواکی
(۲) نور الدین	۳۵۱	حامان الوزیر، ہوریکس الدجال، عراقی، فریادہ مقہور
(۳) خلیفہ مسیحی صاحب پنجاب	۸۹۷	جیسی تانی ویسی بھرنی
(۴) مولوی عبد الماجد	۳۴۸	ابو جہل کافر
(۵) عبد الماجد	۱۵۴	ان ابلیس

(۶) عبدالماجد بقاعدہ زیر بنیات	۶۳۸	قتیبہ ابلیس، مرکوب شیطان، مرزائی شیطان
(۷) قادیان بقاعدہ زیر بنیات	۵۵۵	باب مسکن شیطان، مولد بدینیت، مکان حلقہ کفار، مولد فیلسوف دہر
(۸) جناب ملک عبدالرحمن منصور	۹۳۸	خرنگ دجال
(۹) حکیم غلیل احمد	۸۰۱	خناس جابلان
(۱۰) بلند جناب حکیم غلیل احمد	۱۶۳۸	یتخبطہ الشیطان من المس

صاحب مرزائی موگیبری

نمونہ کے طور پر فی البدیہ تو اس قدر حاضر کرتا ہوں۔ اگر پسند ہوں تو بس ہے۔ ورنہ ایک اچھی کتاب بہت جلد کہہ سکتا ہوں۔ مگر سوائے عوام کی دواہ واہ کے اور اس کا حاصل ہی کیا ہے۔

ت

خاتمہ کتاب

اسی برق آسانی میں حکیم صاحب نے ایک جگہ مزرخانہ تحدی بھی کی ہے۔ اس کے جواب میں صرف اسی قدر لکھتا ہے کہ اگر ان کو مقابلہ کرنے کی جرأت ہو سکے تو اندر پندرہ روز کے اپنے خلیفہ اسح حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب کو ایک شامل لا کر کسی غیر مذہب فہمیدہ بی اے بی ایل کو حکم مقرر کریں ادھر سے بھی مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب جانچ پڑتال کے لئے منتخب کئے جائیں گے اور حسب اشتہار سابق فیصلہ آسانی کا جو جواب لکھا پیش کیجئے۔ ایک ہزار کا توڑہ موجود ہے۔ مگر پہلے بذریعہ اقرار تحریری طرفین سے اس امر کا فیصلہ کر لینا لازم ہوگا کہ جو شخص تجویز چالشی مغلوب ہو جائے۔ اس پر از روئے معاہدہ کے قانوناً لازم ہوگا کہ اپنے عقائد سے اسی وقت توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ بدستخط ثالث موصوف جلسہ عام میں مرتب ہو کر شائع کیا جائے۔ بس اب زیادہ حجت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جرأت ہو تو ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ہو جائے۔ روز روز کی تو تو میں میں سے کیا حاصل۔ اگر اندر میعاد مذکورہ بالا جناب حکیم خلیفہ اسح صاحب کی طرف سے اس کی منظوری رجسٹری ڈاک کے ذریعہ سے نہ آئی تو علی العموم بغیر کسی تاویل کے یہی سمجھا جائے گا کہ ان کو تاب مقابلہ ہرگز نہیں۔ بس دیکھئے یہ آخری فیصلہ ہے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ احقاق حق اور جھوٹی پیش گوئیوں کی قلعی پورے طور سے کھولی جائے گی۔ مرزا قادیانی کی طرح سے مناظرہ سے بھاگنے کی کوشش صحیح نہیں خدا کے واسطے ایسا ہرگز نہ کیجئے۔ ورنہ قادیانی نبوت برباد ہو جائے گی۔ پس دونوں صاحب تشریف

لاویں اور اصالتاً معرکہ میں ڈٹ جائیں۔ کسی اور زید و بکر سے مجھ کو غرض نہیں۔ کیونکہ یہ منصب تو خلیفۃ المسیح کا ہے۔ زیادہ حد ادب!

بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَبِهِ نَسْتَعِیْنُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی!

راقم: آپ کا سچا خیر خواہ ملک نظیر احسن (سابق مرید مرزا قادیانی)

قطعہ تاریخ طبع رسالہ مسیح کا ذب از فکر صائب

حاجی محمد عبدالرحمن المتخلص بہ شور عظیم آبادی

مولوی نظیر احسن نے
چٹ پٹا اس کا ایسا مضمون ہے
جھوٹے الہام مرزا جی کے
سارے مرزا کے جھوٹ دکھلائے
سارے ہندوستان میں ہلچل ہے
کہتی پبلک ہے دیکھ کر اس کو
مرزائی نہ سر اٹھائیں گے اب
شرم سے دشمنوں کے چہروں پر
زور تحریر سے مصنف کے
کر دیا زور خامہ سے اپنے
کٹ گئی ناک دشمن دیں کی
فکر تاریخ شور نے جب کی
پڑھ کے سیفی لکھو مسیحی سال

مختصر سی لکھی ہے ایک کتاب
کہ مخالف ہوئے ہیں جل کے کہاب
درجنیں دو گنا دیئے بحساب
آئینہ کی طرح سے باصد آب
کیا اڑیہ بہار کیا پنجاب
جھوٹ کا اب تو ہو گا سد باب
بات کرنے کی پھر نہ ہوگی تاب
پڑ گیا ہے فردگی سے حجاب
کانپ اٹھیں گے رستم و سہراب
قادیان کا مسیح خانہ خراب
خوش مگر سن کے ہو گئے احباب
ہاتف غیب کا ہوا یہ خطاب
قادیانی مسیح خانہ خراب

۱۹۱۳ء بعد سیفی

دیگر

خوش نوشت ست لا جواب کتاب
شکر اللہ کہ توبہ کرد شباب
آل کذاب راسزد قجباب

۱۳۳۱ء، از سر قہر یعنی قاف ص ۱۰۰

مخلص مولوی نظیر احسن
سابقاً کہ مرید مرزا بود
از سر قہر شد سن طبعش

کتابخانه مولانا ملک نظیر احسن بهاری
لائیبریری

تائید ربانی ۱۳۳۵ھ بجواب ہزیمت قادیانی

حضرت مولانا ملک نظیر احسن بہاری

نظم جو مرزا قادیانی کے جھوٹے کلام مندرجہ تعلیم المہدی ص ۶ پر ہے

اس پر دلچسپ خمہ!

دل لگا کر تم ذرا انجام آتھم کو پڑھو مرزا کی گالیوں کو سو سے زائد پھر گنو
قول ہے کچھ فعل ہے کچھ پالی ان کی سنو گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھا دو انکار

اپنا روپیہ مانگنے پر جو کرے سب دشتم کچھ نہ بولے غیر کی سختی پہ وہ مارے نہ دم
مرزا صاحب یہ کیسا جھوٹ کرتے ہیں رقم چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

مانگنے ہم کیوں گلہ کیوں کریں گے حال زار مفت کی تہمت نہ دو شر ماؤ اپنے دل میں یار
اپنے منہ سے کہتے ہو ایسا سمجھ پر تیری مار کون سلطان القلم ایسا لکھے گا دل فگار
شرم کی یہ بات ہے ہم کیا جتائیں بار بار

غیرت حق مرزا جی کے ہوئی جب سدراہ خود بقول مرزا جو تھا شریر و پر نگاہ
مفتزی، صادق کے آگے ہو گیا مر کر تباہ مفتزی ہوتا ہے آخر اس جہاں میں روسیہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کار بار

مرزا صاحب کے گدی نشین سے واقف تھے یہی ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی امرتسری
تک آ کر ان کے حملوں سے یہی کہتے نبی تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھوڑا دیں وہ ایسے اشتہار

۱۔ سراج المسمیر اور براہین احمدیہ کا روپیہ پیشگی لیا ہوا۔ جب مطابق وعدہ کتاب نہ ملی۔
مانگنے پر مرزا قادیانی نے کوئی خباثت طبیعت اپنی اٹھانہ رکھی۔ (حصائے موسیٰ، چودھویں صدی کا سچ)
۲۔ مفتوح۔

۳۔ یہ پانچوں مصرعے معصف کی طرف سے بطور شرح مصرعہ مذکورہ بالا مصنفہ
مرزا قادیانی لکھے گئے۔ ذرا در باب مذاق سلیم مرزا قادیانی کی اس بھونڈی تحریر پر (دم نہ مارو گر وہ
ماریں) غور کریں اور اس کے نازک اور شرمناک تیور۔

دیباچہ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین !
 ناظرین! انصاف پسند کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک طالب العلم صاحب مسمی بہ
 ملک عبدالرحمن منصور (قادیانی) کی طرف سے ایک رسالہ بنام نصرت پر دانی بجواب فیصلہ آسانی
 مطبع کیسی کلکتہ سے چھپ کر شائع ہوا ہے۔ مصنف نے ٹائٹل بیچ پر اپنی طالب العلم کی سند میں
 مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا تعلیم یافتہ ہونا اپنا ظاہر کیا ہے۔ کون اس کا انکار کر سکتا ہے کہ جیسا
 مدرسہ ہوگا ویسی تعلیم بھی ہوگی۔ مرزا قادیانی کی رام کہانیاں اور جھوٹے افسانے دنیا پر روز روشن کی
 طرح ظاہر ہو چکے۔ ان کے دہرانے کی اس رسالہ میں اب ضرورت باقی نہیں رہی۔ پھر جس
 یونیورسٹی کے پرنسپل (یعنی مرزا قادیانی) ہوں۔ جن کی کذب بیانی خود انہیں کے متضاد اقوال
 سے ثابت ہو چکی ہو تو ان کے یونیورسٹی قادیان کے تعلیم یافتہ اور ڈپلومہ یافتہ طالب العلم کا کیا
 پوچھنا ہے کہ کیسے راست باز ہوں گے۔ قادیانی یونیورسٹی کی تو بنیادی جھوٹ پر مبنی ہوئی ہے۔ پھر
 پیچارہ طالب العلم سچائی کی تعلیم کہاں سے حاصل کرے۔ علاوہ اس کے ان کی طفلانہ کم استعدادی تو
 خود ان کی کتاب مذکورہ ص ۱۲ سطر آخر کے اوپر والی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے کہ پیچارہ کو ابھی
 تک روزمرہ کے عام لفظوں کی صحت تو معلوم ہی نہیں ہے کہ ”جوق در جوق“ کی جگہ ”جوک در
 جوک“ لکھ دیا ہے۔ میاں صاحبزادہ سے کوئی اتنا تو پوچھ لیا کہ یہ لغت پنجابی ہے یا جاپانی۔ کیونکہ
 غالباً آپ حضرات ناظرین کے کان بھی اس نئی لغت سے نا آشنا ہوں گے۔ یہ تو میاں صاحب کی
 استعداد کا حال اس پر یہ حوصلہ کہ فیصلہ آسانی کا جواب لکھتا ہے۔ بعینہ وہی مثل ہے کہ مینڈ کی کو
 زکام اور اس پر طرہ یہ ہے کہ مفتی صادق صاحب ایڈیٹر الہدر نے اس رسالہ کی ریو یو لکھ کر بڑی
 تعریف کی ہے یا تو بغیر دیکھے بھالے بقول شخصے من ترا حاجی گویم تو مرا حاجی بگو۔ اپنے ہم مشرب
 بھائی کے لئے صدائے آفرین بلند کر دی۔ یادیدہ و دانستہ منصب ایڈیٹری کے خلاف اپنے اخبار کا
 منہ کالا کیا۔ ٹائٹل بیچ میں وہ شعر شاید آپ نے کسی اکابر کے نتیجہ فکر سلیم سے لکھا ہے اور کننا بیٹہ
 مرزا قادیانی کی راستی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔ چونکہ مضمون اس کا ناتمام رہ گیا
 تھا۔ اس لئے راقم نے تیسرا شعر اضافہ کر دیا۔ اب ارباب ذوق سلیم انصاف کریں کہ میاں طالب
 العلم کی کیسی مرمت ہوگئی۔

قولہ

قدیرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
جس بات کو کہے گا کروں گا میں یہ ضرور
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
ٹپتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اقول

جب ٹل گئی تو جان خدائی نہیں وہ بات
فالحمد لله على ذلك! کہ جس امر کو میں نے مرزا قادیانی کے رد میں ظاہر کرنا چاہا
ہے اور فیصلہ آسمانی وغیرہ رسائل میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اس کو میاں طالب العلم نے اپنے متذکرہ
صدر دونوں شعر میں قبول کر لیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہزیمت قادیانی ہو سکتا ہے۔

میاں صاحب! فیصلہ آسمانی میں تو اسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو الہام کا دعویٰ مرزا قادیانی
نے بڑے زوروں سے کیا اور صاف صاف اقرار کیا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اگر ایسا نہ
ہو تو میں مفتری اور کذاب اور ہر بد سے بدتر ہوں۔ پھر وہ الہام مرزا قادیانی کا وقوع میں نہ آیا۔
اس لئے مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ٹھہرے۔ کیونکہ اگر وہ الہام واقعی منجانب اللہ ہوتا تو آسمان
ٹل جاتا۔ مگر وہ خدائی وعدہ نہ ٹلتا۔ جیسا کہ خود مصنف نے اپنے دونوں شعروں میں ظاہر کر دیا
ہے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

مصنف کی دعا سے (جو دیباچہ میں ہے کسی قدر ترمیم کے ساتھ) مجھ کو بھی اتفاق ہے
کہ ایک شخص (جھوٹا مسیح اور نبی بن کر) سادہ لوحوں کی آنکھوں پر اپنے فریب اور ضلالت کی پٹی
باندھ کر گمراہی کے قعر تاریک میں دھکیل چکا ہے۔ اے رب ذو الجلال! تیرے فضل سے کچھ دور
نہیں کہ ان کو اب بھی اس مہلکہ سے نجات دیوے اور اپنے آسمانی فیصلہ سے ان کی نصرت کرے۔
آمین! یا ارحم الراحمین۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

مصنف نے ص ۲ سے تمہید اٹھا کر انقلابات زمانہ سے ڈرامہ ص ۴ کی سطر ۱۳، ۱۴ میں لکھا
ہے کہ: ”ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں سے اس کو حق اور نیکی ملے، لے لے۔ خواہ ایک عیسائی
یا یہودی سے یا بیجان دیوار سے خواہ کہیں بھی ہو۔“

شاید بیچارے طالب العلم کی نظر قرآن مجید کی اس پاک آیت ”الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا“ پر نہیں پڑی۔ ورنہ یوں

پیپاک ہو کر نہ کہتے کہ حق اور نیکی کسی عیسائی یا یہودی یا بے جان دیوار سے بھی ملے تو لے لے۔
 اوّل تو اشارہ کے طور پر مرزا قادیانی کی مثال ان تینوں سے دی ہے۔ جو ان کے عقیدہ کے موافق
 اپنے نبی کو عیسائی اور یہودی اور بے جان دیوار سے تشبیہ دینا مرزا قادیانی کی خلاف شان تھا۔
 بہر حال اس کو وہ جانیں اور ان کے نبی۔ اس کی نسبت مجھ کو کچھ زیادہ سوچمانے کا حق نہیں ہے۔ مگر
 جو بڑی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ بموجب آیت شریف مرقومہ بالا کے ہمارے اسلام کا اکمال
 بدرجہ اتم اس ذات مقدس نبویہ مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حیرہ سو برس سے زائد ہوئے کہ ہو
 چکا۔ اب اس کے سوا اور کسی قسم کا حق یا نیکی طلب کرنے والا کسی عیسائی یا یہودی یا کسی شے بے
 جان سے بجز کسی بوالہوس خارج العقل کے کوئی دوسرا فہمیدہ مسلمان صاحب قلب سلیم نہیں ہو سکتا۔
 اب اس جملہ کا ذیہ قلم فرمانا طالب العلم مصنف کا سوائے تقاضائے سن اور ناواقفیت کے اور کیا کہا
 جاسکتا ہے۔ خدا ان کو تمیز اور شعور عطاء کرے اور سچے اسلام کی قابلیت کا مادہ عنایت کرے۔

آگے چل کر میاں صاحبزادہ نے ص ۵ کی سطر ۵ لغایت ۹ میں بچوں کی طرح اپنا بھولا
 پن ظاہر کر کے تحریر کیا ہے کہ: ”حشر کے دن جب تم سے سوال کیا جائے گا کہ قادیان میں ایک شخص
 نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا کہ وہ مسیح محمدی اور مہدی جو کہ حضرت سرور کائنات کا
 بروز ہوا کر آنے کو تھا وہ میں ہوں۔ کیا تم نے اس کی کوئی تحقیق کی۔ میں نے تم کو عقل سلیم عطاء کی
 تھی۔ اس سے سوچا اگر وہ سچا تھا تو کیا تم نے اس کی بیعت کی یا محض ضد و تعصب کی وجہ سے جان
 بوجھ کر آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے تو کیا جواب دو گے۔“

میرے عزیز ملک جی! بڑے غور اور توجہ سے میرا سیدھا سیدھا جواب بھی گوش ہوش
 سے سن کر نقش کا الحجر کر لیں۔ غالباً یہ جواب باصواب انشاء اللہ المستعان ان کو اور سب برادران

۱۔ ایسا تو کسی ناقص الاستعداد طالب العلم کا البتہ تقاضا ہو سکتا ہے کہ امیدوار بن کر ایک
 بے جان چیز یا عیسائیت و یہودیت کے گندے کھنڈروں میں حق کا متلاشی رہے۔ ورنہ کھنڈروں
 میں سوائے گندگی، بول و براز کے اور کیا رکھا ہوا ہے۔

۲۔ بروزی اور ظلی نبوت و مہدیت کے ثبوت میں کوئی آیت قرآنی یا حدیث صحیح سے
 سلف صالحین نے استنباط کیا ہو تو حکیم خلیفۃ المسیح صاحب اس کا اعلان کیوں نہیں فرماتے ہیں اور
 اگر بروز سے مطلب ران کا اوتار لینا جیسا کہ ہندوؤں میں ہے۔ خیال کرتے ہیں تو پھر کشن پنختی
 بھگت بن جائیے۔

اسلام گم شدگان بادیہ ضلالت کے لئے (قسم ہے۔ اسی ذات واجب الوجود عالم الغیوب مالک یوم الدین کی) بلا شک و شبہ باعث نجات ہو جائے گا اور مرزا قادیانی کے التزام دعویٰ سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ خدا کے لئے اس کو اپنے دلی ایمان سے یقین کر کے میرے جواب کو سرسری نظر سے بناوٹ نہ سمجھئے۔ میں حلفاً خدا کو حاضر و ناظر جان لکھتا ہوں کہ جو کچھ جواب میں لکھا جاتا ہے وہ لفظ بلفظ میں اسی ایمان اور یقین قلبی سے لکھتا ہوں۔ جس طرح مجھ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مقدس توحید اور حضرت سرور کائنات سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور ختم نبوت اور ان کے لائے ہوئے احکام پر ایمان ہے۔

میرے پیارے عزیز! اس سے اور زیادہ کوئی طریقہ آپ لوگوں کے باور کرانے کا اور اپنی صداقت کے اظہار کا نہیں ہو سکتا کہ خدا بزرگ ودانا کو اس وقت اپنے قلب کی صفائی اور صداقت پر گواہ کرتا ہوں۔ ”و کفی باللہ شہیدا“

پیارے عزیز و خداتم کو اور سب برادران اسلام کو تقویٰ راسخی عنایت کرے۔

جواب رقم بروز حشر

مصنف کے قول کو مان کر میں اہتمام کرتا ہوں کہ جب مجھ سے سوال ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ محض بے تردی سے یہی جواب دوں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت کو میں نے منکوحہ آسمانی دالی پیش گوئی نمبر (۱) اور مرزا سلطان محمد بیگ کی موت کی پیش گوئی نمبر (۲) اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری دالی پیش گوئی نمبر (۳) اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی موت کی پیش گوئی نمبر (۴) میں سچا نہ پایا۔ میں نے اس کے رسالے دیکھے۔ اس کی روش، اس کے افعال و اقوال کا موازنہ کیا۔ خود اسے مرزا قادیانی کے قول اور الہام مدعو بہ کے مطابق اس کو جھوٹا پایا۔ لہذا ہم نے اس کی بیعت نہ کی۔ اے میرے مالک عالم الغیوب تو میرے جواب کی سچائی سے پورا پورا واقف ہے اور تیرے سامنے ذرہ برابر کسی کے دل کی بات چھپ نہیں سکتی۔ تیرا ہی ارشاد پاک ہے کہ ”لا تحسبن اللہ مخلف وعده رسلہ“ اس لئے جو جب تیرے ارشاد کے ہم نے (اس مرزا غلام احمد قادیانی کو) جھوٹا مسیح اور کذاب و مفتری سمجھا۔

میری سچائی ہے تجھ پر ظاہر نہیں چھپا تجھ سے حال دل کا

تیرا ہوں میں اک کمینہ بندہ اسی قدر ہے جواب میرا

پیارے عزیز! تم نے میرا جواب سن لیا۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب تم لوگوں سے اس میدان حشر میں یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تو اپنے حبیب کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کو سید

المسلمین وخاتم النبیین بنا کر بھیجا تھا اور اسلام کو کامل کر کے اپنی توحید ان کے ذریعہ سے پھیلانی تھی اور اپنے کلام میں صاف صاف بتا دیا تھا کہ ہمارے حبیب پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر باوجود اس قدر صریح ارشاد کے تم نے ایک جھوٹے مفتری کو دنیا کمانے کی غرض سے کیوں مسیح اور مہدی اور جھوٹا نبی مان کر ہمارے ہزاروں بندوں کو گمراہ کیا۔ تب تم کیا جواب دو گے۔ یہ دنیا کا جواب جو یہاں جھوٹ بک رہے ہو وہاں بکار آید نہ ہوگا۔ کیونکہ وہاں خود تمہارے اعضاء اعضاء تمہارے کروت کے گواہ بن کر تمہیں جھٹلائیں گے اور خود احکم الحاکمین جو تمہارے دل کی باتوں سے ذرہ ذرہ واقف ہے تم کو بات بنانے کی مجال نہ ہوگی اور بے حجاب دکھلا دیا جائے گا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور سچے عیسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) یہ ہیں نہ مرزا غلام احمد قادیانی مفتری کذاب۔

یارو مبارک وہ ہیں جو وہاں کے واقعات کو مد نظر رکھ کر ابھی سے ہوشیار ہو جائیں اور جو لغزش اور غلط فہمی سرزد ہو گئی ہے اس سے صدق دل کے ساتھ نادم ہو کر توبہ کرے اور جواب کے لئے تیار ہو جائے۔

مرد آخر بین مبارک بندہ الیت

اس کے بعد اسی ص ۵ کی سطر ۱۲ الغایت ۱۶ میں شاید مرزا قادیانی کا مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ: ”مجھ کو حقیر سمجھ کر فرین کی اور ایک گھٹلی سمجھ کر کوئی پرواہ نہ کی۔ مگر دیکھو اس ”خالق الحب والنوی“ نے اس ذلیل گھٹلی کو کتنا عروج دیا اور اس میں سے کیسے کیسے کرشمہ دکھائے۔“

میرے پیارے عزیز! خدا کے لئے ذرا غور کر کے یہ تو متاؤ کہ مرزا قادیانی کا عروج بڑا تھا یا فرعون کا۔ خیر چونکہ یہ بہت گزرے ہوئے زمانہ کی تاریخ ہے۔ اس کو بھی جانے دو۔ حال ہی کا واقعہ پیش نظر رکھ کر مرزا قادیانی کے عروج اور سامی دیا نند سرتی کے عروج سے مقابلہ کرو اور جانچو کہ آریوں کے عروج کے مقابلہ میں ہمارے مرزا قادیانی کی کساد بازاری کا ذکر کرنا آپ کو سخت دشوار ہوگا۔ اس لئے میں جھوٹے مسیح اور مہدی کو انہیں کے ہم منصب مدعی نبوت کا ذبہ یعنی سید محمد جون پوری سے مقابلہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ جس نے نویں صدی میں اپنی مسیحیت کا اعلان اور نبوت کی اشاعت ایسے زور سے کی کہ باوجود امتداد زمانہ کثیر آج تک ہزاروں در ہزاروں اس کے نام لیا موجود ہیں اور اس کے زمانہ میں تو اس کی گرم بازاری اس قدر ہو گئی تھی کہ بڑے بڑے روسا اور اہل علم اس کے مطیع ہو کر اس کی نبوت کی اشاعت میں سینکڑوں رسالے سیاہ کر دیئے اور لاکھوں کو اس کا مطیع و منقاد بنا دیا تھا۔ چار سو برس کا زمانہ گزرا کہ اب تک اس کے متبعین اسی ہندوستان کے مختلف مقاموں میں مثل حیدر آباد و سندھ وغیرہ کے اس کے مذہب کے حامی ہیں تو

کیا اس کا عروج اہل حق کے لئے نبوت کی نشانی ہو جائے گا، ہرگز نہیں۔ اگر یہ دعویٰ آپ کا صحیح ہو تو سب سے پہلے مرزا قادیانی ہی پر سید محمد جوینوری کی نبوت اور مہدویت کی بیعت لازم آوے گی۔ ورنہ بقول خود ”اول الکافرین“ کا خطاب خود بدولت پر ہی صادق آوے گا اور کرشموں کا ذکر جو کیا گیا ہے اس کا حال تو دنیا پر ان کی دو درجن جھوٹی پیشین گوئیوں سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ جس کو بطور نمونہ کے راقم نے رسالہ مسمی بہ ”مسح کاذب“ میں بڑی صفائی سے پبلک میں پیش کیا ہے۔

میرے عزیز مصنف! ذرا متوجہ ہو کر مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ کے کرشمے ملاحظہ کریں۔ ناواقف حضرات جن کو مرزا قادیانی کی تصانیف پر مطلق نظر نہیں وہ بیچارے اس حال سے بالکل لاعلم ہیں کہ حضرت جی نے صریح جھوٹ دعویٰ کر کے اپنی برگزیدگی اور تقدس کا اظہار کیا ہے۔ جب ہی تو مصنف نے آگے چل کر لکھا ہے (یہ بھی مرزا قادیانی ہی کا مقولہ اعادہ ہوا ہے) ”تم ہم کو گالیاں دیتے ہو مگر ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔ تم لعنت بھیجتے ہو ہم تمہارے لئے رحمت مانگتے ہیں۔ تم ہم سے نفرت کرتے ہو ہم تم سے پیار کرتے ہیں۔ تم ہماری مذمت کرتے ہو ہم تمہاری تعریف کرتے ہیں۔“

راقم..... جس کسی اجنبی اشخاص کی نظر ان جملوں پر پڑے گی مجردان جملوں کی سچائی ذہن نشین کر کے خیال کر لے گا کہ واقعی ایسا لکھنے والا کس قدر عالی ظرف کریم النفس بے کینہ مقدس بزرگ ہے کہ گالی کے بدلے دعا۔ لعنت کے بدلے رحمت اور مذمت کے عوض میں تعریف کرتا ہے۔

لیکن ناظرین ذرا صبر کریں۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور فقط کہتا نہیں خود مرزا قادیانی کی چند مغلط اور فحش گالیوں کی سیر بھی کر دیتا ہوں۔ اس وقت آپ لوگ فیصلہ کر لیں گے کہ لکھنے والا ان جملوں کا ”الکذب الکذیبین“ ہے اور اسی قسم کی ابلہ فریبوں کا نام اس نے سلطان القلمی رکھا ہے اور میں مرزا قادیانی کی تصنیفات کا حوالہ دے کر لکھتا ہوں کہ ان کی جھوٹائی کی پڑتال کر لیجئے اور میں بڑی جرأت سے مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر کوئی مرزائی مفصلہ ذیل مغلط اور فحش گالیوں کو خود مرزا قادیانی کی تصانیف سے ثابت ہونا انکار کرے اور اپنے انکار کو ثابت کر سکے یعنی راقم کی مندرجہ بالا سطروں کو غلط ثابت کرے تو فی گالی دس دس روپیہ تاوان مجھ سے بلا عذر وصول کر لے۔

لیجئے! اب ناظرین راقم کی طرف مخاطب ہو جائیں اور مرزا قادیانی کی کذب بیانی اور مکاری کا تماشا دیکھیں۔ پہلے رسالہ جات (انجام آتھم، ضمیمہ آتھم، ازالہ اوہام، توضیح المرام، یہ

سب مرزا قادیانی کی تصانیف ہیں) ملاحظہ کر جائیے تو آپ کو خود پتہ چل جائے گا کہ خود بدولت مرزا قادیانی کی طغراد و مغلطہ حکم زاد فحش گالیوں کی تعداد خدا جھوٹ نہ بلوائے تو شمار میں پانچ سو کے قریب ہیں۔

اگرچہ وہ فحش گالیاں نقل کرنے کے قابل نہیں۔ مگر مرزائیوں کی زبان بند کرنے کے لئے اور مرزا قادیانی کو اس کا ثواب پہنچانے کے لئے بدلہ خواستہ ان میں سے بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔

مرزا قادیانی کی شکم زاد مغلطہ گالیوں کا نمونہ

اے بذات فرقہ مولویاں، اندھیرے کے کیر، اندھے، نیم دھریہ، ابولہب، پلید دجال، اول الکافرین، بے ایمان، اندھے مولویو، بذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر کرنے، باطنی جذام، بدچلن، بددیانت، بے حیا انسان، جھٹتے ہی مرجانا، یہودیت کا خمیر، خنزیر سے زیادہ پلید، خالی گدھے، سیاہ داغ ان کے منخوس چہروں پر سوروں اور بندروں کی طرح (کہئے مرزا قادیانی کیسی جھوٹ کی قلعی کھلی) رئیس الدجالین، روسیہ، راس الغاوین، زندقہ، شیخ نجدی، عقیب الکلب (یعنی سگ بچکان کہئے مرزا قادیانی یہ سب سچ ہے نا) غول الاغوی، جھوٹ کا گویہ کھایا (مرزا قادیانی نے جن جن کر گالیاں تصنیف کی ہیں) شریر، مکار، عقاب، فیمت (اب تو مرزا قادیانی نے موت کا مزہ چکھا ہوگا) فرعون کی رنگ، کتے، گدھا، غرض ہزاروں جگہ مرزا قادیانی نے ایسی غلیظ غیر منہم مادہ خبیثہ کا استفراغ کیا ہے جو برائے خود ایک کتاب کی صورت میں بنام چودھویں صدی کے مسیحی ڈکشنری شائع ہوگی۔

(نوٹ: مرزا کی گالیوں پر مشتمل کتاب مغلطات مرزا احتساب قادیانیت میں پہلے

شائع ہو چکی ہے۔ وہ ملاحظہ کی جائے)

تاظرین! غور فرمائیں کہ میں نے بہت ہی مختصر طور پر نمونہ مرزا قادیانی کی گالیوں کا باکراہ تمام دکھایا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ جس جھوٹے مفتری کی زبان سے ایسی ایسی گالیاں نکلی ہوں اور خود اسی جھوٹے کی تصانیف ایسے یہودہ فحش سے بھری ہوں وہی جھوٹا کتنی دریدہ ذہنی سے جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ تم ہم کو گالیاں دیتے ہو ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں تم لعنت بھیجتے ہو۔ ہم رحمت مانگتے ہیں۔

بات تیرے جھوٹے کی دم میں مندا۔ ایسی بے پرکی کوئی اڑاتا ہے۔ آپ گوی ہوش

ہوں سلطان القلی کے دعویٰ دار ہوں۔ مگر دروغ اور حافظہ باشد صحیح نکلا۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کے جھوٹے دعویٰ۔

پھر بقول صاحب (حصائے موسیٰ ص ۱۳۷) ان ہی الفاظ پر کفایت دہس نہیں فرماتے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے عربی عبارات میں عجیب لعنتیں تصنیف کر کے لکھی ہیں۔ مثلاً رئیس الذجالین اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ!

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹، خزائن ج ۱ ص ۳۳۰)

راقم..... ”ذلک خسیران الدنیا والآخرة“ کہ مرزا قادیانی کی زبان سے بجائے درود ہزارہ کے ہزاروں لعنتیں نکلی ہیں۔ یعنی مسلمان مومنین تو درود ہزارہ پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی کے یہاں ہزار لعنتوں کی پٹھکار برس رہی ہے۔ اپنا اپنا نصیب۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

لعنہ اللہ علیٰ الکاذبین کے سوا اور کیا کہیں گے۔

اس کے بعد ص ۹۵۶ تک جھوٹی من گھڑت کہانی صوبہ بنگال کے مسلمانوں کی لکھی ہے۔ جس کا (خلاصہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ منها) قولہ کیا امراء کیا عوام قریباً سب کالی مائی کی پرستش کرتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس قدر شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ انہوں نے پرستش کے لئے گھر میں کالی کا بت رکھ چھوڑا ہے۔

اقول ناظرین! ذرا مرزائی طالب العلم کے سفید جھوٹ کو ملاحظہ کریں کہ صوبہ بنگال میں کوئی مسلمان نہیں۔ قریباً سب کے سب مشرک ہیں اور کالی کی پوجا کرتے ہیں۔ ”فلعنہ اللہ علی الکاذبین“ ان کو مجسم جھوٹ کہوں یا جھوٹ کی مشین۔ کس بیدردی سے صوبہ بنگال کے مسلمانوں پر شرک کا الزام دے رہا ہے۔ کیوں نہ ہو قادیان کی تعلیم اور خلیفہ المسیح کی صحبت کا اثر اتنا بھی نہ ہو جو پھر مرزائی کیسے۔ مگر جھوٹے کو اس کا مطلق خیال نہ رہا کہ خود یہی ملک جی صوبہ بنگال ہی کے ایک نہایت ہی کوردہ قریہ کسی کے رہنے والے ہیں۔ شاید ان کے یہاں تقریبات میں کالی جی بھی ججکتی ہوں تو یہ دوسری بات ہے۔ اسی پر سارے بنگال کے مسلمانوں کو قیاس کرنا بالکل لڑکپن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ بنگال کی سرزمین خصوصاً اور سارا ہندوستان عموماً قدم مہینت لڑوم سے حضرت امام المسلمین سید احمد شہیدؒ اور ان کے خلیفہ مولوی کرامت علی صاحب جو پوری کے سارا بنگال بفضلہ تعالیٰ اسلام آباد ہو گیا اور ان بزرگان کے فیضان سے شرک اور بدعت جس قدر خدا

نے چاہی مٹ گئی اور اب تک بھی دوسرے بزرگواروں کے فیضان سے مٹ رہی ہے۔ ذرا جا کر بنگال کے اضلاع جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ سیر کرو اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ پھر اس کے بعد مسلمانوں کی تاریخ اسلام لکھنے کا حوصلہ کرو۔ فقط اپنے خاندان کے کرتوت پر میاں صاحبزادے نے جو شرک عالمگیر قیاس کر لیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیا خلیع پٹنہ اور موٹگیر اور گیا کے بعض بعض ملکوں کی بستیوں میں جو مشرکانہ رسم شادی بیاہ میں باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے رائج الوقت ہے۔ اس کا وہ انکار کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں اور سب رسومات بدعتیہ کو تو بالائے طاق رکھو۔ مگر ملک جی یہ تو کہیں کہ دادا غوم ان کے کون تھے۔ جس کا روٹ وزنی وہ سیر بڑے شہدود سے بت پرستانہ گیت کے ساتھ چڑھایا جاتا ہے۔

دادا غوم کا ہے روٹ
ساڑھے بیس گز لنگوٹ
بھر کے لایا ہے کٹھنوست

دادا غوم

راقم..... کہئے ملک جی! کیسے بچے کی سنائی۔ ہوش تو آ گیا ہوگا۔ تم نے تو بنگال پر مشرکانہ الزام تقویٰ دیا تھا۔ مگر میں نے تو اس شرک کا خانچہ آپ ہی کے سامنے پیش کر دیا۔ عطاءے خواجہ و بلقاءے خواجہ۔ چونکہ میں بھی ملک ہوں مجھ کو اس سے انکار نہیں کہ کسی زمانہ میں باہام جاہلیت یہ رسم میرے یہاں بھی ہوئی ہوگی۔ مگر ایک زمانہ گزرا کہ بندگان دین کے فیضان سے یہ سب رسوم قبیحہ شرفائے ملک زادگان کی ربی سے بچھڑے ہو گیا ہے اور شریعت و اجاع سنت کی اشاعت پوری طرح سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ہاں چند کوردہ قریوں میں ابھی تک دادا غوم کا روٹ جاری ہے۔ جیسے کوئی، آڑھا، واٹھڑ وغیرہ وغیرہ جہاں ملک جی کا وطن مالوف ہے۔

اس کے بعد ص ۷ میں میاں صاحبزادہ نے ایک چشم دید واقعہ بھی تصنیف کیا ہے۔ وہ قابل دید ہے۔ قولہ کہ جس کو ایک غیور مسلمان بن کر ضرور افسوس کر لے گا۔

اول مرزا قادیانی کے واقعات روزمرہ کو پیش نظر رکھتے تو ملک جی کو ہرگز افسوس کا مقام نہ ہوتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو ایسے ہی کسب حلال پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ اب خلیفہ جی کے سر پر وہ دستار خلافت بندھ گئی ہے۔ میاں! ذرا اپنی آنکھ کے شہتیر کو دیکھ لو۔ پھر دوسرے پرمن گھڑت کہانی جماؤ۔ کیا تم نے رسالہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب کا واقعہ بالکل اپنے دل سے بھلا دیا کہ مرزا قادیانی نے بیٹا دینے کی بشارت دی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی اور پانچ سو روپیہ کا توڑہ

پیشگی وصول کر لیا۔ مگر جموں نے اور مکاروں کا خدا ناس کرے کہ ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء جس تاریخ کو زبردستی مرزا نے یادداشت میں لکھوائی تھی۔ اس کو آج ۲۴ سال گزر گئے کہ جموں کا رویہ رہا مگر توڑہ ہضم ہو گیا۔

اسی طرح کے ایک دو نہیں بہت سے ہتھکنڈے مرزا قادیانی کے مشہور ہیں۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہو تو رسالہ ”مسح کاذب“ اور ”چودھویں صدی کا مسیح“ اور ”عصائے موسیٰ“ اور ”الذکر الخیم“ وغیرہ منگا کر دیکھ لو۔ تب تمہاری آنکھ کی شہتیر کا پتہ چل جائے گا۔

لاج اور زرطلی کا ذکر مصنف کی زبان سے نکلے ہوئے اگر شرم ہوتی تو مرزا قادیانی کے کارناموں کو یاد کر کے سراج المیر اور براہین احمدیہ کا پیشگی چندہ فریب سے لے کر مرزا قادیانی کا زکر شیر ہضم کر جانا اور وعدہ کے مطابق کتابوں کو چھاپ کر شائع نہ کرنا بھول نہ جاتا اور اپنے گریبان میں منہ چھپا لینا۔

میرے عزیز! خفا نہ ہونا۔ یہ اظہار حق ہے۔ بھلا تم نے مرزا قادیانی کے خسر کا قصیدہ بھی قادیان میں ہنگام طالب علمی بلدہ قنوج سنا ہے؟ یا رچھپانا نہیں۔ مجھ کو بھی دو چار شعر اس کے یاد ہیں۔ لو اگر تم کو یاد نہ ہو تو میں یاد دلاتا ہوں۔ (اشعۃ السنۃ نمبر ۱۲ ج ۱۳ ص ۴۱) میں چھپ کر مرزا قادیانی کے ملاحظہ سے گزر چکا ہے اور اس پر گویا ان کی منظوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔

مال جو دے وہ مرید خاص ہے اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید شمر اس کو جان لو یا ہے یزید
ہر گھڑی ہے مالداروں کی تلاش تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو رنڈیوں کا مال یا بھاڈوں کا ہو
آج دنیا مکر سے لبریز ہے اب دعا بازی پہ ہر اک تیز ہے
بد معاش اب نیک از حد بن گئے ہو مسلم آج احمد بن گئے
قولہ..... حدیثوں میں بالکل ٹھیک آیا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ مسلمان یہودی اور نصرانی ہو جائیں گے۔

اقول..... یہ تو آپ نے ٹھیک لکھا۔ آپ ہی کے ایک بھائی ملک جی کو سی والے یہودی تو کیوں ہوتے اس لئے کہ کچھ اس میں فائدہ ہی کیا ہوتا۔ مگر ہاں عیسائی ضرور ہو گئے اور پتسمالے کر

معدہ بی بی کے کرکھان ہو گئے۔ کہو یا کیسی بچی حدیث ہوئی۔ غیرت ہو تو شرماؤ۔ ورنہ بے حیا باش
آنچه خواهی کن! پر عمل کرو۔

قولہ..... کہاں تک اس بات کو روؤں۔

اقول..... اب رونے سے کیا ہوتا ہے چڑیا چک گئی کھیت! توحید کا تو خدا کے لئے نام لے کر
بندگان خدا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں نہ ڈالو۔ میاں صاحب! توحید کی دھجیاں تو خود مرزا قادیانی
نے اپنے جھوٹے الہاموں سے ایسی اڑائی ہیں کہ ہرگز قابلِ رفو نہیں۔ کیا تم مرزا قادیانی کے
الہام سے واقف نہیں ہو کہ مرزا قادیانی خود خدا، خدا کے باپ، خدا کے بیٹا (معاذ اللہ) کبھی کچھ
بن گئے ہیں۔ دیکھو ان کا الہام مندرجہ ذیل۔

۱..... کتاب البریہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں
خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۳)

۲..... ”انت منی وانا منک“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)
یعنی خدا کہتا ہے کہ مرزا قادیانی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

۳..... ”انت منی بمنزلہ اولادی“ (تحریر حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)
یعنی تو مجھ سے میری اولاد کے برابر ہے۔

ناظرین آپ ملاحظہ فرمائیں کہ میاں منصور صاحب نے جو توحید کا ذکر اپنے منہ سے
نکالا ہے۔ کہاں تک اس پر قائم ہیں۔ جب کہ ان کے گرو جی نے توحید حقیقی کا اس طرح خون کر
کے اپنے جاہل مریدوں کو تباہ اور گمراہ کر ڈالا ہو۔

قولہ..... ص ۱۳ میں ملک منصور صاحب یوں گھریز ادا ہیں کہ ایک ایسا فتنہ کا زمانہ آنے والا ہے۔
جب کہ صرف وہی شخص ایماندار رہ سکے گا جو ایک بکری لے کر جنگل میں چلا جاوے۔ اس کو
چراوے اور اس کے دودھ سے گزرا کرے۔

اقول..... کیا مرزا قادیانی میں یہ بات تم نے دیکھی تھی یا اس طرح کے روش مرزا قادیانی میں تم
نے کبھی پائی تھی کہ فقر اور تذلل اور مسکینیت و انکساری کی طرف مرزا قادیانی کبھی مائل بھی ہوئے یا
تم نے محض زبانی جمع خرچ لگا دیا۔ اب ہم سے سنو کہ مرزا قادیانی کیسے تھے۔ افسوس تو یہی ہے کہ
اس بیچارے کو ایسی پاک اور مخلصانہ زندگی کی ہوائی نہیں لگی تھی۔ مزاج میں فرعونیت، ظاہر داری
میں ریسانہ امارت، پرانے مال سے رغبت، درویشی اور انکساری سے کراہت، البتہ ان کو تھی۔ کسی
نے ان کی شان میں یہ سب صفات سچ لکھے ہیں۔ جناب معلی القاب آکل الہلاؤ والکباب، شائق

الزغفران الاصفہر، عاشق المصک والعصر۔ حضرت مسیح زمان عیسیٰ دوران حکیم مولوی مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، محدث، مہدی، نبی، رسول و معاذ اللہ! بلکہ خود خدا، خدا کے باپ، خدا کے بیٹے، کریموں میں بغیر خشفانہ کے زندگی دشوار، بادہ ہائے شربت برف سے مست و مرشار۔

لواب تمہیں اپنے ایمان سے حضرت سرور کائنات ﷺ کے ارشاد کا موازنہ کرو کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل ویسا تھا۔ جیسا تم نے ص ۱۳ میں لکھا ہے؟ ہرگز نہیں، واللہ ہرگز نہیں۔ انہیں سب اسباب سے تو میں اور سب ارباب طبع سلیم مرزا قادیانی کا انکار بہر اصرار کر کے ان کی مخالفت کرنے لگے اور مجھہ تحقیق ہو گیا کہ وہ بڑے بکے دوکاندار تھے اور لطف کہ یہ سب مجید مرزا قادیانی کا کسی غیر احمدی نے نہیں کھولا۔ اسی وہی مخلص احمدی بیس بیس برس کے رفیق خاص اور مریدان با اخلاص جنہوں نے اپنا مال مرزا قادیانی کی دوکانداری کے پیچھے ہزاروں درہزار لٹا دیا اور ذرہ بھی جبین پر شکن نہ لائے۔ ہاں جب حد سے زیادہ مرزا قادیانی بڑھنے لگے اور اپنی نبوت اور مسیحیت بگھارنے لگے تو انہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق، رفیق بخشی کہ مرزا قادیانی کے سب راز نہانی اور الہامات شیطانی اور حرب زبانی کا پورا فوٹو کھینچ کر عالم میں دکھادیا۔ لو مجھ سے ان جعفرات بابرکات کے نام بھی سنو۔ جناب منشی الہی بخش صاحب اکاؤنٹ لاہور، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پیٹالہ، میر عباس علی صاحب لدھیانہ، فتح خاں صاحب، منشی غلام قادر صاحب، حکیم مظہر حسن صاحب، حافظ حامد علی صاحب وغیرہ وغیرہ۔

دیکھو (عصائے موسیٰ ص ۹۷) جو مرزا قادیانی کے بست سالہ مرید تھے اور مخلصین تھے اور ان کے سوا ہزاروں ایسے ہیں کہ قبل میں خوش اعتقادی کے ساتھ مرزا قادیانی کے طرفدار تھے۔ جب ان کا حال پر ضلال کھلا تو سب کے سب ان سے بیزار ہو گئے۔ راقم بھی ایک ان کے بااختصاص مریدوں میں تھا اور چین اقامت ضلع فتح پور ان کے ساتھ راسخ الاعتقادی کا دم مارتا تھا۔ مگر ہزار ہزار شکر اس پاک بے نیاز خدائے ذوالجلال کا جس نے اس خاکسار کو اپنے فضل و کرم سے مرزا قادیانی کی کارستانیوں پر جلد مطلع و آگاہ کر دیا اور ان کی نبوت باطلہ کو دور ہی سے سلام کر کے مراد آباد جا کر حضرت مولانا و مرشدنا شاہ فضل الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز کے ہاتھ پر اپنے سابق اعتقادات باطلہ سے توبہ کر کے داخل سلسلہ رحمانیہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سابق اعمال باطلہ کو بخشے اور جو لوگ ابھی تک بادیہ ضلالت میں گم گشتہ تھے ان کو بھی سیدھی راہ دکھادے۔

پیارے عزیز! آپ نے حضرت مؤلف فیصلہ آسانی مدظلہ العالی کی طرف اشارہ کر کے

لکھا ہے کہ: ”ہمارے علماء اور آئمہ کا یہ حال ہے کہ اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے راست اور حق کو جھوٹ دکھانا چاہتے ہیں تو عوام کا پھر اللہ حافظ“
 میں بھی قسم ہے خدا کی آپ کے قول سے بالکل موافق ہوں کہ آپ کے علماء اور آئمہ کا بالکل یہی حال ہے کہ راست اور حق کو جھوٹ دکھاتے ہیں یا جھوٹ پر مع سازی کر کے سچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ اس کا ثبوت ہم سے لیجئے اور اپنے گریبان میں منہ ڈالئے۔

(کشتی نوح) سے مرزا قادیانی کے چار سفید جھوٹ بڑے زور سے ظاہر کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں: ”یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔“ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)
 (حاشیہ) میں لکھتے ہی۔ مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔ (ذکر باب ۱۲ آیت ۱۲، انجیل متی)

پہلا جھوٹ مرزا قادیانی کا

قرآن شریف میں کسی جگہ نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔ میں بڑے زور سے مرزائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر مرزائی سچے ہیں تو اپنے خلیفہ اسحٰی سے ہفتہ کے اندر قرآن شریف سے ثبوت اس کا شائع کریں۔ ورنہ جہالت اور کور باطنی کا علاج کریں اور پھر کبھی مرزا قادیانی کی مسیحیت نہ بگھاریں۔

دوسرا جھوٹ مرزا کا

(کتاب ذکر یابی باب ۱۲، آیت ۱۲) میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔ بلکہ اس میں تو اس قوم پر مری پڑنے کا ذکر ہے۔ جو یہ وحلم پر چڑھا دیں گے۔

۱۔ یہاں آ کر خود بخود مرزا قادیانی کی زبان سے بمصداق ”الحق یجری علی اللسان“ آ کر نکلی ہی گیا کہ پیش گوئی انبیاء علیہم السلام کی ممکن نہیں کہ ٹل جائیں۔ پھر بقول مرزا قادیانی ان کی پیشین گوئیاں جو ٹل گئیں۔ اس میں جھوٹ موٹ حضرت یونس علیہ السلام کے بے سرو پا قصہ کو جاہلوں کے ڈھارس باندھنے کے لئے کیوں پیش کرتے ہیں۔ کہاں حضرت یونس نے قوم کی ہلاکت فرمائی تھی۔

راقم واہ مرزا قادیانی! کیا بے پرکی اڑائی ہے کہ ہر صحیح الحواس اس جھوٹ کی غنونت سے پریشان ہے۔ مگر مرزائی ہیں کہ ان کو نکلخہ کا کام دے رہا ہے۔

تیسرا ڈبل جھوٹ مرزا قادیانی کا

(انجیل متی باب ۲۳ آیت ۸) میں یہ نہیں لکھا ہے کہ: ”مسح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ بلکہ اس کے برعکس اس میں لکھا ہے کہ: ”جب جھوٹے مسح اور جھوٹے نبی آویں گے۔ تب مری پڑے گی اور بھونچال آویں گے۔“ (انجیل متی باب ۲۳ آیت ۸) اور جھوٹے لکھنے والے پر اور تو کیا خود بدولت ہی کی تصنیف کردہ ہزار لعنت کا ورد کرو۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی کہ ہر طرف سے مرزا قادیانی کے جھوٹ کی ٹوٹنی کسی گئی کہ کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔

چوتھا جھوٹ مرزا قادیانی کا

(مکاشفات یوحنا باب ۲۲ آیت ۸) میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ: ”مسح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔“ میرے پیارے عزیز ملک منصور صاحب اپنے امام یعنی مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ کو دیکھنا واقعی بھائی تم نے سچ لکھا کہ جب ہمارے علماء اور ائمہ کا یہ حال ہے کہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے سچ کو جھوٹ دکھانا چاہتے ہیں۔

اب خدا کے لئے ذرا ایمان سے کہہ دو کہ مرزا قادیانی نے کیسا ڈبل جھوٹ لکھا اور اپنے مریدوں کو کیسا اندھا بنا چھوڑا۔ کسی نے بھی تو جرأت نہ کی کہ مرزا قادیانی کو ذرا تو روکتے کہ حضرت جی یہ کیا غضب ڈھا رہے ہو۔ مخالف آپ کی دھجیاں اڑا دیں گے۔ نعوذ باللہ! اس قدر موٹا اور سفید جھوٹ کہ ریلوے اسٹیشن کے سگنل پوسٹ کی طرح دور ہی سے دکھائی دیوے۔ کیا آپ کے مخالف بھی آپ کے مریدوں کی طرح نشیب و فراز پر نظر نہ ڈالیں گے اور حضرت جی کے جھوٹی ہانک پر سب بجا اور درست کا نعرہ لگا کر لقمہ چرب کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے۔ انفس بلکہ ڈبل انفس ہے ایسے شخص کی دلیری پر جو دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے جھوٹ کے کاغذی گھوڑے خانہ ساز مطبع سے دوڑایا کرے اور خدا اور اس کے رسولوں پر تہمت دھرے۔ فللعنة الله على الكاذبين!

میرے عزیز! تم توریت کے حوالہ دینے سے شاید بہت خفا ہو گئے۔ کیونکہ توریت کے احکام کے مطابق مرزا قادیانی کے ایسے جھوٹے ملہم اور کاذب نبی کی سزا قتل مقرر ہے۔ تم تو اس کے ورتوں میں توریت و انجیل اور قرآن شریف کے متعلق مرزا قادیانی کے چار صریح جھوٹ دیکھ چکے۔ پھر حضرت مولف فیصلہ آسمانی پر اپنے جلمے پھپھولے یوں توڑتے ہو، کہ مولف

موصوف کا دامن صدق و اصف آج تک تحریف و ابلہ فریبی و مکر و دروغ گوئی سے بچہ تعالیٰ بالکل پاک و صاف ہے۔

بھائی صاحب! اگر آپ کے نزدیک چند اخبار کے ایڈیٹروں کے ریمارک اور بقول آپ کے بودے اعتراضات آریہ کا جواب دینا ہی مرزا قادیانی کے لئے نشان مسیحیت اور تصدیق نبوت کافی ہے تو پھر صاحب کا کلام اس کے رد میں پیش گوئی کا کام دے گا۔

عیسیٰ نٹواں گشت بتصدیق خرے چند

کیا کہئے کور باطنوں کو اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ عیسائیوں کا جواب دندان شکن (جو مرزا قادیانی کے کبھی خیال میں بھی نہیں گزرا ہوگا) کب سے دیا جاتا ہے اور دیا جا چکا ہے۔

میاں! پادری فنڈر اور پادری عماد الدین اور فشی صفدر علی عیسائی کا جواب سچ کہنا مرزا قادیانی نے بھی کبھی دیا ہے۔ اس وقت ان کی سلطان القلمی اور مسیحیت اور من گھڑت الہامی تاریخی کس جملہ عروسی میں زیر نقاب تھیں کہ میدان میں اپنے حریف کے مقابل آنے اور منہ دکھانے سے شرماتی تھیں۔ اگر کوئی کتاب ان کے جواب میں لکھی ہو تو بتاؤ۔ وہ کون سے مطبع میں چھپ کر چھپ گئیں۔ لو مجھے سنو بیچارہ مرزا قادیانی کو کہاں ایسا مادہ تھا کہ ان جیسے پادریوں کے سامنے لن ترانیاں بگھارتے۔ پادری فنڈر صاحب کو مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے آگرہ میں مناظرہ کر کے سخت عاجز اور ایسا ساکت کیا کہ اسی وقت ہندوستان سے ولایت چلا یا۔ جہاں سے مناظرہ کے لئے تیاری کر کے آئے تھے۔ وہیں بھاگ گئے۔ آپ لوگوں کو یہ واقعہ نہ معلوم ہو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ ہندوستان کے ہر ذی علم ارباب اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس مناظرہ کی کیفیت مولانا موصوف نے رسالہ ”اظہار الحق“ میں لکھ کر شائع کی ہے۔ جس کو بڑی قبولیت ہوئی۔ حتیٰ کہ متعدد یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر از رنگ تا سنگ پھیل گیا اور کچھ جواب کسی عیسائی سے ولایت کے بھی نہ بن سکا۔ پادری عماد الدین اور فشی صفدر عیسائیوں کا جواب حضرت مصنف فیصلہ آسمانی ہی کے فیضان اور تقریر کا نتیجہ ہے۔ جس کا جواب آج تک ان لوگ سے یا کسی دوسرے عیسائی سے نہ دیا گیا۔ حالانکہ ایک مدت دراز ہو گئی۔ (دیکھو ترانہ مجازی، پیغام محمدی، دفع البلیات، آئینہ اسلام) وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بڑے زور کی تحریریں قوی استدلال سے لکھی گئی

۱۔ کہیں کوئی مرزائی اس کتاب کے نام سے گھبرانہ جائیں کہ پھر منکوحہ آسمانی والی محمدی کی طرف تو کتنا یہ نہیں۔ حاشا وکلا! یہ تو اس زمانہ کی کتاب ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح کا پیغام بھی نہ کیا تھا۔

ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ العالی پوری خدمت اسلام کی بجالائے۔ جس سے ہزاروں متردین مذہب کی تشفی ہوگئی اور عیسائیت کے دام تزدیر سے مخلصی پائی۔

تو پھر کیا آپ لوگوں کے عقائد کے موافق ایسے جواب دندان شکن اور مسکت کے دینے سے مسیحیت اور مہدویت لازم ہو جاتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا! ایسے ڈھل یقین نہ ہوتے تو مرزا قادیانی کو مسیح ہی کیوں مانتے۔

جاہل عیسائیوں اور چند ناجربہ کار آریوں کے جواب میں باتیں بنائیں اور جھوٹی پیش گوئی آتھم کی موت کی سنائی اور میعاد ختم ہونے پر ۶ ستمبر کی پیشینانی مرزا قادیانی کو مبارک ہے۔

سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

میاں صاحب! آپ کو اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ اوپر کے سب رسالے حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے پر زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ جب ہی تو آپ نے لکھا کہ جس وقت عیسائیوں کا مناظرہ ہوا اس وقت حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کہاں چھپے ہوئے تھے۔ کیوں نہیں جواب دیا۔ ذرا مہربانی کر کے اپنے حکیم خلیفہ المسیح سے پوچھئے اور ان کو ضرور معلوم ہوگا۔ کیونکہ ان کو بھی ہر چند عیسائیوں کے مناظرہ سے کچھ دلچسپی تو ضرور تھی مگر وہ بھی ان پادریوں کے جواب میں سوائے سکوت کے حمایت اسلام کی طرف کسی وجہ سے جرأت نہ کر سکے۔

تو پھر کیا عیسائیوں اور آریوں کا جواب شافی دینا آپ کے نزدیک ملہمانہ شان اور لازمہ مہدویت و مسیحیت ہے؟ استغفر اللہ من هذا لا باطلیل! میاں صاحبزادہ تو بہ کچھے اور مرزا قادیانی کو مسیح بنا کر مہدی مان کر ان کے ماتھے پر کنگ کا ٹیکانہ لگائیے۔

اور سنو لالہ اندر من کے اعتراضات واہیہ کا جواب مرزا قادیانی نے دیا یا کسی دوسرے نے ”خاتع البنود“ مصنفہ مولانا سید حسن شاہ صاحب کشمیری جس نے اندر من کے دانت کھٹے کر دیئے۔ بڑی وضاحت اور خوبی سے دلائل قاطعہ سے لکھ کر شائع ہوئی ہے۔ جی چاہے تو دیکھ لو اور ساتھ ہی اس کے مولانا مولوی محمد علی صاحب پچھراؤں کی تصنیف بھی ”صوت اللہ الجہاد“ کو بھی دیکھ سکو تو دیکھ جاؤ۔ یا حکیم صاحب سے پڑھ جاؤ اور غور سے موازنہ اور مقابلہ فرما کر انصاف کرو کہ اس طرح کا شافی اور مسکت جواب مرزا قادیانی نے کوئی بھی لکھا ہے یا ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہم کہیں گے کہ گالیاں دینے میں نئی نئی بخش بدزبانی تصنیف کرنے میں جھوٹی شنی بگھارنے میں۔ ان کو البتہ ید طولی تھا۔ یہ اور بات ہے اور مرد میدان بن کر حریف کو شائستگی سے جواب دینا اور بات

ہے۔ آپ لوگ دل میں تو ضرور اعتراف کریں گے کہ واقعی بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں کہ مرزا قادیانی کو سلطان القلم وغیرہ وغیرہ کہا جائے۔ اگرچہ زبان سے کسی شرم و لحاظ اور بیجا مروت سے اس کا اقرار نہ کریں۔ مگر یاد رکھیے کہ آج دنیا کے چند روزہ شرم و لحاظ کی خاطر اپنا دین خود اپنے ہاتھوں آپ لوگ تباہ کر رہے ہیں۔ جس وقت اس خدائے قدوس مالک یوم الدین کے سامنے آپ کے ہاتھوں میں یہ فرد قرار داد جرم۔

کہ از بہر دنیا دل دہد دین بہ باد
دیا جائے گا تو مرزا قادیانی یا خلیفہ مسیح کوئی کام نہ آویں گے۔ خدا کے واسطے ذرا تو تخلیہ میں دو منٹ ان امور کو سوچئے۔ اب تک وقت باقی ہے۔ میرا آپ پر کچھ زور نہیں ہے۔ صرف وہی اخوت اسلامی یا انسانی ہمدردی رہ رہ کر دل میں ابھارتی ہے کہ اپنے ہچکڑے ہوئے بھائیوں کو سختی سے نرمی سے جس طرح ہو سکے بلاؤں وہ جامع المتفرقین اگر چاہے گا تو ملا ہی دے گا۔ وما علینا الا البلاغ!

ص ۷۷ میں میرے دوست نے لکھا ہے کہ وفات مسیح کے مسئلہ کے انکار کی وجہ سے لاکھوں مسلمان عیسائی ہوئے۔

یہ نئی تک بندی آپ کی آج سننے میں آئی۔ شاید اس کی رپورٹ آپ کے مسیحی دربار میں بذریعہ ٹیلی گرافک الہامی مسیح کے قادیان کی گورنمنٹ میں پہنچی ہو۔ جو ابھی تک بصیغہ راز کسی پولیٹیکل مصالح سے اخبار البدریہ یا الحکم کے دفتر میں بھی اس کی خبر نہ دی گئی۔ جو ہندوستان کی عام پبلک کے گوش زد ہوتا۔ ورنہ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو جائیں اور کسی عیسائی مشن ڈیپارٹمنٹ کو خبر نہ ہو۔ مگر ایک قادیانی طالب العلم کو اس کی پوری پوری آگاہی ہو۔ کیوں نہ ہو۔ اے سبحان اللہ! میاں صاحبزادے کی دور بلا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرض کا بوس میں کچھ ترار ہے ہیں۔ جلد اپنا علاج کیجئے۔ یہ مہلک عارضہ ہے۔ ایک مختصر علاج تو میں ہمدردانہ ہدیہ کرتا ہوں کہ اپنے جموٹے مسیح کا پورا نام مسیح کے پتے پر لکھ کر بھول کی لکڑی میں جلا کر اپنی ناک میں دھونی لیجئے۔ ایک ہی دفعہ یہ عمل کرنے سے پھر کبھی بد خوابی اور اول فول بکنے کا اثر باقی نہ رہے گا۔ مجرب نسخہ ہے ہر کہ شک آرد (خدا جانے کیا) گردو!

خیر یہ تحقیقی جواب تھا جو لکھا گیا۔ اب الزامی جواب اس جملہ کا آپ کے یہ ہے کہ شاید مفہوم آپ کا اس جملہ سے کہ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ یہ ہو کہ آپ لوگ جو بہت سے مسلمان اب حیات مسیح کا انکار کر کے مرزائی مسیحی مذہب ہو گئے۔ اسی کو آپ نے اس جملہ

میں عیسائی سے تعبیر کیا ہے۔ تو البتہ یہ ٹھیک ہے اور بہت درست ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کسی کرستان یا آریہ ہندو کو، مسلمان بنانے سے تو واقعی عاجز اور مجبور رہی۔ مگر البتہ لاکھوں مسلمانوں کو خلاف ارشاد قرآن کریم واحادیث نبویہ کے مہمات مسیح کا مسئلہ وہ بھی سرسید مرحوم کے اوگالہ دان سے چرا کر تھخہ و ہترک پیش کر کے اچھے خاصے مسلمانوں کو مسیحائی بنا کر رموز حقائق اور معارف قرآنی کے گلے پر کند چھری پھیر کر حلال و خستہ حال کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اصلی حضرت مہدی موعود امام آخر الزمان علیہ الف الف تحیۃ والسلام (روحنا فداہ) کی تشریف آوری سے تو دنیا میں خیر و برکت اور ہدایت اس قدر پھیل جائے گی کہ کسی کو بھی مجاز انکار باقی نہ رہے گا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام دکھائی دے گا۔ مسلمانوں میں خیر کثیر اور دولت کی استغنائی اس قدر ہوگی کہ کوئی بھیک لینے والا نہ رہے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے مہدویت اور مسیحیت کا عجیب النامہ اثر ہو گیا کہ ہدایت کے بدلے ضلالت میں مسلمان مبتلا ہو گئے کہ لاکھوں قدیم الاسلام ان کی وجہ کر کے جدید مسیحائی بن گئے اور تمول کی جگہ مفلس قلندر ہو گئے۔ عاقبت ندارد، وہام، ہیضہ، بلا، طاعون، لال بخار، بھونچال اس قدر کثرت سے ہے کہ اللہ کی پناہ۔

قدم نامبارک و مسعود

گر بہ دریا رود بر آرد رود

ص ۱۹ میں میرے نو آموز مصنف نے لکھا ہے کہ: ”کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن کتابوں کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔ ان کے مؤرخ (یہ مؤلف کی خرابی ہے) تو بولے نہیں اور آپ نے اپنی ہانپ دی۔“

میرے عزیز منصور ملک صاحب! زیادہ بات نہ بنائیے۔ مجھ کو سب حقیقت مرزا قادیانی کی معلوم ہے اور اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی جس کا نام قصیدۃ اعجاز یہ رکھا گیا ہے اور جس شخص سے پورے پانچ سو روپیہ دے کر لکھوائے گئے ہیں۔ مجھ پر پورے طور سے ظاہر ہے۔ میں بھی مرزا قادیانی کے راز داروں میں پہلے بہت دن تک رہ چکا ہوں۔ مگر کابھید یا ہوں۔ حکیم خلیفۃ المسیح صاحب سے اگر چاہو حلقہ پوچھ دیکھو۔ لو مجھ سے اس کی حقیقت سن لو۔ بھوپال میں جناب نواب صدیق حسن جان صاحب مرحوم کے یہاں جو ایک عرب کا شاعر شیخ سعید بن محمد طرابلسی وارد تھا اور واقعی نظم و نثر میں عربی کے اگرچہ ہندوستان کے اعتبار سے تو البتہ ممتاز شخص تھے۔ مگر عرب میں شعراء اہل فن کے خوشہ چین تھے۔ شیخ عبدالقادر طرابلسی مہاجر مدینہ طیبہ جو قطع نظر اور

علوم دینیہ کے خاص علم ادب اور شاعری میں مرجع خاص و عام ہیں۔ ان کے سامنے ایک بلندی سے زیادہ وقعت ان کی نہ تھی۔ بضرورت دنیا عرب سے ہند میں آئے اور مرزا قادیانی سے بھی قادیان میں ملے۔ ضرورت تو ان کو دامنگیر تھی ہی۔ مرزا قادیانی نے اپنے تعلیمانہ مضامین کو ٹوٹی پھوٹی عربی نثر میں ادا کر کے ان سے قصیدہ کی فرمائش کی اور آخر تحفہ اہل زبان۔ فی البدیہہ سراسری طور پر یہ دو قصیدہ اس نے لکھ دیئے اور رسالہ دار میجر سید امیر علی شاہ صاحب والی (پانچ سو کی رقم) (جو مرزا قادیانی نے جھوٹ فرزند ہونے کے الہام بشارت دے کر اٹھا تھا) ان کے قصیدہ کے محتنانہ میں نذر ہوئی۔

مال حرام بود بہ سوائے حرام رفت

کا مضمون بھی ٹھیک ہو گیا۔ یہ انہیں عرب کی اگال ہے۔ جس کو مرزا قادیانی اپنے سلطان القلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میاں صاحبزادہ! آپ سمجھئے یہ ہیں مرزا قادیانی کے اعجاز جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ رسالہ الہامات مرزا کے ص ۸۷ نوبت ۹۶ بڑی وضاحت سے ہر شعر کی نحوی و معنی غلطیاں نکال کر طبع اول پر (پانچ سو روپیہ کا انعام) اور طبع ثانی پر (پورے ہزار کا) اور طبع ثالث ۱۹۰۴ء میں ذیل انعام دو ہزار روپیہ کا مشتہر کیا اور پانچ برس تک اس کے بعد مرزا قادیانی جیتے رہے۔ مگر انعام پانے کی جرأت نہ کر سکے اور نہ کچھ جواب ہی دے سکے۔ آپ بیچارے عربی سے نابلد اس کو آپ کیا جان سکتے ہیں اور کیونکر پہچان سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی اور دوسری عبارتیں جو ایک سطر دو سطر خاص ان کی شکم زاد تعنیف ہیں۔ ان سے ان دونوں کتابوں کا مقابلہ و موازنہ کوئی اہل فن ادیب کرے تو بے تردد صاف طور پر مرزا قادیانی کا کرشمہ کھل جاتا ہے اور فسانہ عجائب کا ظلم ٹوٹ جاتا ہے۔ خیر یہ تو اہل علم کے سمجھنے کی بات ہے۔ آپ بیچارے اس کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کو تو ابھی اتنا جغرافیہ جو معمولی مدرسوں میں رائج ہے بھی معلوم نہیں جو صحیح صحیح ملکوں کا نام بھی املاء کر سکیں۔ صحیح عبارت لکھنا تو زیادہ قابلیت کا کام ہے۔ جیسا کہ آپ نے اسی ص ۱۹ سطر ۹ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی اعجاز اس کتاب ملک عرب و شام مصر و طور ان سب جگہ گئی۔

راقم بھیا گھبراؤ نہیں۔ ذرا جغرافیہ کے نقشہ میں دیکھ کر بتلاؤ تو کہ طور ان کہاں ہے۔ کہیں کوہ طور کے نزدیک تو نہیں؟ کیونکہ تم نے طور ان کو شاید اسی کا مشتق سمجھا ہے۔ جیسی تو طاء طاء سے املا

۱۔ میاں تم کو مومن جان کا مصرعہ بھی یاد نہ رہا۔ جو لفظ کو صحیح کرتے: ”ایمانوں میں یار ہے تو رانوں

میں ہم“ اسی پر اہل تعنیف بننے کا نزلہ اپنے اوپر نازل کر لیا۔ اخرا الدیہاتی یعنی کوئی کے رہنے والے۔

کیا ہے؟ خیر اس کو بھی درگزر کرو۔ وہاں کا دارالسلطنت کون شہر ہے اور وہاں کی زبان کیا ہے؟ چنگیزی یا جاپانی یا منگولی۔ میرے یار ذرا صاف بتا دو تم نے تازہ جغرافیہ پڑھا ہے اور پڑھا بھی کہاں کی یونیورسٹی قادیان میں اور ذرا مہربانی کر کے یہ بھی بتا دینا کہ ملک شاہم کس سرزمین میں واقع ہے۔ کیا دشت قحچاق کے قریب کوئی ملک کا نام تو نہیں ہے۔ یار تم نے شاید میری ترقی خیال کے بوستان خیال سے یہ سب شہروں کا نام معلوم کیا ہے۔ شرم، شرم، ہزار شرم۔ چھوٹا منہ اور بڑا نوالہ۔ گلد م اور نگلین گولر۔ ذرا اپنے بساط کو دیکھئے اور فیصلہ آسانی کے جواب لکھئے کو حکیم خلیفہ آج تو باوجود انہمہ قرآن دانی اور معارف اور حقائق شناسی کے پچارے فیصلہ آسانی کے جواب لکھئے سے دم بخود ساکت ہوں اور پچارہ طالب العلم ہے کہ غصہ میں جامہ سے باہر ہی ہوا جاتا ہے۔

ص ۲۰ میں ہمارے عزیز ملک منصور صاحب نے نمبر ۲ میں حضرت مؤلف فیصلہ آسانی کی تردید اور اپنے مرزا قادیانی کی تائید میں اپنے زعم باطل سے آریہ کریمہ ”عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الہی واحضی کل شیء عددا (الجن)“ کو استدلالاً پیش کیا ہے اور لکھ مارا ہے کہ: ”حضرت مؤلف فیصلہ آسانی نے صرف مرزا قادیانی کو نہیں بلکہ ان تمام کے تمام نبیوں اور مرسلوں کو نعوذ باللہ رمال بنا دیا۔“ خدا جانے واقعی مرزائیوں کی عقل سلیم صلب ہو گئی ہے یا دیدہ و دانستہ احقانہ اعتراض یا چتر تقریری کرنے کو اپنی چالاکی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مؤلف موصوف نے یہ بخوبی ثابت کر دکھایا کہ پیش گوئیاں معیار مرسلین نہیں۔ پھر ہمارے ملک جی کا یہ بودا اعتراض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں جنہوں نے اپنی صداقت معیار پیش گوئیوں کو ٹھہرا لیا ہوا اور وہ پیش گوئیاں روز روشن کی طرح جھوٹی ہو چکی ہوں۔ پھر ان کے کذب کو ظاہر کر دینا اور ان کے مقابلہ میں رمالین وغیرہ کا ذکر کرنا بالکل مناسب ہے اور مرزا قادیانی اس خطاب کے بالکل مستحق ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

اور جس آیت شریف مرقومہ بالا کو استدلالاً پیش کیا ہے اس کو اہل علم بخوبی معلوم کرنے کے کہ عجیب کے دعوے سے اس کو کیا ربط ہو سکتا ہے۔ کسی جاہل کے کہنے سے خواہ مخواہ بھی قرآن مجید کی آیت نقل کرنا کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے نہ تو اس کا ترجمہ نہ غیب کی معنی نہ اور کوئی تفسیر اس آیت کریمہ کی لکھی۔ میاں صاحب زادے بھلا یہ تو بتاؤ کہ علی غیبہ میں خدا تعالیٰ نے غیب کی نسبت اپنی طرف کیوں کی؟ غیب کا معنی اس آیت میں تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔ لہذا ہم نے بھی جاہل کو جاہل رہنے دیا اور ظاہر نہ کیا۔ اس احقانہ طور پر آیت کو نقل کر دینے سے سوائے جاہل مرزائیوں کے اور کون صدائے تحسین بلند کرے گا۔ بھائی صاحب اگر عربی تفسیر دیکھنے کی لیاقت نہ

تھی تو کوئی اردو ہی کی تفسیر دیکھ لیتے کہ آپ کے دعوے سے کہاں تک اس آیت شریف کو ربط ہو سکتا ہے۔ جانچ لیتے یا کسی سے پوچھ لیتے۔ میاں صاحبزادے خود مرزا قادیانی نے بھی اس کو قبول کیا ہے کہ مجرد پیش گوئی معیار صداقت مرسلین نہیں ہو سکتی۔ دیکھو (ازالہ ابہام ص ۴۱۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۷، شخص) اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ واقعات روزمرہ اس کے شاہد ہیں میاں صاحب ذرا کسوف و خسوف و زلزلہ و طوفان و رویت ہلال وغیرہ کی خبروں پر دھیان کرو کہ برس چھ مہینے پہلے بقاعدہ نجوم و فلکیات آئندہ کی خبریں مشہور کر دی جاتی ہیں اور اکثر اس قاعدہ کے موافق پیش گوئی اتر جاتی ہے۔ جہاز میں معلوم کا ایک آلہ دیکھو جس کو برامیٹر کہتے ہیں۔ اس سے پوری کیفیت طوفان اور جس سمت سے طوفان کی آمد ہوگی اور جس طرف کو اس کا رخ رہے گا سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے ناقص و رملدانی کی پیش گوئی سے بدرجہا بڑھ کر ہے تو اب جہاز ران معلوم کو کبھی مرزائی صاحبان نبوت میں مرزا قادیانی کے شریک کر لیں تو عین انصاف ہے۔ ورنہ محض لاف و گزاف..... ص ۲۱ میں مرزا قادیانی نے ایک نہیں بلکہ سینکڑوں پیش گوئیاں کیں اور سب کی سب پوری ہوئیں۔ صرف ایک مشتبہ تھی۔

راقم..... مرزا قادیانی کی دو درجن جھوٹی پیش گوئیاں رسالہ مسیح کا ذب میں بخوبی گنتائی گئی ہیں۔ مزگا کر ملاحظہ فرمائیے تو حواس درست ہو جائیں گے اور ناظرین اس کو غور سے ملاحظہ کریں کہ خود ملک منصور صاحب نے بھی قبول کر لیا کہ ایک تو ضرور مشتبہ ہے۔ فہو المراد جس شخص کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہو جائے اس کی شہادت قانوناً اور عرفاً و شرعاً مردود ہو جاتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی خود بقول مقبولہ ملک جی کے کیونکر مقبول ہو سکتے ہیں۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ بھی ظاہر کر دوں گا کہ جو کچھ آپ نے اس پیش گوئی کی نسبت لکھا محض غلط اور عظیم الشان پیش گوئی عظیم الشان طور پر پوری ہوئی۔

بھائی صاحب! یہ لکھنا آپ کا نرا انا جھوٹ ہے۔ جب کہ اپنی حیات میں مرزا قادیانی آپ کے گرو جی اس کا جواب نہ دے سکے تو آپ بیمارے کے آمدی کے پیر شدی کیا ظاہر کریں گے۔

مرتے دم تک یہی حسرت تو مرزا قادیانی اپنے ساتھ گور میں لے گئے کہ جس ماہ لقاء کا آسمان پر مرزا قادیانی کے خدا نے نکاح پڑھا دیا تھا۔ اس کی صورت زیبا تک دیکھنی نصیب نہ ہوئی اور سلطان محمد بیگ ان کا خصم یار قریب ۱۵، ۱۶ برس تک مرزا قادیانی کے کلیجہ پر مونگ دلتا رہا اور باوجود نقدیر مبرم ہونے کے مرزا قادیانی کا الہام اس کے نسبت نہ پورا ہوا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

نکاح آسانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے

رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

ص ۲۴ میں اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نشان اور ہر ایک رسول کی ہر ایک پیش گوئی عظیم الشان ہے اور ان میں سے بہت ٹل گئیں۔

راقم دروغ گور حافظہ باشد! اسی رسالہ میں ملک جی نے خود ٹائل جج پر بطور عنوان رسالہ کے یہ شعر لکھا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ خدائی بات نہیں ملتی اور یہ بہت ٹھیک ہے کہ خدا کا وعدہ ہرگز ہرگز نہیں ملتا۔ پھر اس کے خلاف یہ لکھتے ہیں کہ بہت سی ٹل گئیں۔
قولہ.....

جس بات کو کہے گا کروں گا میں یہ ضرور

ملتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اقول.....

جب ٹل گئی تو جان خدائی نہیں یہ بات

جھوٹے نبی کی پردہ کشائی یہی تو ہے

ملک جی کے حواس بجا نہیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ”شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں: ”یوعد ولا یوفی“ یعنی خدا وعدہ کرتا ہے اور پورا نہیں کرتا ہے۔“
راقم ناظرین ذرا اس حماقت کو میاں صاحبزادے طالب العلم کے ملاحظہ کریں کہ حضرت مؤلف فیصلہ آسانی نے تو محمد بن تو مرث مہدی کا ذب کا ذکر بقید حوالہ کتاب تاریخ کامل ابن اثیر وابن خلکان وغیرہ پوری وضاحت سے متعین جلد دہم مطبوعہ مصر ص ۲۰۵، ۳۳۱ بہ تفصیل حوالہ کتاب افادۃ الافہام مصنفہ مولانا انوار اللہ صاحب حیدر آبادی ص ۳۱ سطر ۷ ابذیل حاشیہ ایسی وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ ہر مبتدی بھی باوجود تاریکی باطن کے ظاہر طور پر اس مضمون پر نظر ڈال سکتا ہے۔ جس کو مصنف کم شعور نے طفلانہ مزاجی سے اپنے رسالہ کے ص ۳۳ میں یوں جھوٹ لکھ کر اپنے رسالہ کا منہ کالا کیا کہ لکھ تو دیا مگر حوالہ نامعلوم یہ مختصر تاریخ ہند سے انہوں نے لیا ہے۔ یا لیتھ برج سے۔

ناظرین! ذرا اس لڑکے کے جھوٹ کو اسی جگہ پڑتال کر لیں کہ ماشاء اللہ میاں ملک منصور نے اپنے مسیح کا ذب کے قدم پر قدم رکھ کر طابق المعطل بالمعل کی پوری مطابقت کر دی۔

کیوں نہ ہو تعلیم کس یونیورسٹی کی ہے؟ جہاں رات دن اسی جھوٹ کی شاگردی ہوتی رہتی ہے۔
کتاب فیصلہ آسانی کثرت سے شائع ہو چکی ہے۔ ذرا ناظرین ایک نظر ص ۱۴۰ کو دیکھ
جائیں اور اس عقل کے اندھے کو بھی دکھا کر روشنی کی سلائی کو رہا بنوں کی آنکھوں میں پھیر دیں تو
البتہ بچارے لڑکے کو سوچائی دے گا۔

اس قدر واضح طور سے حوالہ دینے پر تو جھوٹ لکھ دیا کہ حوالہ نامعلوم اور خود ملک جی
بڑے بے باکی سے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں۔ ”یوعد
ولا یوفی“

اب کوئی میاں لڑکے سے یہ تو پوچھے کہ حضرت شیخ غوث الاعظمؒ کی تو سینکڑوں تصانیف
ہیں۔ تم نے کیوں حوالہ نہ دیا۔

میں نے جانا بچارے طالب العلم کی آنکھوں پر جہالت کا ایسا گھٹا ٹوپ پردہ پڑا ہوا
ہے کہ وہ حوالہ دینے سے عاجز ہے۔ اسی لئے اس قدر پر بس کر دیا کہ: ”اپنی ایک تصنیف میں
فرماتے ہیں۔“

میں مجھ سے سنو تمہیں کیا معلوم کہ کون سی تصنیف میں ہے تم تو بچارے عربی، فارسی اور
اردو سے بھی محض نابلد معلوم ہوتے ہو۔ جیسی تو جوق در جوق ص ۱۲ میں اپنے رسالہ کے جو کہ
در جو کہ لکھا ہے۔ اردو کا بھی اطاء درست لکھنا تم کو پہاڑ ہے تو پھر کیوں تصنیف کا بار عظیم اپنے سر پر
دھر لیا۔ جس تصنیف کا حوالہ تم دینے سے عاجز رہ گئے میں تم کو بتائے دیتا ہوں۔ وہ شریف تصنیف
حضرت غوث الاعظمؒ کی فتوح الغیب ہے۔ یہ مگر یزیدی تمہارے گرو گھنٹال حکیم جی کی ہے۔ جس کو
میں بڑے زور و شور سے پبلک میں رد کر کے نہایت جرأت سے کہتا ہوں کہ جو جملہ ”یوعد ولا
یوفی“ کا حوالہ دیا ہے اور عامہ مسلمین کو فریب دیا ہے کہ یہ مقولہ حضرت موصوفؒ کا ہے یہ بالکل
غلط ہے۔ اگر اس جملہ مذکورہ کو بغیر تحریف لفظی بعینہ و بلفظ کوئی مرزائی یا حکیم حضرت سیدنا غوث
الاعظمؒ کی تصنیف موصوفؒ میں دکھا دیں تو میں دوسوان کو انعام دیتا ہوں اور میعاد بھی بہت طویل
دیتا ہوں۔ جو آج سے ۶ ماہ کی ہے اور اگر یہ جملہ ”یوعد ولا یوفی“ بعینہ و بلفظ ثابت نہ کر سکے
تو پھر ان پر سوائے ہزار لعنت تصنیف کردہ مرزا قادیانی کے اوپر کیا پہنچ سکتا ہے۔

۱۔ لطف یہ ہے کہ من چیزے دیگر می سرایم و طنبورہ من چیزے دیگر۔ یعنی حکیم تو فرماتے
ہیں ”یعد ولا یوفی“ اور ان کی خوب مرمت کر کے میاں طنبورہ یعنی منصور کہتے ہیں کہ ”یوعد
ولا یوفی“ حالانکہ دونوں ہی غلط، خود غلط، املا غلط، انشاء غلط۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحمانوں کا خدا وہ ذات واجب الوجود وحدہ لا شریک ہے جس کی شان یہ ہے۔ ”ان الله لا يخلف الميعاد“ جیسا کہ عزیز منصور سلمہ نے اپنے رسالہ کے ٹائٹل پر شعر لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ ہاں شیطانوں کا خدا اس کا وہم ٹھیلہ ہے اور ذریاتِ شیطان کا باپ وہی جھوٹے الہام اپنے مریدوں کے دل میں ہر وقت ٹھونکتا رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں سورہ ناس کی آیت شریفہ ”الذی یوسوس فی صدور الناس“ میں اشارہ ہے اور جو کچھ ایسے وسواس باطلہ سے کوئی شیطانی وعدوں کے مرید مذکور کو بے بصیرتی اور حماقت سے کچھ امید اس کی بندھ جاتی ہے۔ اس واسطے اس کو الہام تو مشہور کر دیتا ہے۔ مگر جھوٹ ہو کر ٹل جایا کرتا ہے۔ جس کو قرآن کریم نے اس مضمون کا ارشاد فرمایا ہے۔ ”غور سے سنو“ ”یعدہم ویمنہم وما یعدہم الشیطن الا غروراً“ یعنی شیطان ان کو (یعنی مرزا قادیانی جیسے کو) وعدہ دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے۔ حالانکہ شیطان ان سے جو کچھ بھی وعدہ کرتا ہے وہ نرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

اس صفائی سے قرآن کریم کا ارشاد ہو رہا ہے اور مرزائی حضرات اس پر توجہ نہیں فرماتے ہیں۔ یہ کیسا غضبِ خدائے قدوس کے ارشاد پاک کے خلاف ڈھار ہے ہیں اور اپنے ڈھاک کے ۳ چٹوں پر ضد سے اڑے ہوئے ہیں۔ خدا کے واسطے ایک لمحہ ان امور پر غور صحیح و فکر سلیم کریں۔ آپ سمجھئے یہ گر ہے کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئیاں کثرت سے ہوتی گئیں۔ کچھ دو چار شکلیں ریل کی اور ان کے منسوبات کو یاد کر کے ذرا کچھ لکھ سکے تھے اور باقی عقل معاش کے پورے، دہن کے بکے قیافہ و واقعات شناسی میں بھی اپنے کو یکتائے روزگار جانتے تھے۔ اس لئے طبیبوں کے قاعدہ کے موافق کچھ موسم کچھ ملک کچھ غلط کا لحاظ کر کے پیش گوئیوں کے گول مول جملے تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ اس پر بھی سینکڑوں ہی جھوٹ ان کے تمام ہندوستان میں مشہور ہو چکے۔ یہاں تک کہ خود ان کے موافقین جو صاحب عقل سلیم ہیں جب ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا تذکرہ آیا بے ساختہ ان لوگوں نے ایمان کی بات کہی کہ مرزا قادیانی میں بھی تو عیب تھا کہ جو کچھ ان کے دل میں آیا اس کو ”کالہی منزل من السماء“ سمجھ لیتے تھے اور اپنی بات کی ناحق ضد میں

ٹھوکریں کھاتے تھے۔ کاش یہ عیب نہ ہوتا تو آدمی معقول تھے۔ میاں صاحبزادے! یہ ہے معقولیت کی تحقیق اور منصفانہ رائے اور آزاد خیال۔

اب آپ مخالفین کا ثبوت دیجئے۔ جن کا ذکر آپ نے اپنے منہ سے نکالا ہے کہ مرزا قادیانی کو بڑا عالم فاضل سلطان القلم سمجھتے تھے۔ جب آپ مخالفین کی فہرست اور ثبوت ظاہر کیجئے گا تو میں بھی بذریعہ اخبارات آپ کے موافقین کی دستخطی تحریریں شائع کروں گا۔ بلکہ اس کو رجسٹری کرا کے اگر آپ تو بہ کی شرط کریں تو حاضر ہوں۔

مرزائیوں کی عادت ہو گئی ہے کہ جب کسی نے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی کو ظاہر کیا تو اپنے جاہل بھائیوں کے اطمینان اور ڈھارس باندھنے کے لئے جھٹ حضرت یونس کا قصہ شروع کر دیا۔ چاہے مرزا قادیانی کے حالات پر چسپاں ہو یا نہ ہو۔ عوام میں تو یہی مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی بھی (نعوذ باللہ منہا) ٹل گئی ہے تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی کیوں نہ ٹلے۔

سنو سنو بھاگو نہیں! اے عقل کے دشمنو! کور باطنو! جب تمہیں کچھ قرآن کا علم نہیں تو کیوں قرآن دانی کا دعویٰ بے فائدہ کرتے ہو اور پیارے جاہلوں کو جنم کا راستہ دکھاتے ہو۔ میاں! کسی آیت یا کسی حدیث سے سلف سے آج تک یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہاں عذاب بھیجنے کا وعدہ تھا اور عذاب آیا اور وعدہ خداوندی سچا ہو گیا۔ جب قوم نے گرویدگی اختیار کی اور ایمان لائے تو عذاب ہٹا دیا گیا۔ بس قرآن مجید اور حدیث شریف سے اسی قدر ثابت ہے۔ بھلا مرزا قادیانی کے آسمانی نکاح والی پیش گوئی سے اس کو کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ”وعدہ نہیں تھا وعید تھا۔“

ملک جی! ملی کے گوہ کی طرح مرزا قادیانی کے الہامی جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کی غنونت اور سڑا سڑا بدبو کہیں چھپ سکتی ہے؟ مرزائی ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور اپنے جھوٹے کردار سے باز نہیں آتے۔ کبھی وعدہ کو وعید بتاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وعید کہہ دینے سے مرزا قادیانی پر جھوٹ کا مقدمہ ڈس ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ وعدہ ہو یا وعید۔ مرزا قادیانی نے تو اس پیش گوئی کی نسبت یہ قید لگائی تھی کہ یاد رکھو اگر یہ پیش گوئی

پوری نہ ہوئی اور میں مر گیا تو ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

پھر اب خود بقول ان کے مرزا قادیانی کو بدترین مخلوق سمجھنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ کیونکہ زمانہ ہوا کہ مرزا قادیانی مر بھی گئے اور ان کا خصم وڈ مل رقیب سلطان محمد بیگ بفضلہ تعالیٰ صحیح و سالم موجود ہے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ غیرت ہو تو توبہ کر کے اب بھی مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ تم جانو اور تمہارے اعمال۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ محمدی بیگم سے نکاح ہونا مرزا قادیانی کا اور اس سے بشیر الدولہ، عالم کہاب، عمانوئیل کا پیدا ہونا۔ جس کی تعریف میں مرزا قادیانی نے مجذوبوں کا سا بولنگایا ہے۔ ”کان اللہ نزل من السماء“ بھی الہامی جملہ زیب رقم فرمایا ہے۔ یہ وعدہ تھا یا وعید۔ سچ کہنا۔ کیونکہ ابھی تک مرزا قادیانی کو اس کی حسرت باقی ہے۔

نکاح آسمانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے

رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

مسٹر آتھم وڈ اکثر عبدالحکیم و مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مقابلہ میں جو کچھ پیش گوئیاں مرزا قادیانی کی روز روشن کی طرح تمام دنیا پر جھوٹ ثابت ہو چکی ہیں ان سب کی شرح اور پوری کیفیت رسالہ ”مسح کاذب“ میں راقم نے پبلک پر ظاہر کر دیا ہے۔ (جس صاحب کو تفصیل درکار ہو وہ رسالہ ملاحظہ کر لیں) ص ۲۶ میں ہمارے عزیز لکھتے ہیں کہ فیصلہ آسمانی میں حضرت مؤلف مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ: ”مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات میں بدتہذیبی سے کام لیا۔“ کس قدر کورانہ جھوٹ اور جاہلانہ افتراء ہے۔ میں پبلک کو مخاطب کر کے التماس کرتا ہوں کہ رسالہ فیصلہ آسمانی تمام شائع ہو چکی ہے اور قریباً یہ رسالہ ہر شہروں میں مشہور ہو چکا ہے۔ بھلا مہربانی فرما کر ذرا ملاحظہ کر کے آپ لوگ اس جاہل طالب العلم کے جہل کو جانچ لیں کہ اس رسالہ میں حضرت مؤلف نے کسی جگہ آئینہ کمالات کا نام بھی لکھا ہے یا نہیں۔ شاید ان پر بھی مرزا قادیانی کی طرح جھوٹے الہام کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ بقول شخصے مچھلی کے جائے کن تیرائے۔ یہ پنجابی مثل ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مچھلی کے بچے انڈوں سے نکلے ہی تیرنے کا الہام ساتھ لئے آتے ہیں۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کے روحانی صاحبزادگان بھی ہیں۔

ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگا

اگرچہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ مطلق جھوٹ یا افتراء نہیں ہے۔ اب میں اس کو پوری

تصریح سے پبلک میں پیش کرتا ہوں اور ملک منصور صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی جمہوری تقریر نے مجھ کو اس کی صراحت پر مجبور کیا۔ ورنہ کاہے کو اس کا ذکر ان کے مقابلہ میں کیا جاتا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ایک آئینہ کمالات پر کیا منحصر ہے۔ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں۔ جن میں قریباً پانچ سو غیر مکرر گالیاں اور فحش کلمات اور توہینیں لکھتے ہیں۔ جو شان میں علماء کرام اور مشائخان ذوی العظام میں مرزا قادیانی نے اپنی خباثت نفسانی تحریر کی ہیں اور اس کے علاوہ جو شان نبوت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فحش شدید ان کی امہات مومنات کے لئے درج رسالہ کیا ہے۔ اس کو دیکھ جائیے تو پتہ چل جائے گا کہ کوئی لکھنؤ کے شہدے پانچویں بھی ایسی گالیاں نبی خدا کی شان اور ان کی امہات کی شان میں ہرگز ہرگز استعمال نہیں کر سکتے۔ جس کو مرزا قادیانی نے نہایت بے باکی سے اور دریدہ ذہنی سے لکھا ہے۔ چونکہ میرے نزدیک ان کا اعادہ بھی گناہ ہے۔ اس لئے میرے قلم کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس کو ظاہر کر سکوں۔

(آئینہ کمالات، خزائن ج ۵، توفیق المرام، ازالۃ الادہام، انجام آتھم، ہمیر انجام آتھم) جیسا کہ راقم نے چند نمونے مرزا قادیانی کے فحش کلام کا بدل نا خواستہ پبلک پر ظاہر کر دیا ہے اس کو جانچنے کے بعد پبلک خود فیصلہ کر لے کہ جس شخص کی زبان پر ایسے پاجیانہ لغات چڑھے ہوں اور ان کا مصداق حضرت عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے امہات مومنات کو (معاذ اللہ) ٹھہراوے۔ کیا وہ شخص کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کو دنیا دار، شرفاء اور مہذب قوم میں بھی شمار کر سکیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ نبوت اور مہدویت تو درکنار معمولی دیندارانہ حیثیت کا آدمی بھی یہ ذلیل چال و چلن اور رذیل طریق کو اپنے لئے ہرگز باعث افتخار نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اپنے منہ میاں مٹھو مفتخر بن جائیں۔ یہ دوسری بات ہے۔

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

مثل مشہور ہے۔ ”لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا“ میرے پیارے عزیز! اب تو ضرور مان لینا چاہئے۔ کیونکہ آپ کا اوکس آپ ہی کے سامنے رد کر دیا گیا ہے۔

بات کو مانو اس میں کد نہ کرو

تے نہ کرو میرا کہنا رد نہ کرو

قولہ..... یہ خدائی سلسلہ ہے اور وہی اس کی مدد کرتا ہے۔ اگر انسان کا بنایا ہوا ہوتا تو مدد توں درہم برہم ہو جاتا۔

اقول..... میاں! یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ مرزائی سلسلہ ہے جو خود خدا، خدا کا باپ، خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ دار ہے۔ جس کی تفصیل پچھلے صفحہ میں بخوبی کر دی گئی ہے۔ ”نعوذ باللہ من شرور انفسہم ومن سیات اعمالہم“

لو مجھ سے سنو! یہ تینوں الہام تو مرزا قادیانی پر ہوئے تھے۔ مگر تفسیر اس کی اس وقت ان کے ذہن میں نہ آئی تھی۔ اب مجھ کو اس موفق حقیقی نے اس مرزائیہ تثلیث کی حقیقت کھولنے کی توفیق بخشی ہے۔ مگر یار خفانہ ہونا۔ ہر چند بات کڑی ہے۔ مگر علاج بالخاصہ ہے۔ یہ تو ان تینوں جملوں کی تفسیر ہوئی۔ مگر حقیقت میں مرزا قادیانی کی یہ انوکھی تثلیث ہے۔ عیسائی معروف تثلیث میں باپ اور بیٹا اور روح القدس مل کر تثلیث پوری ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کی نئی تثلیث میں باپ اور بیٹا اور ان کے خدا کا باپ بھی شریک تثلیث ہے۔

میاں صاحبزادے! اب سمجھئے یہ ہے سلسلہ مرزائیہ کی تثلیث اور اس کا درہم، درہم، درہم ہونا۔ اگر آپ لوگوں کو معلوم نہ ہو تو کور باطنی کا علاج کیجئے۔ مرزا قادیانی کی حیات ہی سے ان کا کارخانہ فیل کر گیا۔ دوکانداری ٹھنڈی پڑ گئی۔ پبلک پران کا فریب کھل گیا۔ خود ہزاروں مرید خاص

۱۔ خود خدا جیسا مرزا قادیانی کو کشف میں ظاہر ہوا تھا۔ (تفسیر) یعنی مرزا کرشن چندر ہو گئے اور اس میں روپ دھارن کیا۔

۲۔ خدا کا باپ (یعنی ہندوؤں کے موافق) مرزا قادیانی نے براہ روپ میں بھی جلوہ گری فرمائی۔

۳۔ خدا کا بیٹا (تفسیر) انہیں ہندوؤں کی رامائن کے رو سے آخر زمانہ میں کلنکی اوتار لے کر آئے۔ جس کو وہ مہدی یا مسیح خیال کرتے ہیں۔

جے ۔

غیرت حق، مرزا قادیانی کے ہوئی جب سدراہ
خود بقول مرزا جو تھا شریر دپر گناہ
مفتزی صادق کے آگے مر گیا ہو کر تباہ
مفتزی ہوتا ہے آخر اس جہان میں روسیہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاروبار

یہ مرزا قادیانی کا شعر ہے۔ اس پر مصرعہ لگایا گیا ہے، کیا پھر کہتا ہوا مضمون ہے اور کیسا چپاں ہے۔

ان کے عقیدے سے پھر گئے۔ ان پر بڑے گرما گرمی سے رو پرور ہونے لگے۔ تمام دنیا میں ان کے دجال ہونے کا اور کفر کا فتویٰ شائع ہو گیا۔ اس پر بھی آپ لوگوں کو احساس نہ ہو تو میرا کیا اجارہ ہے۔ عقل سلیم آپ لوگ سے صلب کر لی گئی ہے اور عینہ فو نو گرام بن گئے۔ جو کچھ قادیانی ترانہ آپ کے دلوں کے رکارڈ میں بھر دیا گیا ہے وہی آواز نکلتی ہے۔

اب بھی چیلو! توبہ کا دروازہ اب تک کھلا ہوا ہے۔ موت کی گرم بازاری انواع اقسام سے مرزا قادیانی کے قدمِ شمس کی بدولت تمام دنیا میں ”ان بطش ربك لشديد“ کی منادی ہو چکی ہے۔ مبارک وہ لوگ ہیں جو اس منادی پر کان دھریں اور اپنے سچے نبی خاتم المرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دل سے پیروی کر کے شیطانی عقائد باطلہ سے اپنے کو بچاویں اور اس کو غور سے تجلیہ میں تجویز کریں کہ اس تیرہ سو برس میں آج تک کتنے جھوٹے مہدی اور مسیح پیدا ہوتے گئے۔ مگر اسلام کا کیا بگڑا۔ سوائے اس کے کہ معدودہ چند لوگ اسلام کی فہرست سے خارج ہو گئے اور ان کی جگہ درک اسفل مقرر ہو گئی اور مشیت الہی نے اپنی حکمت بالغہ سے ان کو حقیقی اسلام اور اتباع رسالت مصطفوی سے محروم رکھا۔

میرے پیارے عزیز ملک منصور! بقول ارشاد مرزا قادیانی کے (کہ کسی قدر مرارت بھی لازمہ حق گوئی ہے) جا بجا ہم نے محض نیک نیتی سے واسطے افادہ عوام و خواص کے براہِ بھی خواہی مرزائیان کے واقعہ صحیحہ کا اعادہ کیا ہے اور مرزا قادیانی کی منہاج نبوت و مہدویت کا اظہار کیا ہے۔ خدا کے لئے خفا نہ ہونا۔ بلکہ تجلیہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس رسالہ کو سامنے رکھ کر ذرا غور کیجئے اور ان واقعات کو پیش نظر رکھ کر خود ہی دل میں فیصلہ کر لیجئے کہ جس شخص کے افعال و اقوال باہم ایسے متضاد ہوں (مسیحیت اور مہدویت تو درکنار) بھلا کبھی وہ ہم چشموں میں اپنی سوسائٹی کے قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ واللہ! ہرگز نہیں۔ ثم باللہ ہرگز نہیں۔ ضرور آپ بھی دل میں بلا تکلف اعتراف کیجئے گا اور آپ کا دل گواہی دے گا کہ فیصلہ آسمانی واقعی آسمانی فیصلہ ہے۔ اس سے انکار کرنے کی ہرگز جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی آپ کو یہاں شیطانی وسوسا یا دوسرے لفظوں میں دنیاوی حجاب کا روڑا صراطِ مستقیم سے روک رہا ہے۔ بڑے بہادر اور دانشمند وہ ہیں کہ اس مقام پر خدا کی سچی توحید اور رسالتِ مصطفوی کی مضبوط ڈوری کو پکڑ لیں اور شیطانی وسوسا اور بے جا حجاب کی مزاحمت کر کے صدقِ دل سے توبہ کر کے اس قدوس ذوالجلال کے آگے سر بجز و نیاز کو جھکا دیں کہ ایسی سرانگندگی اس کے حضور میں باعث قبولیت ہو جاتی ہے۔

”اللهم اهدنا الصراط المستقيم . اياك نعبد و اياك نستعين . آمین بجاہ
سید المرسلین وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین ربنا و تقبل منا
اذک انت السميع العليم“

لطیفہ

خاتمہ کتاب میں مرزا قادیانی آنجہانی کے چند وہ الہامات جس کے سچے ہونے میں
مرزا قادیانی کے کسی مخالف کو بھی کچھ عذر نہیں ہوگا۔ بنظر مزید دلچسپی ناظرین ذیل میں درج کئے
جاتے ہیں۔ مگر حضرات ناظرین سے دست بستہ التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے ان الہامات پر خدا
کے واسطے مسخکہ نہ اڑا دیے گا۔ کیونکہ یہ حضرت مسیح قادیان کے (جیسا کچھ بھی ہو) الہام تو ہیں۔
..... مرزا قادیانی کو الہام ہوا ہے کہ کبھی معدے کے خلل سے ورم بھی ہو جاتی ہے۔

(ریویو، اپریل)

سبحان اللہ! کیا لطیف الہام ہے جو آج تک کسی طبیب یونانی یا ڈاکٹر ان انگریزی کو بھی
معلوم نہ ہوا تھا۔ معلوم تھا تو مرزا قادیانی کو۔ اس کی اطلاع ان اطباء نے کیوں نہ دی۔ ناظرین یہ
البتہ مرزا قادیانی کے الہام ہیں۔

۲..... مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ: ”رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔“ (ریویو، اپریل)

کون بے ایمان ہے جو اس الہام کو سچ نہ مانے گا۔ واہ کیا کہنے ہیں الہام تو ایسا ہی ہوتا
چاہئے کہ دشمن بھی مان جائے۔

(ریویو، اپریل)

۳..... الہام ہوا: ”فتح“
کس کی؟ یہ مت پوچھو۔ جس کی ہوگی وقت آنے پر کہہ دیں گے۔
صاحبو! مرزا قادیانی کے ایسے ویسے جیسے تیسے سو نہیں بلکہ ہزاروں محرف الہامات خود
ان کے تصنیفات میں بھرے پڑے ہیں۔ جس کو اہل طبع سلیم دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ بے
شک مرزا قادیانی کے الہامات مندرجہ ذیل شعر کے مصداق ہیں۔

اِس کرامت ولی ماچہ عجب

گر یہ شاشید گفت باران شد

مرزائی حضرات بس ان تینوں کو دیکھ کر دل میں شرمائیں اور پھر کبھی الہام کا فقرہ اپنی

زبان سے نہ نکالیں۔ زیادہ ”والسلام علی من اتبع الهدی“

الراقم: ملک نظیر احسن بہاری، سابقہ مرید مرزا قادیانی

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنُورِهِ يَهْدِينَا

چودھویں صدی
کے
مجددین

جناب عبدالستار انصاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئین کرام! چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیر علاج ایک مریض کے ذریعہ جیپی سائز کا ایک پمفلٹ ”چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟“ کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا۔ ملا۔ اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ (چناب نگر) کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیر اہتمام محمد محسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں:

اول..... مرزائی مصنف نے (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۱، مشکوٰۃ ص ۳۶) کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: ”خدا! اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجددین بھیجتا رہے گا۔“

دوم..... ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گناہ مصنف کی کتاب ”حجج الکرامہ“ میں مذکورہ حدیث کے تحت آنے والے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم..... تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم..... ”مجدد عصر کا اعلان“ کے تحت لکھتے ہیں: فرمودہ رسالت مآب ﷺ کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے اعلان کیا۔

”جب تیرہویں صدی کا خیر ہوا اور چودھری صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“

(کتاب البریہ ص ۱۸۳، حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

آخر پر خدا را سوچئے! کے تحت لکھتے ہیں کہ: ”۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچئے اور سوچ کر بتائیے کہ فرمودہ رسول ﷺ کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد مسیح و مہدی کہاں ہے؟“

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت ملت اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی مکمل توہین اور باغیانہ جرأت بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر نہ دی گئی تو مرزا غلام احمد نے ”کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنالوں گا۔“ کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا کافرانہ دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک رہتی تو شاید امت مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات نبوی ﷺ اور اجماع امت کا انکار کر کے صریح کفر کو اختیار کر لیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد، محدث اور ولی کیسا؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور مسلمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۷۶ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہو چکا تھا۔ وحی والہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۳۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا قادیانی کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائے گا۔ واقعاً ”دروغ گور حافظہ نہ باشد“ کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حامل وحی اور الہام کا دعویٰ ادا کفر سمجھتا رہا اسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے۔ کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون و نمرود کو کچھ بد نصیب اگر الہ سمجھ بیٹھیں تو وہ الہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوئے۔ زہر زہر ہے اس کو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت و رسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے والوں کو کافر و غیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا۔ اس لئے کہ اس عکرمہ جیسے خوش نصیب نے ابو جہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے۔ کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے بانی پاکستان قائد اعظمؒ کے جنازے میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا۔ اور پوچھنے پر صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لویا کافر حکومت کا مسلمان وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی اسمبلی کے لئے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رخ دکھائے گئے۔ مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور بعد میں ہندو اور انگریز کی شہ پر کیا کچھ کر گزرا۔

مفاد عامہ کے پیش نظر اسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی دجال کذاب یا صیاد کس بری طرح اپنے تیار کردہ دام میں الجھ کر پھڑپھڑا رہا ہے۔

بعثت مجدد کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں۔ فرمایا: ”ان اللہ بعثت لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها“ (مشکوٰۃ شریف، ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۲، باب ما یذکر فی قدر المائۃ) بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم اے اسلامک لاء یونیورسٹی بہاولپور

یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ سر بکف ہو کر دین محمدی ﷺ کے جھنڈے گاڑے گا۔

شیخ ابو ہریرہ مصری نے اپنی کتاب (اسلامی مذاہب) میں قادیانی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: ”رہارمزا قادیانی کا مجدد والی حدیث سے تمسک! تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجدد دین سابقین نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ معجزات کا پھر مرزا ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔“

(اسلامی مذاہب ص ۳۸۸)

شان مجدد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امت محمدیہ ﷺ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور دین حنیف کو مکمل فرما دیا۔ وہاں نبوت کا سلسلہ عالیہ بھی سرور کائنات حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم کر دیا۔

آنحضور ﷺ کے بعد اصلاح خلق اور نفاذ و اجرائے احکام شرعیہ کا مقدس فرض علماء و صلحا امت بجالاتے رہے۔

ہر دور میں کالمین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقت عزم عشق دین اور پاکیزگی قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔ ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت

اور ضروریات زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء و اجراء کی خاطر دنیا کو کسی دور میں بھی اپنے ”عبادی المشکور“ سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و تعمیر فکر، اصلاح احوال، تجدید دین، تہذیب و تنظیم، دعوت و ارشاد، تفقہ و اجتہاد، تذکر و تزکیہ، تنقید و تنقیح، حفظ وراثت و نبوت، جہاد بالسیف واللسان والقلم، قیام حق و ہدایت فی الارض والامت کے لحاظ سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سرانجام دیئے۔ ناقابل فراموش ہیں۔

ایسے ہی کالمین میں بطور خاص قابل ذکر شخصیت ”مجدد“ کی ہے۔ مجدد اپنے فکر و صحیح کے ساتھ اسلامی اخلاق کا کامل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک بے باک مبصر، مجسمہ ایثار اور آئینہ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت و روائشیں رکھتا۔ فوز و فلاح کے جتنے کچھ انعامات امت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خود شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ در آں مدت از فیوض برائے امت
رسد بہ توسط اور سد اگر چہ اقطاب و اوتاد در اں وقت باشند

مجددیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گونا گونا گویا احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا پانچ ہو گئی۔ تو حکمت الہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمادیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی بر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے۔ حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمادیا۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اکٹھے کرنے کے لئے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور نعرہ تھا کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ، قبیلہ کے لئے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ ”لا الہ الا اللہ“ کے کلمہ پر ہے اور سید کائنات ﷺ کا سارے جہانوں کے لئے رسول و ہادی بن کر تشریف لانا تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈرسانے والا اور بشر بن کے سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کے لئے رسول کریم ﷺ کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا از حد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب نے اللہ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت سے اہل اسلام کی مرکزیت متاثر ہوتی ہے اور دشمن کا ہدف ہمیشہ مرکز و محور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس کذاب نے بھی کافرانہ دعویٰ کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔ دشمن ہمیشہ مرکز ممکن ضرب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ میرے نزدیک نمرود، شداد، فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز توڑ اور کافرانہ ہے۔ اسی طرح مسلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ ان کا دعویٰ نبوت بھی فرعون و شداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

حفاظت دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے اور دنیا کی ساری قوموں کے لئے آیا اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح کی تحریفیں اور آمیزش ہوئیں۔ اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی۔ اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیلی کی کوششیں کی جائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تلمس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جائے۔ اس لئے سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اس دین کی

حفاظت کے لئے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عزوجل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرمایا کہ: ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون“ کے مطابق اس کامل واکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام سنت و بدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی ان کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد و گمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد و اعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین ﷺ کے ایک وفادار جاثر لشکری کی طرح وہ اس کی مع کفی کے لئے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم روک سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا اور اس کے آخری رسول ﷺ نے مختلف موقعوں پر حکمت الہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور محافظ ہوں گے۔ وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اس کام کا اصلاحی عنوان تجدید دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔“

چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہذا آپ ﷺ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے پیش از پیش کئے گئے اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیش گوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایت دین اور اقامت سنت اور ازالہ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء، فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہان اسلام، قرآء، محدثین، زائد، عابد، واعظ و صرف، تاریخ و سیرت کے علماء، نجی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت لٹا کر علماء کرام، مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی، ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسری صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس امت میں سو سال سے زائد عمر شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مطہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام و تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالم موت العالم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقاء کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار و شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے ان کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مجبور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گردان کر اس سے نظر التفات ہٹائی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر ”وانا لہ لحفظون“ (الحجۃ: ۹) کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور میں لاتے ہیں۔ اور ان سے خدمت دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبہ احیاء سنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کاٹنے عبور کر کے

خدمت دین کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زد عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر بہ نظر تحقیق جو مترشح ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے شرف تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سبحان اللہ..... اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگان جہاں کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلہ جلیلہ سے مصیبتیں ثلثی اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور ان کے وجود باوجود کی برکتوں سے وہ عقدے ایک چٹکی سے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخن تدبیر کھول، نہ ترازوئے عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت و سیرت، رفتار، گفتار، روش اور ادا میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر اور صفات قدسیہ کی مظہر ہوتی ہیں۔ وہ جہاں اسرار شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموز طریقت کی امین بھی۔

قدرت خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ جن کا کام ہر خطرہ سے نڈر ہو کر راہ حق کے ان نشانات کو بے غبار کر دکھانا ہے۔ جو اہل زمانہ کے افراط و تفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے بے باک حق کے داعیوں کی نوید بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردان خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر ان کا وجود باوجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہو کر رہ جائے۔

مجددین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلف صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں۔ مختصر اپیش خدمت ہیں۔

۱..... آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کہ اصلاح حال اور دین حقہ میں تازگی پیدا کرنے کے لئے ہر صدی میں مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲..... مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لئے ضرور ظاہر ہو کر سعی و کوشش فرمائیں گے۔

۳..... مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے۔ بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴..... مجددین مختلف فقہیہ طبقات یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کو یا ہر طبقہ سے ہوتے رہے

ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔

۵..... جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم کئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے۔ کہ آج تک کسی مجدد نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حامل وحی، صاحب معجزات، اور صاحب رسالت و نبوت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لہذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا کہ ہندسہ ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں رقم بڑھتی جائے گی۔ لیکن ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں۔ سب بے وقعت ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایک کمانہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے۔ جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنی!

پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مجددین کے مبارک نام
پہلی صدی کے مجدد

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبدالغزیؓ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔ پہلی صدی کے
دوسرے مجدد امام محمد بن سیرینؓ ہیں جن کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔
دوسری صدی کے مجدد

حضرت امام حسن بصریؒ متوفی ۱۱۰ھ
امام اعظم ابو حنیفہؒ متوفی ۱۵۰ھ
امام محمد بن حسن شیبانیؒ جن کا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا
امام مالک بن انسؒ متوفی ۱۷۹ھ
امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ
امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظمؒ متوفی ۲۰۳ھ

تیسری صدی کے مجدد

امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سنن متوفی ۳۰۶ھ
امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد

امام طحاویؒ متوفی ۳۲۱ھ اور امام اسماعیل بن حماد مجبوریؒ بغویؒ متوفی ۳۹۳ھ و امام ابو جعفر بن جریر طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ و امام ابو حاتم رازیؒ متوفی ۳۲۷ھ

پانچویں صدی کے مجدد

امام ابو نعیم اصفہانیؒ متوفی ۴۳۰ھ، امام ابو الحسن احمد بن محمد بن ابو بکر القدوریؒ متوفی ۴۲۸ھ

امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانیؒ متوفی ۵۰۲ھ و امام محمد بن محمد غزالیؒ متوفی ۵۰۵ھ

چھٹی صدی کے مجدد

امام فخر الدین ابو الفضل عمر رازیؒ وصال ۶۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب الحقائقؒ وصال ۵۳۷ھ و امام قاضی فخر الدین حسین منصورؒ وصال ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خان اور حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود فراہؒ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد

علامہ امام ابو الفضل جمال الدین محمد بن افریقی مصریؒ صاحب لسان العرب وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ وصال ۶۳۲ھ، حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی، جیرمیؒ وصال ۶۳۳ھ، امام ابوالحسن عزالدین علی بن محمد معروف ابن اثیر وصال ۶۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف ابن عربیؒ وصال ۶۳۸ھ

آٹھویں صدی کے مجدد

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطاء اللہ سکندریؒ وصال ۷۰۷ھ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ وصال ۷۲۵ھ، علامہ امام عمر بن مسعود لکھنؤیؒ وصال ۷۹۲ھ

نویں صدی کے مجدد

امام حافظ جلال الدین ابوبکر عبدالرحمن سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ، امام نور الدین علی بن احمد مصری سمودی صاحب وفا الوفاء متوفی ۹۱۱ھ، امام محمد بن یوسف کرمانی شارح بخاری متوفی ۸۸۶ھ، امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن سخاویؒ متوفی ۹۰۲ھ، علامہ امام سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ

دسویں صدی کے مجدد

حضرت امام شہاب الدین ابوبکر احمد بن محمد خطیب قسطلائی شارح بخاری متوفی ۹۱۳ھ
وعارف باللہ امام محمد شربینی صاحب تفسیر سراج منیر متوفی ۹۱۹ھ و علامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹی متوفی
۹۸۶ھ

گیارہویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاری وصال ۱۰۱۱ھ و حضرت امام ربانی عارف باللہ
جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی متوفی ۱۰۳۳ھ اور حضرت سلطان العارفین محمد باہو
۱۱۰۲ھ

بارہویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ مولانا امام ابوالحسن محمد بن عبدالبہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ، حضرت علامہ
عارف باللہ امام عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۳ھ، حضرت علامہ شیخ احمد طاجیون متوفی ۱۱۲۵ھ

تیرہویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام بحر العلوم عبدالعلی لکھنوی متوفی ۱۲۲۶ھ، علامہ عارف باللہ شیخ احمد
صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ، علامہ عارف باللہ احمد بن اسماعیل طحاوی ۱۲۳۱ھ، حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ

چودھویں صدی کے مجدد

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری صاحب فاضل بریلوی،
آپ کی ولادت باسعادت بھارت کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق
۱۲ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا تقی علی خان کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان نے علم دین و شریعت کو حضرت مولانا غلام قادر
صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت مولانا تقی علی خان سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس
دس ماہ کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے شروع کر کے صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، اصول
معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، حساب، منطق فلسفہ، ہیئت وغیرہ و جمیع علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل
کر کے ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل اور دستار فضیلت زیب سرفرمائی۔

امام اہل سنت نے سلوک و طریقت کے علوم امام اولیاء سیدنا و مرشدنا شاہ آل رسول

ماہروئی سے حاصل کیے۔ اور ان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نوری ماہروئی سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلویؒ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب و سعید دل علم طریقت و شریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خانؒ نے ترجمہ قرآن پاک سے شروع کر کے کم و بیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف کنز الایمان، فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ الدولۃ المملکیہ بزبان عربی ساڑھے ۸ گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر لکھ کر عرب و عجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق و مخالف بھی تھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خانؒ نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف و روحانیت کا مذہبی ہو یا سیاسی، خورد و نوش کا ہو یا زہد و عبادت سے متعلقہ قرآن و حدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ دین حقہ کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلک حق کے چہرہ پر اہل ہوس کی ڈالی ہوئی گرد کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد و غبار کے ساتھ ہی اہل ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خانؒ اسلام کے رجل عظیم، صاحب زبان صاحب قلم، صاحب کردار جنہیں عرب و عجم کے علماء عظام نے مجدد مائتہ حاضرہ تسلیم کیا ہے۔ (دیکھیں انوار رضا۔ اعلیٰ حضرت علماء حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہل ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا میں علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعر مشرق مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں

کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خان گویا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ہوتے۔

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ جو عاشق رسول ﷺ آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے لقاء حق کے لئے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجددؒ

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ۔

اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر وار کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کانسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول ﷺ یا فرزندان رسول ﷺ طیب و طاہر سلاسل حسنیٰ اور حسینیٰ سے وابستہ ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لئے حضرت مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑہ شریف سے چل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدالی، ضلع کیمبل پور (انک) کے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع قریشی سے اڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمودؒ سے حصول علم کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔

لیکن حصول علم کی تلقین اس مردِ رویش کو پنجاب سے دور تقریباً اندرون ہند تک لے گئی اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوریؒ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد حج پر جانے کے لئے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوریؒ کے استاد محترم استاد اکل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرہ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علی گڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی

متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے اور شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے۔

علی گڑھ میں حضرت قبلہ عالم نے قریباً اڑھائی سال تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت بلند اخلاق اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم ودیگر اساتذہ کرام وہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلہ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصول علم اور سند حدیث حاصل کرنے کے لئے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علییت اور کاملیت پر بین ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبدالحی بحر العلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ مکہ شریف جا کر خاندان ولی اللہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاق سے سند حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوری سلسلہ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب ”مہاجر جکی کے استاد تھے۔

قبلہ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت، بلندی کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپوری نے محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمہ و دہیہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے۔ اس لئے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی اور پھر سند حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیں اور دین کی خدمت کیجئے۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی۔ سند مل گئی۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوری کا انتقال ہو گیا۔

بیعت

قبلہ عالم نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش مرشد میں اپنے استاد محترم کے ساتھ شیخ العصر

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارفین غوث زماں حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آباء اجداد سے مل چکا تھا۔

نیز دوران سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گلوڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجرکتیؒ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۳۱۷ھ، ۱۹۰۰ء، ۱۸۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعطیٰ میں دفن ہوئے۔

حضرت گلوڑویؒ فرماتے تھے کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ جس کا سد باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے۔ تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات و ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالمی نسب سید حضرت گلوڑویؒ نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علماء حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامن طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تینا وصل پوری کر چکے۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی نورانیت سے دل و نگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ کے لئے میدان عمل میں نکل آئے۔ خدا عز و جل کے دین برحق اسلام کی حمایت میں شب و روز ایک کر دیئے۔ مسلک حق اہل سنت کی خلاف اٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔

چودھویں صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گلوڑویؒ نے حمایت حق میں جس ثابت قدمی سے جلالت چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا کہ شیطان لعین کے پروردہ راہ مستقیم سے ہٹکے ہوئے منظم گروہ عبرت ناک تباہی سے دو چار ہوئے۔ اہل اسلام میں انتشار و افتراق کو فروغ دینے کے لئے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکرالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی، بلکہ کانگریس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کیخلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کار نمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے میں بے بسی کے عالم میں دم توڑے نظر آئے۔

جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کافرانہ دعوے مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزاہیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے۔ حضرت کی کتاب ”شمس الہدایت“ اور ”سیف چشتیائی“ مرزاہیت کی رد میں بے مثال تصانیف ہیں۔

۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا۔ ۲۳ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے۔ تمام سنی، شیعہ، دیوبندی، اہلحدیث طبقوں نے حضرت گولڑوی کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا حنفی نمائندہ مقرر کیا۔ یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے۔ حضرت شاہ صاحب لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا۔ قادیانی جماعت کے بعض بااثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تک دود کی مگر ناکام رہے۔

جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا اور بے شمار لوگوں نے اسی وقت تابع ہونے کا اعلان کر دیا۔

مختصر یہ کہ تحریک خلافت کا دور آیا۔ یا ہجرت۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا۔ یا کانگریس کا پر فریب نعرہ وطنیت کا شور غل۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی۔ حضرت والا شان کی مجاہدانہ، مجددانہ، فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لئے مہر منیر کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

سیدی شاہ بغدادی عظمت اور غریب نوازا جیسری کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت و طریقت سے منور کر کے جا شان مصطفیٰ ﷺ کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑوں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاء حق کے لئے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اگلے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؐ کو دفن فرما دیا گیا۔ تو یہ رشد و ہدایت کا آفتاب اہل ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ ”انّا للہ وانا الیہ راجعون“

میں نے قادیانی پمفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لئے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قدر مجددین کا ذکر خیر کیا۔ ورنہ برصغیر پاک و ہند کے خواجگان چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گزشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدید دین اور احیاء سنت کا قابل قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

اللہ عز وجل علیم وخبیر ہے، اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے

قرآن عظیم شاہد ہے: ”الرحمن۔ علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان“ (الرحمن ۳۱)

رحمن نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ پر دین کو کامل و اکمل فرما دیا۔ اور ساتھ ہی آنجناب ﷺ پر اتمام نعت فرما دیا۔ حضور ﷺ پر اللہ عز وجل نے اپنے فضل عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے۔ اور لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم کبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر ذرائع مخصوصہ سے اپنے محبوب ﷺ کو علم عطا فرمایا۔ اس احسان کا اعلان و بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیش خدمت ہیں: ”الرحمن علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان“ (الرحمن ۳۱)

رحمن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔ پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔ ”لا تحرك به لسانك لتعجل به۔ ان علينا جمعه وقرآنه۔ فاذا قرآنه فاتبع قرآنه۔ ثم ان علينا بيانه۔“ (الانعام ۱۹۶-۱۹۷) تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور ترجمہ (اے حبیب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کر لیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا (اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اس پڑھنے کا پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بیانات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔ ”وما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحى يوحى۔“ (النجم ۳، ۴) حضور ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی کی جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عائشؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں نے رب عز وجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا“ (اے محبوب) ملائکہ مقررین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟“ میں نے عرض کی کہ مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں۔“ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ: ”حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن الخطیب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر اس چھٹی کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو (قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔“ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: ”حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یا درہا جو بھول گیا بھول گیا۔“ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: ”میں چھوڑا حضور ﷺ نے کسی فتنہ چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔ مگر ہمیں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بھی بتا دیا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دنیا کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔“ (طبرانی مواہب لدنیہ)

”حضرت ابو زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا: یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کی خبر دی۔ ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ وہی زیادہ عالم ہے۔“ (صحیح مسلم شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ

دونوں کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بتادیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔ اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العظیم کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں بہشتیوں کے نام اور ان کے آباء و قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر میں ان کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی۔ اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العظیم کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ (پوری حدیث)

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: ”حضور ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں فریجی جھوٹے ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں گے جو تم نے نہ سنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے۔ چنانچہ ان سے بچنا اس کو اپنے سے کہیں تم کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیات قرآنی اور چند احادیث نبوی ﷺ پیش کی ہیں کہ اہل ایمان جان جائیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے روز آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہوگا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے خدا داد علم سے اپنی امت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر پائیں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اللہ عزوجل کے عطاءئے علم غیب کو بیان کرنے میں تخیل نہیں ہیں۔

آنے والے خطرات و واقعات کا انکشاف

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ ان میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا اور جو انہیں دیکھنے کے لئے بڑھے گا وہ فتنے اسے انہیں طرف کھینچ لیں گے۔ پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اس میں پناہ گزیں ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخر صادق ﷺ نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور وقایع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور ﷺ نے قیامت سے پہلے کے آثار قیامت بیان فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے۔

..... ۱۔ تین خف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق دوسرا مغرب

میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔

۲..... علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھائے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔

۳..... جہل کی کثرت ہوگی۔

۴..... زنا کی زیادتی ہوگی۔

۵..... مرد کم ہوں گے۔ عورتیں زیادہ

۶..... علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں گے۔ وہ سب دعوائے نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جن میں بعض گزر چکے۔ جیسے میلہ کذاب، طلحہ بن خویلد، اسود عسی، سجاح عورت۔ غلام احمد قادیانی وغیرہ۔ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں۔

۷..... مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

۸..... ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔

۹..... دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر ترنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۱۰..... وقت میں برکت نہیں ہوگی۔ بہت جلد جلد گزرے گا۔

۱۱..... زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

۱۲..... علم دین پڑھیں گے۔ مگر دین کے لئے نہیں۔

۱۳..... مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا۔

۱۴..... ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی۔

۱۵..... احباب سے میل جول اور لیکن باپ سے جدائی۔

۱۶..... مساجد میں لوگ چلا نہیں گے۔

۱۷..... گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔

۱۸..... اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور ان کو برا کہیں گے۔

۱۹..... درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے۔

۲۰..... ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے مخلوق پر فخر کریں گے۔

۲۱..... دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طہین کے سوا تمام روئے زمین پر گشت کرے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا۔ تو ملانکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ الہنتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے قتلہ میں جتلا ہو جائیں گے۔ دجال کے ساتھ یہودی لشکر ہوگا۔ دجال کی پیشانی پر ”ک اف ز“ لکھا ہوگا۔ جس کو ہر مسلمان پڑھے گا۔ اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے۔ جب دجال دنیا میں پھر پھر کر ملک شام کو جائے گا۔ اس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے۔

فضائل عہدی، مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں۔ اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام اولاد سیدہ فاطمہ زہرہ سے ہوں گے۔ بعض اولاد سیدنا حسینؑ سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسنؑ کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا اور زمین کو عدالت سے پر کر دے گا جس طرح کہ پہلے ظلم سے پر تھی۔ اس سے آسمان و زمین کی ساکنین راضی ہو جائیں گے۔“

ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”مہدی میرا ہم نام ہوگا۔ اور اس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے۔ یعنی محمد بن عبد اللہ۔ مال کی تقسیم برابر کریگا۔ لوگوں کے دلوں کو غناء سے بھر دے گا۔“

”حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی۔ اس سے سخت مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی۔ لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھر پور تھی۔ اس کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔ آسمان سے بہت بارشیں ہوگی۔ زمین خوب پیداوار دے گی۔ اس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا۔ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔“

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں بیس سال ان کا رہنا آیا ہے۔

”ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ میری عترت سے

ایک مرد کو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔“
 سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ: ”مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا.....
 الخ۔“ (ج ۲ ص ۵۸۸)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے: ”مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔“
 ایک روایت میں ہے: ”عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطین علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔“ واللہ اعلم! صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔
 امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ، نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر زمانے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(ابوداؤد)

”ابو اسحاق نے کہا ہے کہ امیر المومنین علیؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ ﷺ جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔“
 (ابوداؤد)

حضرت علیؑ نے فرمایا: یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جبکہ مومنوں کے دل مرجائیں گے۔ جیسا کہ جسم مرجاتے ہیں۔ جبکہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر قتلوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایذا پہنچے گی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اس دور میں سنتیں مرجائیں گی بدعات زندہ کی جائیں گی بھلائی کا حم دنیا سے متروک ہو جائے گا اور برائی سے روکنا ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ مہدی محمد بن عبد اللہ کے ذریعہ ان سنتوں کو زندہ کرے گا جو مرجکی ہوں گی۔ اور اس کے عدل اور اس کی برکت سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے۔

اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہو جائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے دس سال سے کم ہوں گے پھر وہ فوت ہو جائے گا۔
 (کنز العمال)

سیدنا علیؑ نے فرمایا۔ مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے

اہل بیت سے ہوگا۔ اس کا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔ اس کی ہجرت کا وہ بیت المقدس ہوگی۔ اس کی داڑھی بھاری ہوگی۔ آنکھیں سرکیں ہوں گی۔ دانت چمکیے ہوں گے۔ اس کا چہرہ پر خال ہوگا۔ اس کے کندھوں کے درمیان نبی کریم ﷺ جیسی علامت ہوگی۔ وہ نبی ﷺ کا جھنڈا لے کر نکلے گا۔ جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چارخانیہ چادر سے بنایا گیا تھا۔ اس جھنڈے کو نبی کریم ﷺ کے بعد نہیں کھولا اور مہدیؑ کے نکلنے پر کھولا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا۔ جو ان کے مخالفوں کو مومنوں اور شیعوں پر ماریں گے۔ جب وہ مبعوث ہوں گے تو ان کی عمر اس وقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی۔ (ابو نعیم کنز العمال)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کی طرف لڑائی کے لئے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیداء کے مقام پر زمین میں دفن جائے گا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلا ہے گردستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اس کی بیعت کر اور اس کی اطاعت میں داخل ہو۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجے گا اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔ اس کی طرف خزانے منتقل ہوں گے اور عرب و عجم اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اس کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔

اور اس سے پہلے اس کے اہل بیت سے مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔ وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔ وہ قتل کرے گا اور شکستہ کرے گا۔ اور بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا۔ اور وہاں تک پہنچے سے پہلے پہلے فوت ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

”جناب ہلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔ اسے حادث حراث کہا جائے گا۔ اس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہوگا جسے منصور کہا جائے گا۔ وہ آل محمد کے لئے اس طرح میدان ہموار کرے گا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے لئے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے کہ اس کی مدد کرے۔ (ابو داؤد)

سیدنا ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین و آسمان کی پیداوار سے لے کر کبھی ظاہر نہیں ہوں گی۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگے گا۔ اور اس طرح کا گرہن جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دار قطنی)

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دنیا فٹانہ ہوگی۔ یہاں تک کہ حاکم ہوزمین عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا۔ یہاں تک کہ میرا فرمان پورا ہو۔ میرے اہل بیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ یعنی محمد بن عبداللہ۔ والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم و ستم سے پر ہوگی۔ اور ان کی شکل و صورت آنحضرت ﷺ کی صورت سے مشابہ ہوگی بات کرتے ہوئے اڑ کر یوں لگا اور ان پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابوداؤد میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر ﷺ نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اس وقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ آ کر ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کر کے ان کو باہر نکالیں گے۔ اور آپ بادشاہی سے نفرت اور کراہت کرتے ہوں گے۔ پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوا لہ واطیعوا“ یہی خلیفۃ اللہ مہدی ہیں اسے پہچانو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جبکہ ایک فرار میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اول اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سارے کے سارے کیونکر دھنسائے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے۔ پھر ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا۔ وہ مقام بیداء میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو ان کے پاس شام

کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہو کر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی ان پر غالب آجاویں گے۔ اور یہ لشکر بنو کلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفۃ اللہ مہدی کی بیعت میں شامل ہوں گے۔ جب مہدی کعبہ سے نکلیں گے تو پہلے کعبہ کے دروازہ کے سامنے جو خزانہ مدفون ہے اس کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔

ترمذی کی حدیث جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ کوئی آدمی امام مہدی کے پاس آکر کہے گا اے مہدی مجھے کچھ دیجئے۔ کچھ عنایت کیجئے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ امام مہدی اس کے کپڑے میں اتنا مال و زر ڈال دیں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا۔ امام مہدی اتنی سخاوت فرمائیں گے کہ بغیر حساب و گنتی کے تقسیم کریں گے۔ بلکہ تین بھر بھر کر دونوں ہاتھوں سے دیں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے رخصت ہو کر مدینہ طیبہ زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہو کر بمعہ لشکر راستہ میں کفار سے جہاد فرماتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں گے۔

دجال کا ظاہر ہونا

ادھر دجال پھر پھر اکرام شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر آکھٹے گا۔ دجال کی ایک آنکھ ہوگی۔ دوسری آنکھ اور ابرو بالکل نہیں ہوگا۔ قد آدھ پر سوار ہوگا۔ پیشانی پر کاف رکافر لکھا ہوگا۔ جسے ہر مسلمان بڑھا اور ان پڑھ سب دیکھ لیں گے۔ دجال قوم یہودی سے ہوگا۔ لقب مسیح کہنے والا اور قدیم اول دعویٰ نبوت کرے گا۔ ہزاروں یہودی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ تو پھر خدائی دعویٰ کرے گا۔ دجال ایک بڑے لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے گا۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ناگاہ جب لوگ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ تو اس حال میں کوئی فریاد کرے گا۔ دجال لعین تمہارے اہل عیال میں آ پڑا ہے۔ تو جو کچھ مال غنیمت ان کے ہاتھوں میں ہوگا سب ڈال دیں گے۔ اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں

گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاشِ دجال کے لئے دس سواری روانہ فرما دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں ان سواروں کے نام اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی

قبل اس کے دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہوں گے۔ اسی اثناء میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی چوغہ پہنے ہوں گے۔

فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ سر کو نچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافران کے سانس کی بو پا کر مرجائیں گے۔ اور ان کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے۔ جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اس شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ اور مال کو بھادیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس میں سابق حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر ان سے کوئی باز برداری کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض، عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال دینے کے لئے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قاتل کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور اس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آئیے نماز پڑھائیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے اعزاز اور بزرگی جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ فرما دیں گے۔ نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔ نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پھر لشکر اسلام، لشکر دجال پر حملہ کرے گا۔ گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دم عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔ اور جس کا فرنگ وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور دجال بھاگ جائے گا۔ مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جالیں گے۔ اور نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔ لشکر اسلام، لشکر دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہو جائے گا۔ لشکر دجال میں جو یہودی ہوں گے۔ ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔ یہاں تک کہ رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت خود بول اٹھے گا کہ یہودی یہاں ہے اس کو قتل کر دو۔ دجال کے قتل کے رفع ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔ امام مہدی علیہ الرضوان کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان سے اتریں گے۔ نکاح کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ وصال فرمائیں گے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام روضہ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔ امام جعفر صادقؑ اپنے باپ حضرت محمد باقرؑ سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدینؑ سے جو سزاوارہ ایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔ یا اس بارش کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔ پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔ شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔ اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔ اور حسن میں زیادہ اچھی ہو۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں، میں اور درمیان میں مہدی اور آخر عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے اپٹیلی ہوں گے۔ نہ ان کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا ان سے۔

”الحمد لله رب العالمين. والصلوة والسلام على سيد المرسلين۔

وخاتم النبیین وعلى آله واصحابہ اجمعین“

عقیدہ ختم نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲: ”والَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ“ ﴿اور وہ جو ایمان لائے ہیں اس پر﴾ (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ ﴿اس آیت پاک میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کی تین دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور ﷺ پر نازل ہوئی یا آنحضرت ﷺ سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو حضور ﷺ کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان لانے کا حکم بھی ہوتا۔ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰۔ ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو ”بکل شئی علیم“ ہے نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے دعوے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اس نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

حدیث پاک سے ختم نبوت کا ثبوت

بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱ بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین:

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی

جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے ارد گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

نمبر ۲ مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

.....۱ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔

.....۲ رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔

.....۳ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔

.....۴ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

.....۵ مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔

.....۶ میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔“ (ترمذی جلد ۲ ص ۵۳)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ یعنی حضور ﷺ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت۔“

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

امام ترمذی نے جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ: ”اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔“

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہؓ کے عنوان کے تحت یہ ارشاد نبوی نقل کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸، بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

ابوداؤد کتاب المغن میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ: ”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ترمذی جلد ۲ ص ۳۵)

فائدہ..... حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا وہ کذاب ہے و جال ہے وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

اگرچہ بد قسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن و سکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ و فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت نے اور نہ دینی عقل و دانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے ان کے خلاف جہاد روا رکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور ﷺ کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔

بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں ”اشھد ان محمد رسول اللہ“ بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو چلانا ضروری سمجھا اور کمال یہ ہے کہ دور صدیقی کے تمام صحابہ کرامؓ و تابعینؓ اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

تصویر کا پہلا رخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ء تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ایم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں:

..... ”کیا ایسا مفتری بد بخت جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے

بعد نبی اور رسول ہوں۔“ (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً حاشیہ)
 ۲..... ”میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر
 میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔“

(حملۃ البشری ص ۱۳۱، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)
 ۳..... ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر اور سیدنا
 و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا
 ہوں۔“ (اشہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۰)

۴..... ”مجھے کب چاہتے ہیں کہ میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور
 کافروں سے مل جاؤں۔“ (حملۃ البشری ص ۱۳۱، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

۵..... ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا
 عقیدہ ہے۔۔۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا
 و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب
 جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر
 ختم ہوئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔“

(اشہاری اعلان ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰-۲۳۱)
 ۶..... ”میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن
 کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ جن پر خدا نے بے شمار
 رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن
 شریف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو چشمہ حق و معرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام
 باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون میں یا اجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی
 زیادتی کرنا نہ کی۔ اور اس اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص
 ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے۔ یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور
 فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔“ (انجام آتھم ص ۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۷..... ”ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں۔“
 (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۲۹۷)

۸..... ”آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت مسئلہ کذاب کا بھائی..... کافر خبیث ہے۔“

(انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸)

۹..... ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(فیصلہ آسمانی ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)

۱۰..... ”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لا نبی بعدی“ میں واضح طور پر فرمادی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درآں حال یہ کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔“

(حمادہ البشری ص ۳۳، خزائن جلد ۷ ص ۲۰۰)

تصویر کا دوسرا رخ، مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

۱..... مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ: ”خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۲..... ”وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

۳..... ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔“

(اربعین نمبر ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

۴..... ”خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

.....۵

منم مسج زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ محبتی باشد

(تزیان القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

۶..... ”میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیوں کر رد کر دوں۔ یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

.....۷ ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

.....۸ ”خدا نے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے جن کی یہ

تائید کی گئی۔“ (تہ حقیقت الوحی ص ۱۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

.....۹ ”خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے

اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔“ (تہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

.....۱۰ ”یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد

سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔“ (ایک فطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

.....۱۱ ”اگر کوئی شخص اس وحی الہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول

رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹ گئی۔“

(ایک فطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

.....۱ ”ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں

ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

.....۲ ”اے مرزا جو تیری پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہو گا وہ خدا اور رسول کی

نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

.....۳ ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

.....۴ ”کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کھجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے

مہر کر دی مجھے نہیں مانتے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نوٹ:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا قادیانی کا منکر تھا اور مرزا قادیانی کو نہیں

مانتا تھا۔ اس لئے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

.....۵ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ

انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں

یہ میرے عقائد ہیں۔“ (آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

۶..... ”حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وقت مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہر ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“

(مرزا محمود احمد الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷..... ”غیر احمدیوں کا کفر پینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔“

(روشن علی، محمد سرور قادیان الفضل ۷ فروری ۱۹۳۱ء)

۸..... ”وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی مانتا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نبی تھے۔ اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔“

(اخبار الفضل قادیان ۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۹..... ”جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔“

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۰..... ”میں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مار سکتی ہے۔ مگر میرے عقائد کو دبائیں نہیں سکتی۔ لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابو جہل کے حامیوں نے رسول اللہ ﷺ اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔“

(روزنامہ آفاق ۳۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی..... سکھ ہندو اور مرزا ایت

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمین ہند پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف رہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست و پا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت سے کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد فرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت میں شکاف ڈالا جائے تجویز ہوا کہ کسی

شخص سے محمد کا حواری نبی ہونے کا دعویٰ کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف سے پیش کش کی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا قادیانی نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکریہ کچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا الہامی نام امین الملک جے سنگھ بہادر بتایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوندی فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لدھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور مسیح ہونے کا اعلان بھی لدھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نور الدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لئے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لئے ابتداء میں رقم ریاست پٹیالہ سے ملی تھی۔ جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف (حقیقت الوحی) ص ۳۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰) پر یوں کیا ہے کہ:

”جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل درپیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنا کو بلا تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔“

قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے وہ احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کر لیں گے اور آخر میں محبت ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔۔۔

(مضمون ڈاکٹر شکر داس اخبار بندے ماہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِنَبِيِّهِ كَلَامًا
مَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِنَبِيِّهِ كَلَامًا

موضع پیکوان تھانہ کلا نور کے جلسہ

ماہین اہل اسلام و مرزائیان

لبالب^{کا}

عالی جناب حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صفت باری تعالیٰ

تصنیف: مولوی اللہ دتہ گورداسپور

میں عاجز مسکین تیرے درخالی دست سوا
 باجہ تیرے معبود نہ کوئی تے معبود نیازا
 تیرے باجہ خداوند عالی غیران حق نہ والی
 الست برب رب الایا سب حاضر دربارے
 جو تیرے باجہ وہاب نہ ہرگز جس امیدواریوں
 بعد پیدا کش جن انسانا رازق سب دا آیا
 باغ زراعت اندر ہر جا قدرت ثابت ہوئی
 سٹے پھلیں دہب جو پھلیں قدرت رب دکھاون
 کئی کھٹے کئی مٹے کوڑے شمر جو ترش لیائے
 گلگل نبودا کھان ناکھان بیہان سیب جتناہاں
 مہندی دہنیاں گندم چھولے سورج کھیا لسی
 گور کھ پان شاہ ترقی ات سٹ وچ مخلوق شماراں
 کی کی چیزاں آکھ سناواں سب اس اللہ پاسوں
 نال پھلاں دے چچہ کردی بلبل لکھ ہزاراں
 سرخ چھونے مچوے تتر جمہ کرن وچ باغاں
 یوز پانگاں ہرنا پانہڑے داس کرن وچ جازاں
 او پاک محمد ساڈا ہادی عالم دو جن تارے
 جو دنیاں انساناں پوچن جموئے سب رزالی
 باجہ تیرے معبود نہ کوئی ایہہ گل دلی وچارے
 صفت خدا دی تم نہ ہووے کہہ گئے نمی سوہارے

تو شہنشاہ شہاندا والی عالی تے متعالی
 تو کہن تھیں عدم موجود کریندا ہے پرواہ نوازا
 حق عبادت مالی بدنی تے قوی افعالی
 ایہا عہدیشاق دھاڑے سارے لوک پکارے
 قالو بلی کل روح الائی سن کے حکم جتاہوں
 ہے احسان اسان پر تیرا حد تھیں پاک خدایا
 واہ اللہ تو خالق ہر دا تدبیر ہور نہ کوئی
 باغاں دے وچ رنگ برنگی بوئے شمر لیاون
 عجب عجائب بوئے الہ قدرت نال او پائے
 انب اتار تے کھٹے مٹھے نخل کھجور عتاہاں
 سدا گلاب گلاب بہاری موتیا کھٹا تھسی
 گلخیرہ گل نرگس سون پھل کیاں کچھاراں
 ماہان موٹھان سنبھلی غیا مولیٰ سن کپاسوں
 باغاں دے وچ کوئل کوکے ساون ماہ بہاراں
 مورچ چکور بتوری الوینا طوطے زاعاں
 باز بئیرے شکرے قمری گھگھ شارک ڈاراں
 جو کچھ رب دو جگ او پایا خاطر نمی پیارے
 ایسے خالق نوں سب پوجو جدیاں صفتاں عالی
 تے جموئے معبوداں تھیں ہے سانو بہت بیزاری
 لکھ کروڑاں ہون زباناں اللہ دتہ پیارے

چند اشعار در بارہ موضع پکیوان جو مولوی صاحب اللہ دتہ نے بعد نماز فجر پڑھے

حمد بے حد حمید مجید جو خالق کون مکاناں
 حرماں تے اصحاباں تائیں لکھ سلام صلواتاں
 اس میں بھی عرض گزاراں خدمت وچ تماہاں
 اکثر پنڈاں اندر جاواں وعظ کرن نو یارا
 ابھراک پکیوان موضع ایسا نظری آیا
 دیداری دا زور زیادہ ہویا فضل رحمانو
 نال نمازیاں مسجد بھردی واہ واہ فضل الہی
 غلق انہاں دا عاجز بندہ کیوکر اکھ سناوے
 نمبرواز جو غلق کریندے نال کمیناں یارا
 بغض نہ کینہ حد عداوت لوکاں وچ دسایا
 خاطر خدمت کرن مہماناں دل دے نال پیاروں

بعد درود رسول اللہ نو جو خورشید جہاناں
 آل نبی ازواج تماہاں منگیاں برکاتاں
 حال حقیقت آکھ سناواں خاصاں نے ہور عاماں
 وعظ نی کرنی بحث میرا کم غیراں سنگ ابرا
 کی میں عرضاں آکھ سناواں جو کجھ حال دسایا
 بہت نمازی نظری آئی شک نہ اس وچ جانو
 اندر باہر نمازی ہوون ہوئی خوشی سوائی
 اک تھمین اک خلیق زیادہ عاجز نظری آوے
 جٹ کمینا اندر بہا یو فرق تھیں آشکارا
 واہ واہ حب محبت لوکاں رب دا فضل سوا یا
 اللہ دتیا فضل خدا دا جاہن سب ابراووں

ضروری التماس

چونکہ جلسہ کی خبر پہلے ہم لوگوں کو تو ہرگز نہیں دی گئی۔ صرف تین روز پہلے اطلاع ہوئی کہ جلسہ پر مرزائی مولوی آدیں گے۔ اس لئے ہم پورا پورا کوئی بندوبست نہیں کر سکے۔ آدی بھیج کر حافظ نور محمد صاحب سکنہ موضع دیرگوار اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ بھیکو چک کو بلوایا گیا۔ لیکن یہ دونوں صاحب مرزا قادیانی کے عقائد سے بالکل ناواقف تھے اور بحث کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم سب معاذین جلسہ گھبرا گئے۔ لیکن چونکہ اللہ جل وعزا سمہ اپنے دین کے حافظ ہیں۔ ہماری بہتری کے لئے جناب مولانا دادانا مولوی صاحب اللہ دتہ قوم خیانت سکنہ موضع سوبل کو بھیج دیا اور بغیر بلائے حاضر ہو گئے تو انہوں نے آکر بحث کا بیڑا اٹھایا۔ کیونکہ مولانا صاحب مرزا قادیانی کے عقائد کلی سے پورے واقف تھے۔ اگر مولانا صاحب اس جلسہ پر قدم رنجہ نہ فرماتے تو ہمارے گردا گرد کے چند گاہوں ضروری مرزائی ہو جاتے۔ مگر کیوں ہوتے؟ جب کہ باری تعالیٰ کو دین اسلام پیارا نہ ہو تب تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ مولانا صاحب نے بحث میں وہ لطف دکھایا کہ آج تک کسی بحث میں کسی کو فوق ملا ہوگا۔ مرزائیوں کا ایسا ناطقہ بند ہوا کہ دو روز بعد ختم ہونے بحث مرزائی رہے مگر باہر نکل کر نہیں دیکھا۔ مولانا صاحب نے میدان میں دو وعظ بھی کئے۔ مگر مرزائی تو اندر ایسے داخل ہوئے رہے کہ گویا قالب

میں روح نہیں یا یوں کہو کہ پکیوان میں ہیں ہی نہیں۔ آخر میدان چھوڑ کر موضع برہلہ میں چلے گئے۔ اس لئے معاونین جلسہ نے مولانا صاحب کو فتح یابی کے انعام میں ایک تھان ملل سفید پر روپیہ رکھ کر سرو پا دیا۔ معاونین جلسہ نے اتفاق سے مشاورت کر کے اس جلسہ کی کاروائی کو بحینہ الفاظ سے مشتہر کر دیا۔ تاکہ کل لوگوں پر واضح ہو جائے کہ مرزائیوں کے پاس ممت مسیح و مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح میں کوئی سند قوی نہیں۔ معاونین جلسہ کے نام ذیل میں درج ہیں۔ ہو ہذا!

من جملہ معاونین میں سے رائے نتیجہ جلسہ کے لئے یہ صاحب جو کہ مادہ علمی رکھتے تھے مقرر رہے۔ قاضی محمد مہر الدین، عبداللہ درزی، علی محمد زرگر، رحیم بخش نمبردار، مولوی عبداللہ، کریم بخش، سدو جٹ، صدیا جٹ، مولانا بخش جٹ، قاضی وحید عمر بخش، بھاگ جٹ، فضلا، فضل الدین نمبردار، جیون، رحیم بخش نمبردار، قطب الدین، میراں بخش، قائم الدین، محمد اسماعیل، گوہر خان، نظام الدین، منشی نبی بخش، منشی فیروز الدین، فضل الدین، قاضی محمد مہر الدین، سلطان بخش، بڈھا، چوہدری فضل الدین، حسن الدین، ماکھی خان، بوٹے خان نمبردار، مرزا امام بیگ، مرزا حیات بیگ، جھنڈو، نور الدین، چوہدری جہانگیر، جان محمد، دتہ جھور، روڈا جٹ، حا کو جٹ، فقیر نوان، اسماعیل حجام، غلام الدین، جان محمد، حافظ شمس الدین، علی محمد زرگر، بھانا کشمیری، فضلا جٹ، نور محمد، جوتی برہمن، متراشاہ کلانور، بھانا برہمن، درگا داس اربہ، گوراندنا شاہ، ہیرالال خاکروب، چوہدری حاکم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلّاً!

لائق حمد وہی خالق کون و مکان ہے کہ جس کے کتبہ صفات کے دریافت میں عقل تمام عقلاً زبان کی حیران و سرگردان ہے اور قابل نعت وہی سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کی شریعت غرہ میں ہزار ہا مسائل مالا بخل سہل اور حل ہوتے ہیں اور صد ہا مشکلات آسان اور سہل۔

تمہید: ناظرین و سامعین کی خدمت میں معرض ہے کہ جلسہ کی بحث تمام کو واضح کر کے دادخواہاں ہیں کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمادیں کہ حق بجانب کس کے ہے۔ چونکہ یہ کاروائی جلسہ مشتہر کر کے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جس صاحب کو پہنچے اور دوستوں کو بھی دکھلا دے۔ سوال و جواب ذیل میں ہیں:

من جانب معاونین جلسہ ہذا

مجاں میاں جمال الدین وفتح الدین السلام علیکم! واضح ہو کہ اس طرف کل دوستوں کی متفق رائے یہ قائم ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں گفتگو ہونی چاہئے۔ کیونکہ حاصل سب مسائل مختلفہ فیہ کا اس پر ہے کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول حق ہے یا نہیں۔ اگر حق ہے تو آیا وہی مسیح جو رسول الی بنی اسرائیل تھے نازل ہوں گے یا کوئی اور، سند فریقین کی قرآن مجید و حدیث صحیح سے ہونی چاہئے۔ فقط راقم الحراف عاجز اللہ دہ!

ناظرین و سامعین مولانا صاحب کا انصاف دیکھیں۔ مولانا صاحب نے فضول بحث کو ترک فرما کر اسی مدعا کو مد نظر کر دیا کہ بحث حیات و ممات میں سوائے تو ضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر مرزائی صاحبوں نے یہ پرچہ دیکھ کر انکار کیا۔ گویا یہ بحث ان کو موت کا فرشتہ نظر آیا کہ خدایا یہ کیسا پہاڑ ہم پر ناگہانی گر پڑا۔ جواب آیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدًا و مصلًا!

آشنا بھائی! اللہ دے صاحب وعلیکم السلام! پس واضح ہو کہ خط آپ کا آیا حال معلوم ہوا کہ پہلے مسئلہ حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کی بحث شروع کرنی چاہئے۔ جب حیات و ممات میں فیصلہ ہو جائے تو ہم نزول مسیح کے جواب دینے کو تیار ہیں۔ اگر حیات مسیح ثابت ہو جاوے تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اگر ممات ثابت ہوگئی تو پھر دیکھا جائے گا کہ کون مسیح نازل ہوگا۔ بہر حال حیات و ممات میں بحث ہونی چاہئے۔

فقط جمال الدین (قادیانی) سیکھواں کلا نور ضلع گورداس پور! ناظرین و سامعین انصاف سے داد دیں کہ مرزائی صاحبوں نے مسئلہ نزول مسیح میں بحث کرنے سے کیا صاف لفظوں میں انکار کیا۔ کیا ضرورت تھی حیات و ممات کے مسئلہ میں بحث کرتے؟ آخر رجوع تو اسی طرف ہونا تھا جیسا کہ آگے مرزائیوں سے ظہور میں آئے گا۔ من جانب معاونین جلسہ ہذا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدًا و مصلًا!

میرے پیارے دوست میاں جمال الدین صاحب وعلیکم السلام! پرچہ آپ کا مطالعہ میں آیا۔ حال معلوم ہوا۔ چونکہ بحث مسئلہ حیات و ممات کو عرصہ دراز گزر چکا ہے۔ جس سے کوئی

نتیجہ آج تک ظہور میں نہیں آیا۔ دیگر اہتمام یہ ہے کہ مسئلہ حیات و ممات کو صاف کر کے پھر بھی رجوع اسی مسئلہ کی طرف ہوگا۔ (یعنی نزول مسیح علیہ السلام کی طرف) اس لئے میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ جس مسئلہ کی بحث تو ضیح اوقات کر کے پھر شروع کرنی پڑے گی۔ کیوں اس مسئلہ میں فیصلہ لکھا جائے تاکہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی نازل ہوں گے یا کوئی اور اگر آپ کا منشاء تو ضیح اوقات اور اوراق سیاہی کا ہے تو آپ لوگوں کو بآواز بلند فرمادیں کہ سب لوگ اپنے گمروں کو چلے جاویں فیصلہ کچھ نہ ہوگا۔ ولس فقط مسکین اللہ رحمۃ خیاط سکنہ سولہ حال وارد نکاح ان مورخہ ۳۱ رجب ثوری ۱۹۰۲ء

اس کا جواب مرزائی صاحبوں نے تحریری کچھ نہ دیا۔ کھڑے ہو کر پرچہ ساہلہ جو اوپر درج ہے سنایا اور کہا کہ اگر آپ حیات و ممات میں بحث کرنا نہیں چاہتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات مان لیں۔ ہم نزول کے مسئلے کو شروع کرتے ہیں۔ ورنہ بحث حیات و ممات ہم کریں گے۔ جمال الدین!

مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی مان لیتا ہوں۔ آپ نزول مسیح میں بحث کریں۔

ناظرین و سامعین مولوی صاحب کے انصاف کی طرف توجہ فرمادیں۔ مرزائیوں کو کیا رول رول کر مارا اور باوجود ماننے وفات مسیح بھی مرزائیوں کی جرأت نہ ہوئی کہ مرزا قادیانی کو مثل مسیح ثابت کریں۔

معاونین جلسہ

(جمال الدین) ہم تھوڑی دیر نہیں مانتے۔ آپ نے اگر بحث کرنی ہو تو حیات و ممات میں کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے پاس سند حیات مسیح کی نہیں۔

مولوی صاحب اللہ رحمۃ

میں نے نزول مسیح کے بحث کو اس واسطے شروع کرنا چاہا تھا کہ فیصلہ جلد ہوگا اور اکثر لوگ زمیندار ہیں۔ علمی بحث کو کم سمجھیں گے۔ حیات و ممات میں تو فی کا جھگڑا ہوگا۔ میں تو فی کے معنی بند اور پورا واقع قبض ثابت کروں گا۔ آپ صرف موت ثابت کریں گے۔ اس لئے زمیندار لوگ حیران ہو کر چلے جاویں گے۔ ہم تم دونوں بحث کر کے گھر چلے جاویں گے۔ ولس حاضرین جلسہ کو فائدہ نہ ہوگا۔ خیر اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ وفات حضرت مسیح کی

قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے ثابت کر کے دکھادیں۔ اب تو میں آپ کو چھوڑوں گا ہے کو بحث شروع کریں۔

ناظرین و سامعین! خیال فرمادیں مولانا صاحب چونکہ گھر کے بھیدی ہیں۔ ہر پہلو سے زک دینے کو تیار ہو گئے اور بحث شروع ہوئی۔ دو گھنٹیاں رکھی گئیں۔ میں منٹ ایک صاحب تقریر کرے پھر میں منٹ میں اس کا جواب ہو۔ علیٰ ہذا القیاس! پہلی تقریر فتح الدین (قادیانی) کی طرف سے شروع ہوئی۔ معاونین جلسہ!

فتح الدین..... ”یا عیسیٰ افسی متوفیک“ آخر تک اور قلم اتو فتحی پیش کیا اور اپنی تقریر میں منٹ میں ختم کی اور کہا کہ ان آیات سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔

مولوی اللہ دتہ..... میں افسوس سے عرض کرتا ہوں۔ اوّل تو وعدہ پورا نہ ہوا۔ شرط یہ تھی کہ قرآن اور حدیث سے سند ہو اور قول صحابی کا بھی ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو کیسے بیان فرمایا۔ خیر اب میں عرض کر دیتا ہوں کہ متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ باری تعالیٰ نے حضرت مسیح کے اٹھانے کا وعدہ کیا کہ تجھ کو پورا بلا موت اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ چنانچہ اس آیت کی تصدیق کے لئے فرمایا۔ ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً“ یعنی حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا۔ یہی یقینی بات ہے بلکہ اٹھالیا۔ اس کو اپنی طرف کیا صاف معنی ہیں۔ کچھ بھی تاویل کی ضرورت نہیں۔ دیگر متوفیک پر ایک حدیث حضرت کی موجود ہے۔ وہو ہذا!

”قال تلمذہ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ“ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶) یعنی آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور حقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے اور بہت سے دلائل ہیں جو اپنے اپنے وقت پر بیان کروں گا۔ انشاء اللہ فقط فتح الدین..... متوفیک کے معنی سوائے موت کے اس جگہ نہیں ہیں۔ جو حدیث مولانا صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ مرسل ہے۔ اس لئے قابل حجت نہیں اور (۲۵) جگہ قرآن شریف میں توفی کا لفظ آیا ہے۔ وفات کے معنوں میں جب کہ کل رسول فوت ہو گئے۔ کیوں حضرت مسیح زندہ چھوڑے گئے۔ حضرت مسیح میں کیا فوقیت تھی ہم عیسائیوں کو حضرت مسیح کو مار کر جھوٹا کرتے ہیں اور مولوی صاحب ان کو سچا کرتے ہیں۔ تاکہ عیسائی دلیری سے خدا مان لیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت میں فرمایا کہ انی متوفیک وممیک اور دلائل بہت ہیں جو پھر بیان کروں گا۔

مولوی اللہ رحمۃ اللہ علیہ..... معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کیوں فرمایا کہ اس جگہ توفی کے معنی موت نہیں اور کوئی دلیل پیش نہیں کی اور مرسل حدیث کیوں قابل حجت نہیں۔ متوفی ایسا لفظ عربی کا ہے جس کے معنی لازمی ہرگز ہرگز موت ثابت نہیں۔ بلکہ توفی کے معنی موت بھی ہیں۔ مگر قرینہ سے بنتے ہیں۔ جیسے ارشاد ہوا۔ ”هو الذی یتوفون منکم ویزدون“ آخر تک چونکہ اس جگہ یدرون قرینہ ہے اور توفی معنی نیند بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ”هو الذی یتوفکم باللیل“ معنی پہلی آیت کے یہی ہیں۔ وہ لوگ جو فوت ہو جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں اپنی۔ معنی دوسری آیت کے یہ ہیں۔ وہ ہے ذات اللہ کی جو سلاتا ہے تم کو رات میں آخر تک اور توفی کے معنی رفع کے بھی ہیں۔ جیسا ”یتوفاهن الموت“ یعنی اٹھالے جاوے ان کو موت۔ موت کا لفظ قرینہ ہے۔ پھر فرمایا پورے دیں گے ہم ان کو اجر ان کے۔ غرض جہاں حضرت مسیح کے بارہ میں توفی کا لفظ آیا۔ وہاں موت قرینہ ہرگز نہیں۔ (۲۵) جگہ تو بے شک توفا کا لفظ آیا کہ موت ہے ساتھ قرینہ کے مگر بلا معنی موت (۲۸) جگہ قرآن میں۔ توفی کا لفظ موجود ہے۔ چنانچہ فہرست اس کی یہ ہے۔

نمبر شمار	سورت	پارہ	رکوع	نمبر شمار	سورت	پارہ	رکوع
۱	بقرہ	۱	۵	۲	بقرہ	۳	۳۷
۳	بقرہ	۳	۳۸	۴	آل عمران	۳	۳
۵	آل عمران	۳	۶	۶	آل عمران	۴	۱۷
۷	آل عمران	۴	۱۹	۸	نساء	۴	۳
۹	نساء	۶	۳۳	۱۰	انعام	۷	۷
۱۱	انفال	۱۰	۷	۱۲	توبہ	۱۱	۴۱
۱۳	ہود	۱۴	۴	۱۴	ہود	۱۴	۹
۱۵	ہود	۱۴	۱۰	۱۶	یوسف	۱۳	۸
۱۷	زمرہ	۱۳	۳	۱۸	نمل	۱۴	۱۳
۱۹	نمل	۱۴	۱۵	۲۰	بنی اسرائیل	۱۵	۴
۲۱	ہود	۱۷	۴	۲۲	نور	۱۸	۵

۲۳	نور	۱۸	۵	۲۴	فاطر	۲۲	۴
۲۵	زمر	۲۳	۴	۲۶	زمر	۲۴	۵
۲۷	زمر	۲۴	۷	۲۸	احقاف	۲۶	۳

اس فہرست سے ثابت ہوا کہ توئی کے معنی لازمی نہ تو موت ہیں اور نہ پورا نہ بند۔ غرضیکہ یہ لفظ بہت معنوں میں مشترک ہے۔ سب معنی چھوڑ دیں۔ فقط مرزا قادیانی کے معنی کئے ہوئے جو ہیں ان پر فیصلہ ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ یعنی اے عیسیٰ میں پورا ہوں گا تجھ کو اور اجروں کا تجھ کو۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۲۰ بقیہ حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

دیگر نور الدین حکیم اپنی کتاب تصدیق براہین میں کہتا ہے: ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ یعنی اے عیسیٰ میں پورا ہوں گا تجھ کو اور بلند کروں گا تجھ کو۔ جب کہ مرزا قادیانی اور نور الدین متوفیک کے معنی پورا کے کرتے ہیں تو مولوی فتح الدین فرمادیں کیا ان دونوں صاحبوں نے قرآن اور بخاری کو کبھی دیکھا تھا یا نہیں اور مرسل حدیث اس وقت قابل حجت نہیں جب اس کی ضد میں صحیح حدیث ہو۔ اگر آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی صحیح حدیث فرمائی ہو کہ انی متوفیک سے مراد وفات مسیح ہے تو پیش کرو۔ ورنہ مرسل حدیث قابل حجت و دلیل محکم ہے۔ یہ حدیث مؤید ہے۔ احادیث صحیحہ کے اس لئے حکم مرفوع کا رکھتی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا مان لیں گے۔ یہ خوب کہی۔ یعنی جب تک موت ثابت نہ ہو۔ آپ عیسائیوں کو جواب نہیں دے سکتے۔ یہ نہایت غلط ہے۔ ہم انشاء اللہ! عیسائیوں کو باوجود ماننے زندہ حضرت مسیح علیہ السلام جواب دے سکتے ہیں۔ قرآن شریف کے منکر ہو کر اور دین کو بگاڑ کر ہم جواب دینا نہیں چاہتے۔ یہ عقیدہ آپ کو مبارک رہے۔ ہم نے کب عیسائیوں کو دلیر کیا۔ اہل اسلام کی کس کتاب سے عیسائی صاحبوں نے تمسک کر کے مسیح کی خدائی کا ثبوت پیش کیا اور یہ جو فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں کون سی فوقیت ہے کہ زندہ چھوڑے گئے۔ جناب من! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تمام جہاں سے علیحدہ برتاؤ کیا۔ سب نبیوں کو ماں باپ سے پیدا کیا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کو بلا باپ۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کی امت کے دعا کے لئے حضرت مسیح کو زندہ رکھا۔ قبل قیامت فوت ہوں گے اور مومن اس پر جنازہ پڑھیں گے و بس پھر مولوی صاحب فتح الدین نے بہت مغالطہ دیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ”انی متوفیک و ممیتک“ یہ الفاظ بخاری میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ انی کا لفظ اس آیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جس آیت میں حضرت

کا بیان ہے۔ حالانکہ اس جگہ بخاری میں حضرت مسیح کا کوئی بھی ذکر نہیں۔ فافہم!

غرضیکہ شام تک اسی طرح سے بحث ہوتی رہی۔ مگر مرزائیوں نے ایک بھی سند قوی حضرت مسیح کی وفات میں ثابت کر کے نہ دکھائی۔ آخر فتح الدین نے اپنے رسالہ سے ایک آیت اثبات دعویٰ وفات مسیح میں پڑھی۔ مولوی صاحب نے فوراً پکڑا کہ اگر یہ آیت تمام قرآن سے انہی لفظوں میں جو کہ آپ نے صفحہ ۱۹ سے ۲۰ تک پڑھی ہے۔ دکھائیں تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ جب قرآن شریف کھولا گیا تو ان لفظوں سے آیت ثابت نہ کر سکے اور ایسے نادم ہوئے کہ رات بھر آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ بلکہ فتح الدین کو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ تم اس کتاب کو بند کرو۔ اس نے کہا دو صد روپے کی کتابیں میں کس طرح سے جلا دوں۔ پر فتح الدین مرزائی وفات مسیح کا ثبوت دینے سے عاری ہو گئے اور دلائل ختم ہو گئے تو خود بحث سے خروج کر کے ایک آیت سورہ نور کی پڑھ کر مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ثابت کرنا شروع کر دیا تو مولانا صاحب اللہ دتہ نے اپنے وقت میں اور اپنی تقریر میں مرزائیوں کو وہ زک دی کہ خدایا پناہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ مولانا صاحب موصوف نے فرمایا ہمارے پاس تو ابھی دلائل حیات مسیح کے اتنے ہیں کہ دوروز اور بھی ہم بیان کریں تو خاتمہ نہ ہوگا۔ آپ نے بحث حیات و ممات کو چھوڑ کر کیوں نزول کا مسئلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ آپ نے اپنے گریز کو قبول نہیں کیا یا اپنی ہار قبول کر ورنہ بحث کر دے اسی لئے تو مولانا صاحب نے پہلے ہی سے فرمایا تھا کہ بحث نزول میں ہو۔ اس وقت آپ نے قبول نہ کیا۔ اب خود ہی اپنا وارد سکھ چلا کر نزول کی طرف شروع ہو گئے۔ مرزائی سن کر حیران ہوئے اور چہروں پر زردی کے آثار نمودار ہوئے۔ آخر یہ صلاح قرار پائی کہ صبح کو آپ لوگ جلسہ کے معاون پرچہ تحریری دیں اور ہم مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا ثبوت پیش کریں گے۔ چنانچہ وہ پرچہ جو جواب مولانا صاحب کا ہے آگے درج ہے۔ صبح کو پرچہ جمال الدین (قادیانی) کو دیا گیا۔ جمال الدین نے علیحدگی میں بیٹھ کر پرچہ کا جواب شروع کیا۔ ادھر مولوی اللہ دتہ اور فتح الدین (قادیانی) تقریر میں مشاغل رہے۔ مولانا صاحب نے مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کی وہ قلعی کھولی جو مولوی صاحب کا حق تھا۔ لوگوں کو پورے طور سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے عقائد قرآن شریف اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ سے بالکل خلاف ہیں۔ غرضیکہ لوگوں پر خفی نہ رہا کہ مرزا قادیانی بھی قرآن شریف کے اوپر عمل کرنے والے ہیں۔ آخر کار پرچے ہر دو عالم مجلس میں سنائے گئے جو سوال مرزائیوں کے پیش ہوئے۔ وہ ہر دو سوال ذیل میں درج ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلیاً!

بخدمت شریف جناب مولوی صاحب فتح الدین و جمال الدین

دوسوال آپ کی خدمت میں حسب ذیل درج ہیں۔

.....۱ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

.....۲ مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

نوٹ: ہر دوسوال کا جواب قرآن شریف و صحیح حدیث و اقوال صحابہ کے سوانہ ہم پوچھتے ہیں اور نہ ہماری تسلی ہے۔ راقمان قاضی محمد و محمد مہر الدین، علی محمد، عبداللہ و رحیم بخش نمبردار ساکنان ککچو ان۔ اس کا جواب جمال الدین قادیانی کی طرف سے جو آیا بعینہ لفظوں میں درج کیا جاتا ہے۔ ہو هذا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

واضح ہو کہ اس وقت از جانب قاضی محمد مہر الدین و علی محمد زرگر و عبداللہ درزی و رحیم بخش

نمبردار ساکنان ککچو ان کی طرف سے دوسوال پیش ہوئے۔

.....۱ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

.....۲ مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

جواب سوال اول، ہم جناب مرزا قادیانی کے اقوال سے دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

زعمائے فرقان و پیغمبریم بدیں آدم و بدیں بلذریم۔ ہمارے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ ”لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں۔ جس کے

ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزاران سے کوچ کریں گے۔ یہ ہے کہ حضرت سیدنا

ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و ختم المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے اور

نعت عربیہ اتمام بھیج چکی۔ جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ

سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب ساوی ہے

اور ایک شوشہ یا نقطہ ان کی شرائع اور درود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے

اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا کہ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی

ایک حکم کی تبدیلی یا تفسیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور طہر اور کافر ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۳۷ تا ۱۳۹ حصہ اول، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

جواب سوال دوم، مرزا قادیانی کا دعویٰ مثل مسیح ہے نہ کوئی اور تو ہم اس قسم کی مماثلت کو قرآن سے غور کرتے ہیں کہ قرآن شریف ایسی مماثلت کی اجازت دیتا ہے یا نہیں تو ثابت ہوتا ہے۔ خصوصاً اور عموماً اجازت دیتا ہے۔ خصوصاً ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسول (مزل: ۱۵۰)“ یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا۔ شاید جیسا کہ فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو یہاں محمد رسول اللہ ﷺ مثل موسیٰ علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اگر ان کو (حضور ﷺ) موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ عموماً یہ ہے کہ ”ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرات نوح وامرات لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئاً وقیل ادخلا النار مع الداخلین وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنة ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین ومريم ابنت عمران التي حصنت فرجها فننفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربہا وکتبہ وکانت من القانتین (تحریم: ۱۲، ۱۱)“ یعنی یہاں کی مثال اللہ نے واسطے کفار نوح اور لوط کی بیوی کی وہ دو عورتیں ہیں ہمارے دو بندوں صالحوں کے نیچے۔ پس دونوں نے خیانت کی اور نہ فائدہ پہنچا ان دونوں کو اللہ سے کچھ کہا کیا گیا۔ داخل ہو جاؤ۔ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اور بیان کی مثال اللہ نے واسطے مومن کے عورت فرعون کی جس وقت کہا کہ اے رب بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر جنت میں اور نجات مجھ کو فرعون سے اور اس کے عمل سے اور نجات دے قوم ظالموں سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرم گاہ اپنی کی پس پھونکا ہم نے اس میں روح اپنی کو اور مانتی تھی اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور تابعدار تھی اور ان آیات شریف سے ثابت ہوا کہ مماثلت جائز اور عادت اللہ ہے۔

ماور اور مؤمن اور کفار کے ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں پر کافر اور مؤمن کے مقابلہ پر عورتوں کی مثال رکھی ہے۔ اس میں اشارہ یہ ہے کہ عورتوں میں قوت الغالیہ ہوتی ہے جو مرد کی قوت فاعلہ سے اثر لیتی ہے۔ ایسا ہی مرد کے لئے وہ قوادے گئے ہیں قبول کرنے کے جیسا

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”انا ہدینہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً“ یعنی ہم نے ہدایت کی راہ کھول دی جو قبول کرے ہدایت کو یا قبول کرے کفر کو۔ غرضیکہ مماثلت یہیں تک ثابت کی ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو نیک اور متقی بنادے اور خدا کی امانت کو نگاہ رکھے۔ وہ ابن مریم ہو جاتا ہے۔ اگر ابن مریم بن گیا تو کیا قصور ہے۔ پھر قرآن میں یہ بھی ثابت کر دیا ہے خلفاء کے مثل بھی ہوتے ہیں۔ ”وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم“ یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں وہ خلیفہ ہوں گے۔ زمین میں جیسے خلیفے ان سے پہلے بنائے گئے۔ خدا کا وعدہ ہے کہ امت محمدیہ کے ساتھ تم میں ایسے خلیفے ہوں گے۔ جیسے بنی اسرائیل کے لئے اب سوچنا چاہئے کہ بنی اسرائیل میں کیسے خلیفے ہوئے ہیں۔ وہ خلفائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہے ہیں۔ جو قریباً چودہ سو برس تک رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے آخری خلیفے تھے۔ اسی طرح اس امت میں بھی بموجب وعدہ اللہ یہ چودھواں خلیفہ ہے۔ صدی چہار دہم پر ہے جس کی تعداد باہم ملتی جلتی ہے۔ غور سے مل جاتے ہیں۔ ورنہ اس صدی پر یعنی حالت زور جو صد ہا حملے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن پر کئے گئے ہیں۔ جو مخالفین کی کتابیں دیکھنی چاہئیں۔ کون خلیفہ ہے واقعہ سابقہ متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صدی پر خلیفہ ہوتا چلا آیا ہے اور یہ صدی چہار دہم جس کے انیس سال گزر چکے ہیں۔ اب تک کوئی نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور آیت شریفہ کی تفسیریں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ: ”کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء وفیکثرون قالوا فمات امرنا یا رسول اللہ قال فوا ببیعة الاول فالاول اعطوہم حقہم فان اللہ سائلہم عما استرعاہم (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۱)“ یعنی تھے بنی اسرائیل میں سیاست والے انبیاء جب ہلاک ہوگا نبی تو اس کے پیچھے نبی ہوگا اور اب بات یہ ہے کہ میرے پیچھے کوئی نبی نہیں ہوگا۔ شتاب ہوگا خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے پورا کروان کی بیعت اول کو اور دو ان خلیفوں کو حق ان کا تحقیق ان کا حق اللہ تعالیٰ پوچھنے والا ہے۔ اسے جیسا کہ قرآن میں تین آیت زمانہ کی خبر دیتی ہیں۔ ایک گروہ آخر زمانہ میں ہوگا۔

سورت الجمعہ میں ہے۔ ”هو الذی بعث فی الامین رسول منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا فی ضلال مبین

وآخرین منهم لما يلحقوبهم وهو العزيز الحكيم (الجمعه: ۳۰۷) ”وہی خدا ہے جس نے بھیجا ان پڑھو میں رسول ان میں سے جو پڑھتا ہے۔ ان پر آیات اس کے اور پاک کرنا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔ اگرچہ تھے گمراہی میں اس سے پہلے اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہیں میں سے جو ابھی تک نہیں ملے ان میں وہی زبردست حکمت والا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے اصحابوں کے سوال کرنے سے کہ وہ کون ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہوں گے۔ مسلمان اہل فارس تھا اور مرزا قادیانی بھی اہل فارس ہیں اور آیت کے لٹن میں بحساب ابجد ۱۲۵۷ تعداد میں جو مرزا قادیانی کے سن بلوغت کا زمانہ ہے۔ جو حکمت سے خالی نہیں اور چوتھی آیت ”هو الذي ارسل رسوله“ یعنی وہی خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے لئے بھیجا اور ساتھ دین حق کے تاکہ تمام دینوں پر غالب ہو۔ اگرچہ مشرکین کو برا معلوم ہوا۔ اس آیت کی تفسیر میں بہت مفسر قائل ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اس وقت یہ غلبہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ دو کام کے لئے آئے ہیں۔ ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت اور امر اول رسول اللہ ﷺ نے پورا کیا اور امر دوم یہ زمانہ آخر کے ساتھ مشتق ہے۔ جو مسیح موعود کے ہاتھ پر پورا ہوگا تاکہ قرآن شریف کی تمام قوموں پر حجت پوری ہو جائے۔ جب حجت پوری نہ ہوئی تو قیامت کا آنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ”حتى نبعث رسولا“ ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے۔ جب تک رسول حجت پوری نہیں کرتے اور اس طرح قانون جاتا ہے۔ اب ہی وہ زمانہ ہے جو ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے جوش میں ہے۔ آریوں کی اشاعت عیسائیوں کی اشاعت اور برہم اور سناٹن یہود وغیرہ جوش میں آ رہے ہیں۔ ایسے وقت میں آ کر اپنے مذہب کی سچائیاں بیان نہ کرے تو کون سا وقت ہے کیونکہ اکھاڑہ تیار ہے اور ڈھول بج رہے ہیں۔ لوگوں کا اجتماع ہے۔ ایسے وقت میں پہلوان نکل کر مالی نہ لے تو کون سا اور وقت ہے اور مسلمانوں میں اندرونی فساد و ہابی، خفی، خارجی، شیعہ وغیرہ کے اس قدر تنازعات ہیں جو حد و حساب نہیں۔ اگر اس وقت نہ آتا تو کس وقت آتا۔ زمانہ دھائی دے رہا ہے کہ مصلح کے ضرورت ہے اور آیت شریفہ بالا میں ارشاد ہے اور ”علی الدین کلہ“ کا جملہ دلالت دے رہا ہے مسیح اس وقت آئے گا بہت دینوں کا زور ہوگا۔ اس آیت شریفہ کے موجب اور وقت کے لحاظ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ ارنیک ہے اور علاوہ اس کے رسول اکرم ﷺ نے

بھی ایسا ہی فیصلہ کیا ہے جو اس وقت کے مطابق سمجھا گیا ہے۔ حدیث ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم“ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۰) میں ”کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم بکتاب رب تبارک وتعالیٰ وسنت نبیکم ﷺ“ (مسلم شریف ج ۱ ص ۸۷) یعنی کس طرح حال ہوگا تمہارا جب تم میں نازل ہوگا۔ پس وہ امام تمہارا تم سے ہوگا۔ حدیث میں دوڑ ہے وہ تفسیر یہ ہے۔ دوسری میں ف جو خاص تفسیر کے لئے آیا کرتی ہے۔ میں اس کی مثال سورہ نمل ”تلك آیات القرآن وکتاب مبین“ حدیث دوم ”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرہ واقروا ان شتتم تا آخر (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)“ قسم ہے! اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ البتہ تحقیق عنقریب ابن مریم نازل ہوگا۔ حاکم اور عادل ہو کر حکم کا معنی قرآن میں دو جھگڑے کا فیصلہ کنندہ۔ قرآن میں ”حکماً من اہلہ وحکماً من اہلہا“ اور عادل کے معنی برابر کرنے کے ہیں۔ یعنی دین کے ادا نہ نکال کر اعتدال پر لا دے اور صلیب کو توڑے گا اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ: مخالفین کے مقابلہ کے لئے آج کل مرزا قادیانی سے بڑھ کر مولوی صاحب ثناء اللہ امرتسری موجود ہیں۔ دیکھو آپ کی تصانیف اگر قسمت میں ہو کہ اس وقت صلیب کا غلبہ ہوگا۔ دانشمند اس وقت سمجھ سکتا ہے کیا صلیب کا غلبہ نہیں اور صلیب کے توڑنے سے مراد یہ نہیں کہ جو گر جا پر ہوتا ہے اس کو توڑا جائے۔ اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اور اس کی تفسیر علماء نے کر چھوڑی ہے۔ ”یبطال الدین نصرانیہ بالاحجج وابرہین“ سو اس کے توڑنے کے لئے مرزا قادیانی نے حد کر چھوڑی ہے۔ بے شک اس سے پہلے علماء بھی اس کے ساتھ مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر جو ان شیر نے جو ان پر حیر چلائے ہیں۔ جیسا کہ مسیح کا فوت ہو جانا اور اس کی قبر کا دکھانا دانشمند سمجھ سکتا ہے۔ اس کے سوا صلیب کبھی نہیں ٹوٹنے کی۔ یہی معنی ہے کہ اس کے دلوں سے صلیب کی عظمت ٹوٹ جائے۔ (سبحان اللہ! کیا صلیب مرزا قادیانی نے توڑ کر دکھائی۔ چنانچہ بحث عبداللہ آتھم دلیل اظہر من الشمس ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کو انعام ملا تھا۔ فافہم معاوین جلسہ) اس واسطے کوئی مقابلہ پر نہیں آ سکتا۔ لاٹ پادری لاہور کے فتح مسیح فتح گڑھی

عبداللہ آتھم امریکہ میں ڈوٹی صاحب وغیرہ سب شکست کھا گئے۔ چونا گھاس کے تار میں پھنس گیا۔ اپنی مادہ کو کہنے لگا۔ اس تنکے کو توڑ دو۔ ورنہ میں ذرہ سی حرکت کروں گا۔ تو جہاں درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک چھوٹے سے جانور نے کہا تھا۔

من پہلوانا تمہتن تنم۔ کہ از نعرہ کوہ جزر بر کنم۔ یعنی میں پہلوان رستم جیسا ہوں ایک نعرہ کروں تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دوں گا۔ (جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو ہر دو مثال کا مصداق کر دکھایا۔ معاونین جلسہ) ہوا اور قرآنی ہدایت کے بموجب ”یہلک من ہلک عن بیتہ ویحیی من حیى عن بیتہ“ کو کرے گا۔ یعنی خامور کو اگر حیوان سو قتل مراد ہے تو قرآن خلاف کہتا ہے۔ ”خلق السموات والارض وما بینہما لا عیین“ یعنی آسمان زمین میں اور جو کچھ اس میں ہے بیہودہ نہیں اور سور کب بیہودہ ہے اور اس حقیقی مالک نے کسی حکمت پر پیدا کئے ہیں۔ اس سے انسان ہی مراد ہے (واہ کیا خوب تاویل کی جمال الدین کے خیال میں سور کی پیدائش بیہودہ نہیں۔ مگر انسان کی پیدائش بیہودہ چیز معاونین) جسے خدا فرماتا ہے۔ ”وجعل منہم القرۃ والخنازیر“ کے نیچے چلنا چاہئے۔ سو ایسا انہوں نے نقل کیا ہے۔ ”اظهر من الشمس“ ہے اور لڑائی کو اٹھائے گا یا جزیہ کو جزیہ کے معنی یہ کرتے ہیں۔ مسیح جزیہ قبول نہیں کرے گا۔ سب کو تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ یہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ سورہ توبہ ہے۔ ”حتى یعطوا جزية عن یدوہم صاغرون (توبہ: ۲۹)“ یعنی جب کافر جزیہ دیویں اس کو رہائی دے دو اور مسیح کا جزیہ قبول نہ کرنا۔ خدا کے اس حکم کو منسوخ کرے گا۔ (جیسا کہ آپ نے کیا باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نماز اپنے وقتوں پر ادا کی جائے۔ مگر آپ مرزائیوں کے جتنے دن پاکوان میں رہے جمعہ کو عصر بھی اکٹھی کر کے اور مغرب عشاء کو جمع کر کے پڑھتے رہے اور اگر اب ہے تو آپ نے قرآنی حکم کو منسوخ کیا۔ معاونین) نعوذ باللہ! یہ کہا جاتا ہے کہ شریعت کی کمی نہیں کرے گا۔ پھر حکم خدائی منسوخ ہوتا ہے۔ اس لئے بجائے یضیع الجزیہ کے یضیع الحرب بروایت بخاری کہ وہ لڑائی نہیں کرے گا۔ نیز یہ کہ تمام لوگوں کو تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ خواہ ہندو ہوں یا عیسائی یا یہودیہ قرآن کے خلاف ہے۔ ”جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة (آل عمران: ۵۵)“ واغرینا بینہما العدوات والبغضاء الی یوم القیامة (مائتہ: ۱۴)“ یعنی منکر و مسلمان اور یہود اور عیسائی قیامت تک رہیں گے۔ واہ کیا دلیل جس سے کہا جاتا ہے کہ تمام لوگ مسلمان کئے جاویں گے اور مال بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا اگر اس کے معنی ظاہری مال مراد لیا جاوے تو قرآن خلاف ہے۔

فرماتا ہے ”انما اموالکم واولادکم فتنۃ“ کیا فتنہ کو تقسیم کرے گا۔ جناب من نہیں جو مسیح ہوگا فتح کو گھر میں داخل کرے گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی دعویٰ مسیح ۱۵ ہزار ایک سال میں اندر لے گئے۔ پھر لوگوں سے فساد کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ روپیہ مذکورہ لوگوں سے لے کر محمد حسین سے مقدمہ شروع کر دیا۔ فافہم معاونین جلسہ ہذا!

دوسری جگہ ”ولو بسط اللہ الرزق علی من عباده لبغوا فی الارض (شوری: ۲۷)“ اگر خدا بندوں پر رزق کشادہ کرے تو لوگ سرکش ہو جاتے ہیں۔

بقلم خود جمال الدین مرزائی از پکیو ان، مورخہ یکم فروری ۱۹۰۲ء
ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ ہم سالکوں نے سوال کیا کیا تھا اور مرزائی نے جواب کیا دیا۔ سوال صرف یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ جس کا جواب مرزائی نے کچھ نہ دیا۔ مرزا قادیانی کا ایمان ثابت کیا نہ اسلام اور مسیح کا جواب وہ دیا جو کوئی بھی صاحب علم اس پرچہ کو پڑھ کر یہ نہ کہے گا کہ ان دلائل مندرجہ پرچہ سے مرزا قادیانی مسیح ہیں جو طول بلا طائل سے اوراق سیاہ کئے اور مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ہرگز ثابت نہ ہوا۔ جلسہ ناظرین نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ تقریر سچائی کے میدان سے بعید ہے۔

ناظرین! ذرہ آگے جناب مولانا صاحب اللہ دتہ کا پرچہ بھی خدا کے لئے ملاحظہ فرمادیں۔ تاکہ اس طمع کی قلعی کھل جائے۔ فقط معاونین جلسہ ہذا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلّاً

سب حاضرین جلسہ ہذا کی خدمت میں عموماً اور مومنین کچھ ان کی خدمت شریف میں خصوصاً یہ عاجز اکسار اللہ دتہ بڑی عاجزی سے ملتمس ہے کہ من جانب محبان قاضی محمد مہر الدین و علی محمد وغیرہ وغیرہ بخدمت بھائی جمال الدین قادیانی و فتح الدین صاحبان دو سوال مندرجہ ذیل پیش ہوئے۔

۱..... مرزا قادیانی کا کامل مسلمان ہونا ثابت کرو۔

۲..... مرزا قادیانی کا مسیح موعود مہدی مسعود ہونا ثابت کرو۔

دلائل از روئے قرآن و حدیث و اقوال صحابہ سے ہونہر اول کا جواب جمال الدین نے یہ دیا۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اس کا جواب من جانب خاکساریہ ہے۔ میں

افسوس سے کہتا ہوں کہ سائلوں کا سوال کیا تھا اور جواب کیا۔ سائلوں نے مرزا قادیانی کے کمال مسلمان ہونے کا سوال کیا تھا۔ نہ ایمان کا۔ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے۔ چنانچہ قرآن شریف ”احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون (عنکبوت: ۱)“ ﴿کیا گمان کیا ہے لوگوں نے یہ کہ چھوڑے جاویں گے اتنے ہی پر کہ ایمان لائے ہم اور وہ آزمائے نہ جائیں۔﴾

اے میرے پیارے دوستو! اس آیت شریف کی طرف غور فرماؤ اور انصاف سے سوچو کہ فرمانا پروردگار کا یہ کہ گمان کر لیا۔ لوگوں نے اسی پر کہ ہم آمنا کہنے سے فلاح پا جاویں گے۔ یعنی ”لا اله الا الله محمد رسول الله“ کہنے سے، حالانکہ وہ آزمائے نہ جاویں کہ کلمہ تو پڑھا آگے عمل بھی کیا یا نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ: ”قالت الاعراب آمننا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم وان تطيعوا الله ورسوله (حجرات: ۱۷)“ ﴿کہا گواروں نے کہ ایمان لاتے ہم، کہہ یا رسول اللہ نہ ایمان لاؤ تم لیکن کہو مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان حج دلوں تمہارے کے، اور اگر فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی۔﴾

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے۔ ایمان کہتے ہیں۔ صرف قرآن اور رسول کے مان لینے کو، اور اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری کے بھی اپنا جان و مال اللہ کے راہ میں فدا کرنا۔ پھر قرآن شریف میں ارشاد ہوا واتقوا اللہ آخر تک۔ ترجمہ یہ ہے: ڈرو اللہ سے حق ڈرنے اس کے کا اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔

غرضیکہ اسلام اور ایمان میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جیسا کہ یہاں ہوا ایک حدیث میں آیا ہے۔ ”عن ابن عمر قال قال رسول الله بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله واقام الصلوة وابتاه الزكوة والحج وصوم رمضان متفق عليه ومشكوة“ ﴿حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ، قائم کرنا نماز کا، اور دنیا زکوٰۃ کا، اور حج کرنا، اور روزہ رکھنا رمضان کا۔﴾

اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو شخص باوجود قدرت ہونے کے کسی ایک بنا کو بھی

ترک کرے تو اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد نہیں ہو سکتا اور مثلاً ایمان میں داخل ہو چکا۔ اگر نماز نہیں پڑھتا تو وہ مسلم کامل نہیں۔ بلکہ اسلام میں نقص ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے پھر زکوٰۃ نہیں دیتا، اور راستہ کے خرچ اور سواری کی قدرت رکھتا ہو۔ مگر حج نہیں کرتا اور رمضان میں تندرست اور حاضر اپنے گھر میں ہے تو روزہ نہیں رکھتا۔ ان صورتوں میں جو نقص باوجود قدرت ہونے کے ان بتائے جس سے کسی ایک کو بھی ترک کرے گا۔ اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد کرنا ایسا محال ہے جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے سوراخ سے گذرنا محال ہے۔ دینا علیہ مرزا قادیانی نے چونکہ باوجود قدرت ہونے کے حج نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آختم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲) میں فرماتے ہیں۔ ”اس سال میں مجھے ۱۵ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی رسیدیں دیکھ لیوے۔“ (کیوں نہیں جی) اب جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے کیوں حج نہیں کیا۔

علاوہ اپنے اور کئی شخصوں کو حج کرا سکتے تھے۔ نہایت غضب کی بات ہے۔ مسلم کامل تو ثابت نہ ہوا۔ حج موعود ثابت کرنے کے لئے قائم ہو گئے۔ یہ جو کلمہ کی قید لگا کر مرزا قادیانی کو کامل مسلم ثابت کیا ہے بالکل غلط ہے۔ دیکھو صحیح بخاری ”الیس لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ قال بلسی ولكن ليس مفتاح الا له اسنان فتح لك والالم يفتح“ بخاری کتاب الجنائز۔ وہب بن منہ سے کسی نے کہا ”لا الہ الا اللہ“ جنت کی تالی نہیں ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی تالی نہیں جس کے دندان نہ ہوا اگر تو ایسی تالی لائے گا جس کے دندان ہوں گے۔ تو تیرے لئے دروازہ جنت کا کھولا جائے گا۔ ورنہ تیرے لئے نہیں کھولا جائے گا۔ ﴿

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے پاس چابی تو ہے مگر دندان نہیں۔ دندان تو حج ہی تھا۔ جس کے ادا کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔ افسوس گھنٹہ گھر کے بنانے کے لئے تو دس ہزار خرچ کرنے کو تیار اور حج کے لئے دو تین سو بھی نہیں خرچ کر سکتے۔ اب میں وہ حدیثیں پیش کرتا ہوں جن سے حج نہ کرنے والے کے لئے مسلم کا لقب ہرگز ہرگز موزوں نہیں ہو سکتا۔ وہو هذا!

ابن ماجہ میں ہے کہ جلدی تیاری کرو حج کے لئے چنانچہ الفاظ حدیث سے ثابت ہے۔ ”عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من اراد الحج فليستعجل فانه قديم مرض المريض وتقتل القتالت وتحرض الحاجت“ ابن عباس سے روایت ہے۔ انہوں نے فضل بن عباسؓ اپنے بڑے بھائی سے روایت کی یا ان دونوں میں سے ایک نے

دوسرے سے کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے۔ یہ نہ کرے کہ سامان ہوے پھر بھی ہر سال دوسرے سال پر ڈالتا رہے۔ کیونکہ کبھی آدمی علیل ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ حج کے لئے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے۔ کبھی کوئی ضرورت درپیش ہو جائے اور انسان حج کو نہیں جاسکتا۔ تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات درپیش ہوں اور حج نہ کرے اور مر جاوے تو ایک فرض کا تارک ہو کر مرے۔ ﴿

اس حدیث کو امام احمد نے بھی نکالا اور امام احمد نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا۔ جلدی کرو حج میں کوئی تم میں سے نہیں جانتا اس کو کیا پیش آئے گا، اور احمد اور ابو یعلیٰ اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امام سے مرفوعاً نکالا۔ جس کو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو یہودی یا نصرانی ہو کر مرے، اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا مرفوعاً جو شخص زادرا حلقہ کا مالک ہو اور اس قدر کہ بیعت اللہ تک اس کو پہنچا دیوے۔ پھر وہ حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا“ یعنی لوگوں پر حج واجب ہے۔ اللہ کے لئے حج کرنا خانہ کعبہ کا جس کو طاقت ہو وہاں تک راہ طے کرنے کی۔ (ترمذی باب الحج)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ اس کو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حسن بصریؓ سے نکالا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے قصد کیا کہ لوگوں کو بھیجوں ان شہروں کی طرف اور وہ دیکھیں جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس پر جزیہ مقرر کریں۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا۔ اہل حدیث اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے حج فوراً واجب ہے اور حجۃ اللہ میں ہے کہ تارک حج کو یہودی اور نصرانی سے تشبیہ دی۔ کیونکہ عرب کے مشرک حج کرتے ہیں اور یہود نصاریٰ نہیں کرتے۔

ابوداؤد نے نکالا مرفوعاً جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے وہ پورا مسلمان نہیں وہ یہودی یا نصرانی ہے۔ نسائی نے نکالا جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے وہ کافر ہے۔ بخاری نے نکالا مرفوعاً جو شخص طاقت ہوتے حج نہ کرے وہ مشرک ہے۔ صحیح مسلم نے نکالا ابن عباسؓ سے جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ سفر سعادت میں شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں۔ جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ کافر ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے جو شخص حج نہ کرے وہ یہودی ہے۔ ان روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ حج نہ کرنے والا باوجود استطاعت کے کافر مشرک وغیرہ وغیرہ!

اب ناظرین و سامعین جلسہ سوچ لیں اور خیال کریں کہ مرزا قادیانی کامل مسلم ہیں یا نہیں۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ راستہ بند ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اس لئے ان روایات کے تحت میں نہیں آ سکتے۔ جواب یہ ہے کہ ہجری ۱۳۱۷ھ سے لے کر ہجری ۱۳۱۹ھ تک راستہ حج کا کھلا رہا۔ پھر مرزا قادیانی نے کیوں بیت اللہ کا قصد نہ کیا۔ جناب مولانا مولوی عبدالاول خلف مولانا عبد اللہ غزنوی بھی اسی سال میں حج کو تشریف لے گئے۔ نیز عبد الواحد داماد مولوی حکیم نور الدین و مولوی عبدالرحیم غزنوی پچھلے سال حج کر کے آئے۔ کیا مرزا قادیانی کے لئے ہی راستہ بند ہے۔ لہذا یہ سوال کرنا بیجودہ ثابت ہوا۔

دوسرے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے لوگ عرب مخالف ہیں۔ ممکن ہے کہ قتل کر دیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۸) میں لکھا ہے: ”انت فیہم بمنزلہ موسیٰ“ یہ الہام ہے یعنی الہام ہوا کہ اے مرزا تو لوگوں میں بمنزل موسیٰ ہیں اور لوگ سب فرعون۔ جب مرزا قادیانی موسیٰ کی گدی کے مالک ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح خوف نہ کرتے۔ جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول کیا تو صرف حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے مددگار تھے اور فرعون اپنے وقت میں خدائی کا دم مارتا تھا اور فوج فرعون کی کثرت سے تھی۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی فوج کا ہرگز خوف نہ کیا۔ بلکہ فرعون کے سامنے جا کر اپنے من جانب اللہ رسول ہونے کو بیان کیا اور اللہ کی مدد سے فوق پایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون کو غرق کیا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر مرزا قادیانی کا الہام مذکورہ بالا من جانب اللہ ہے تو پھر عرب کے لوگوں کا خوف کیا۔

منبر حضرت موسیٰ والا مرزے ملیا یارا
تے طرف عرب دے حج کرن نو جائے نہ ڈردا مارا
بے کر منبر موسیٰ والا مرزے ملیا بھائی
پھر وانگ موسیٰ دے خوف نہ کروا کروا حج روانی

پھر (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۸) میں ہے: ”انی ناصرک انی حافظک“ یعنی الہام ہوا کہ میں تیرا مددگار ہوں اور نگہبان ہوں۔ جانتا چاہئے کہ جس کا ناصر اور حافظ خدا ہو پھر اس کو خوف کا ہے کارہا۔ جب کہ مرزا قادیانی ہی کا اپنے الہام پر ایمان نہیں تو غیروں کو کس طرح سے تسلی ہو۔

جد مرزے دا اپنے حق الہام اوپر شک رہیا
 پھر کیونکر غیراں ہو تسلی ملہم تھی رہیا
 غرضیکہ مرزا قادیانی کسی طرح سے کامل مسلم نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

فہم!

پھر جمال الدین نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی خاتم النبیین کا قائل ہے۔ وغیرہ وغیرہ! یہ بالکل غلط ہے یا یوں کہ سراسر دھوکا بلکہ معاملہ ہی برعکس ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی تالیف سے چند حوالے پیش کرتا ہوں کہ ناظرین و سامعین کو معلوم ہو جائے وہ یہ ہیں۔

”اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے (یعنی مرزائیوں کے لئے نہ امت محمدیہ کے لئے) محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دُخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور عینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

”اگر یہ عذر ہو کہ نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ سن کل الوجہ باب نبوت مسدود ہے۔ نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔“

• (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

”اس لئے خداوند تعالیٰ نے اس عاجز کا نام اتنی بھی رکھا اور نبی بھی۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۸۶) ”انسی مرسلك الى قوم المفسدين“ (انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۱) خدا نے مجھے آدم صلی اللہ علیہ وسلم، نوح علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مثل موسیٰ علیہ السلام، کہا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

(اگرچہ مسلم کامل نہیں تو کیا ہوا) ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی نبی اللہ ہیں۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں جو مجھ سے انکار کرے مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ ایلو مسلم بنتا بنتا نبی رسول بن گیا۔ رسول کیا بلکہ خدا، نعوذ باللہ! یہ کیسا اعتقاد ہے۔ لکھتے ہیں۔ ”تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ وہ حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا کہ خدا آسمان سے اترا۔“

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۱)

سامعین جلسہ ہذا کی خدمت میں عرض ہے کہ دیکھو جمال الدین قادیانی نے آپ لوگوں کو کیسا دھوکا دیا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل ہے۔ ہائے توبہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور۔

مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل نہیں بلکہ نبوت کا دم مارتا ہے۔ کیوں نہ ہو ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشین گوئی تو پوری ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث کذابون دجالون قریباً من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ (ترمذی ج ۲ ص ۴۵)“ روایت ہے ابی ہریرۃ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نہ انھیں کذابوں دجالوں قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرتا ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اس باب میں جامہ بن سرہ اور ابن عمر سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ صحیح ہے۔ راقم لکھتا ہے۔ ان میں سے اسود غسی میلہ کذاب صاحب یمامہ کہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں دو کنگن ہیں۔ سونے کے پھر پھیرنے لگے آپ کو پھر حکم ہوا کہ پھونک دو اس کو پھر پھونک دیا آپ نے اور وہ اڑ گئے سوتاویل کی آپ ﷺ نے کہ یہ دونوں کنگنوں سے مراد کاذبان مذکور ہیں۔ بس اسود غسی ایک مرد شعبدہ ہاڑ تھا اور دو شیطان اس کے سفر تھے کہ احوال مردم سے خبر دیتے تھے۔ ایک شیخ دوسرا حقیقی نامی اور ایک فریضہ علم اس کے ساتھ تھا کہ جب اسے کہتے کہ اپنے رب کو سجدہ کرا سے سجدہ کرتا تھا۔ اس لئے اسے ذوالکھار کہتے تھے۔ اہل نجران مرتد ہو کر اس کے مطیع ہوئے اور وہ اس میں سے چھ سو آدمی لے کر منحاء میں اترے اور فیروز کے ہاتھ سے مارا گیا۔ نام اس کا عینیہ بن کعب تھا۔ دوسرا میلہ کذاب کہ قاتل حمزہ کے ہاتھ سے متحول ہوا اور جہنم میں پہنچا اور وہ ملعون جمع ہائے ناموزوں کرتا تھا اور مقابلہ قرآن کا قصد کرتا تھا۔ چنانچہ یہ عبادت کفر اشاعت اسی کی ہے۔ الفیل ما الفیل له خرطوم طویل ان ذنبک من خلق ربنا انجلیل!

چنانچہ مرزا قادیانی بھی فرماتے ہیں۔ ”ان انزلناہ قریباً من القادیان“

(ازالہ ابہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

۳..... ان میں ابن صیاد ہے۔ مگر اسے دجال کبیر نہ کہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ترجیح بھی اس کو دی ہے کہ وہ دجال کبیر نہیں۔ چنانچہ روایت حمیم دارمیؒ کی بھی اسی پر دال ہے۔

۴..... طلحہ بن خویلد اسدی جو بنی اسد میں ظاہر ہوا کہ نوحی خیبر میں اور غطفانی نے اس کی

مدد کی اور بعد دعویٰ نبوت کے تابع ہوا اور رجوع کیا اسلام کی طرف زمانہ ابوبکر میں۔

۵..... سجاح بنت سوید عورت نے دعویٰ نبوت کیا۔ تمام قبیلہ بنو قیم اس کی نصرت پر مجتمع ہو گیا۔ وہ میلہ کذاب کے نکاح میں آئی اور اپنی نبوت باطلہ اپنے خصم کو بخش دی اور اپنی مہر میں نماز عصر اپنی امت ملعونہ پر سے معاف کر دی۔ رشاطی نے کہا کہ بنو قیم اب تک نماز عصر نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ یہ مہر ہماری کریمہ کا اس کو ہم اپنے ہاتھ سے نہ دیں گے۔ پھر سجاح زمان معاویہ میں مشرف بالاسلام ہوئی۔

۶..... مختار ثقفی ابن زبیر کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ مجھ پر وحی آتی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کا مختار ہوں۔ چنانچہ اسماء سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ نکلیں گے ثقیف سے تین شخص کذاب و زیال و ہمہر۔ روایت کیا اس کو ابو نعیم بن صمادی نے، اور ایک روایت میں ہے کہ نکلے گا ثقیف سے کذاب و ہمہر کہا ہے۔ مراد کذاب سے مختار بن عبد ثقفی ہے اور مراد ہمہر سے حجاج بن یوسف۔

۷..... متحنی شاعر مشہور بعد دعویٰ نبوت تابع ہوا۔

۸..... یہود کہ معتمد باللہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ مجھے خلق کی طرف بھیجا ہے۔ مگر رسالت کو رد کیا اور دعویٰ کرتا تھا کہ مجھے مغیبات پر اطلاع حاصل ہے۔

۹..... یحییٰ رکذویہ قرمطی کے ملکی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا۔

۱۰..... بعد اس کے بھائی اس کا ظاہر ہوا۔ حسین اس کے بعد ابن عم اس کا عیسیٰ بن مہرویہ کے اس نے گمان کیا کہ آیت ”یا ایہا المدثر“ بلفظ مدثر خطاب اس کو ہے۔ (چنانچہ مرزا قادیانی بھی فرماتے۔ ”مبشراً برسول یاتنی من بعدی اسمع احمد“ آیت سورہ صف میرے حق میں ہے) اور غلام منطوق کو اپنے نوکر کے ساتھ مسی کر کے ملک شام پر غالب ہوا اور بہت تباہی اور خرابی کی اور لوگوں نے اس کے لئے منابر پر بددعا کی وہ مارا گیا۔ لعنة الله عليه ا زمانہ مقتدر میں۔

۱۲..... ابوطاہر قرمطی ظاہر ہوا کہ حجر اسود کو کعبہ سے کھود کر لے گیا زمانہ راضی باللہ میں۔

۱۳..... محمد بن علی شلماسی ظاہر ہوا۔ اسے ابن ابی العراق کہتے تھے اور اس نے مشہور کیا کہ مدعی الوہیت اور زندہ کرتا ہے مردہ کو۔ پس ایک جماعت میں مقتول و مصلوب ہوا خلافت مطیع باللہ میں۔

۱۴..... ایک قوم ظاہر ہوئی۔ قائل تناخ اور ان میں ایک جوان تھا کہ گمان کرتا تھا کہ روح حضرت علیؑ کی نے اس میں انتقال کی ہے اور اس کی بیوی حضرت فاطمہؑ کے انتقال روح کی مدعی تھی اپنی میں اور اس نے یہ بھی گمان کیا تھا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر بعد زدو کوب کے اس نے اپنے کو سیدوں میں منسوب کیا اور بحکم معز الدولہ رہا ہوا۔

۱۵..... اور خلافت مظہر میں ایک شخص ظاہر ہوا۔ نواحی لو میں اور دعویٰ نبوت کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔ پھر وہ بعد گرفتاری مقتول ہوا اور ایک جماعت نے مردوں عورتوں کی مغرب میں ظہور کیا۔

۱۶..... ان میں ایک مرد تھا۔ موسوم بہ ”لا“ اور مدعی تھا کہ حدیث میں ”لا“ وارد ہوا ہے۔ لانی بعدی اس ”لا“ سے میں مراد ہوں۔ یعنی مسے باسم لانی ہے۔

۱۷..... اور انہی میں ہے غازی سافر کہ ابو جعفر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

۱۸..... انہیں میں ایک عورت ہے کہ مدعیہ نبوت تھی۔ جب اسے کہتے کہ حضرت نے فرمایا ہے۔ ”لا نبی بعدی“ وہ کہتے حضرت نے نفی کی ہے۔ نبی کی، نہ نبیہ کی اور میں نبیہ ہوں۔

۱۹..... بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام میں ہوں۔ (جیسا کہ زمانہ حال میں مرزا قادیانی موجود ہیں) وہ مرد خوش بیان شریں زبان تھا۔ جب اسے گرفتار کرنا چاہا بھاگ گیا۔ بعد گرفتاری مسلمان ہوا۔

۲۰..... اور ایک مرد نے دعویٰ مہدی ہونے کا کیا ہندوستان میں۔

۲۱..... اکبر بادشاہ ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت بلکہ خدائی کا کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا۔

خدا پناہ دہد از جلیس بد مذہب

خراب کردہ ابو الفضل شاہ اکبر را

۲۲..... رتن ہندی میں ہے۔ اس نے دعویٰ صحابیت کیا۔ حالانکہ ظہور اس کا قرن سادس میں ہوا

اور بہت سے خرافات لوگوں نے اس کے باب میں لکھے ہیں اور وہ ایک جھوٹا خبیث تھا۔ مدعی نبوت تھا۔

۲۳..... اسحق اخرس آخر میں خلافت سفاح کے ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اور خلق کثیر اس کی

تابع ہوئی اور بصرہ وغیرہ میں غالب ہوا۔ آخر مقتول ہوا۔

۲۴..... اور فارس بن یحییٰ سباطی خلافت معز میں بلاد تینس میں مدعی نبوت ہوا اور بذریعہ شعبہ

احیاء اموات ابرص وغیرہ کو اپنا معجزہ قرار دیا۔

۲۵..... ایک مرد راعی نے ایک غصا بنایا اور مسلک موسیٰ اختیار کیا اور عصا نظر خلاق میں اڑا دیا ہو جاتا تھا اور نظارگی مسکور ہو جاتی تھی۔

۲۶..... اور مامون کے زمانہ میں عبداللہ بن میمون نے دعویٰ نبوت کیا۔ مامون نے اس کو قید کیا۔ یہاں تک کہ قید میں دارالہیواد کو داخل ہوا۔

۲۷..... دجال، بالاتفاق علماء زمانہ عمر نے لکھا ہے غلام احمد قادیانی تحصیل پٹالہ ضلع گورداسپور میں نکلا۔ نعوذ باللہ! اس نے نبوت اور مرسل و مہدی و مثل موسیٰ و مثل ابراہیم، احمد، یوسف، نوح، آدم سب کا مثل جیسے یہ مرسل علیہم السلام من جانب اللہ تھے۔ ویسے ہی اسکا دعویٰ کہ میں من جانب اللہ ہوں اور نبوت کوئی ختم نہیں ہوئی۔ جیسا کہ پیچھے ثابت کیا گیا۔ کہتا ہے کہ جو احادیث نزول ابن مریم کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ ابن مریم یہ عاجز ہے نہ حضرت عیسیٰ کیونکہ وہ فوت ہو گیا اور اس کا یہی دعویٰ کہ آنحضرت ﷺ کو اس جسم کے ساتھ معراج نہیں ہوا۔ اس کا یہ دعویٰ کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو بعض آیات کی تفسیر سے جبرائیل علیہ السلام نے اچھی طرح مطلع نہیں کیا۔ لیکن خدا نے مجھ پر مطلع کر دیا ہے۔ (ازالہ ادہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۷۳۲، مفصل)

اور اس کا یہ دعویٰ کہ قبر میں کوئی عذاب نہیں اور یہ بھی لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تمام عمر میں جبرائیل علیہ السلام نازل نہیں ہوئے اور اس بات کا بھی مدعی ہے کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں غلط نکلتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس!

اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جمال الدین (قادیانی) کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی قائل ختم نبوت ہے۔ کیسا راستی سے بعید ہے۔ اسی طرح سے عام لوگوں کو دھوکا دے کر مجبور کرتے ہیں کہ ہم قرآن پر عمل کرتے۔ یہ بالکل دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اسی طرح سے دجال جو اوپر مذکور ہوئے ہیں مدعی تھے اور اسی طرح سے ایک یہودی نے بھی دعویٰ ابن مریم کا کیا۔ جیسا کہ فہرست دجالوں میں اوپر گزر چکا۔ غرض کہ مرزا قادیانی کسی طرح سے ختم نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر..... میں جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنا چاہا اور لکھا کہ مرزا قادیانی مثل مسیح ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ مثل موسیٰ ہیں۔ یہ آیت سند لایا۔ ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شہاداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً“ یعنی تحقیق بھیجا ہم نے طرف تمہارے رسول شاہد جیسا کہ بھیجا ہم نے طرف فرعون (مزم: ۱۰)۔

کے رسول یعنی موسیٰ اس آیت سے مماثلت آنحضرت ﷺ کی ہرگز ہرگز ثابت نہیں اور نہ آنحضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہیں۔ بلکہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے ویسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صاحب شریعت بلکہ اشرف الانبیاء جیسا کہ قرآن شریف ”تِلْكَ الرِّسَالُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُمْ مِّنْ كَلِمِ اللَّهِ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ“ یہ رسول فضیلت دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے بعض ان میں سے وہ ہیں جو کلام کی اللہ نے (جیسے موسیٰ) اور بعض وہ ہیں کہ بلند کئے ان کے اللہ نے درجے (جیسے آنحضرت ﷺ) اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول، رسول کا مثل نہیں ہوتا اور خاص کر آنحضرت ﷺ تو کسی رسول کے مثل ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ایک ایک زمانہ میں کئی کئی رسول اور نبی ہوتے رہے ہیں۔ مگر جناب محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ تو سارے جہاں کے لئے رسول ہو کر آئے۔ تو یہ رتبہ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلکہ معاملہ برعکس چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ ”وَلَوْ كَانَ مُوسَىٰ حَيًّا مَا وَسَّعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي (رواہ احمد و بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۲۳، ۲۴)“ اور اگر ہوتا موسیٰ علیہ السلام زندہ تو نہ چارہ تھا اس کو سوا اس کے کہ میری پیروی کرتا۔ ﴿

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثل نہ تھے۔ ایسا ہی شیخ ابن تیمیہ کتاب اولیاء الرحمن ص ۸۴ میں فرماتے ہیں۔ ”محمد لم یماثلہ وفیہا احد لا ابراہیم ولا موسیٰ فضلاً حق ان یماثلہ فیہا“ آخر تک محمد رسول اللہ ﷺ کی ولایت تو اس قدر عالی شان ہے کہ کوئی بھی اس میں آپ کا مماثل نہیں نہ ابراہیم خلیل اللہ اور نہ موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ پھر جمال الدین نے دو عورتوں کا قصہ بیان کیا۔ جس کا کوئی محل موقع اور نہ سائلوں کا جواب اس سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ناظرین و سامعین پر چھوڑتا ہوں۔ میں اپنا توضیح اوقات اور اوراق سیاہ کرنا نہیں چاہتا۔ پھر جمال الدین نے مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے میں یہ آیت پیش کی۔ ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ“ یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں البتہ خلیفہ کروں گا ان کو پچ زمین کے آخر آیت تک۔

جواب..... اس آیت کی تفسیر میں ابی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ پورا کیا اللہ نے وعدہ اپنا اور غالب کیا

مسلمانوں کو عرب کے جزیرہ پر انہوں نے فتح کی دور سے دور مشرق اور مغرب کے شہر اور انہوں نے توڑ دی سلطنت اکاسرہ کی اور مالک ہوئے اس کے خزانوں کے اور مستوی ہوئے دنیا پر اور ابی بن کعب کہتے ہیں کہ اس آیت میں بڑی روشن دلیل ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کی اور باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر آنحضرت ﷺ کے بعد کیونکہ مسلمانوں میں سے جو حاکم ایمان لائے۔ انہوں نے نیک کام کئے وہ بھی تھے۔ انہیں کے زمانہ میں فتوحات عظیمہ ہاتھ آئیں اور انہیں کے زمانے میں کسریٰ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے اور انہیں کے عہد میں حاصل ہوا۔ امن اور تمکین اور دین کا ظہور سفینہ کہتے ہیں۔ میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے۔ خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی۔

راوی کہتا ہے۔ پھر سفینہ نے ابوبکرؓ کی خلافت کو دو سال بتایا اور عمرؓ کی خلافت کو دس سال اور عثمانؓ کی خلافت کو بارہ سال اور علیؓ کی خلافت کو چھ سال آخر ابوداؤد و ترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۵۵ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ ”و عن سفينة قال سمعت نبی ﷺ یقول الخلافة ثلاثون سنة ثم تكون ملك“ حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ کہا سنا میں نے نبی ﷺ سے فرماتے تھے۔ خلافت رہے گی تیس سال پھر بادشاہ ہوں گے آخر حدیث تک۔

اب حاضرین جلسہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ جمال الدین قادیانی نے آیہ کریمہ زیر بحث میں مرزا قادیانی کے خلیفہ ہونے میں کون سی دلیل پیش کی۔ اب صرف داد کی ضرورت ہے۔ پھر جمال الدین نے حدیث بخاری کی نقل کی اور ایک جگہ قرآن شریف سے سورہ جمعہ سے تین آیتیں لکھیں۔ لیکن ان سب کا جواب اوپر گذرا جو ہم نے بڑی تفصیل سے ادا کیا۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ اللہ و تہ!

پھر جمال الدین قادیانی نے ان تین آیات سے مرزا قادیانی کو اہل فارس ثابت کیا اور ایک حدیث کی سند پیش کی۔ جیسا کہ اس کے جواب میں نیچے مرقوم ہے۔ جواب! ثریہ ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں۔ جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی۔ سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے۔ جیسے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اور مسلمؒ وغیرہ۔ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک پن سے صحیح حدیثوں کو چھاننا اور دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیش داد اور مقتداء سمجھے گئے۔ کہا قرطبی نے کہ جیسے حضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ظاہر واقع ہوا۔ اس

واسطے ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے، اور یہ ایسا کمال ہوا کہ ان کے سوا بہت ان کے انہیں شریک نہیں اور اختلاف ہے اہل نسبت کا فارس کی اصل میں، بعضے کہتے ہیں ان کی نسبت کو مہرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور بعضے کہتے ہیں۔ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں لادی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بدرام بن ارفخش بن سام کی اولاد سے ہیں۔

اس کے دس اور چند بیٹے تھے۔ سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے کے، فتح الباری۔ تفسیر سورت الجمعہ اس دلیل سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی ہرگز ہرگز اہل فارس ثابت نہیں ہو سکتے۔ وہ کون سی بہادری مرزا قادیانی نے کی اور کب سواروں میں مرزا قادیانی گئے اور اہل فارس میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔ آریہ کے مقدمہ قتل لکھنؤ میں پولیس کی مدد مانگتے رہے۔ اگرچہ عرض قبول نہ ہوئی۔ دہلی گئے تو پولیس کی مدد کی ضرورت پڑی۔ افسوس ہے جمال الدین قادیانی کے دلائل پیش کرنے پر جس نے ناحق مرزا قادیانی کو اہل فارس میں شمار کیا۔ پھر جمال الدین قادیانی نے لکھا ہے کہ بحساب ابجد مرزا قادیانی تیرہویں صدی کے مسیح ہیں۔ جواب اول تو مرزا قادیانی کے خلاف لکھا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰) میں لکھا ہے کہ بحساب ابجد میرے ۱۳۰۰ عدد ہیں۔ جمال الدین قادیانی ۱۲۷۵ لکھتا ہے۔ حقیقت میں ۱۳۰۰ ہی ہیں۔ لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے نام کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی ابجد اور مسیح موعود ہے تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نہ آویں تو وہ بھی تیرہویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے۔ ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

- | | | |
|--------|--|------|
|۱ | مہدی کا ذب محمد احمد برم سوڈانی۔ | ۱۳۰۰ |
|۲ | سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڑھی۔ | ۱۳۰۰ |
|۳ | مرزا امام الدین ابودتالال بکیاں قادیانی۔ | ۱۳۰۰ |
|۴ | مولوی حکیم نور الدین متہام بھیروی۔ | ۱۳۰۰ |
|۵ | مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی۔ | ۱۳۰۰ |
|۶ | مولوی محمد حسین ہوشیار پٹالوی۔ | ۱۳۰۰ |

علیٰ ہذا القیاس! جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا جاؤں۔
لیکن کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس محمدؐ یا مسیحؑ یا مسیحؑ موعود یا مہدی مسعود ہو سکتا ہے۔
ہرگز نہیں!

پھر آگے چل کر جمال الدین نے حضرت مسیحؑ کے نزول کو بیان کیا۔ قرآن اور حدیث
اور اقوال صحابہؓ سے ثابت کرتا ہوں۔ وہی مسیحؑ نازل ہوگا جو آسمان پر زندہ اب تک موجود ہے۔
وہو ہذا!

قرآن شریف میں ہے: ”وانہ لعلم الساعة“ اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسیٰ
نشانہ قیامت کی۔ پس نہ شک کرو سچ اس کے اس رکوع میں سب ابن مریم کا ذکر ہے اور وہ
کی ضمیر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اصحابوں سے
ثابت ہے۔

”اخرجه الفریابی وسعيد بن منصور ومسود وعبد بن حميد
وابی بن حاتم وطبرانی من طرق عن ابن عباس قوله وانہ لعلم للساعة قال
خروج عيسى قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد عن ابی هريرة وانہ
لعلم للساعة قال خروج عيسى يمكث في الارض اربعين سنة تكون تلك
الاربعون اربع سنين يحج ويعمر واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن
مجاهد وانہ لعلم للساعة قال آياته وللساعة خروج عيسى بن مریم قبل يوم
القيامة واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن الحسن وانہ لعلم للساعة قال
نزول عيسى واخرج ابن جرير من طرق عن ابن عباس وانہ لعلم للساعة
قال نزول عيسى (تفسير درمنثور) ”حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور مجاہد
اور حسنؓ سے بطرق متعددہ مروی ہے کہ ضمیر انہ جو آیت وانہ لعلم للساعة میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام
کے نزول کی طرف پھرتی ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ از روئے قرآن شریف و اقوال صحابہؓ
حضرت مسیح بن مریم ہی نازل ہوں گے۔ نہ مرزا اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں۔ جو آگے
بیان ہوتا ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے: ”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذي
نفسی بیدہ لیوشکن ان ينزل فيکم ابن مریم حکماً عدلاً فيکسر الصليب

ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبلہ احدا حتی تكون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ واقروا ان شئتم وان من اهل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موته (بخاری ص ۴۹۰) ﴿حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ عنقریب ابن مریم حاکم عادل اتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے اور دیں گے مال یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا کوئی۔ یہاں تک کہ سجدہ ایک بہتر ہوگا۔ دنیا سے اور جو کچھ بیچ اس کے ہے پھر کہا ابو ہریرہؓ نے اگر چاہو تم تصدیق نزول ابن مریم کی تو یہ آیت دلیل ہے۔﴾

دوسری حدیث: ”عن ہریرۃ ان النبی ﷺ قال لیس بینی و بینہ نبی یعنی عیسیٰ وانہ نازل فاذا رایتموہ انہ رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین مصرتین کان رأسہ یقطرو ان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الاسلام ویہلک المیسح الدجال یمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصل علیہ المسلمون (ابوداؤد ص ۲۳۸) ﴿ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے (یعنی آسمان سے) جب تم ان کو دیکھو تو اس طرح پہچان لو۔ وہ ایک شخص ہیں متوسط قد و قامت کہ رنگ ان کا سرخی اور سفیدی کے درمیان ہے اور وہ زرد کپڑے پہلے رنگ کے پہنے ہوں گے اور اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا معلوم ہوگا۔ اگرچہ وہ ترجمہ نہ ہوں۔ وہ لوگوں سے جہاد کریں گے اسلام قبول کرنے کے لئے اور توڑ ڈالیں گے صلیب اور قتل کریں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو کافروں سے یا اسلام لاویں یا قتل ہوں اور تباہ کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سب ادیان کو سوا اسلام کے، ہلاک کریں گے دجال کو پھر دنیا میں رہیں گے چالیس برس بعد اس کے ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہی مسیح جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ یعنی مسیح انجیل، اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں التماس ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے شرح کر دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور وہی نازل ہوگا تو پھر مرزا قادیانی جو کہ قادیان

میں اب پیدا ہوا۔ کس طرح مثل مسیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ کوئی حدیث اس بارہ میں حضرت نے نہیں فرمائی کہ مسیح نہیں نازل ہوگا۔ بلکہ اس کا مثل نازل ہوگا۔ جب کہ ایسی کوئی حدیث نہیں تو ہم مرزا قادیانی کو کس دلیل سے مثل مسیح مان لیں اور لطف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح کی قبر بھی بیان فرمادی۔ جیسا کہ: ”اخرجہ البخاری فی تاریخہ وطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً“ اخرج کیا بخاری نے مسیح تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبد اللہ بن سلام سے فرمایا عبد اللہ بن سلام نے دفن کئے جاویں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے ساتھ محمد ﷺ کے اور شیخین کے پس ہوگی قبروں کی ان ”اخرجہ ترمذی حسنہ عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراة صفت محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵)“ اور اخرج کیا ترمذی نے ساتھ تحمیں کے فرمایا عبد اللہ بن سلام نے کہ صفت محمد ﷺ کی تورات میں موجود ہے کہ یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

”عن عائشة قالت قلت یا رسول اللہ انی ارئى انی اعیش بعدک فتأذن لى ان ادفن الی جنبک فقال انی لى بذالك الموضع مافیہ موضع قبری قبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم“ فرمایا حضرت عائشہ نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

”عن حنظلة الاسلمی قال سمعت ابا هريرة يحدث النبی ﷺ قال والذی نفسى بیده لیهلن ابن مریم بفعج الروحاء حاجا او معتمرا او یثنینہما (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)“ حنظله جو قبیلہ بنو اسلم سے ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ بلاشبہ اور بے شک عیسیٰ ابن مریمؑ روحا کی گھاٹی میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ لہیک پکاریں گے۔ حج کا یا عمرہ کا یا قرآن کا یا دونوں کی لہیک پکاریں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے مسیح باب حج کے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی قبر مدینہ میں ہوگی اور حضرت مسیح حج کریں گے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کا مصداق مرزا قادیانی کبھی نہیں ہو سکتا۔ حج کا بیان اوپر بہت ہو چکا۔ اب قبر کی طرف خیال کرنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مسیح علیہ السلام کی قبر مدینہ میں ہوگی۔ جیسا کہ بیان ہوا اور مرزا قادیانی مسیح کی قبر تین جگہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”ہاں مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳)

”مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔“

(ست بجن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

”اب تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسیح کی قبر ملک کشمیر موضع سری نگر میں ہے۔“

(راہ حقیقت ص ۲۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۲)

اب غور کا مقام ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ جو شخص اللہ اور رسول اور صحابہ کا خلاف کرے وہ بھی کامل مسلم ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ جب کامل مسلم نہیں تو چہ جائیکہ ہم مثیل مسیح مان لیں۔ اب حاضرین جلسہ کی خدمت مبارک میں فیصلہ چھوڑنا ہوں۔

نقطہ: اللہ وہ سکنتہ سوبل حال کچو ان، یکم فروری ۱۹۰۲ء

اب ناظرین و سامعین داد دیں کہ آیا مرزائیوں کا ثبوت کیا نکما اور خام ثابت ہوا۔ مولوی صاحب نے ایسی قلعی کھولی جس سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا تو درکنار دجال ثابت کر دکھایا۔ اس لئے میدان مولانا کے حق میں سمجھا گیا۔ جب جلسہ ختم ہو چکا تو حافظ نور محمد سکنتہ دھڑ گوار نے ایک نظم تصنیف کی جو بحینہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ ہو ہذا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصللاً!

نظم حافظ نور محمد سکنتہ دھڑ گوار متصل کلا نور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

ہر دم شکر اللہ کرے دن تے رات کل صبا میں ارحم کل رحما اکرم بعض تیرے کوئی ناہیں
توہیں زمین آسمان بنایا تھماں باجھ نکایا عرش معلیٰ خاص تساؤا وچ قرآن دسایا

نال قرآنی ثابت ہو یا خاص مکان ربیدا
بعد درود رسول محمد ہر دم باجہ شماراں
میں بدھ دھاڑے گھر اپنے وچ نال خوشی دے آیا
اس جگہ دادل میرے وچ خاص ارادہ آیا
اجران نو دیوار برادر آگئے پاس اسائیں
خدمت اتے تواضع کیتی پاس بٹھایا سائی
نال تساں ہے جانا ساڈے اساں ضرورت آئی
بحث ہوسی اس جا کہ اندر عالم بھائی آون
اس کارن میں وچ یکوین آیا تر کر بھائی
دل دے اندر فکر پیا ہن بحث ضروری ہوسی
پھر میں مدد خاص اللہ دی دل اپنے وچ چائی
سب بھایاں نو نال دلیری عاجز آ کہ سنایا
مگر دن خبر ہوئی پھر مینو ہے اک عالم آیا
پھر اس عالم تو پچھیا اس نے آ کہ سنایا بھائی
اس عاجز نے آ کہ سنایا ساریاں بھایاں تائیں
فجرے ویلے اٹھدیاں ہویاں سی میں تہ اٹھایا
اجران نو پھر عالم فاضل اکمل کامل آیا
مرزایا ندے دل دے اندر ڈھاڈا خوف پیاسی
ایہ گھر ساڈا پیدا پورا واقف سارا پتہ لگاوے
کل کتاباں ساڈیاں والی خبر انہاں نو آئی
اجران نو پھر اللہ صاحب مدد غیب پہنچائی
نام فیروز الدین انہاندا سب کتاب بسایا
مسلماناں نوں خوشی ہوئی سی حدوں باجہ شماراں
بخشنا دی تجویزاں کردیاں ساریاں مند پکایا

جو کوئی اس تھیں مکر ہووے دوزخ دے وچ سرڈا
آل اصحاب اماماں ولیاں رحمت ابر بہاراں
وچ اہل اطفالاں بٹھا ہو یا غم اندوہ گویا
اسجا خاص ضروری جانا شوق دلی وچ دھایا
نام انہاں نے دے اپنے عاجز بندے تائیں
حال حقیقت دی انہاں جاں میں پچھا بھائی
مرزایا ندا آون ہے آج پنڈا ساڈے بھائی
ایسے خاطر تساں بلایا لوکیں بہتے چادون
جان میں آ کر دیکھیا او تھے عالم تابی کائی
بھائی مددگار نہ کوئی مدد کھڑا دیسی
حافظ ناصر تو ہیں میرا تجھ بن ہو نہ کمائی
ہے رب مالک ساڈا بھائیو کیہیں دل فکر میں لایا
خوشی ہوئی دل وچ زیادہ اللہ فضل کمایا
بحث کرن دی مرزایاں تنگ میں وچ طاقت تابی
بے شک بندہ بحث کرے گا خطرہ کرنا تاہیں
اللہ مالک کر تو مدد تجھ بن ہو نہ ایا
اللہ دتا نام انہاں دا سوبل سکونت آیا
دشمن ساڈا حاضر ہو یا سانوں مار گوا سی
اگلیاں پچھلیاں سب کلامان واضح کر سمجھاوے
صفحہ نشان تے سطران گن گن ہن ایہ ویسی بھائی
کل کتاب صحاح ستہ دی حاضر ہوئی بھائی
وچ حویلی فاضل والی آ کر ڈھیر لگایا
چارچو فیرون خلقت رب دی آئی وانگوں ڈاراں
موت حیات مسیح دا مسئلہ چھڈ دسہاں الایا

مسئلہ پھرو نزول مسیح و عاشق سبھاں دل آیا
 اس مسئلے میں سب مرزائی صاف انکار لیا ہے
 پرچہ پھر دوبارہ بھیجا مرزائیاں دے تاں میں
 ایہہ گل مول نہ منی انہاں ظاہر آکھ سنایا
 اس کارن انکار کریندے سی مرزائی بھائی
 تان پھر مولوی اللہ دے منی بحث ایہہ بھائی
 اوّل خاص کتاب اللہ دی مولوی پکڑی سہاں
 اٹھائی جا کہ وچ قرآنی کڈ کڈ پتے دکھائے
 یعنی وچ قرآن اٹھائی جا کہ رب فرمایا
 ہور کتاب بخاری وچوں ثابت کیجا بھائی
 مسلم ابوداؤد بخاری ابن ماجہ میں یارا
 تے مرزا دی تصنیفوں کیجے لفظ توفی معنی
 متوفی دے معنی کیجے مرزے پورا بھائی
 غرض قرآن حدیثوں تے ہور مرزادی تصنیفوں
 بحث کریندیاں فتح دین نے ایسا جتہ دکھایا
 یعنی داروسکہ جو کچھ پاس انہاں دے آیا
 جیوگرہی وچوں سکے سودا پاس کیدے
 یعنی سند دقات مسیحیوں عاری ہو یا بھائی
 آخر رجوع خلافت دیول فتح الدین نے کیجا
 تان پھر مولوی اللہ دے مجلس دے وچ کیجا
 آپے بحث حیات مماتی کیتی تساں پیارے
 اس تحسین فتح اسانو ہوئی سمجھیں دل وچ یارا
 جمال الدین امام الدین نے فتح الدین نو کیجا
 خیر الدین نے فتح الدین نو مجلس وچ فرمایا

مرزائیاں دل پرچہ بھیجا صاف انکار سنایا
 حیات ممات دے مسئلے دے دل حملے کرکرائے
 بحث نزول مسیح دی ہووے ہور راہ تاں میں
 بحث حیات ممات ہووے مرزائیاں فرمایا
 ایسے وچ گنجائش انہاں پلے ہوے نہ رائی
 شروع ہوئی پھر مرزائیاں نو کڈ کڈ سند دکھائی
 پاسارہ سورت دسیا ہور رکوع بھائی
 مرزائیاں دل خوف سدھایا حیرانی وچ آئے
 توفی معنی پندرہ پوراتے ہور پکڑن آیا
 حضرت عیسیٰ بے شک زندہ ثابت شک نہ رائی
 حیات مسیح دی ثابت کیتی مجلس وچ آشکارا
 موت توفی معنی تاہیں سن اے مرد یگانے
 مولوی ثابت کر دکھلایا شک نہ اس وچ رائی
 حیات مسیح دی ثابت کیتی تصنیفوں تالیفوں
 جھگڑا جھڈ حیات مماتی طرف خلافت آیا
 دن سارے وچ مرہٹ انہاں اوہوسان چلایا
 دردر تیرے کردا پھر داسودے کتوں نہ ملدے
 پکڑ کتاباں مڑ مڑ دیکھے سند نہ لہدی کائی
 جھڈ کے بحث حیات مماتی اتوں آیا جتا
 فتح اسانو اللہ دتی ہن کچھ شک نہ رہیا
 تے آپے ختم تساں نے کیتی کی ایہہ راز نیارے
 فتح الدین منہ زردی جھلی شک نہیں دلدارا
 ہو یا گریزا ساڈا اس جا مشکل ویلا ایہا
 ذکر خلافت کرنا ناسی ایہہ تو ظلم کمایا

مرزایاں دی دلدے اندر ایہو فکر رہیاسی
 مرزے دی تصنیفاں وچوں صفحہ نشان دکھایا
 سب مرزائی جھوٹے ہوئے سچا رہیا نہ کوئی
 آکھن نچ پکپوین آئے روون تے چھتاوون
 ہر ہر مسئلے اندر سانو ڈانڈیاں ہاراں آیان
 لے کر پرچہ وچ حویلی ڈیرے جدا لگائے
 دو سوال انہاں نو کیئے واضح کر سمجھاواں
 قرآن حدیثوں اس مسئلے سند ناموں آوے
 ایہہ بھی سند قرآن حدیثوں طلب اسانو بھاوے
 قاضی محمد مہرالدین رحیم بخش دلدارا
 مرزائیاں نے جو کچھ لکھیا حال سمجھو آشکارا
 دیو جواب شتابی سانو عاجزی نال الایا
 جس تھیں زک مرزائیاں آیا چھنے فضل بہوہائے
 آریہ ہندو سکھ تمامیاں اچی گل چپائی
 خوشی ہوئی وچ مسلماناں دے مرزائیاں حیرانی
 فرمایا ہن فتح اساڈی مرزائیاں نوں جھٹلایا
 سب بھائیاں دی خاطر عاجز ایہہ تصنیف بنائی
 تیران سوتی انی ہجری اسوچ شک نہ جانو
 انی سو سن دو پچانو جلسہ ہویا بہارا
 موضع دہیز سکونت میری جس ایہ سچ بتارے
 عاجز نام ہے نور محمد حق ہولا دل والہ
 اپنی طرفوں ودا دہا گھٹایا ہرگز مول نہ پایا
 مرزا تے مرزائیاں کولوں مدد نال بچائیں
 ۱۹ شوال ۱۳۱۹ھ، مطابق ۱۹۰۲ء

رات پٹی پھرستے سارے گھریں آرام کیتا سی
 فجر ہوئی تاں پیش گوئیاں دا سارا ذکر سنایا
 پیش گوئی کوئی مرزے والی پوری مول نہ ہوئی
 سب شرمندے لازم ہوئے انگل منہ وچ پاوون
 پاس اساڈے کجھ نہ رہیا کی دکھلائی بھائیاں
 چھوڑ تمامی بحث زبانی طرف تحریاں آئے
 جو کجھ پرچے اندر لکھیا او بھی حال سناواں
 اوّل مرزا کامل مسلم ثابت کیتا جاوے
 دو جا مسئلہ مرزا صاحب کو بن مسیح سدھاوے
 سائل علی محمد نے عبداللہ درزی یارا
 سوال جواب دوہاندا جا کے پیچھے دیکھیں یارا
 سانکلاں اوہ جوابی پرچہ مولوی نور دکھلایا
 او بھی درج پچھاڑی کیتا پڑھ کے دیکھ پیارے
 فتح ہوئی اسلامی بھائیو مرزائیاں رسوائی
 مرزائی سب ہار کھلوتے گلاں کرن تمامی
 فضل الدین جو نمبر دار پکپوین اندر آیا
 کجھ توفیق نہ آئی مینو شعر کہن دی بھائی
 انی ماہ شوال مہینا ایہہ تاریخ پچانو
 اٹھارہ ماگھ مہینہ ہندی اکتی عیسوی یارا
 عاجز مفتی نور محمد کردا عرض پیارے
 گورداسپورا ہے صدر اساڈا تی تحصیل بٹالہ
 جو کجھ اصلی بحث ہوئی ہے اوہو عرض الایا
 یارب مسلماناں دے تائیں سدھے راہ چلائیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جمال الدین وغیرہ کے اشتہار کا جواب

جو کہ انہوں نے دوبارہ مباحثہ پکیو ان کے نکالا ہے، بھائیو نان گوشت بڑی شے ہے۔ چونکہ مجھ کو موضع پکیو ان میں دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھ کو معاونین جلسہ نے مضمون مباحثہ کے چھپوانے پر مجبور کیا اور کہا کہ ہم میں سے کوئی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لہذا میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ جب میں موضع مذکور سے واپس آیا تو مجھ کو مرزائیوں کا اشتہار دستیاب ہوا تو میں نے مناسب سمجھ کر اس کا جواب بھی مختصر ساتھ ہی مشتہر کر دیا تاکہ دوبارہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اب اس کا جواب قولہ اقول کے ساتھ دیتا ہوں۔

قولہ..... پکیو ان والوں کی طرف سے میاں اللہ دین قوم چیدہ اور حافظ نور محمد اور مولوی عنایت اللہ اور منشی فیروز الدین اور منشی نبی بخش مباحثہ مقرر ہوئے۔

اقول..... بنیاد ہی جھوٹ پر قائم کی۔ الہی توبہ! حافظ نور محمد نے کوئی تقریر کوئی تحریر مقابلہ میں نہیں کی۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے بھی کوئی تقریر تحریر نہیں کی۔ اس لئے ہم وہ آیت جو خداوند تعالیٰ نے جھوٹوں کے لئے فرمائی ہے۔ اسی پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ اظہار آیت کی ضرورت نہیں یہ جو منشی فیروز الدین و نبی بخش کو لکھا۔ یہ صاحب بعد نماز جمعہ جلسہ میں حاضر ہوئے۔ حالانکہ قبل نماز جمعہ میری طرف سے دو پرچے تحریری اور ایک تقریر ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ اب انصاف پسند اتنے ہی جھوٹ سے سمجھ سکتے ہیں کہ جس عمارت کی بنیاد ریت کی ہوگی اس کو کب تک قیام ہوگا۔ نادان کشمیری خدا کے خوف سے نہیں ڈرتے۔

قولہ..... اگر حضرت مسیحؑ مالمسیح ابن مریم الارسل قدخلت من قبلہ الرسل“ میں مستثنیٰ ہوئے تو آنحضرت ﷺ بھی ”ما محمد الارسل قدخلت من قبلہ الرسل“ میں کیوں مستثنیٰ نہ ٹھہرے۔

اقول..... دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں اور پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ کو بحکم عام سمجھایا گیا کہ تمام رسول گذرے۔ دوسری آیت میں حضرت مسیح کو باری تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا۔ اگر حضرت مسیح کی حیات اس آیت سے نہ لی جائے تو وہاں مسیح پر آیت اول کی دلیل پیش کرنی

باطل سمجھی جائے گی۔ کیونکہ آیت نمبر دو صاف بتا رہی ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہے اور یہ وقت نزول قرآن مسیح نہیں گذرے۔ ہاں اگر بعد نزول قرآن اور بعد انتقال سرور عالم، مسیح فوت ہو گئے ہوں تو یہ ہدی بات ہے۔ اگر آیت نمبر دو میں مسیح کو مستثنیٰ نہ کیا جاتا تو جاہلوں کو کچھ چارہ جوئی کی شاید گنجائش مل جاتی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ کیونکہ باری تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہیں جانتے تھے کہ کسی زمانہ میں ایسے عقل فروش پیدا ہوں گے جو علت کے لفظ سے وفات مسیح سمجھ لیں گے تو

فرمادیا ”ما المسيح عیسیٰ ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل“

قوله..... مسیح بن مریم کی ہلاکت کا ارادہ کیا یعنی جب ہم نے مسیح کے مارنے کا ارادہ کیا۔

اقول..... معنی ہی غلط کئے آیت اس طرح ہے کہ ”ان اراد ان يهلك المسيح ابن مریم“

یعنی اگر چاہے (اللہ) یہ کہ ہلاک کرے مسیح بن مریم کو۔ تھوڑی علم والے مترجم قرآن شریف دیکھ سکتے ہیں کہ مرزائیوں کے معنی درست ہیں۔ یا جو میں نے کئے تو مطلب آیت زیر بحث کا یہ ہوا کہ

ابھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہی نہیں تو آیت ”ما المسيح عیسیٰ ابن مریم“ اور ”ان اراد ان

يهلك المسيح ابن مریم“ دونوں آیات سے حضرت مسیح کی حیات ثابت ہو گئی۔ حق پسند کو پورا

اطمینان ہو سکتا ہے۔ متعصب کو دفتر بھی کافی نہیں۔ کیونکہ دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل

ہوئیں۔ جس سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ یہ وقت نزول قرآن حضرت مسیح زندہ تھے۔ بلکہ آپ

کے مارنے کا اللہ نے ارادہ بھی نہیں کیا۔

قوله..... جو فضل تو فی اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل اور ذوالروح اس کا مفعول ہو تو اس کے معنی بجز قبض

روح کے کوئی اور خواہ قرآن شریف یا صحاح ستہ یا کسی اور کتاب احادیث یا لغت سے ثابت کر

دکھادیں تو ہم ہمچیں روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔

اقول..... مرزائیو! بہت خوب لیجئے سنئے دلیل اوّل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”هو الذي

يتوفكم بلليل“ اس جگہ اللہ تعالیٰ فاعل اور بندگان خدا مفعول ہیں اور معنی نیند ثابت ہوئی۔

تو فی وزن ہے کھل کا اور تو فی مخرج ہے تو فی کا۔ دلیل دوم ”يا عیسیٰ انی متوفیک“ خدا

فاعل اور حضرت مسیح مفعول اور معنی پورا یا پوری نعمت دوں گا یا پورا اجر دوں گا۔

(دیکھو براہین احمدیہ تصنیف مرزا قادیانی ص ۵۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

دلیل سوم ”فلما توفیتنی“ خدا فاعل اور حضرت مسیح مفعول معنی رفعتنی تفسیر ابن

عباس اور نظائر بہت ہیں۔ جیسے ”توفیقہ مالی“ پکڑا معنی اس سے مال تفسیر جامع البیان تو بھیما
فلان در اہمی تفسیر کبیر ص ۶۹ علی ہذا القیاس!

اگر کہیں کہ متوفیک اور توفیتی دلیل ہے وفات مسیح کی تو جواب اس کا یہ ہے کہ کوئی دعویٰ
بلا ثبوت قابل سماعت نہیں ہوتا۔ اگر تو آپ نص قطعی سے وفات ثابت کر دیں گے تو ہم آپ کو
پچاس روپیہ انعام دیں گے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو ہم کسی معتبر آدمی کے پاس جمع کر دیتے ہیں۔ مگر پہلے
آپ پچیس روپیہ دے دو۔ ورنہ سمجھ لو کہ تمہارے پاس وفات مسیح میں کوئی دلیل نہیں۔ فافہم!
قولہ..... اس طرف سے کہا گیا کہ ایسا نہیں ہے بلا قرینہ موت کے معنی ہیں۔ ”یتوفون منکم
ویذرون اذ واجہم“

اقول..... خدا پناہ دے ایسے جہل مرکب سے اہل علم پر مخفی نہ ہوگا کہ یذرون قرینہ ہے مرزائیوں
کو اگر شرم ہو تو آئندہ کبھی علیت کا دم نہ ماریں۔ اگر تمہارے مسلک کے مطابق اس آیت میں
قرینہ نہیں تو چلو اسی پر فیصلہ کر لو بس۔

قولہ..... ”من استطاع الیہ سبیلا“ یعنی حج اس کے لئے فرض ہے۔ جس کے لئے
راستہ کا امن ہو۔

اقول..... ہائے توبہ مرزائی خدا کو بھی دھوکہ دینے سے عذر نہیں کرتے۔
ناظرین خیال فرمادیں گے راستہ کا امن کس لفظ کے معنی ہیں۔ معنی یہ ہیں جو کوئی
قدرت رکھتا ہو طرف بیت اللہ کے جانے کی آنحضرت ﷺ کے اصحاب متعدد سے مروی ہے کہ
جس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے۔ اس پر حج فرض ہے۔ اس آیت میں نہ تو
راستہ کے امن کا ذکر ہے اور نہ آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث پائی گئی ہے کہ اس آیت سے راستہ
کا امن مراد ہے نہ حضرت ﷺ کے کسی اصحاب سے ثابت ہے۔ یوں ہی گھر کا قانون ایجاد کر مارا
کہ راستہ کا امن ضروری ہے اور آیت بے تعلق لکھ دی۔

قولہ..... نادان یہ نہیں سمجھتے کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی باوجود الہام مصممک من الناس اپنے گرد
حفاظت رکھتے تھے۔

اقول..... ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ مرزائی رسول مقبول ﷺ پر کیا صریح جھوٹ بولتے ہیں اور
عذر نہیں کرتے۔ ان طمع کے پرندوں کو مرزا قادیانی کے نان گوشت نے اندھا کر چھوڑا بغیر سوچے

کبھی مرزا کی تائید کے لئے جو چاہتے ہیں لکھ مارتے ہیں۔ اب میں اس آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ جب یہ آیت شریفہ عصمک من الناس آپ پر الہام ہوئی تو آپ نے اپنے خیمہ سے نکل کر فرمایا کہ میں اپنی حفاظت کے لئے پہرہ رکھتا تھا۔ اب اللہ عزوجل نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس لئے مجھ کو کسی پہرہ کی ضرورت نہ رہی۔ نادان کشمیری بچوں نے دھوکہ دے کر خلق اللہ کو گمراہ کرنا چاہا۔ مگر یاد رکھیں منکروں کے مقابلہ پر خداوند تعالیٰ نے وہ پہلوان بھی پیدا کر رکھے ہیں جو میدان میں نکلتے ہی فوراً دبوچ لیتے ہیں۔

قولہ..... پکیو ان کے لوگ بیجا حرکت کرنے کو تیار تھے۔ اتنے میں چوہدری لاہب سہکنہ اور لالہ درگا داس اور موضع بر بلا والوں نے کہا کہ اگر آپ کرو گے تو اس طرف سے بھی اچھانہ دیکھو گے۔ وغیرہ وغیرہ!

اقول..... لعنت اللہ علی الکاذبین! اگر سچے ہوتو لکھو۔ اجی جھوٹ کے پتلو! کیوں جھوٹ پر کمر بستہ ہو۔ پکیو ان کے باشندوں کی توصیف میں کیا بیان کروں وہ لوگ تو ایسے خلیق ہیں جن کی نظیر ضلع گورداسپور میں مل نہیں سکتی۔ کیا سکھ، کیا آریہ اور کیا مسلمان۔ ایسے شریف اور بھلے مانس جن کی شرافت کی حد نہیں۔ نادانو! اگر مجھ سے دریافت کرنا چاہو تو شہاب الدین جو ہمارے اعتقاد کا مخالف ہے وہ بھی ان شریفوں کی صحبت سے شریف بن گیا تم نے ناحق ان بیچاروں اور کم زبانوں پر جھوٹ باندھا۔ خدائے کو اس کی جزا دے اور ہم زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ارے بھلے مانس جب تم نے بروز ہفتہ صبح کو گندی گالیاں حرام زادہ بد معاش بے شرم وغیرہ وغیرہ الفاظ منہ سے نکالے۔ اگرچہ تم اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہوں گے۔ اگر حرکت بیجا کا ان شریفوں کے دل میں خیال ہوتا تو وہ وقت تھا۔ حالانکہ نمبردار صاحب مذکور اور بر بلا والے ہرگز موجود نہ تھے اور کب نمبردار صاحب اور لالہ درگاہ صاحب اور بر بلا والوں نے یہ کہا کہ اس طرف سے بھی اچھانہ ہوگا۔ آخر تو مرنا ہے ایسے جھوٹ سے تم کو کیا حاصل ہوا۔ جلد توبہ کرو۔

قولہ..... بر بلا والے مرزا کی جماعت میں داخل ہو گئے اور قاضی محمد مہر الدین بھی مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ وغیرہ!

نوٹ: مرزائیوں نے قاضی صاحب محمد مہر الدین کا نام ناحق لکھ مارا۔ اس لئے ہم نے کارڈ بھیجا جس کا جواب آیا۔ ”مولوی صاحب اللہ دتہ آپ کا کارڈ آیا۔ برخوردار مہر الدین نے اپنا

نام ہزمرہ مرزائیاں درج نہیں کرایا ہے۔ یہ انہوں نے جھوٹ رقم کیا ہے۔ بلکہ بر بلا خورد میں سے بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کا پیرو نہیں ہوا۔ یہ جو اشتہار میں لکھا ہے کہ بر بلا کے دو سو آدمی مرزا قادیانی کے معتقد ہو گئے ہیں۔ حالانکہ بر بلا میں دو سو کی تعداد ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ظاہر جھوٹ ہے۔ جس قدر اشتہار میں نام درج تھے سب جھوٹ ہے۔ بلکہ آپ کے کارڈ کے پہنچنے کے پہلے بر خوردار مہر الدین نے قادیان خط بدین مضمون خط لکھا ہے کہ میرا نام اشتہار میں کیوں لکھا ہے۔ اس کا جواب دوور نہ جھوٹ کے بارہ میں سلوک ہوگا۔

راقم: قاضی عمر بخش ولد مہر الدین سکنہ پکیو ان“

اقول:..... یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ بر بلا والے ہرگز مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ شہادت سے ثابت کرتا ہوں۔ جب میں دوبارہ پکیو ان کو گیا تو جاتا ہوا میں موضع اخوان متصل بر بلا ٹھہرا اور چودھری حاکم نے میری صبح کی ضیافت کی۔ میرے ساتھ دوشاگرد تھے۔ میں نے بعد کھانا کھانے کے عرض کی کہ چودھری صاحب اب میں پکیو ان کو جاتا ہوں تو چودھری نے مجھ کو جانے نہ دیا اور رات کو وعظ سننے کے لئے فرمایا۔ میں بموجب ارشاد چودھری صاحب پکیو ان جانے کی صلاح کو ملتوی رکھا۔ جب شام کو مغرب کی نماز کے لئے مسجد پہنچے تو پکیو ان کے چند آدمی قاضی محمد مہر الدین لے کر آ گیا۔ نماز کی تیاری تھی تو اسی اثناء میں مرزا کرامت بیگ موضع بر بلا کو رو موچند آدمی کلا نور سے آئے اور داخل جماعت ہو کر نماز ادا کی۔ تب میں نے بعد نماز مرزا کرامت بیگ سے دریافت کیا کہ فرمادیں آپ نے مرزا قادیانی کی بیعت کر لی اور آپ لوگ مرزا کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ تو انہوں نے کہا مولوی جی یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ مرزائیوں نے ہماری طرف شہاب الدین کو بھیجا تھا کہ اپنے نام لکھ دیں تو ہم لوگوں نے اپنے نام لکھ دینے سے انکار کیا۔ ہاں روٹی ان کو ضرور کھلائی گئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ نے ان کو بلایا تھا۔ کرامت بیگ صاحب نے فرمایا۔ ہم نے ان کو ہرگز نہیں بلایا۔ ایک ہندو موضع قادیان میں ہمارے گاؤں کا بیابا ہوا ہے۔ اس کے ملنے کو آئے ہم نے ان کی ضیافت بے شک کی ہے کیونکہ ہم مہمان نواز ہیں۔ اس شہادت سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں نے شہاب الدین مرزائی پکیو ان سے نام ان صاحبوں کو لکھا کر اشتہار میں لکھ مارے۔ اگر اتنا پکھنڈ ہی نہ کرتے تو مرزا قادیانی کو قادیان جا کر کیا منہ دکھاتے اور مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت کیسے مل سکتا تھا۔ اگر جمال الدین بوجہ قصور حافظہ یہ کہہ دے کہ ہم مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت

نہیں کھاتے تو ان کی یاد دہانی کے لئے بتا دیتا ہوں کہ ۱۸ جون ۱۸۹۱ء کو میں سری گوہند پور کو جاتا ہوا قادیان ٹھہرا اور ان دنوں میں ایک عیسائی کسی جگہ سے قادیان آیا ہوا تھا اور حکیم نور الدین سے ساتواں پارہ ترجمہ سے پڑھتا تھا۔ اتنے میں مرزا قادیانی نے ایک آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ اس لئے سب مرزائی موجود تیار ہوئے۔

جمال الدین میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو بھی ساتھ لے چلا۔ جب ایک گلی کے اندر داخل ہوئے تو مرزا قادیانی ایک برآمدے میں دسترخوان بچھائے ہوئے نان رکھ دیئے ہوئے گوشت پیالوں میں بھرائے ہوئے مریدوں کے منتظر تھے اور درمیان ایک پادیاہ دودھ کا رکھا ہوا اور ایک ڈبل روٹی اور ایک پیالی میں چینی یعنی کھنڈ تھی۔ عیسائی تو ڈبل روٹی پر بیٹھ گئے۔ باقی مرید بھی کھانے کو تیار تھے تو مرزا قادیانی اور میاں نور الدین حکیم اور جمال الدین نے مجھ کو کہا کہ آپ بھی کھاویں۔ میں نے مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے کہا۔ جی میں آپ کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ مجھ کو کراہت آتی ہے۔ مرزا قادیانی تو برا بھلا کہنے کو تیار تھے۔ مگر نور الدین چونکہ وہ متحمل مزاج ہیں۔ بولے اچھا آپ کی مرضی القصد جب مرید کھانا کھا چکے تو جمال الدین نے درخواست کی یا حضرت میں جانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو روٹی دی جائے۔ تب مرزا قادیانی نے ایک بڑا دایا گوشت کا بھروادیا اور (۲۳، ۲۲) نان مرحمت فرمائے تو کشمیری بچہ لے کر فوچر ہو گیا۔ اس سے میرے عنوان کی تصدیق ہوئی کہ بھائیو! نان گوشت بڑی شے ہے۔ غرضیکہ بر بلا والوں کے نام لکھ کر مرزا قادیانی کی تسلی نہ کرتے تو پھر آپ ہر ایک طرح سے محروم رہتے تھے۔ اسی لئے تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان بیٹھے ہیں۔ یہ عقیدہ مرزائیوں کو مبارک ہو۔ اس اشتہار کا جواب کچھ طوالت سے ادا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ پرچہ مباحثہ میں مفصل حال چھپ چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

فقط والسلام خیر الانام!

العبد اللہ دینہ سکنتہ موضع سواہل پرگنہ گورداسپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ عبدالرحمن سکنتہ بوہڑ متصل قادیان کے اشتہار کا جواب

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۲ء کو شیخ مذکور نے ایک اشتہار شائع کیا ہے اور اس کے ص ۲ میں لکھتے ہیں کہ میں نے بذریعہ خواب مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لیا ہے اور آگے چل کر بڑے زور و شور سے دعویٰ کیا ہے کہ اگر کوئی صاحب میرے اس خواب کو افتراء خیال کرے گا تو اس کا لڑکا

ضرورت ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے یکم فروری سنہ جلیل کو بذریعہ خط شیخ صاحب کی خدمت شریف میں عرض کر دی کہ میں آپ کی خواب کا منکر ہوں اور میرے خیال میں آپ کی خواب منہاج شیطان کے ہے۔ کیونکہ خواب تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک رحمانی دوسری شیطانی۔ تیسری خیالی۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی ازالہ خود میں لکھ چکے ہیں۔ خواب رحمانی وہ ہوتی ہے جو قرآن شریف اور حدیث مرفوع کے مطابق ہو اور شیطانی جو اس کے خلاف ہو اور خیالی وہ جو دن کو کرتا یا بتا رہے۔ وہی رات کو دیکھے۔ غرضیکہ آپ کی خواب یا تو شیطانی ہے ورنہ خیالی ہونے میں تو ہرگز شک نہیں۔ شیطانی تو اس واسطے معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو آسمان دکھایا گیا اور آسمان سے نکیہ آنحضرت لگائے ہوئے اور مرزا قادیانی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہے۔ جس کے مشاہدہ سے آپ جیسا ملہم یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عرش اور لوح محفوظ سے علم حاصل کیا ہے اور واقعہ میں وہ منہاج شیطان کے ہوتا ہے۔ اگر آپ کو خواب میں جتلا یا جائے کہ شراب اور خنزیر اور باقی محرمات اشیاء تم پر حلال اور جائز ہو گئیں تو کیا خلق خدا آپ کی خواب پر ایمان لے آویں اور وہ قرآن شریف اور حدیث نبوی کو بالائے طاق رکھ دیں۔ نہیں صاحب یہ ہرگز نہیں ہونے کا اور خیالی اس واسطے کہ آپ کی نشست و برخاست ہمیشہ مرزا قادیانی سے ہے اور آپ یہ سنتے رہے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور اکثر اشتہاروں کے گھوڑے مرزا قادیانی کے مرید اڑاتے ہی رہتے ہیں اور آپ پڑھتے رہتے ہیں۔ شاید وہی خیال آپ کے دماغ میں سا گیا۔ رات کو دیکھا دن کو فوراً قادیان جا کر اشتہار چھپوایا کہ مجھ کو الہام ہوا مرزا قادیانی مسیح ہیں۔

لوحی! پنجابی مثل کا واقعہ ہونا پچھتم خود دیکھنے میں آ گیا۔ (ٹڈیاں نوں لگ گئے) اب الہاموں کا بازار گرم ہے۔ جس کا جی چاہے ملہم بن جائے۔ مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا اب تو زمانہ جہاندیدہ ہے۔ ایسے ملہموں کی شہادت کون دانا مان سکتا ہے۔ جس کی نظیر صحابہ سے ہرگز نہیں ملتی۔ میں نے مولوی نور احمد سکندہ لودنیت گل علاقہ تھانہ فتح گڑھ اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی حال قادیان اور حکیم نور الدین بھیروی حال قادیان اور جمال الدین کشمیری سکندہ سیکھوان وغیرہ وغیرہ سے بذریعہ خطوط استفسار کیا کہ اس طرح کے الہاموں کا وجود اگر صحابہ سے ثابت ہے تو جواب دو، ورنہ اپنے مریدوں کو متنبہ کر دو کہ آئندہ کے لئے اور اقسامیہ نہ کریں۔ مگر آج تک ان

صاحبوں میں سے کسی ایک نے بھی مجھ کو جواب نہیں دیا۔ حالانکہ عرصہ دراز گزر چکا ہے۔ خیر آدم برسر مطلب کہ آپ کی خواب کسی طرح سے خواب رحمانی نہیں ہو سکتی۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے۔ یہ بھی حدیث مرفوع کے خلاف ہے۔

”عن الحسن فی قوله تعالى انی متوفیک قال لليهود ان عیسی لم یمنع وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶)“
آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو فرمایا کہ بے شک حضرت عیسیٰ نہیں مرے اور تحقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے۔ یہ حدیث مؤید ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے۔ پھر آپ نے جو لکھا کہ جو مکر ہوگا میری خواب کا اس کا لڑکا فوت ہو جائے گا۔ سو میں نے آپ کو یکم فردری کو اطلاع دی تھی کہ میں دس یوم کی میعاد دیتا ہوں۔ چونکہ خداوند کریم قادر ہیں۔ اگر آپ کی خواب سچی ہو تو میرا لڑکا مسمیٰ عبدالعزیز جو ۳ سال کی عمر کا ہے۔ حالانکہ یہ میرا لڑکا ایک ہی ہے فوت ہو جائے۔ اگر تاریخ مقررہ تک نہ فوت ہوا تو آپ کو چاہئے کہ مرزا قادیانی سے توبہ کر کے مسلمانوں میں آئیں! اب میں آپ کو بذریعہ اس اشتہار مطلع کرتا ہوں کہ میعاد گزر چکی جو دس فردری تک تھی۔ آج ۱۸ فردری ہے اور میرا لڑکا صحیح سلامت تندرست موجود ہے۔ آپ پر میری طرف سے حجت قاطع پوری ہوئی۔ اگر آپ مرزا قادیانی سے اب بھی دست بردار نہ ہوں گے تو میرا اور آپ کا فیصلہ خداوند تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وما علینا الا البلاغ!

اب میں ہر خاص و عام کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ مرزائیوں کے اشتہاروں اور قسموں پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ یہ صاحب لوگوں کو قسمیں کھا کر مجبور کرتے ہیں کہ ہماری خوابوں اور الہاموں پر ایمان لاویں۔ ورنہ اس کا بیٹا مر جائے گا۔ یا تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ورنہ بیٹا ضرور مرے گا۔ دیکھو یہ کیسی سخت قید لگاتے ہیں اور جبر سے جھوٹ تسلیم کراتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ پر ایمان لانا کفر ہے۔ اب کم علم بیچارے کیا کریں۔ ایک طرف بیٹے کی ہمدردی اور دوسری طرف آنحضرت ﷺ وعید فرماتے ہیں۔ مگر جن کو اللہ پر تقویٰ ہے وہ میری طرح فوراً کہہ دیتے ہیں کہ قرآن شریف کو تو ہم سچا جانتے اور مانتے ہیں اور تمہارا دعویٰ غلط۔ فقط!

والسلام علی من اتبع الهدی!
اشتہار علی محمد قوم خیاسا کن موضع سواہل پر گند گورداسپور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل في القرآن الكريم
سورة البقرة آية ٢٥٥

معارف

عليه السلام

المسيح

خواجہ خواجگان خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذى انزل على عبده ولم يجعل له عوجا قيما لينذر
بأسا شديدا من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصلحت ان لهم اجرا
حسنا ما كثين فيه ابدا وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا ونصلى على
رسوله الذى ارسل الله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره
المشركون۔ اما بعد!

فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی بجواب رسالہ سردار خان بلوچ ترقیم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ
رسالہ اس قابل نہیں کہ اس کے جواب میں تفسیح اوقات کی جائے۔ بنا پر قول شخصے:

جواب جاہلاں باشد خاموشی

اس لئے کہ نہ تو اس رسالہ کی کوئی تردید وقت طلب امر ہے کیونکہ وہ خود بخود اپنے آپ
کو رد کر رہا ہے، نہ ان کا کوئی امر بحث طلب، نہ مؤلف کا مذہبی ثبوت اس سے ہو سکتا ہے۔ غرض کسی
طرح اس کو وقعت کی نظر سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ نہ لفظاً، نہ معنایاً مگر چونکہ خان موصوف نے اس
کے جواب نہ دینے والے کو جاہل اور جاہلون فی سبیل اللہ سے اعراض کرنے والا مقرر کیا ہے۔ لہذا
مؤلف کے چند مقامات کو جواب لباب اور موضوع رسالہ کا ہیں شتہ نمونہ از خردارے مد نظر رکھ کر
کچھ لکھا جاتا ہے۔

بحون تعالیٰ اگر مرزائی اس پر اعتراض اور کج بحثی کریں اور تاویل اور تحریف سے کام
لیں تو اپنے فرمان من حرامی تجاں ڈھیر کے آپ ہی اس کے مصداق ٹھہریں گے۔ میں تو ایسے
الفاظ کو ہرگز استعمال نہ کرتا مگر بہ خورے عطائے توبہ لقاے تو یہ آپ کا مہذبانہ قول آپ ہی کو واپس
کیا جاتا ہے۔ سو پہلے اب یہ جاننا چاہئے کہ حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین
ہیں اور اس پر قرآن مجید شاہد ہے:

۱۔ اس سے یہ مراد ہے کہ لفظی تردید نہیں کی جاتی صرف مضمون اور مذہب کی تردید کی
گئی ہے۔ امید ہے کہ یہی کافی ہوگی۔ اگر خان مذکور نے اس پر استغناء نہ کیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ
لفظ بلفظ اور حرف بحرف رد کیا جائے گا۔

مثلاً ”ما كان محمداً اباً أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليماً (احزاب: ۴۰)“ اور اسی طرح احادیث متواترہ جیسے ”لا نبی بعدی ولا مرسل“ وانا خاتم النبيين“ اور اس پر اجماع امت کا ہے اور صدق لانا اجماع امت پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ ”لا تجتمع امتی علی الضلالة“ اور مرزا قادیانی کا بھی یہی قول ہے۔ دیکھو خاتم النبیین صفحہ اول ”واشهد ان محمداً خاتم النبيين لا نبی بعده“ اب اس پر پورا ایمان لانا پڑے گا اور جب حضرت کے خاتم النبیین ہونے پر اقرار کیا جائے تو پھر مرزا قادیانی کا پیغمبر ہونا لغو ہے۔ گو عیسیٰ بن مریم اتریں گے مگر کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب کو ان کے ضرورت نہ ہوگی اور آخر الزمان کا پیغمبر کہلانے کے بھی مستحق نہ ہوں گے اور ان کے نزول کا بموجب فرمان حضرت ﷺ کے وہ وقت ہوگا جب ایک دجال شخص (جس کی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے خبر دی ہے اور اس کا حلیہ اور اس کے حالات مفصل بتلائے ہیں۔) آوے گا اور جس کی تفصیل ان احادیث میں ہے: ”عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله لا يخفى عليكم ان الله ليس باعور وان المسيح الدجال اعور عين اليمنى كان عينه عنبه طافقه (بخاری ج ۲ ص ۱۱۰)“ ﴿روایت ہے عبد اللہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ تم پر تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں کا نا اور تحقیق مسیح دجال کا نا ہوگا۔ دائیں آنکھ کا گویا کہ آنکھ اس کی دانہ انگور کا ہے پھولا ہوا﴾ متفق علیہ، یعنی روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ ﴿

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کی دائیں آنکھ کافی ہوگی اور حضرت ﷺ کا تشبیہ دینا اس کی آنکھ کو دانہ انگور کے ساتھ وہ ایسی تشبیہ ہے جو بالکل ظاہر اور جس میں تاویل کی حاجت نہیں۔ ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله الا اخبرکم عن الدجال حدیثاً ما حدثہ نبی قومہ انه اعور وانه یجی معہ مثل الجنة والنار فالتی یقول انها الجنة هی النار وانی انذرتکم بہ کما انذر بہ نوح قومہ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۰)“ ﴿روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ آگاہ ہو خبر دوں میں تم کو خبر دجال کی سے خبر، کہ نہیں خبر دی ساتھ اس کے کسی نبی نے اپنی قوم کو کہ تحقیق دجال کا نا ہے اور تحقیق دجال لاوے گا ساتھ اپنے مانند جنت اور دوزخ کے جس کو کہے گا۔

یہ جنت ہے وہ ہوگی آگ اور تحقیق ڈراتا ہوں تم کو جیسے ڈرایا ساتھ اس کے نوح نے قوم اپنی کو۔
 اس سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو ایسی صاف خبر نہیں دی۔ لیکن
 آپ اس میں پھر شک لا کر تاویلات کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کم از کم ہر پیغمبر نے یہ تو کہا ہوگا کہ اس
 کا دین ٹھیک نہ ہوگا۔ مگر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خبر کو بطور تفصیل دوسروں پر اس لئے
 ترجیح دی ہے کہ پھر کسی تاویل کی حاجت نہ رہے۔

”عن نواس ابن سمعان قال ذكر رسول الله ﷺ ذكر الدجال فقال
 يخرج وانا فيكم فانا حبيبه دونكم وان يخرج ولست فيكم فامرء، حبيج
 نفسه والله خليفتي على كل مسلم انه شاب قطط عينه طافئة كاني اشبهه
 بعبد العزى بن قطن فمن ادرك منكم فليقره عليه فواتح سورة الكهف وفي
 رواية يليقره بفتوح سورة الكهف فانها جواركم من فتنته انه خارج خلة
 بين الشام والعراق فعاث يميناً وعاث شمالاً يا عباد الله فاثبتوا قلنا يا
 رسول الله وما لبثت في الارض قال اربعون يوماً يوم كسنة ويوم كشه
 ويوم كجمعة وسائر ايامه كايامكم قلنا يا رسول الله فذلك اليوم الذي كسنة
 اتكفينا فيه صلوٰۃ يوم قال لا اقدر واله قدره قلنا يا رسول الله وما اسرعه
 في الارض قال كالغيث استدبرته الريح فيأتي على القوم فيدعوهم
 فيؤمنون به ويستجيبون له فيامر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح
 عليهم سارحتهم اطول ما كانت ذرى واسبغه ضروراً وامده خواصر ثم
 يأتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون محلين
 ليس بأيديهم شئ من اموالهم ويمر بالخربة فيقول لها اخرجي كنوزك
 فتتبعه كنوزها كيما يسب النحل ثم يدعو رجلاً ممتلئاً شاباً فيضربه
 بالسيف فيقطعها جزلتين رمية الغرض ثم يدعو فيقبل ويتهلل وجهه
 ويضحك فبينما هو كذلك اذ بعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة
 البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا
 طأء راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد

ريح نفسه الامات ونفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب
لد فيقتله ثم يأتى عيسى قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم
ويحدثهم بدرجاتهم فى الجنة فبينما هو كذلك اذا اوحى الله الى عيسى انى
قد اخرجت عبادى الى لا يدان لاحد بقتالهم فحرز عبادى الى الطور ويبعث
الله ياجوج ماجوج وهم من كل حذب ينسلون فيمر اوائلهم على بحيرة
طبرية فيشربون ما فيها ويمر اخرهم فيقولون لقد كان بهذه مرة ماء ثم
يسيرون حتى يتجهتوا الى جبل الحمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد
قتلنا من فى الارض ملهم فلنقتل من فى السماء فيرمون بنشابهم الى السماء
فيرد الله عليهم نشبهم مخضوبة ويحصر نبى الله عيسى واصحابه حتى
يكون راس الثور لا حدهم خيرا من مائة دينار لا حدكم اليوم فيرغب نبى
الله عيسى واصحابه فيرسل عليهم النفث فى رقابهم فيصبحون فرسى
كموت نفس واحدة ثم يهبط نبى الله عيسى واصحابه الى الارض فلا
يجدون فى الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم فيرغب نبى الله
عيسى واصحابه الى الله فيرسل الله طيرا كاعناق البخت فتحملهم
فتطرحهم حيث شاء الله وفى رواية تطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون
من قبيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين ثم يرسل الله مطرا لا يكن منه بيت
مدر ولا وبر فيغسل الارض حتى يتركها كالزلفة ثم يقال للارض انبتى
ثمرتك وردى بركتك فيومئذ تاكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها
ويبارك فى الرسل حتى ان اللقحة من الابل لتكفى الغنم من الناس واللقحة
من البقر لتكفى القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتكفى الفخذ من الناس
فبينما هم كذلك اذ بعث الله ريحا طيبة فتأخذهم تحت اباطهم فتقبض روح
كل مؤمن وكل مسلم ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم
تقوم الساعة (رواه مسلم ج ٢ ص ٤٠٠) الا الراوية الثانية وهى قوله تطرحهم
بالمهبل الى قوله سبع سنين (رواه الترمذى ج ٢ ص ٤٩)“

ترجمہ: اور روایت ہے نو اس بن سمانؓ سے کہا اس نے، ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے دجال کا پس فرمایا اگر نکلے دجال اور میں ہوں موجود تم میں پس میں جھگڑوں گا اس سے سامنے تمہارے۔ اگر نکلا اور نہ ہوا میں تم میں، پس ہر شخص حجت کرنے والا ذات اپنی کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ خلیفہ میرا ہے۔ اوپر ہر مسلمان کے۔ تحقیق دجال جو ان ہوگا بہت مڑے ہوئے بالوں کا آنکھ اس کی پھولی ہوگی گویا کہ میں تشبیہ دیتا ہوں اس کو ساتھ عبدالعزیٰ بن قطن کے۔ پس جو شخص پائے اس کو تم میں سے پس چاہے کہ پڑھے سامنے اس کے آیتیں سورۃ کہف کی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پس چاہیے کہ پڑھے اول کی آیتیں سورۃ کہف کی پس تحقیق وہ سب امان تمہاری کی ہیں فتنہ دجال کے۔ ہے تحقیق دجال نکلنے والا ہے ایک راہ سے کہ واقع ہے درمیان شام اور عراق کے۔ پس فساد کرے گا دائیں اور فساد کرے گا بائیں۔ اے اللہ کے بند! پس ثابت رہنا۔ کہا ہم نے یا رسول اللہ اور کتنا ہوگا ٹھہرنا اس کا زمین میں؟ فرمایا چالیس دن ایک دن مقدار برس روز کے ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن مقدار ہفتہ کے اور باقی روز اس کے مانند دنوں تمہارے کے۔

عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ ﷺ پس وہ دن کے ہوگا مقدار برس کے کیا کفایت کرے گی ہم کو اس میں نماز ایک دن کی؟ فرمایا نہیں بلکہ اندازہ کرنا ادائے نماز کے لئے مقدار دن کے۔ کہا ہم نے یا رسول اللہ ﷺ کس قدر ہوگا جلد چلنا اس کا زمین میں؟ فرمایا مانند مینہ کے جس وقت کے آتی ہے پیچھے اس کے۔ ہو پس گزرے گا ایک قوم پر اور بلائے گا ان کو پس ایمان لائیں گے وہ اس پر پس حکم کرے گا ابراہیم کو پس برسا دے گا ابراہیم کو اور حکم کرے گا زمین کو پس اگائے گی پس شام کو آئیں گے ان پر موسیٰ ان کی دراز ترین اس کے کہ تھے از روئے کو ہانوں کے اور خوب پوری اس کی کہ تھے از روئے تھنوں کے خوب کچے ہوئے از روئے کو کہوں پھر آئے گا دجال ایک اور قوم کے پاس پس بلائے گا ان کو پس رد کریں گے۔ اس پر قول اس کا۔ پس پھرے گا ان سے پس ہوں گے قحط زدہ در حال یہ کہ نہ ہوگا ان کے ساتھ میں کچھ مالوں ان کے سے اور گزرے گا دجال ویرانہ پر پس کہے گا۔ ویرانہ کو نکال اپنے خزانوں کو پس پیچھے چلیں گے۔

دجال کے خزانے اس ویرانہ کی مانند امیروں شہد کی کھیموں کے پھر بلاوے گا۔ دجال ایک شخص کو کہ بھرا ہوگا جوانی میں۔ پس مارے گا اس کو تلوار کے پس کاٹے گا اس کو دو ٹکڑے مانند

پھینکنے تیر کے نشانے پر بھربلائے گا دجال اس جوان کو پس زندہ ہوگا۔ منہ اس کا ہنستا ہوا پس دجال ایسے کاموں میں ہوگا کہ ناگہاں بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ مسیح مریم کے بیٹے علیہا السلام کو پس اتریں گے وہ نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے در حال یہ کہ ہوں گے عیسیٰ درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے رکھے والے ہوں گے۔ مسیح دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے جس وقت جھکا دیں گے سر اٹھانے لگے گا پسینہ ان کا اور جب اٹھائیں گے سر اتریں گے ان کے بالوں سے قطرے مانند دانوں چاندی کے کہ مانند موتیوں کے ہوں۔

پس نہ ہوگا کوئی کافر کہ پائے ہو آدم عیسیٰ کی سے مگر کہ مر جائے گا اور دم ان کا پھنچے گا جہاں تک پہنچے گی نگاہ ان کی پس ڈھونڈیں گے عیسیٰ دجال کو یہاں تک کہ پائیں گے اس کو دروازہ لد پر پس قتل کریں گے۔ اس کو پھر آئیں گے پاس ایک قوم کے بچایا ہوگا۔ ان کو اللہ نے دجال کے شر سے پس پونچھیں گے ان کے منہوں سے گرد و غبار اور خبر دیں گے ان کو مراتب ان کے سے پائیں گے بہشت میں۔ درہنگامہ کے عیسیٰ اسی طرح سے ہوں گے ناگہاں وحی بھیجے گا اللہ تعالیٰ طرف عیسیٰ کے تحقیق میں نکالے ہیں کتنے ایک بندے اپنے۔ نہیں طاقت کسی کو ان سے لڑنے کی پس جمع کر میرے بندوں کو طرف کوہ طور کے اور بھیجے گا اللہ تعالیٰ یا جوج اور ماجوج کو اور وہ ہر زمین بلند سے دوڑیں گے۔

پس گزریں گے پہلے ان کے اوپر تالاب طبریہ کے پس پی جائیں گے جو کچھ اس میں ہوگا پانی اور گزرے گی جماعت ان کے پیچھے آئے گی ان سے پس کہیں گے کہ تحقیق تھا اس میں کبھی پانی۔ پھر چلیں گی یہاں تک کہ پہنچیں گے طرف جبل حمر کے اور وہ پہاڑ ہے بیت المقدس میں پس کہیں گے یا جوج ماجوج کی تحقیق قتل کیا ہم نے ان مخصوص کو کہ زمین میں تھے آؤ پس چاہئے کہ قتل کریں ہم ان مخصوص کو کہ آسمان میں ہیں پس پھینکیں گے تیر اپنے طرف آسمان کے۔ پس پھیرے گا اللہ تعالیٰ ان پر حیران کے رنگ خون میں اور رو کے جائیں گے نبی اللہ کے اور یاران کے یہاں تک کہ ہوگا سربل کا واسطے ایک ان کی کے بہتر سودیناروں سے واسطے ایک تمہارے کی آج کے دن پس دعا کریں گے نبی اللہ عیسیٰ اور یاران کے پاس بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان پر کپڑے ان کی گردنوں میں پس ہو جائیں گے مردہ مانند مرنے ایک جان کے پھر اتریں گے پیغمبر خدا عیسیٰ اور اتریں گے یاران کے طرف زمین کے پس نہیں پائیں گے زمین میں جگہ ایک بالشت مگر بھر دیا

جائے گا اس کو چربی اور بدبو ان کی نے پس دعا کریں گے نبی خدا کے عیسیٰ اور یاران کے طرف اللہ کے پس بھیجے گا اللہ جانور پرند کہ گردیں ان کی مانند گردنوں اونٹ بختی کے ہوں گے پس اٹھائیں گے۔ وہ جانور ان کو اور پھینک دیں گے ان کو جہاں چاہا ہے اللہ نے

اور ایک روایت میں ہے کہ ڈال دیں گے۔ جانور ان کو نہیل میں اور جلاتے رہیں گے۔ مسلمان کمانوں ان کی سے اور تیروں ان کی سے اور ترکشوں ان کی سے سات برس پھر بھیجے گا اللہ ایک بڑا مینہ کہ نہیں چھپا دے گا کسی چیز کو اس مینہ سے گھر مٹی اور نہ گھر صوف کا، پس دھو ڈالے گا وہ مینہ زمین کو یہاں تک کہ کر دے گا اس کو مانند آئینہ کے صاف پھر کہا جائے گا زمین کو نکال تو میوے اپنے اور پھیر لا برکت اپنی پس اس دن کھاوے گا ایک گروہ ایک انار سے اور سایہ پکڑیں گے اس کے چھلکے میں اور برکت دی جائے گی دودھ میں۔

یہاں تک کہ اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کرے گی جماعت کثیر کو آدمیوں میں سے اور گائے دودھ کی البتہ کفایت کرے گی قبیلہ کو آدمیوں میں سے اور بکری دودھ کی البتہ کفایت کرے گی تھوڑی سی جماعت کو آدمیوں میں سے پس ایسے چھین دو مسحت میں ہوں گے ناگہاں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک ہوا خوشبو کی پس پکڑے گی وہ ان کو نیچے بظلوں ان کی کے۔ پس قبض کرے گی وہ روح ہر مومن کی اور ہر مسلمان کی اور باقی رہیں گے شریروں مختلف ہوں گے زمین میں مانند اختلاط گدھوں کے آپس میں پس ان پر قائم ہوگی قیامت۔ روایت کی یہ مسلم نے مگر روایت دوسری کہ وہ قول حضرت کا ہے۔ ”تطرحهم بالمہبل الی قوله سبع سنین (روایت کی یہ ترمذی ج ۲ ص ۳۹۱ نے)“

پس حضرت ﷺ نے بہت سے مسائل جو اس حدیث میں بیان کئے ہیں بالکل صاف ہیں مثلاً ایک تو یہ کہ دجال حضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں آیا۔ آپ کے مفروضہ دجال تو اس زمانہ میں بھی موجود تھے مگر کہیں حضرت ﷺ نے دجال کے لفظ سے ان کو خطاب نہیں فرمایا تھا۔ دوسرا یہ کہ جس دجال کی حضرت ﷺ خبر دے رہے ہیں۔ اس کے شر سے امان میں رہنے کا سبب سورہ کہف کی اول آیتیں قرار دی ہیں اگر ان نصاریٰ کے آگے سب کی سب سورہ پڑھی جائے تو ان کی سزا جرم سے امان نہیں مل سکتی اور تیسرا دجال کا مخرج درمیان شام اور عراق کے ہے اور چوتھا یہ کہ رہنا اس کا روئے زمین پر چالیس دن ہے۔ پہلا دن سال کا ہوگا اور دوسرا دن مہینہ کا ہوگا اور تیسرا

دن ہفتہ کا ہوگا اور باقی دن ہمارے دنوں کے برابر ہوں گے اور اس کی کوئی تاویل اس لئے نہیں ہو سکتی کہ اصحابوں نے پوچھا حضرت ﷺ سے کہ جو دن سال کا ہوگا کیا پانچ نمازیں ہماری کافی ہوں گی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ اندازہ کر کے تمام روز کی نمازیں پڑھتے رہنا یہ بات بالکل مسلمہ ہے کہ سب روز حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق ہوں گے اور یہ نصاریٰ اس صورت میں دجال نہیں بن سکتے۔ کیونکہ یہ حضرت ﷺ سے پہلے کے ہیں اگر آپ فرمائیں کہ اس زمانہ میں ان کا یہ دعویٰ نہ تھا یعنی عیسیٰ ابن اللہ کہتا تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ عیسیٰ کے زمانہ میں بھی ان کا یہی دعویٰ تھا اور اب تک ان کا یہی دعویٰ ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ ”واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ؑ انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ“ دوسرا حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ان کا یہی اعتقاد تھا۔ ”وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ“ پانچواں جو شخص دجال پر ایمان لائے گا اس کو خدا جانے گا وہ قحط زدہ ہوگا۔ اس طرح کا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ ہوگی اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ جو ان انگریزوں کو اپنا خدا نہیں جانتے وہ بڑے صرفہ الحال کروڑوں کے مالک اور حکمران ہیں۔ مثلاً امیر کابل، شاہ ایران، شہنشاہ روم وغیرہ وغیرہ باہر نہ جائیے یہی اہل ہندو کہ ان کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ مگر کروڑوں کے مالک ہیں مگر سب سے بڑھ کر یہ امر قابل یقین ہے کہ کسی کو یہ اپنے دین پر مجبور نہیں کرتے اور یہ کہیں نہیں آیا کہ دجال عیسیٰ پر حکمرانی کرے گا اور جید مہر جائے گا اور ہر بلا لے گا بلکہ ازالہ حیثیت عرفی میں فرد جرم لگائے گا۔ الغرض قوم کا نام دجال نہیں صرف ایک شخص ہی ہوگا۔ جس طرح حضرت ﷺ فرما چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ریل گاڑی کو دجال کا گدھا قرار دیتے ہیں گویا دجال اور گدھا لازم و ملزوم ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی ریل ہے، وہی دجال ہے ریل تو شاہ روم اور اور کمپنیوں کی بھی ہے۔ پھر تو دجال ایک قوم بھی نہ رہا بلکہ بہت سے گروہ اور قوموں میں منقسم ہو گیا۔ صاحب ذرا ہوش میں آئیے اور خیال فرمائیے کہ یہ نصاریٰ دجال نہیں بن سکتے اور ریل گدھا نہیں بن سکتی اور علاوہ ازیں حدیث سے یہ بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم مشرق دمشق میں اتریں گے۔ یعنی جامع دمشق میں دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور ان کے دم سے کافر مر جائیں گے۔ دم ان کا جہاں تک ان کی نظر پڑے گی پہنچے گا۔ مگر آپ کے مرزا قادیانی کی آسمانی

مککو۔ یعنی محمدی بیگم کو اس کا خاوند پہلو میں بٹھا کر آج تک عیش اڑا رہا ہے اور زندہ ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی بڑے زور سے نکل تھی کہ یہ تین سال کے اندر مرجائیں گے مگر عابر عکس پیشین گوئی غلط پڑی اور اسی افسوس میں مرزا قادیانی اس سے پہلے ہی مر گئے اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عیسیٰ دجال کو لد کے پہاڑ میں قتل کر دیں گے اور لد ایک پہاڑ کا نام ہے ملک شام میں حالانکہ آپ کا عیسیٰ پہلے مر گیا اور یہ دجال بقول آپ کے ابھی تک موجود ہیں امید ہے کہ آپ کے خلیفہ المسیح کو بھی مار کر مریں گے اور نیز اسی حدیث میں ہے کہ یاجوج اور ماجوج ایک اور قوم ہوں گے۔ جو بعد قتل ہونے دجال کے عیسیٰ کو خبر ان کی پہنچیں گی اور حق تعالیٰ سے امر ہوگا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر امان دے فرمائیے وہ طور آپ کے مسیح کا کونسا ہے اور آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج آسمان پر تیر پھینکیں گے اور خون آلود ہو کر آئیں گے۔ جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اور تاویل کہتے ہیں کہ انگریز لوگ پچکاری سے نطفہ لے کر رحم میں ڈالتے ہیں اور یہ مطلب ہے آسمان پر تیر پھینکنے کا۔

صاحب آپ کو خوب معلوم ہوگا کہ ہمارے دہلی تاجران اسپ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہی یہ کیا کرتے تھے اور اب تک کر رہے ہیں۔ بلکہ انگریزوں سے بھی کئی درجہ اچھا جیسا کہ رنگ وغیرہ نطفہ میں ملا کر اسی رنگ کا بچہ پیدا کر لیتے ہیں۔ بلکہ انگریزوں نے بھی یہ عمل ان لوگوں سے سیکھا ہے۔ دس بارہ سال قبل اس کے اسی عمل سے انگریز لوگ مگر تھے۔ اس کے ثبوت پر ایک رسالہ انگریزی میں چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے جس آپ کی تاویل کا الزامی جواب یہ ہے کہ گویا ان دجالوں کے آنے سے پہلے بھی یاجوج ماجوج ہماری اپنی قوم کے ہمارے ملک میں موجود تھے۔ اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ نہ یہ دجال ہیں اور نہ یاجوج ماجوج اور نہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ بن مریم ہے اگر عیسیٰ تسلیم کیا جائے تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر (نحوذ باللہ) سر اسر غلط اور لغو اور دھوکہ دینے والی تصور کی جائے اور عیسیٰ ابن مریم کے نزول میں احادیث آئی ہیں وہ اب تحریر کرتا ہوں:

”وَعَنِ ابْنِ مَرْوَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنَازِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ

خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرۃ فالفقرہ وا ان شقتم وان من اهل
الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ
میں میری زندگی ہے۔ تحقیق اتریں گے عیسیٰ بن مریم آسمان سے درآں حال یہ کہ حاکم عادل ہوں
گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور رکھ دیں گے جزیہ اور بہت مال یہاں تک
کہ نہیں قبول کرے گا کوئی یہاں تک کہ ہوگا ایک بجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے جو دنیا میں ہے پھر
کہتے تھے ابو ہریرہؓ پس اگر شک و تردد رکھتے ہو اس خبر میں تو پڑھو اگر چاہو اس آیت کو کہ نہیں ہے
کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائے گا۔ عیسیٰ ابن مریمؑ پر پہلے مرنے ان کے سے پس پڑھو ساری
آیت اس حدیث میں حضرت نے عیسیٰ ابن مریمؑ کہا ہے نہ کہ مثیل اس کا، اور اترنے کے معنی بلندی
سے اترنا ہے، نہ کہ زمین میں سے پیدا ہونا اور جو کہ فرمایا ہے اس کی تعریف میں حاکم عادل ہوگا۔
آپ فرمائیے کہ مرزا قادیانی نے کونسا حکم اور کونسا عدل کیا ہے۔ وہ تو ساری عمر انگریزوں کے محکوم
رہا اب ان کے عدل کا حال سنئے۔

ہم وہ خطوط نقل کرتے ہیں جو انہوں نے لکھ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس بھیجے تھے۔
ان کے دیکھنے سے مرزا قادیانی کا عدل پورا روشن ہو جائے گا۔ چنانچہ مرزا جی کا پہلا خط یہ ہے۔

۱۔ اگر صرف بیان عدم فریضت جہاد کا فرض منہی ہے تو عدم فریضت کے بیان کنندہ کو
واضح الجہاد نہیں کہا جاتا۔ چنانچہ فریضت کے بیان کنندہ کو مجاہد نہیں کہا جاسکتا الغرض قادیانی
صاحب کو فیض الجزیہ کا مصداق خیال کرنا سراسر غلطی ہے۔ جزیہ کا موقوف کرنا اس سے متصور
ہو سکتا ہے۔ جس کی قدرت میں جزیہ لینا ممکن ہو وہ تو خود رعایا میں تھا۔ رعایا بادشاہ سے جزیہ نہیں
لے سکتی۔

۲۔ اس جگہ پر مرزا قادیانی کے خاص دستخطی خطوط کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام
الدین صاحب پشتر راہوں کے معرفت مرزا علی شیر صاحب سدھی مرزا قادیانی سے ملے ہیں
درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی سچ موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں
کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کر لیں گے کہ مرزا قادیانی کیا ہیں، کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی
ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلیٰ !

مشفق مکرئی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہانکہ محمود فرزند آن کرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج و غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پر سی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند ان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیز مرزا احمد بیگ کو عمر دلاز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں۔

آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند عظیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل کلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تمکینیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔

اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔

یادداشت: مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچا زاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی اب مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہوں کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا قادیانی نے الگ کر دیا۔

کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتے ہیں کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائیم لفظ ہو تو معاف فرماویں۔ والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ۔ غلام احمد عفی عنہ

۷ جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مشفق مرزا علی شیر بیگ سلمہ تعالیٰ!

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک

غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا رہا ہوں، آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناجائز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھتے سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ، رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیا کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تگوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوڑھا یا چھار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا تک تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خولیش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد وہودہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا، مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشتوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھ تک پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناجائز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میری عزت ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں

ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود نشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا اور اگر میرے لئے احمد بیک سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے۔ تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔

اور احمد بیک کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے اور اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔

ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتہ ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج ۳ مئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم الله الرحمن الرحيم!

نحمدہ ونصلی!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیک کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیک کو سمجھا کہ یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا

ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔

سوا مید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے۔ تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔

سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال منیج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا قادیانی کسی طرح مجھے سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر۔ جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو۔ تاکہ اس کو لے جائے۔

پس خان صاحب آپ کو بخوبی عدل مرزا قادیانی کا ان خطوط سے معلوم ہو گیا

ہوگا۔ پس میں بھی کچھ جتا دیتا ہوں اگرچہ ہندی کے چندے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ مگر مکتوب علیہ میرا چنداں لائق نہیں۔ سنے صاحب اگر کچھ قصور تھا تو مرزا احمد بیک کا تھا۔ اس کی بہن کا کچھ بھی قصور نہ تھا۔

اچھا بالفرض مانا کہ اس نے بھائی کو نہ سمجھایا اس کی بیٹی کا کیا قصور کہ وہ بے چاری مطلقہ ہو کر اپنے حصہ زوج سے شرعاً محروم کی جائے اور فضل احمد بے چارے پر یہ سزا کہ اس بے گناہ کو اگر طلاق نہ دے تو اس کو عاق کیا جائے اور ایک دانہ اور ایک پیسہ بھی مرزا قادیانی کی وراثت سے اس کو نہ ملے۔ (یہی تو دجال کی نشانیوں میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کی نہ مانے گا تو اس کے ہاتھ میں ایک فلوس تک نہ رہے گا)

ایسا شہوت پرست نہ کہیں دیکھا، نہ سنا۔ خصوصاً نبی آخر الزماں کہلانے والا بایں مفت موصوف نہیں ہو سکتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور دیکھئے صاحب رشتہ ناطق توڑنے والا کو قرآن شریف اور احادیث میں کن لفظوں سے پکارا گیا ہے اور کن گروہ میں شامل کیا گیا ہے اور کیا سزا اس پر ہے۔ ”فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم ۝ اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى وابصارهم ۝ افلا يتدبرون القرآن ام على قلوب اقفالها ۝ ان الذين ارتدوا على ادبارهم بعد ما تبين لهم الهدى الشيطان سول لهم واملى لهم ۝“

پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور توڑ و قرا تیں اپنی۔ یہ لوگ ہیں جنہیں لعنت کی ہے۔ ان کو اللہ نے پس بھرا کر دیا۔ ان کو اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو کیا پس نہیں فکر کرتے بیچ قرآن کے کیا۔ اوپر دلوں کے قفل ہیں۔ ان کے تحقیق جو لوگ پھر گئے اوپر بیٹھیوں اپنی کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہو واسطے ان کے ہدایت شیطان نے زینت دلائی ہے۔ واسطے ان کے۔ اور ڈھیل دلائی ہے واسطے ان کے ﴿

اس آیت سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے بڑی لعنت کی ہے۔ ایسے کام کرنے والوں کو اور مفسد قرار دیا ہے۔ یہ آیت جو نقل کی گئی ہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ محمد کے تیسرے رکو ع میں ہے اور دوسری ایک اور آیت ”ان الله يامر بالعدل والاحسان وابتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تذكرون“

تحقیق اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینی قربت والوں کے اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ یہ خدا کا فرمان صاف صاف ہے کہ عدل کرو اور احسان کرو اور صلہ رحمی کرو اور برے کاموں سے بچو۔ جب قطع رحمی کی بناء ایک شہوت پرستی پر مبنی ہو تو کیسی نصیحت ہے اگر آپ فرمادیں کہ مرزا قادیانی کی درخواست شہوت رانی کے لئے نہیں تھی۔ وہ خدا کا حکم تھا اور خدا نے ان کا نکاح آسمان پر کیا تھا اس لئے مرزا قادیانی تبلیغ احکام الہی کرتے تھے۔ تو اس حکم خدا کے پورے نہ ہونے سے سب باتیں درہم برہم ہو گئیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو الہام ربانی نہیں ہوا۔ بلکہ شیطانی ہوا اور الہام شیطانی کے بارے میں خدا نے خود قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ آیت ”هل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین“ تنزل علیٰ کل افاک اثیم ۵ یلقون السمع واکثرهم کاذبون“ ﴿کیا بتلاؤں میں تم کو اوپر کس کے اترے ہیں شیطان اترتے ہیں اور ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے رکھتے شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں۔﴾

اس سے معلوم ہوا کہ جو الہام مرزا قادیانی کو ہوا تھا۔ جھوٹا نکلا ایسی اور بہت سی آیات ہیں کہ صلہ رحمی کو محمود اور قطع رحمی کو مردود قرار دیتی ہیں اور کئی حدیثیں بھی لکھتا ہوں۔ ”قال رسول اللہ ﷺ ما من ذنب اجدو ان يجعل الله لصاحبه العقوبة فی الدنيا مع ما يدخره له فی الآخرة مثل البغی وقطيعة الرحم (الترمذی، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۱، کتاب الادب باب النهی عن البغی)“ ﴿فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نہیں کوئی گناہ لائق تر اس بات کے کہ جلدی کرے اللہ تعالیٰ صاحب گناہ کو عذاب دنیا میں باوجود ذخیرہ کرنے اس کے ﴿آخرت کے نکل جانے سے اطاعت امام سے اور کانٹے ناطے کے سے۔﴾

”وعن عبد الله بن ابي اوفی قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تنزل الرحمة علی قوم فیهم قاطع رحم (شرح السنة ج ۶ ص ۴۴۱، حدیث نمبر ۳۳۳۴)“ ﴿اور روایت ہے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے۔ نہیں اترتی رحمت اس قوم پر کہ اس میں کانٹے والا ہوتا ہے ناطے کا۔﴾

ایسی اور بہت سی احادیث ہیں جن کے معنی یہی ہیں اور آپ کو اس تحریر سے عدل

مرزا کا بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا۔ ایسا عدل جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اس کو ظلم کہا جاتا ہے نہ کہ عدل۔ پھر اسی حدیث ابو ہریرہؓ میں جو نزول عیسیٰؑ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ یعنی سوائے ایمان کے اور کوئی وجہ سبب امان کا نہ ہوگا۔

پس فرمائیے کہ آپ کے مرزا نے کتنے عیسائی مسلمان کئے اور کتنے غیر مذہب والوں کو اسلام پر لائے۔ دوسری حدیث نزول عیسیٰؑ میں یہ ہے۔ ”عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی ارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمس واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر (رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ ﴿روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ کے سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اتریں گے عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ کے طرف زمین کی پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی اولاد ان کے لئے اور ٹھہریں گے۔ زمین میں پینتالیس ۳۵ برس پھر وصال فرمائیں گے عیسیٰؑ، پس دفن کئے جائیں گے نزدیک میرے (ﷺ) پس انھوں کا اور عیسیٰ ابن مریمؑ ایک مقبرہ میں درمیان حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے۔﴾

پس اس حدیث کے رو سے بھی سندھی بیک عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں بن سکتا۔ حضرت نے اس حدیث میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کہا ہے۔ جو آسمان سے زمین پر اتریں گے اور پینتالیس برس زمین پر رہیں گے۔ اگر ان مرزا قادیانی کا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں۔ زمانہ نزول تصور کیا جائے۔ تو اڑسٹھ اہتر برس کے مابین ہوگا اور اگر ان کے دعوے میعاد مقرر کیا جائے۔ تو پینتالیس (۳۵) سال سے بہت کم یہ دونوں صورتیں مخالف پڑیں اور آنحضرتؐ نے اسی حدیث میں فرمایا ہے کہ جب وہ اتریں گے تو نکاح کریں گے۔ فرمائیے کہ آپ کے عیسیٰ بعد دعویٰ نبوت کتنے نکاح کرنے پر آمادہ ہوئے مگر کامیاب نہ ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ مرکز میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے اور اس کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ ہم انھیں گے بھی ایک مقبرہ سے مزید برآں یہ فرمایا: حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان سے۔ حالانکہ مرزا قادیانی قادیان میں مدفون ہیں۔

اگر ان سب احادیث اور آیات کے تاویل کچھ اور معنے لئے جائیں جو اصل کے مخالف ہوں۔ تو خلاف جمیع امت مرحومہ کا آتا ہے۔ کیونکہ نہ کسی اصحاب نے یہ معنی تاویلی ملحوظ رکھے ہیں اور نہ اجماع امت کا اس پر ہے۔

آج حضرت ﷺ کے بعد تیرہ سو ۱۳۰ سال گزر چکے ہیں۔ کسی مجتہد الوقت اور مجدد اور اولیاء امت نبوی نے یہ نہیں لکھا کہ عیسیٰ ابن مریم نہ آئیں گے۔ بلکہ ان کا مثل مرزا قادیانی ہوگا۔ اگر آپ کے تاویلی معنی ملحوظ رکھے جائیں تو پھر حضرت کا کلام جو موصوف بفصل الخطاب تھے۔ ایک امر مبہم پہیلی ٹھہرا اور اپنی امت کو تفرقہ میں ڈالا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ کیا آپ خواب کی تعبیر دے رہے ہیں۔ یا امت کو تفرقہ میں ڈالا۔ یہ امت کو ایک بڑے حادثہ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

حالانکہ حضرت ﷺ کو حق تعالیٰ سے بالمومنین رؤف رحیم کا خطاب ملا ہے اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ کے اپنے توصیفی نام ہیں۔ ایسے انسان کامل سے ہرگز لعنت کی امید نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى“ کا بھی مصداق ہو۔ یہ پیشین گوئیوں کا غلط ٹکٹا۔ آپ کے عیسیٰ جعلی کا حصہ ہے۔ ہم اپنے حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین کو ایسے الزاموں سے بالکل بری جانتے ہیں اور تاویلوں کے درپے نہیں ہوتے مگر وہ کہ جن کو خدا اور رسول پر پورا ایمان نہ ہو۔ جیسا کہ ”فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله“ ﴿پس وہ لوگ جو بیچ دلوں ان کی کے کجی ہے۔ پس پیروی کرتے ہیں۔ اس چیز کی جو شبہ والی ہے۔ اس میں سے واسطے چاہتے مگر اہی کے اور واسطے چاہتے تاویل اس کے اور نہیں جانتا تاویل اس کی کو مگر اللہ﴾ اور یہ ان لوگوں کی تردید میں ہے جو تشابہات کی تاویلوں میں لگے رہتے ہیں اور جو

۱۔ مرزا قادیانی اس آیت کی رو سے جہنمی قرار دیئے جاتے ہیں: ”ومن يشاقق

الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين فوله ما تولى ونصله جهنم وسائت مصيرا“ ﴿اور جو کوئی برخلاف کرے۔ رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئے۔ واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کے مخالف راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے۔ ہم اس کو جہنم متوجہ ہو اور داخل کریں گے۔ ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے کی﴾

آیات محکمات ہیں ان کی تاویل تو بطریق اولیٰ ممنوع اور ناجائز ٹھہری۔ پس صاحب اپنی من بھائی تاویلوں سے توبہ کریں اور قرآن اور حدیث کو پھیل اور چستان نہ قرار دیں۔ خصوصاً ان آیات کو جن پر ایمان کی بنا ہے اور خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ ”ولقد یسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر“ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن واسطے نصیحت کے پس کیا ہوا ہے۔ کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ ﴿

یہ آیت چار دفعہ حق تعالیٰ نے سورہ قمر میں فرمائی ہے۔ مناسب ہے کہ آپ اس سے نصیحت پکڑیں اور کاذب مسیح سے پرہیز کریں۔ کہ ان کی طرح اور بھی پہلے نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور کئی بعد میں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سرور دو عالم ﷺ نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔ مثلاً ابن صیاد اور مسلمہ کذاب وغیرہ وغیرہ۔

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ (ترمذی ج ۲ ص ۴۰)“ ﴿روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اٹھائے جائیں گے جھوٹے مکار تقریباً تیس تک۔ ہر ایک گمان کرے گا کہ رسول، اللہ کا ہے۔ یعنی ہر ایک دعویٰ نبوت کا کرے گا اور بہت سے ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے شہروں میں اور نا کامیاب و ہلاک کیا ہے اللہ نے ان کو اور اسی طرح کرے گا۔ باقی مدعیوں کے ساتھ اور دجال خارج ہے۔ اس گنتی سے کہ وہ دعویٰ الوہیت کا کرے گا۔ ﴿

”وعن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة تلحق القبائل من امتی بالمشرکین وحتى یعبدوا الاوثان وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ہذا حدیث صحیح، ترمذی ج ۲ ص ۴۰)“ ﴿روایت ہے ثوبانؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ مل جائیں گے قبیلے میری امت سے مشرکوں کے ساتھ اور یہاں تک کہ پوچھیں گے بتوں کو اور تحقیق قریب ہے کہ ہوں گے میری امت سے تیس جھوٹے۔ ہر ایک گمان کریں گے کہ وہ نبی ہے اور میں (خود رسول اللہ ﷺ) خاتم النبیین ہوں، نہیں کوئی نبی میرے بعد۔ ﴿

اب میں اپنی دلائل کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے من گھڑت سوال جو ہماری طرف منسوب کئے ہیں اور ان کے جواب جو آپ نے دیئے ہیں۔ تردید کرتا ہوں۔ شاید ضمناً کچھ دلائل بھی ہوں۔

اولاً گزارش ہے کہ جو تفسیر سورۃ القمیس میں آپ نے درفشانی کی ہے۔ اس کے رسم خطی اور عبارت دیکھ کر اطفال مکتب بھی کھلی مچاتے ہیں۔ آپ کی قابلیت اس سے سمجھ آتی ہے جو آپ شک بہ ”قی“ لکھتے ہو خیر ان باتوں سے کیا کام۔ مطلب یہ ہے کہ جو آپ نے کلام ربانی کے ظاہر معانی چھوڑ کر کل الفاظ کی تاویلات ضعیفہ کر کر اپنے مطلب کو ثابت کیا ہے۔ یہ اقوال صحابہ کرام و تفاسیر مفسرین متقدمین کے برخلاف ہے۔

حالانکہ یہ مصداق حدیث ”خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم فثم“ یعنی آپ نے فرمایا سب زمانوں سے میرا زمانہ اچھا ہے۔ پھر وہ جو ان کو دیکھنے والے ہیں یعنی تابعین۔ پھر وہ جو ان کو دیکھنے والے ہیں یعنی تبع تابعین پھر پس۔ یعنی جو لوگ حضرت ﷺ کے زمانہ کے قریب ہیں۔ وہ بیدوں سے دین کے مسائل میں اچھے پہنچنے والے ہیں۔ دیکھئے تفسیر عباسی جو تفسیر عبداللہ بن عباسؓ کہ جو ثقہ صحابہ سے ہیں اور تفسیر القرآن بخاری شریف و باقی تفاسیر جو تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کی بنائی ہوئی ہیں۔

کیا کسی صحابہ نے یہ تاویلیں کی ہیں۔ یا آپ ہی کی من بھائی باتیں ہیں۔ ”عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برأیه فلیتبعوا مقعده فی النار وفی رواۃ من قال فی القرآن بغير علم فلیتبعوا مقعده فی النار (رواہ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳)“ جو شخص کہ قرآن میں اپنی رائے سے کہے۔ پس چاہئے کہ تیار کرے جگہ اپنی بیچ آگ کے اور ایک روایت میں ہے۔ جو کہ قرآن میں بغیر علم کے پس چاہئے کہ بتائے اپنی جگہ آگ میں۔

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے: ”اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (مشکوٰۃ ص ۳۰)“ جو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے تابعداری کرو۔ جماعت بڑی کی اس لئے کہ جو شخص اکیلا ہوا ڈالا جائے گا آگ میں۔

پس جو شخص سواد اعظم کی اتباع چھوڑ کر سوا علم کے اپنی رائے سے قرآن کے الفاظ

میں تاویل میں کرے۔ وہ ایسی حدیثوں کا مصداق ہوگا۔ اگر برخلاف اجماع امت مرحومہ کے جو آپ نے قرعے مراد لی ہے۔ وہ مانی بھی جائے تو بھی کیا وجہ ہے۔ کہ اس سے خاص مرزا قادیانی ہی مراد لے جائیں اور عموماً خلفاء راشدین اور اولیاء المکتزین کیوں نہ لئے جائیں اور یہ جو آپ نے بیان کیا ہے کہ قرعے شمس کے تابع ہوتا ہے اور شمس سے نور حاصل کرے اور ان کو مستفید کرتا ہے۔ کیا یہ وصف ان خلفاء عظام و اولیاء کرام میں جن کے الہامات و کرامات اظہر من الشمس ہیں موجود نہ تھے۔

خیال کیجئے۔ کہ گروہ کے گروہ مشرکین و یہود و نصاریٰ ان کے ہاتھ سے اسلام لائے ہیں اور ظاہری و باطنی فیوض سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ آپ بتلائیں کہ مرزا قادیانی کی دعوت سے کتنے مشرک یا نصاریٰ یہود اسلام لائے اور دینی فیض پایا؟ پھر بڑا تعجب ہے کہ ایک چودھویں صدی کا آدمی قبر بنا۔ حضرت قمر تو ہمیشہ شمس کے تابع ہوتا ہے۔ نہ کہ تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کے بعد۔ قمر تو قیامت تک شمس کا تابع رہے گا۔

آپ کا بنایا ہوا قمر تو خاک میں مل گیا ہے۔ ایسی مکی تاویلوں سے کام ہرگز نہیں لگتا۔ یہ تو صرف خط اور پگلہ پن ہے۔ آپ کی یہ تفسیر سراپا مخالف اجماع جم غفیر ہے۔ اس عقیدہ سے آپ کو باز آنا لازم ہے۔ ”واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اللہم اھدنا الصراط المستقیم آمین۔ ثم آمین“

آپ کے سوالات و جوابات جن کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ”مخالفان جماعت احمدیہ کا تسلی قلب قلع قح“ قلع قح کے معنی تو آپ کو نہ آتے ہوں گے مگر طوطی وار کہہ دیا ہے۔

قولہ سوال ”یہ صاحب کہا کرتے ہیں کہ کہاں عیسیٰ مسیح یا امام آخر الزمان آئے ابھی کوئی نہیں آئے۔ ہم کو کوئی ابھی گمان بھی نہیں۔“ الجواب تو آپ سوال بھی متفرق طور پر کرتے ہو۔

اگر خواندہ ہو یا ناخواندہ مگر خواندہ یا خواندہ سے سیکھ کر کہتا ہے۔ یہ سوال ہمارے ملک میں تسلی بخش ہو رہا ہے۔ ہم کو اس کا جواب دینا فرض ہوا۔ لیکن بھائی تم اپنے دل میں سوچ لو کہ یہ سوال کیسا گندہ اور کچا اور بودہ ہے۔ کیونکہ کوئی دلائل قرآن اور حدیث سے نہیں صرف تمہارا زبانی جمع خرچ ہے۔ (الخ تا ص ۲۳)

صاحب چونکہ سوال کی عبارت آرائی آپ جیسے منشی کریں تو پھر گندہ و بودہ کیوں نہ ہو۔

سبحان اللہ الجواب کے بعد پھر بھی سوال ہی کی تقریر شروع ہو رہی ہے۔ صاحب اسائل کا منشا تو یہ تھا کہ جس شخص کو تم عیسیٰ موعود و مہدی و معبود بناتے ہو۔ اس میں تو ہمارے گمان میں عیسائیت و مہدویت کے حسب فرمانِ مخبر صادق علیہ السلام کے ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔

مثلاً مشہور ہے کہ کٹھ کا بلا تو میاؤں کون کرے؟ پھر آپ نے جواب کا خلاصہ یہ لکھا ہے۔ ”بھائی صاحبان تم نے قادیاں جا کر مرزا قادیانی کی باتیں نہیں سنیں اور ان کی کتابوں کی تحقیقات نہیں کی۔ کیونکہ یہ نبی آخر الزماں ہے۔ اس پر کتنی رسولوں کی ختم ہو گئی۔ جس طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”واذا الرسل اختلفت“ اور جب رسولوں کی کتنی پوری ہو جائے گی۔ پس ابتداء و انتہا خدا تعالیٰ کے کاموں کا ہم مثل ہوتا ہے اور اس کے کام اس طرح سے سرانجام ہوتے ہیں۔

اور دوسرا تم نے سجدہ شکر یہ ادا نہیں کیا۔ دونوں کام جو کئے پر عکس کئے اور یہ کام شیطان کے تھے۔ جو تم نے کر لئے۔“ دیکھو یہ کلام کیسا لغو و بکواس ہے اور مخالف نص اور حدیث کے ہے۔ صاحب اتم تو ماہر قرآن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اب آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ و حدیث ”لا نبی بعدی“ کو پس پشت ڈال کر ”کممثل الحمار یحمل اسفاراً“ بن گئے۔ اسی کو کہتے ہیں۔ ”من حرامی تجاں ڈھیر“۔ آپ نے ہمارے ذمہ دو شیطانی کام لگائے ہیں۔ ایک قادیان نہ جانا، دوسرا سجدہ شکر یہ بجانہ لانا۔

صاحب اس دعوے کی آپ کے پاس کون سی آیت یا حدیث دلیل ہے؟ یا صرف من گھڑت بات ہے۔ آپ کا عقیدہ جو مخالف آیت و حدیث مرقومہ ہے۔ آپ کو خود شیطان بنا رہا ہے۔ مثلاً ہے کہ جو جان بوجھ کر اندھا ہوا اس کا دارو کیا۔ آپ کو اس گندہ عقیدہ سے باز آنا لازم ہے۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔ ”من یهدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضل اللہ فلا ہادی لہ“

قولہ سوال ”مسح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا۔ اگر آئے تو اور رنگ ہو جائے گا۔ وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا۔ ملک فتح کرے گا۔ کفار کو تہ تیغ کر کے اسلام پر لے آئے گا اور دجال آئے گا۔ تو ایک گدھے پر چڑھ کر آئے گا اور کہے گا کہ ہم خدا ہیں۔ ہماری خدائی کو مانو بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔ جو اس کو نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا اور گدھا اس کا ستر باع کا ہوگا اور سوکوس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا۔ وغیرہ وغیرہ اور یا جوج ماجوج آئیں گے۔ تو پانی سب دریاؤں کا پی جائیں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے۔ بلند مکان پر کھڑے ہو کر تیر آسمان پر چلائیں گے اور وہ خون آلودہ آئیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہماری کتابوں میں

لکھا ہے۔ اگر اس طرح نہ آئیں تو ہم نہیں مانیں گے۔“ بھائی صاحب میں تم کو ایک جواب مختصر دوں گا۔ (الخ تا ص ۳۵)

اس سوال میں آپ نے بعض فقرے ایسے درج کئے ہیں۔ جن کی کوئی اصل نہیں اور صرف جہلاء کے دھوکہ دینے کو یوں ہی لکھ مارے ہیں۔ وہ یہ کہ سو کوئس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا۔ یہ مرزائی جماعت کے گھر کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ تاکہ ریل کو گدھا بنانے میں کام آئیں۔ دخان تو قریب قیامت کے ایک علیحدہ علامت ہے۔ جیسا کہ دایۃ الارض قال اللہ تعالیٰ ”فارتقب یوم تاتى السماء بدخان مبین . يغشى الناس هذا عذاب الیم“ وہ ایک ایسا دھواں ہوگا۔ جو مشرق و مغرب تک زمین کو آسمان تک پھیرے گا اور چالیس دن رہے گا اور خلقت کو بہت تنگ کرے گا۔ جیسا کہ لفظ ”عذاب الیم“ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اس کی پوری تفصیل تفسیروں اور حدیثوں میں ہے۔

آپ کا اس کو ریل کا دھواں بنانا کیسا خلاف آیت اور حدیث ہے۔ آیت اس کے ”عذاب الیم“ ہونے کی گواہی دے رہی ہے اور حدیث سب زمین و آسمان پر کر لینے اور چالیس دن رہنے کی کیا آپ کے مقرر شدہ دھواں میں بھی یہ وصف ہیں۔ ہرگز نہیں آیت و حدیث کے منکر کا حکم آپ بخوبی جانتے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ گدھا اس کا ستر باغ کا قد آور ہوگا۔ یہ بھی برخلاف حدیث ہے۔ ”عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال یشخرج الدجال علی حمار اقمر مابین اذنیہ سبعون باعاً (تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۶۱۳)“

چلنے لگنے کا دجال اوپر گدھے سفید کے جو میان ہر دو کانوں اس کے ستر باغ کا قافلہ ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ دجال کے گدھے کا سفید رنگ ہوگا۔ کیونکہ اقمر سخت سفید کو کہتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی ریل کے گدھا بنانے کی مانع ہوئی۔ کہ وہ سیاہ رنگ ہوتی ہے۔ مگر اندھوں کے آگے سیاہ و سفید برابر ہے۔ پھر اس سوال کا جواب جو لکھا ہے۔ وہ جہنہ مصداق سوال گندم جواب چنا کا ہے۔ وہ بھی ریت میں ڈالا ہوا۔ آپ کی درہم برہم عبارت کے سوال کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

۱۔ شاید آپ کہیں کہ ریل میں فرسٹ کلاس کی گاڑی سفید ہوتی ہے۔ مگر اس میں بھی دو نقص لازم آتے ہیں۔ ایک تو گدھے ہزار ہا ٹھہرے اور دوسرا مرزا قادیانی سواری فرسٹ کلاس کے کرنے سے خود دجال بن گئے۔

سبح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا۔ جواب یہ نکلا کہ قوم نصاریٰ جو دجال ہیں یہی سبح اور مہدی کے آنے کے نشان ہیں اور ان کے دجال ہونے کی یہ دلیل گزاری ہے کہ زمین آسمان وغیرہ سب ان کے تابع ہیں۔ جیسے آپ کی عبارت ”پانی آگ پہاڑ دریا برق آسمان زمین بادا شجار پتھر بھی حیوان جن انسان، نباتات وغیرہ زیر حکم ہیں۔“ سو گزارش ہے کہ پانی وغیرہ سب کا تابع ہونا دجال کے کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں۔

البتہ زمین کی تابعداری بعض باتوں میں ثابت ہے۔ اگر بالفرض مانا بھی جائے تو پھر نصاریٰ میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ پانی یا آگ یا پہاڑ کو نصاریٰ اپنی طرف بلائیں۔ تو چلے آئیں۔ مینہ برسانا یا انگوری جمانا۔ ان کے اختیار میں ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر یہ ان کے زیر حکم ہوتی تو جابجا نہریں بڑی تکلیف اٹھا کر لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کبھی ایسی سخت بارش آتی ہے۔ کہ ان کی سرزمینیں و نہریں بالکل خراب کر دیتی ہے۔ آپ کی ایسی بودی باتوں کو تو طفلان کتب بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔

خدا را از راه انصاف ذرا ان حدیثوں کی طرف تو غور کیجئے۔ جو رسالہ کے اول دجال کے بارے میں نقل کی گئی ہیں۔ کیا ان سے دجال ایک شخص واحد ثابت ہوتا ہے۔ یا نہیں؟ حدیث میں آتا ہے کہ: ”هو رجل“ نہ کہ ”هو قوم“ اگر آپ کو حدیث کی سمجھ نہیں آتی تو یہاں آ کر سمجھ جائیں کہ دین کے لئے شرم اچھی نہیں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ آپ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ کی سطر ۶ پر ان کو دجال بنا کر پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۱ پر نصاریٰ کو یا جوج ماجوج بناتے ہیں۔ لکھتے ہو: ”لیکن یا جوج اور ماجوج کی قوم تو یہی ہے۔“

احمد دجال کہاں گیا دجال تو معلوم ہے۔ پادری صاحبان اور آریہ ہیں اور کل اقوام ان کی قوم کے تابع ہے۔ سچ ہے کہ جمو نے گواہ کی زبان سے کبھی کچھ نکلا ہے کبھی کچھ۔ آپ کا یہ صرف زبانی دعوئی ہے۔ یا کوئی آیت حدیث بھی ہے۔ ہرگز نہیں (نعوذ باللہ من ذالک السفویات) پھر فقرہ اگر آئے گا تو اور رنگ ہو جائے گا۔ اس کا جواب جو آپ نے لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ دیکھو ہے اور آگ اور کئی کارخانہ کی مشینیں قسماً قسماً چلا رہے ہیں اور یعنی تاری برق دیکھو کہ ملک کی جاسوسی کر رہی ہے اور دوائی کا کام بھی دیتی ہے اور پادری صاحبان کو دیکھو کیسے علم نکالے ہیں۔

انجمنیں بنا کر وعظ شروع کئے اور فاحشہ عورتوں کو جو کنواری ہوں اور کلیدلہ ہمراہ لے کر خلق اللہ کو وعظ کرنا اور عمدہ عمدہ راگ سنانا وغیرہ وغیرہ واہ رے آپ کی لیاقت و حماقت مسخ موعود کے زمانہ کی عجب شان دکھائی ہے۔ کیوں نہ ہو چونکہ آپ کے مسخ مرزا قادیانی ٹھہرے تو رنگ بھی ایسا ہی چاہئے۔

آپ نے اس فقرہ کا مطلب ہرگز نہیں سمجھا۔ سائل کا مقصود تو یہ ہے کہ مسخ موعود کے زمانہ و پنداری کی رونق و اسلام کا روپ زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک مجدد سب مال دنیا سے بہتر ہوگا اور طرح طرح کی برکت دیکھو۔ حدیث طویلہ کی بعض عبارت کا ترجمہ جو پہلے گزر چکی ہے۔ ”پس اس دن کھائے گا ایک گروہ ایک انار سے اور سایہ پکڑیں گے۔“

اس کی چھال میں اور برکت دی جائے گی۔ دودھ میں یہاں تک کہ ایک اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کرے گی۔ جماعت کثیر کو آدمیوں میں اور گائے دودھ کی کفایت کرے گی۔ قبیلہ کو آدمیوں میں سے اور ایک بکری دودھ کی البتہ کفایت کرے گی۔ تھوڑی سی جماعت کو آدمیوں میں سے نیز احادیث صحیحہ میں ”وتكون الملل كلها مله الاسلام وترتع الاسد مع الابل والسمار مع البقر والذئباب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات (مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۷)“ ﴿سب دین ایک دین اسلام کا ہو جائے گا اور چریں گے شیر ساتھ اونٹوں کے اور چیتے ساتھ گائیں کے اور بھیڑیے ساتھ بکریوں کے اور کھیلیں گے لڑکے ساتھ سانپوں کے۔ چونکہ زمانہ حال میں یہ رنگ موجود نہیں۔ آپ کے مرزا مسخ موعود نہیں بن سکتے۔﴾

فقرہ ۳..... وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا۔ ملک فتح کرے گا۔ کفار کو تہ تیغ کرے گا۔ پھر اس لمحے متعلق آپ آخری ورق پر لکھتے ہیں کہ ”بادشاہی دو قسم ہے ایک روحانی جیسے حضرت رسول اللہ ﷺ اور سب اولیاء اللہ ہیں۔“

دوسری دنیاوی جسمانی اور مسخ موعود کے جسمانی بادشاہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں صرف روحانی بادشاہ ہوں گے۔ جیسے مرزا قادیانی تھے۔ ”انفس صد انفس کہ آپ حضرت ﷺ کو بھی ظاہری بادشاہ قرار نہیں دیتے۔ کیا آپ کو آیات قتال و جہاد سب بھول گئیں۔ چنگ احد و جنگ حنین وغیرہ جن کا شاہد قرآن کریم ہے۔ یہ بھی یاد نہ رہے کیا جنگ کرنا ظاہر بادشاہوں کا کام نہیں۔ یہ بیت بھی یاد نہیں کہ۔“

خراج آورش حاکم روم وری
خرابش فرستاد کسری وکی

شاید آپ کے خیال میں ہوگا کہ آنحضرت ﷺ بھی مرزا قادیانی کی طرح کسی نصاریٰ کے باج گزار ہوں گے۔ ویسا ہی عیسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری باطنی بادشاہ ہوں گے۔ دیکھو الفاظ احادیث صحیحہ ”یکون حکماً عادلاً ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)“ حاکم عادل ہونا ظاہری بادشاہی کا لقب ہے یا نہیں؟ صلیب کا توڑنا اور جزیہ کا لینا یا معاف کرنا ظاہری بادشاہی کے متعلق ہے یا نہیں؟ بالفرض اگر ظاہری بادشاہ نہ ہوں تو وہ علامات جو آگے مذکور ہو چکی ہیں۔ ان کا ظہور تو ان کے زمانہ میں ضرور ہے۔ کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں ان سے ایک علامت بھی تھی ہرگز نہیں۔ پھر کیسے مرزا مسیح موعود بنے۔

فقہہ ۴..... دجال آئے گا گدھے پر چڑھ کر آئے گا اور کہے گا۔ کہ ہم خدا ہیں ہماری خدائی مانو۔ بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔ جو اس کو نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا۔ دجال کا آنا و گدھے پر چڑھنا اور ربوبیت کا مدعی ہونا اور اکثر یہود کا اس کے تابع ہو جانا اور اس کے حکم سے بارش کا برسنہ اور انگوروں کا اگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسا پہلی حدیثوں میں دیکھ چکے ہو۔

پس جن کو آپ دجال بنا رہے ہو۔ چونکہ ان میں یہ باتیں موجود نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دجال نہیں یہ آپ کا صرف خیالی پلاؤ ہے۔ پھر حدیث صحیح کے منکر کا حکم آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ بیان کی حاجت نہیں۔

فقہہ ۵..... ”یا جوج ماجوج آئیں گے تو پانی سب دریاؤں کا پی جائیں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے۔ بلند مکان پر کھڑے ہو کر تیر آسمان پر چلائیں گے اور وہ خون آلود ہو کر آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔“ یا جوج ماجوج آپ نے نصاریٰ کو مقرر کیا ہے اور آسمان پر تیر مارنے کے بارے میں یہ لکھا ہے۔ کہ مرغی کے انڈوں میں چوبیس گھنٹہ تک حیوان پیدا کرنا اور پچکاری کے ذریعہ سے عورتوں کے رحم میں منی ڈال کر حاملہ کرنا۔ ایسے کام تیر مارنے تقدیر الہی میں ہیں۔

یہ آسمان کو تیر مارنے نہیں تو کیا ہے؟ آپ کے اس سوال کے جواب پر یہ مقولہ خوب صادق آتا ہے۔ ”مکر تو ڈھٹیا داند تے کھوتے دا بھج گیا سنگ“ یہ خیال آپ کا کیسا مخالف قرآن و حدیث کے ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”قالوا یا ذا القرنین ان یا جوج و ماجوج

مفسدون فی الارض فهل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا وبينهم سدا“
 ذرا اس آیت کی تفسیر دیکھیں اور ان کا حلیہ و فساد مفصل مطالعہ فرمائیں۔

یا جوج ماجوج کا بلند مکانوں پر پھرنا اور پانی کا پی جانا اور زمین والوں کو قتل کرنا پھر آسمان کی طرف تیروں کا پھینکنا اور خون آلودہ واپس آنا۔ یہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حدیث طویلہ مروی ہے۔ ”عن نواس بن سمرعان“ جو پہلے لکھی ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں اور جو آپ نے آسمان پر تیر پھینکنے کی تاویل پچکاری سے لی ہے۔ یہ تو کوئی اجہل بھی نہیں مانتا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور جو لکھا ہے۔ ”کہ ایسے کام تیر مار نے تقدیر الہی ہیں۔“ کیا انسان تقدیر کو بدل سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ پہاڑ اپنے مکان سے دور ہو سکتا ہے۔ مگر تقدیر ہرگز نہیں بدلتی۔ آپ منکر بالتقدیر ٹھہرے حالانکہ ایمان بالتقدیر فرض ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک الاعتقاد)

سوال..... ”بعضے کہتے ہیں کہ نشان مہدی تو اکثر آگئے ہیں۔ اب مہدی آجائے گا یہ اہل رائے کے نزدیک کیسا پوچ سوال ہے۔ صرف بلا مغز کیونکہ نشان اور گواہ حاضر ہو گئے۔ مدعی نے ابھی کوئی نہیں دعویٰ کیا..... الخ۔“

افسوس آپ کی حالت پر کہ یہ بھی نہیں سمجھا کہ علامت و شرط چیز سے پہلے ہوتی ہے۔ کیا علامات قیامت جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ قیامت سے پہلے آئیں گی۔ یا قیامت کے وقت؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”اقتربت الساعة وانشق القمر“ ﴿انشاق قمر کو کتنی مدت گزر چکی ہے؟﴾ شاید آپ نے بادل بھی کبھی نہیں دیکھے جو بارش کا نشان ہے۔ کیا وہ آتے ہی بارش شروع ہو جاتی ہے؟ پھر جو آپ نے طاعون کو دلیہ الارض کہا ہے۔ کون سی آیت اور کون سی حدیث آپ کی سند ہے۔ یا صرف من بھاتی گپ ہے؟

۱۔ مختصراً کچھ حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ ان میں سے بعض کے قد کی مقدار ایک بالشت کی ہیں اور بعض بہت بلند، چنانچہ حدیث میں ہے۔ ایک قسم کا ان میں سے قد مثل درخت درز کے ہے۔ جو ولایت شام میں ہوتا ہے اور اس کا طول ۱۲۰ گز ہے اور بعض کا طول و عرض برابر ہے اور بعض کے کان ایسے لمبے ہوتے ہیں کہ ایک سے فرش اور دوسرے سے لحاف بناتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ”واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابة من الارض تکلمہم ان الناس کانوا یاتنا لا یوقنون“ ﴿جب واقعہ ہوگا قول آدمیوں پر ہم نکالیں گے۔ واسطے ان کے ایک جانور زمین سے جو بات کرے گا ساتھ ان کے یہ کہ انسان ہماری آیات قدرت کے ساتھ یقین نہیں لاتے۔﴾

تفسیروں میں آیا ہے کہ وہ ایک جانور ہے۔ طول اس کا ساٹھ (۶۰) گز ہوگا۔ چار پاؤں بال زرد باریک جیسا کہ پنکھی کے بچے ہوتے ہیں۔ دو پر بڑے ہوں گے۔ کوئی اس سے بھاگ نہ سکے گا۔ نہایت روشن ہوگا۔ ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ سر اس کا گائے کی مانند ہوگا۔ عین المعانی میں ہے کہ آنکھ اس کی خاک کی مانند۔ کان مانند فیل۔ سینک گائے پہاڑی، رنگ مانند پتنگ۔ گردن مانند شتر مرغ۔ سینہ مانند شیر۔ پہلو مانند یوز۔ پاؤں مانند شتر۔ دم مانند دنبہ۔

حدیث میں آتا ہے کہ وہ مسجد حرام سے نکلے گا۔ آدمی دیکھتے ہوں گے۔ تین روز کے بعد اس کا ٹٹ باہر نکلے گا۔ عصائے موسیٰ و خاتم سلیمان اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ جس کو عصا لگائے گا۔ اس کا منہ سفید ہو جائے گا اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان خاتم سلیمان لگائے گا۔ ان کے منہ سیاہ ہو جائیں گے۔ پس تمام دنیا میں کوئی آدمی نہ رہے گا۔ مگر سیاہ یا سفید منہ والا کسی کو نام سے نہ بلائے گا۔

سفید منہ کو بہشتی کر کے بلائیں گے اور سیاہ منہ کو دوزخی۔ (تفسیر حسینی وغیرہ)۔ فرمائیے آپ کے دلۃ الارض میں یہ معضیٰ موجود ہیں؟ ہرگز نہیں۔ صرف دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ”وعن عبد اللہ ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اول الآیات خروجا طلوع الشمس من مغربہا خروج الدابة علی الناس ایہما ما کانت قبل صاحبہا فالأخری علی اثرہا قریباً (رواہ مسلم ج ۲ ص ۴۰۴)“ ﴿جس کا حاصل یہ ہے کہ طلوع الشمس و خروج دابة قریب قریب ہوگا۔ یعنی جب ایک ہوگا۔ دوسرا اس کے پیچھے جلدی ہوگا کچھ دیر نہ ہوگی۔﴾

پس آپ کا دلبہ تو نکلا مگر طلوع شمس مغرب سے نہ ہوا۔ شاید آپ کے شہر میں ہوا ہوگا۔ اگر آپ یہ دعویٰ کرو کہ طلوع شمس من المغرب ہو چکا ہے۔ پھر پس چونکہ بعد طلوع بموجب یخلق باب التوبہ دروازہ توبہ کا بند ہو گیا۔ تو پھر آپ کا ایمان لانا مرزا کے ساتھ بے سود ہوگا۔ العیاذ باللہ

من ہذہ المہفوات والواہیات۔

سوال..... ”مہدی اور مسیح آخر الزمان آیا تو وہ بادشاہی لائے گا اور کفار کو بزدل و تلواریں تیغ کر کے مسلمان کرے گا اور مہدی اور ہے اور عیسیٰ اور۔“

پہلے دو فقرہ کی نسبت آگے لکھا گیا ہے۔ آخری فقرہ کے جواب میں آپ نے لکھا ہے۔
”حدیث لا مہدی الا عیسیٰ۔ سب قضیہ جات کو دور ہم برہم کر دیتی ہے۔ جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو یہ جاہلی ہے۔“

آفریں آپ کی عقل اور آپ کے انصاف پر۔ کئی احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر ایک حدیث ضعیف پر جو قابل تاویل بھی ہو عمل کرنا اسی کا نام تطبیق ہے۔ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ سب قرآن و احادیث مشہورہ کی تاویل کر لیتے ہو۔ اس حدیث میں تاویل کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ صاحب الغرض مجنون۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو آگے حدیثیں لکھ چکے ہیں۔ اب امام مہدی کے بارے میں بھی چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

”عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجلا من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي (رواه الترمذی ج ۲ ص ۴۷)“

”وفی رواية له لولم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذالك اليوم حتى يبعث فيه رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱)“

”وعن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدى من عترتي من ولد فاطمة (رواه ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۱)“

”وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً يملك سبع سنين (رواه ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۱)“

پس ان احادیث سے صاف معلوم ہوا ہے کہ امام مہدی سید ہوگا اور اس کا نام محمد ہوگا

اور اس کے والد کا نام عبداللہ۔ پس اس سے بخوبی واضح ہوا کہ امام مہدی نہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ہیں۔ نہ غلام احمد قادیانی بلکہ ایک شخص علیحدہ ہے باقی رہی حدیث لا مہدی الا عیسیٰ علیہ السلام جس پر کتب کا بڑا زور ہے۔

اول تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ نقادان حدیث مثل محمد ابن جزری وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ پس آیات واحادیث صحیحہ کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو؟ شیخ محمد اکرم صابری نے اس حدیث کو اپنی کتاب اقتباس الانوار میں کلام محذوف پر عمل فرمایا ہے۔ یعنی لا مہدی بعد المہدی المشہور الذی ہو من اولاد محمد وعلی علیہم السلام الا عیسیٰ۔ بلکہ مرزا قادیانی کے ایک شعر سے بھی ان کا دو ہونا ثابت ہے۔ وہ یہ ہے۔

مہدی وقت عیسیٰ دوراں
ہر دوراں شہسوار می بنم

شاید آپ پھر اس عقیدہ سے پھر گئے ہوں۔ جیسا کہ پہلے عیسائیوں کو دجال اور ریل ولہ الارض بنا کر آخر عیسائیوں کو یا جوج ماجوج طاعون کو دلہ الارض قرار دیا ہے۔ افسوس ایسے نامعقول اعتقاد پر اور جو لکھا ہے۔ ”جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو۔ یہ جاہلی ہے۔“

صاحب آپ تطبیق کے معنی جانتے ہو۔ لفظ کی کتابت تو اصل رسالہ میں تطبیق بہ حرف تا لکھتے ہو۔ معنی بھی ویسے ہی جانتے ہوں گے۔ سنئے اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جب دو حدیثیں آپس میں متعارض ہوں تو پہلے ان کی تاریخ معلوم کی جاتی ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ اول فرمائی ہے تو اول کو منسوخ، ثانی کو ناخ مقرر کیا جاتا ہے اور عمل آخر پر ہوتا ہے۔ مگر اس جگہ یہ بات محقق نہیں۔

اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو ان کی قوت وضعف کی طرف خیال کیا جاتا ہے۔ قوی پر عمل ہوتا ہے اور ضعیف کو چھوڑا جاتا ہے۔ جیسا کہ مانحن فیہ۔ اگر قوت وضعف میں دونوں برابر ہوں تو پھر بموجب کلیہ اذا تعارضا تساقطا دونوں کو چھوڑ کر قول صحابہ وایجماع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

پس یہ کلیہ ہمارا مدگار آپ کو جھٹلا رہا ہے۔ بالفرض لا مہدی الا عیسیٰ کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو پھر بھی مرزا قادیانی کو مفید نہیں۔ کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابن مریم سے بشہادت

آیات قرآنیہ ممتنع ہوا تو پھر وہی عیسیٰ بن مریم جو نبی وقت تھا مہدی بنا، مرزا قادیانی کو کیا فائدہ!! احادیث نزول عیسیٰ اور ظہور دجال متواترۃ المعنی ہیں۔ مسلمانوں کو ایمان ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکے میں نہ آنا چاہئے۔ فاللہ خیر حافظا و هو ارحم الراحمین۔

اور دیکھئے مرزا قادیانی کا دھوکہ چونکہ شیخ محمد اکرم صابری صاحب اقتباس الانوار کو مرزا قادیانی اپنی تالیف (ایام الصلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۳) پر اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے بایں صفت موصوف کرتے ہیں۔ ”شیخ محمد اکرم صابری کہ از اکابر صوفیاء متاخرین بودہ اند“ صرف اسی قدر نقل کرتے ہیں کہ: ”و بعضی بر آئند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث ”لامہدی الا عیسیٰ ابن مریم“ بعد اس کے شیخ محمد اکرم صابری کا قول ہذا ”و ایں مقدمہ بغایت ضعیف است“ حذف کر دیتے ہیں۔ تاکہ ہمارے دعویٰ کی تردید محمد اکرم صاحب کے ہی قول سے نہ ہو جاوے۔

شیخ محمد اکرم صاحب کا قول ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔ شیخ محمد اکرم صابری اقتباس الانوار کے صفحہ ۵۲ پر بروزی نزول کی تضعیف فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”و بعضی بر آئند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ایں بروز است مطابق ایں حدیث ”لامہدی الا عیسیٰ ابن مریم“ و ایں مقدمہ بغایت ضعیف است۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

”یک فرقہ بر آں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزماں عیسیٰ بن مریم است و ایں روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ و روایات مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسیٰ بن مریم با و اقتدار کردہ نماز خواہد گزارد و جمیع عارفان صاحب تمکین بر ایں متفق اند۔ چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ در فتوحات مکی مفصل نوشتہ است کہ مہدی آخر الزماں از آل رسول ﷺ من اولاد فاطمہ زہرہ ظاہر شود۔“

یہی تو سراسر دھوکہ ہے۔ اپنے مطلب کی عبارت اس میں سے لے لی اور اپنے دعویٰ کی تردید کی عبارت چھوڑ دی۔ وہ سوال جو اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور جواب کے منتظر ہو۔

سوال یہ ہے کہ ”سورت ام الکتاب کہ وہ کل مجموعہ ہی قرآن کریم کے کل مقاصد کا اور عظمت الہی و امر و نواہی اور بندہ کے لئے دعاؤں کا اور حاجات کا کھل فوٹو ہے اور نمازوں میں کم از

کم چالیس مرتبہ بقدر تعداد رکعات دن میں دعا مانگتے ہو۔ اس میں جو ”اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور انعمت علیہم سے مراد کل تقاسیر سے مراد نبی اور رسول مراد لیتے آئے ہیں اور تم بھی لیتے ہو اور رسول کریم ﷺ بھی مراد لی ہے اور عقل بھی یہی اور اک کرتا ہے۔

کیا اس میں جو انعام وحی اور الہام کا مستقیم راستہ والوں پر اور انعمت علیہم گروہ کے لوگوں پر نازل ہوا اور یہی سرچشم ہدایت اور انعمت مقصود اصل اس گروہ کا ہے۔ کیا تم اس امر کو اپنی حاجات اور مقصود سے خارج کر کے دعا مانگتے ہو۔ فہو منتظر مکیں۔“

سوال کی عبارت کیسی کچی اور بے ڈھنگی ہے کہ بچے بھی دیکھ کر ہنستے ہیں۔ یہ سوال مرزا قادیانی کی جانب سے اور اس کا جواب پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ) کی جانب سے سیف چشتیائی میں موجود ہے۔ وہ عینہ نقل ہوتا ہے۔

سوال..... اگر بروزی معنوں کے روح سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی کہ ”اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم“

اقول..... اس کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! ہم کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ یعنی ہم بھی ان کی مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدھے راستے پر چلنے سے تیری حب و انس و رضا و لقاء کو پالے دیں۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء و رسل گزشتہ کا مقام نبوت و رسالت حاصل کر لیں یا بہ سبب کمال اتباع کے ان کے لقب مخصوص کے مستحق بن جائیں۔ کیونکہ نبوت و رسالت مع لوازم اپنے کے القاب ہوں یا احکام خاصہ، ”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (مائدہ: ۴۵)“ سے تعلق رکھتے ہیں۔

یعنی موهوبی ہیں نہ کسی اور بسبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ اور حسنین اور اولیاء سلف رضوان اللہ علیہم بڑا استحقاق رکھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باوجود شان انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کے فرماتے ہیں۔ ”الا و انسی لست بنبی ولا یوحی الی“ حضرت علیؑ اور ایسا ہی حضرت عمرؓ کے مکاشفات و اخبارات حقہ جن پر تاریخ اور کتب سیر شاہد ہیں۔ وحی نہیں کہا گیا اور نہ ان کے سبب سے ان کو نبی کہلوانے پر جرأت ہوئی۔

بلکہ جب دیکھا کہ ہمارے مکاشفات و اخبارات اور بیان حقائق و معارف قرآنیہ کے باعث سب لوگ ہم کو نبی اور موحی الہیہ سمجھیں گے۔ تو جہت ان کے غیر واقعی خیال کا ازالہ فرمایا اور تنبیہا کلمہ الا کہ ساتھ کہا کہ ”الا وانی لست بنبی ولا یوحی الی“۔ خیال فرمائیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عمر و حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عثمان باوجود مکاشفات و الہامات و اخبارات حقہ نبوت کے مدعی نہ ہوئے تو پھر مرزا قادیانی باوجود الہامات باطلہ جن کے بطلان کی خود ان کی پیشین گوئی کا ذہبہ صمد شاہد ہیں۔ کیسے مدعی نبوت بن سکتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک دو پیشین گوئی بطور استشہاد لکھی جاتی ہیں۔

پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آف تھم

یہ پیشین گوئی مرزا قادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ پر اپنے حریف مقابل مسٹر آف تھم کی نسبت کی تھی، جس کے اصل الفاظ یہ ہیں: ”آج رات کو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابہتال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عہد آجھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بتا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے کو خدا مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سو جا کھ کئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔“ (جنگ مقدس ص ۱۸۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۱، ۲۹۲) پھر فرماتے ہیں۔

”میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسوائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔

مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔“ (جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۳، ۲۳۵) اس پیشین گوئی کا مضمون بالکل صاف ہے۔ یعنی ڈپٹی آفتم جس نے مسیح کو خدا بنایا ہوا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی طرح موحد و مسلم نہ ہوا تو عرصہ پندرہ ماہ میں مرجائے گا اور ہادیہ میں گرایا جاوے گا۔ اگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ اسلام اگرچہ اپنی حقیقت میں ایسے مکاشفات کا محتاج نہیں۔ تاہم مرزا قادیانی نے مخالفین سے اسلام پر دھبہ لگوا یا ہے۔ اس پیشین گوئی کے متعلق مرزا قادیانی نے جو حیرت انگیز چالاکیاں کی ہیں۔ ان کی تردید اس پیشین گوئی کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ نے اپنے رسالہ ”الہامات مرزا“ میں وہ تردید لکھی ہے کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں اور یہ پیشین گوئی مع نظائر اسی رسالہ سے نقل کی گئی ہے۔

اس چٹھی کا جو خان صاحب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ نے آفتم والی پیشین گوئی کے خاتمہ پر بھیجی تھی۔ اس جگہ پر نقل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ مسلمانوں پر صداقت پیشین گوئیوں مرزا قادیانی کی بخوبی ظاہر ہو جاوے اور مرزا قادیانی کے بیت اللہ میں حلف اٹھانے کا دھوکہ نہ کھائیں۔

چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مولانا کریم: سلمکم اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم! آج ۷ ستمبر ہے اور پیشین گوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیشین

گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں۔ لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی تھی۔ وہ یہ ہے۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں صبح کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جاویں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب کیا

آپ کی پیشین گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ عبد اللہ آتھم اب تک صحیح و سالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ اگر یہ سمجھو کہ پیشین گوئی الہام کے الفاظ کے بموجب پوری ہوگئی۔ جیسا کہ مرزا خدا بخش قادیانی نے لکھا ہے اور ظاہری معنی جو سمجھے گئے تھے۔ وہ ٹھیک نہ تھے۔

اول تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا اثر عبد اللہ آتھم صاحب پر پڑا ہو۔ دوسری پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بتا رہا ہے۔ وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔

اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آوے گی۔ بعض اندھے سو جا کھ کئے جاویں گے۔ بعض لنگڑے چلے لگیں گے۔ بعض بہرے سننے لگیں گے۔

پس اس پیشین گوئی میں ہاویہ کے معنی اگر آپ کی تشریح کے بموجب نہ لئے جاویں اور صرف ذلت اور رسوائی لی جائے تو بے شک ہماری جماعت ذلت اور رسوائی کے ہاویہ میں گر گئی۔ عیسائی مذہب اسی حالت میں سچا سمجھا جاوے۔ اگر یہ پیشین گوئی سچی سمجھی جائے۔ جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمانوں کو کہاں؟ (مسلمانوں کو تو نہیں مرزائیوں کو۔ مؤلف) شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہوئی۔

پس اگر پیشین گوئی کو سچا سمجھا جاوے تو عیسائیت ٹھیک ہے۔ کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہوگئی۔ اب رسوائی مسلمانوں کو ہوئی۔ میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ ہر پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

لڑکے کی پیشین گوئی میں تقادل کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا۔ وہ مر گیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکہ کی پیشین گوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھا دیا۔ اگر یہ کہا جاوے کہ احد میں فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ آخر شکست ہوئی تو اس میں ایسے زور

سے اور قسموں سے معرکہ کی پیشین گوئی نہ تھی اور اس میں لوگوں سے غلطی ہوگئی تھی اور آخر جب مجتمع ہو گئے تو فتح ہوئی۔

کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہو کر اور معیار حق و باطل ظہور کر ایسی شکست ہوئی ہو مجھ کو تو اب اسلام پر شبہ پڑنے شروع ہو گئے۔ لیکن الحمد للہ! کہ اب تک جہاں تک غور کرتا ہوں۔ اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہو گیا۔

پس میں نہایت بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقعہ سچے ہیں۔ تو خدا کرے میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں جس سے تشفی کلی ہو باقی جیسے کہ لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دیں گے کہ ہادیہ سے مراد موت نہ تھی۔

الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی برائے مہربانی بدلائل تحریر فرمائیں۔ ورنہ آپ نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ (لوگوں کی پرواہ نہ کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ مؤلف) میں برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے یہ تحریر کر رہا ہوں۔ (راقم محمد علی خان)

پس اسلام کا خدا خود حافظ ہے اور خود ہی اس کی حقیقت جانفین کو ہر زمانے میں لاجواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ مرزا قادیانی نے، جو بصورت دوست مگر بمعنی اسلام کے دشمن تھے۔ جہالت کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی کر دی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ علمائے اسلام نے اس کا تدارک کر لیا۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے:

ترا اژدھا گر بود یار غار

ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

اور جانفین سے آنحضرت ﷺ کے شان میں وہ کفریات بکوائے کہ خدا نہ سنائے۔ بلکہ جریدہ عالم پر ان کی بوجہ تحریری ہونے ان کے ثبوت کرادیا۔ الحمد للہ واللہ کے اللہ جل شانہ بحسب وعدہ ”اننا نحن الذکر وانا له لحافظون“ (حجر: ۹) کے ہمیشہ اس کو پیش گوئیوں میں ناکامیابی دیتا رہا۔ تاکہ عوام کا لالچام اس کو بوجہ صداقت پیشین گوئی کے کتاب و سنت کے بیان میں سچا نہ سمجھ لیں۔

بلکہ یہ جان لیں کہ یہ شخص قرآن و سنت کا محرف ہے۔ مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان احمد کے آسمانی منکوحہ کے پٹھن گوئی کی نسبت نا کامیاب ہونا خود مشہور ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ سب خلقت مجھے قبول کرے گی۔ یہ مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ اگر عیسیٰ موعود ہوتا تو یہ الہامات کیونکر جموٹے پڑتے؟ اہل انصاف کو تو یہی دلائل اس کے سچ کاذب ہونے پر کافی ہیں۔ آگے سردار خان تیرا ایمان مان نہ مان۔

پھر جو آپ نے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے: ”اب صوفیان زمانہ کا یہ حال ہوا کہ خود بھی اور مریدوں کو نا دلی اور چہل کاف، گنج العرش، دلائل الخیرات، تسبیح و تحلیل درود بلامعنی پڑھا کرو اور نمازوں کو جلد چٹ کر دیا کرو۔ وظیفہ کا وقت نہ گزرے۔ اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو خاموش رہو۔“

سبحان اللہ اب وہ زمانہ بھی آ گیا کہ لوگ تسبیح و تحلیل درود شریف پڑھنے سے مانع ہو رہے ہیں اور ان کے پڑھنے والوں کو برا ماننے ہیں۔ سچ ہے کہ: ”خیالات نادان خلوة نشین میہم میکنند عاقبت کفر دین“

شاید یہ لوگ فضائل درود شریف و تسبیح و تحلیل سے بے علم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ”ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما“ ﴿تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ حضرت ﷺ پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو۔ حضرت پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔﴾

”وقال النبی ﷺ من صلی علیّ مرۃ صلی اللہ علیہ عشر مرۃ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۹۰، حدیث نمبر ۲۴۷۳)“ ﴿فرمایا رسول ﷺ نے جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار۔ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار۔﴾

احادیث میں فضائل درود کے بے شمار ہیں۔ پس درود ایک ایسا عمل ہے۔ جو سب اعمال سے افضل ہے اور ذات حق خود بخود اس عمل کو کر رہی ہے اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور مومنوں کو بھیضہ امر حکم فرمایا ہے جو درود کے لئے ہوتا ہے اور دلائل الخیرات شاید آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی وہ اول سے آخر تک قسم قسم کے درود شریف ہیں اور دعا گنج العرش سب کی سب جہیل ہے۔

کوئی وظیفہ ایسا نہیں جو جلیل وسیع درود شریف سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ وسبحوا بحمد ربهم یعنی وہ لوگ تسبیح پڑھتے ہیں۔ ساتھ حمد رب اپنے کے اور تسبیح کا امر فرمایا ہے۔

فسبح بحمد ربك جلیل کے معنی شاید آپ نہ جانتے ہوں گے۔ جو فضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ ”قال النبی ﷺ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۰۳، حدیث نمبر ۲۲۸۲) وقال النبی ﷺ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۰۱، حدیث نمبر ۲۲۷۹)“

پس وظیفہ درود تسبیح و تحلیل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ان کی اہانت کرنے والا کافر ہے۔ پٹ اونے دا قدر کی جانے پٹ اوناجت کا تا۔ قدر گل بلبل بداند قدر راز رگری۔ قدر سرگیں جمل داند قدر وہ دگری۔

پھر جو لکھا ہے۔ ”اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو چپ رہو۔“ افسوس آپ کے انصاف پر اگر صوفی نہ ہوتے تو آپ کے غیر قوم کے دلائل کون رد کرتا اور مرزا قادیانی کو کون ہار دیتا۔ کیا صوفی پیر مہر علی شاہ صاحب کا مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تردید کے لئے تشریف لانا اور مرزا کاسات دن گھر سے نہ نکلنا۔

آپ بھول گئے ہو یا صم بکم عمی ہو رہے ہو۔ پھر اس صوفی نے اس قوم کے دعاوی کی بیخ کنی کے لئے کتاب چشتیائی ایسی بنائی کہ سب کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ستیاناس کر دیا کہ آج تک اس کے جواب کے بارے میں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور سرگردانی کی مگر خاک ہاتھ آئی۔ آخر ایسی حسرت میں مرزا قادیانی خاک میں مل گئے۔ کیا یہی چپ رہنے کے معنی ہیں؟ منصف آپ جیسے ہی چاہیں۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پا کاں زند

پھر آپ نے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ: ”جب تم ہم کو اپنے دل میں حقیر ذلیل شمار کرتے ہو تو ہمارا وہم والہامات قرآن مجید کی طرف دوڑتا ہے۔ تو اس بحر عظیم میں ہم کو غوطہ لگانا پڑتا ہے۔ آخر

وہاں سے لعل موتی ہاتھ آئے..... الخ“

چونکہ آپ نے قرآن دانی اور اس سے لعل موتی نکالنے کا دعویٰ کیا ہے اور صوفیوں کے بارے میں صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ ”قرآن کو پڑھنے کے وقت جنت منتر تنز کر کے ترت ٹھپ دیا کرتے ہیں۔“ اب وہی صوفی کئی سوال متعلقہ معانی قرآن پیش کرتے ہیں۔ ایک نہیں بلکہ سب جماعت مرزائیہ جمع ہو کر ان کا جواب دو اور الہام سے لعل موتی نکال کر پیش کرو:

پہلا سوال..... قال اللہ تعالیٰ والقمر قدرناہ منازل اس کے متعلق منازل اور علیٰ ہذا القیاس آیت کریمہ ہو اللہ الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنیٰ مع بیان ہر ایک منزل کے ساتھ ہر ایک اس کے اسماء الہیہ میں سے جمعین ہر اسم و ہر ایک سورۃ متناسبہ بمنازل بمعہ حروف و اوائل جن کی سورتیں بلحاظ تکرار ۳۷ بحسب تعداد الایمان بضع و سبعون شعبۂ ہیں۔

اور انقلابات قمر بالمنزلة بحسب جمہیث و تریج و تسدیس مع احکامہا لکھیں اور نیز ۲۸ منازل کی وجہ تخصیص عند المحققین کیا ہے اور عند الجمهور کیا؟ اور نیز ہر برج کے لئے ۲ منازل اور ٹکٹ منزل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر ہر برج کے لئے منازل میں سے عدد صحیح ہوتا یا مکسور تو عالم تکوین میں بقانون ذلک تقدیر العزیز العلیم کیا قباحت اور نقصان تھا؟

پھر منازل صحیحہ اور ملفقہ من الکسور مختلفہ المزاج بالتفصیل بیان فرمائیں۔ مثلاً ثریا کے لئے مزاج خاص ہے اور (برج) حمل نے اس سے ٹکٹ لیا ہے۔ جب ثور کے لئے دو منزلیں اور ٹکٹ چاہئے تھا تو ایک منزلۃ وبراں صحیحہ اور دو ٹکٹ ثریا کے جن کے ساتھ یقہ کا ٹکٹ اضافہ کرنے سے دو منزلیں تمام ہوئیں۔ پھر یقہ سے باقی ماندہ ٹکٹ لیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

جب تک یہ مذکور مع منزل احدى المزاج اور مختلفہ المزاج مع احکامہا التخصیص کے نہ جائیں۔ جس کے بغیر بروج کا مثلثہ الوجہ ہونا نہیں معلوم ہو سکتا۔ تو آپ و السماء ذات البروج اور القمر قدرناہ منازل اور ذلک تقدیر العزیز العلیم کو کیا سمجھیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

وان يوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون کو کو اکب مذکورہ یعنی سبع سیارہ میں سے چھوٹے روز والا قمری و مقدارہ یسیر الثوابت ستة و ثلاثون الف سنة

معاتعدون۔ یوم ذی المعارج باصلاح قرآن کریم مقدار اس کا پچاس ہزار سال اور یوم اسم رب کا مقدار ایک ہزار سال۔

پس ضرب کیا جائے حاصل ضرب ایام کو اکب ثابتہ کا بیچ ایام دراری سیح کے بیچ مجموعہ کے جو حاصل ہے۔ بروج اور حاصل ضرب ۳۶۰ فی نفسہ سے مثلاً عدد اس مجموعہ کا ۲۷۶۰۰ ہے۔ جس میں عدد ایام کو اکب مذکورہ کے ضرب کرنے سے معنی تقدیر الکواکب معلوم ہو سکتا ہے۔ بغیر اس کے آپ معنی ذالک تقدیر العزیز العظیم ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ صرف ترجمہ دانی اور چیز ہے۔

دوسرا سوال..... قولہ تعالیٰ ”فاردت ان اعیبہا اور فاردنا ان یبدلہما ربہما“ افراد اور جمعیت ضمیر کی وجہ تھمس کیا ہے؟ اور نیز قولہ تعالیٰ ”فاردنا ان یبدلہما ربہما سے فاراد ربك ان یبدلہما یا فاراد ربہما ان یبدلہما“ بادی نظر میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس قول باری تعالیٰ کو فاراد ربك ان یبلغا اشدہما وایضا قولہ تعالیٰ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون میں بدر کی تعقیب وجہ بیان کریں۔ مع ان المحقق انبہ لا افتتاح القول کما لا افتتاح لمعلوم لعلمہ تعالیٰ فی حدث الا ظهور المکون لعالم الشہادۃ بعد ان کان غیباً فی علمہ تعالیٰ۔ جواب دہی میں آپ کی قرآن دانی ظاہر ہو جائے گی۔

تیسرا سوال..... ”قال تعالیٰ وکل شیء احصیناہ فی امام مبین۔ قال الشیخ بن عربی الطائی قدس سرہ فانہ الحق المبین والصادق الذی لا یمین ویمثل هذا الخاطر یحکم الزاجر ولہذا یصیب ولا یخطی ویمضی ما یقول ولا یبطی اذا استبطاء لا زاجر عند السؤال فما ہو من اولئک الرجال حال السؤال ما یحکم بہ المستؤل ان وقع منه الثوانی الی الزمن الثانی فسد حالہ ولم یصدق مقالہ خذک امر التفیق..... لا یکون له مکث مخلولہ انتقالہ وورودہ زوالہ ومن ثلک نزول الملک علی الملک لیس الملک الا من خدمہ الملک الملک لا ینزل معلما وانما ینزل حلما فان الرحمن علم القرآن انظر الی ہذہ التکملۃ المحمدیۃ تنبہ لہذہ المنزلۃ العلیۃ فاسئلک فیہا سواء السبیل ولم

تجنم الی تاویل فعرس فی احسن مقیل فی خفض عیش وظل ظلیل الی ان
قال هو ابن الا ما المبین لا بل ابوه کائن بائن راجل قاطن استوطن الخیال
وافترش الکتاب واستوطاه اللسان بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ فهد
الامام المبین یموی امهات العلوم یبلغ عدد مائة الف نوع من العلوم تسعة
وعشرین الف نوع وقسمائنة نوح قال لوط لو ان لی بکم قوة او اوی الی
رکن شدید فکان عنده الرکن الشدید ولم یکن یعرفه فان النبی قال یرحم
الله اخی لوطا لقد کان یلوی الی رکن شدید ولم یعرفه وعرفته عائشة
وحفصة فلو عرفت ایها المخاطب علم ما کانتا علیه المعرفة معنی هذه
الایة“

آیت مذکورہ کے متعلق حضرت شیخ صاحب کی تفسیر کا مطلب ونیز دوسری آیت
وحدیث کے تحت میں جو لکھا گیا ہے۔ اس کا حاصل بیان فرمائیں؟ نیز آیت پہلی سے انیس موارد
بمع نظر ان کے جو بمقابلہ ہر ایک کے ایک صفت ممکنات کے ہے اور نظائر من القرآن اور نظائر
فی التاثر اور نظائر من النار اور ایک لاکھ انیس ہزار چھ سو علم کا صرف نام ہی بتائیں۔

مگر خیال رہے کہ آپ جیسوں کا تاویلی ڈھکوسلہ نہیں یہ علم الرحمن ہے۔ جو بغیر انبیاء
واکمل اولیاء صلوات اللہ والسلام علیہم وعلیٰ آلہم وعلیٰ من اتبعہم اجمعین ان کے دوسرے کا حصہ نہیں: ذلک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین اللهم اهدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والضالین۔ آمین!
آخر جو لکھا ہے۔ ”اے صاحبان اب نور دین کو بھی جانے دو۔“ نور دین تو خد مذہب دین
بین ذلک کا مصداق ہے۔ اس کی سوانح عمری پر خیال کرنے سے خوب روشن ہو جاتا ہے۔ ایسے
آدمی کا اقتدار بے فائدہ ہے۔

دوسرے چونکہ آپ کا شمس من مغرب طلوع ہو کر غروب بھی ہو گیا ہے۔ تو پھر آپ کا نور
دین پر ایمان لا تا مردود اور دوسروں کو ترغیب دینا بے سود۔ والسلام علی من اتبع الهدی بررسولاں
بلاغ باشد بس۔

خادم العلماء والفقراء فقیر محمد ضیاء الدین اوصلائی مراتب الیقین سیالوی

بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۳۲۹ھ ۱۱۳۲۹ھ اختتام یافت

اعتراف

ہماری طرف سے حقائق معارف پناہ فضائل و کمالات دستگاہ جناب حضرت پیر صاحب مہر علی شاہ مسند آرا کوثرہ کافی و شافی جواب ترقیم فرما چکے ہیں اور ان کا بھی اب تک کوئی جواب نہیں۔ فقیر نے جو کچھ لکھا ہے۔ ازراہ ہمدردی لکھا ہے اور جہاں کہیں کوئی فقرہ پیر صاحب کی کتاب سے لکھا ہے وہاں نام درج کیا ہے۔

خلاصہ علامات ظہور مسیح موعود و مہدی معہود ثبوتہ باحادیث صحیحہ متواترۃ بالمعنی

ضمیمہ

”قال الله تعالى ما اتاكم الرسول فخذوه وقال النبي ﷺ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذذنفی النار (مشکوٰۃ ص ۳۰)“
خصوصیات زمانہ مسیح

۱..... ان کے زمانہ میں جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ مال کی مسلمانوں کو کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ مگر یہ چودھویں صدی کے مسیح خود ہی چندہ کے محتاج ہیں۔ کبھی بحیلہ منارہ سازی اور کبھی بہ بہانہ تصنیف اور کبھی بہ حجت مسافر نوازی۔

۲..... مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ بہت متمول اور توکمر ہوں گے۔ آج دنیا کی تمام اقوام میں سے زیادہ مفلس اور غریب مسلمان ہیں۔ زکوٰۃ دہندگان نہایت ہی قلیل ہیں۔

۳..... باہم بغض اور عداوت جاتی رہے گی۔ سب میں اتحاد اور محبت کا رشتہ مستحکم ہو جائے گا۔

۴..... زہریلے جانور مری زہر جاتی رہے گی۔ وحوش میں سے درندگی نکل جائے گی۔ آدمی کے بچے سانپ اور بچھو سے کھیلیں گے۔ ان کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔ بھیڑ یا بکری کے ساتھ چرے گا۔

۵..... زمین صلح سے بھر جائے گی۔

۶..... زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل پیدا کر اور اپنی برکت لٹا دے اس دن ایک انار کو ایک گروہ

کھائے گا اور انار کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی۔

یہاں تک کہ دودھ ہار اوٹنی آدمیوں کے بڑے گروہ کو اور دودھ ہار گائے ایک برادری کے لوگوں کو اور دودھ ہار بکری ایک کنبہ کے شخصوں کو کفایت کرے گی۔

۷..... گھوڑے سستے بکیں گے۔ کیونکہ لڑائی نہ رہے گی۔ بیل گراں قیمت ہو جائیں گے کیونکہ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔

۸..... خداوند تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام دینوں کو مٹا کر دے گا۔ صرف دین اسلام باقی رہے گا اور اسلام کی ایسی رونق ہوگی کہ تمام دنیا اور دنیا بھر کے مال متاع سے ایک سجدہ کرنا اچھا معلوم ہوگا۔

سیرت مسیح

۱..... عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں نہایت سیکنہ سے چلیں گے۔ زمین ان کے لئے سمٹ جائے گی۔ ان کی نظر قلعوں کے اندر اور گاؤں کے اندر تک اثر کر جائے گی۔

۲..... جس کافر کو ان کی سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔

۳..... یہ بیت المقدس کو بند پائیں گے۔ دجال نے اس کا محاصرہ کر لیا ہوگا۔ اس وقت نماز صبح کا وقت ہوگا۔

۴..... ان کے وقت میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے۔ تمام خشکی وتری پر پھیل جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔

۵..... وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ و قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔

۶..... دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔ اس کا خون اپنے نیزہ پر لوگوں کو دکھلائیں گے۔

۷..... اگر وہ پتھریلی زمین کو کہہ دیں کہ تو شہد ہو کر روانہ ہو تو اسی وقت شہد بن جائے گی۔

۸..... زمین پر چالیس پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔

۹..... روضہ مقدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مدفون ہوں گے۔

حلیہ عیسیٰ علیہ السلام

۱..... قد درمیانہ، رنگ سرخ و سفید، لباس زردی مائل، ان کے سر سے باوجود ترنہ کرنے کے پانی کے قطرے موتیوں کے دانہ کے مثل ٹپکتے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میں شب معراج میں ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا تصفیہ رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے آنے کی خبر تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برندہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو پکھلنے لگے گا۔ جیسے رائگ پکھل جاتا ہے۔ (یہ حدیث مسند احمد ج ۱ ص ۲۷۵ میں ہے)

اب مرزائی جماعت سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا شب معراج میں اس معاہدہ کے بیان کرنے والے مرزا قادیانی ہی تھے اور اگر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر دی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر نہیں دی۔ چنانچہ آپ کا مرغوم ہی کیوں نہ خبر دے۔ ناظرین ذرا غور وانصاف فرمائیں کہ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ لیکن

کسے بدیدہ انکار گر نگاہ کند
نشان صورت یوسف وہد بنا خوبی
اگر چشم ارادت نظر کند دردیو
فرشتہ اش نماید چشم محبوبی

علامات ظہور مہدی

۱..... دارقطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معبود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتداء پیدائش آسمان وزمین سے کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ یہ وہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔

”ان لمہدینا ایتان لم تکنونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منه“ (دارقطنی ج ۲ ص ۶۵) اور جو ۱۳۱۱ھ میں رمضان شریف میں چاند گرہن وسورج گرہن ہوا تھا وہ ان تاریخوں کے موافق نہ ہوئے تھے۔ جیسا کہ ان سن کی جنتریوں میں موجود ہے۔ اس لئے وہ قادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

۲..... قریب ظہور امام مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

۳..... آسمان سے ندا ہوگی: ”الا ان الحق فی ال محمد“ اے لوگو حق آل محمد میں ہے۔

شناخت مہدی کی علامات

۱..... آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ اور تلوار اور علم ہوں گے۔ یہ نشان بعد آنحضرت ﷺ کے کبھی نہ نکلا ہوگا۔ اس پر لکھا ہوگا البیعة للہ بیعت اللہ کے واسطے ہے۔

۲..... امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا اور اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا: هذا المہدی خلیفۃ اللہ یعنی یہ مہدی خلیفہ خدا ہے۔ اس کی اتباع کرو۔

۳..... ایک سوکھی شاخ زمین میں لگائیں گے تو ہری ہو جائے گی اور اسی وقت برگ و بار لائے گی۔

۴..... کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

۵..... دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے پھٹ گیا تھا۔

۶..... ان کے پاس تابوت سکینہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔

۷..... امام مہدی اہل بیت نبوی سے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: المہدی من

عترتی من ولد فاطمۃ اور اس کا نام محمد اور اس کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث

ابوداؤد میں ہے۔ قادیانی نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے کہ مہدی موعود کے قاطبی ہونے کی کیا

ضرورت ہے؟ صاحب ضرورت تو اس لئے ہوئی کہ خبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے۔ آپ فرمائیے

مغل بچہ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

۸..... ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔ (رواہ ابو یوسف عن علی کرم اللہ وجہہ)

۹..... مہاجر یعنی ان کے ہجرت کی جگہ بیت المقدس ہوگی۔

۱۰..... حلیمہ ان کا گندم گوں رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان ابرو،

دونوں ابروئیں فرق، سیاہ چشم سرگیں، دانت سفید روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر خال سیاہ، چہرہ

نورانی ایسا روشن جیسا کوکب دری، ریش پرانہ کشادہ، ران عربی وضع، اسرائیلی بدن، زبان میں

لکنت جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے۔ کف دست میں نبی ﷺ کی

نشانی ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیحہ سے لئے گئے ہیں۔

ناظرین! کو معلوم ہو کہ یہ پیشین گوئی اور ایسی ہی مسیح موعود والی اور دجال شخصی کی ان

سب میں جو آنحضرت ﷺ نے مفصل طور پر حلیہ بیان فرمایا ہے، جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ گویا یہ پیشین گوئی درپیشین گوئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی یا امثال اس کے مسیح موعود یا مہدی معبود ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخص کا منکر ہوگا۔ گویا آپ نے پہلے ہی مفصل حلیہ بیان فرمانے سے ان کی تکذیب پر علامات بیان فرمادیئے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایسے ایسے خلل اندازوں کا آنحضرت ﷺ کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی کیا ضرورت تھی؟

ضرورت کی وجہ تو یہی ہے کہ یہ مدعیان امت مرحومہ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ فسبحان اللہ من جعلہ ﷺ حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اپنی کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیل فرمایا ہے۔ لہذا هو الحق فما ذا بعد الحق الا الضلال والہادی هو اللہ المتعال۔ پس چونکہ علامات مذکورہ بالا جو احادیث صحیحہ متواترہ بالمعنی سے ثابت ہیں۔ اب تک ظہور میں نہیں آئیں۔ تو بتائیں قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معبود ہونے کا باطل صریح اور افتراء محض ہے۔ اہل اسلام کو آیت کریمہ ما اتاکم الرسول کو مد نظر رکھ کر اس کے دھوکہ سے بچنا ضروری ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ”ومن یشاقق الرسول من بعد من تبیین لہ الہدیٰ ویبتغ غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وسأنت مصیرا“ ﴿جو شخص رسول کی مخالفت کرے۔ اس سے پیچھے کے ظاہر ہوا۔ اس کے لئے راستہ سیدھا اور پیروی کرے مؤمنین کے مخالف راستہ کو اعتقاد اور عمل میں چھوڑیں گے۔ ہم اس کو اس امر میں جو وہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ یعنی دائرہ کفر و ارتداد میں داخل کریں گے اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بری جگہ رہنے کی ہے۔﴾

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص دیدہ دانستہ احادیث صحیحہ نبویہ واجماع امت مرحومہ کے عمل و اعتقاد میں مخالفت کرے تو اس کے لئے حکم ارتداد و کفر ہے۔ نہعو ذباللہ منها۔ اگر کسی شخص کو زیادہ تر تحقیق کی خواہش ہو تو کتاب سیف چشتیائی مصنفہ اس المحدثین و رئیس المدققین پیر صاحب گولڑوی مطالعہ کریں تاکہ قادیانی کی دھوکہ بازی اور مکر سازی پر پوری پوری اطلاع پائیں۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یدہی من یشاء الی صراط مستقیم!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
مدرسة للناس في كل شيء
والله اعلم بالصواب

اتمام البرهان على مخالفي
الحديث والقرآن
لأثبات الحق الصريح في
حيات المسيح

جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئین کرام!

الحمد لله رب العلمین حسن العاقبة للمتقین والصلوة والسلام
 علی سیدنا المرسلین وآلہ المکرمین واصحابہ الراشدین اجمعین . اما بعد!
 طالب نجات ذرہ بے مقدار سمجھوان شیخ حاجی احمد حسین عفا اللہ عنہ حنفی المذہب چشتی
 المشرّب کے یکے از کمینہ خادم خادمان حاجی الحرمین الشریفین جناب حاجی امداد اللہ صاحب
 (مہاجر است) طاب اللہ ثراہ وجعل الجہیمہ سب اور سیر ابن شیخ حاجی مدار اللہ صاحب عرف بہ
 شیخ حاجی مدار بخش صاحب مرحوم غفر اللہ لہ ولوالدہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ احقر
 نے بعد حصول یتیم خان جب اپنے وطن میں مراجعت کی یہاں آ کر اکثر نو ایجاد من گھڑت طریقہ
 مرزا غلام احمد قادیانی کے چرچے اور تذکرے گوش زد ہوئے بلکہ بھگانہ عیسائی ان آسمانی باپ کے
 لے پالک جو اپنے لئے بحوالہ الہام ربانی ”انت منی بمنزلہ ولدی“ (حقیقت الہی ص ۸۶،
 خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) اپنی خود ستائی کرتا ہے۔

بہت سے خام طبیعت غیر مستقل الایمان متزلزل الاعتقاد سادہ لوحوں کو راہ راست سے
 گمراہ کر دیا پس بعض جلیس تقدیس نہاد نے اس فقیر حقیر سے ان باطلہ عقائد کی تردید اور جواب
 نگاری بعض مسائل مسلمہ و مروجہ مرزا کی تحریک کی چونکہ احقر میں قدیم سے باطل پرست گروہوں
 کے دندان شکنی کا قدرتا جوش ہے لہذا باوجود بے مائیگی علم و کم مہارتی متوکلا علی اللہ اس رسالہ کی
 تکمیل پر کمر ہمت چست کی اب خدائے نیاز کی بارگاہ میں عاجزانہ دست بدعا ہوں کہ وہ ہمدردی
 اسلام کے صلہ میں اس عاجز کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے اور رسالہ کو شرف قبول سے
 مسلمانوں کے دلوں میں وقعت عطا فرمائے۔

عالی شان بلند سواد والا منظران دقیقہ شناس سے اول یہ التماس ہے کہ بقضائے بشریت
 اور لاعلمی خاکسار سے معنایا لفظا حقیقتاً یا مجازاً اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو براہ کرم بمصدق تخلق
 باخلاق اللہ اور ستاری کو کام میں لائیں اور چشم پوشی فرما کر آماج گاہ سہام ملام نہ بنائیں بلکہ اصلاح
 فرمائیں۔

دوئم آنکہ ہمارے مخالفین کی تمام تحریریں اکثر ناملاہم الفاظ وغیر مہذبانہ خطاب سے

مملو ہیں تا آنکہ ہمارے بزرگوں اور ان مسلم پیشواؤں اور بعض اولوالعزم انبیاء و اکابر کی جنہیں ہم برگزیدہ اور مقدس بارگاہ احمدیت سمجھتے ہیں۔ صریح توہین کی ہے۔ مگر حوالہ بخدا کر کے ہم نے حتی الوسع بیہودہ تحریر سے گریز کی ہے۔ بدایں تا کرینہ طفلان راہ۔ چو زنگی چراگشتہ باید سیاہ۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بے تہذیبی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ و سلمنا ذالک مگر کوئی لفظ نہ ملائم کسی موقع پر ناگوار خاطر قلم سے نکلا بھی ہو تو نصوص قرآنی کے ترجمہ سے اخذ کیا گیا ہو گا یا تاویلاً معرض تحریر میں آیا ہو گا۔ نکتہ نفسانیت اور ضد سے تاہم میں خواستگار معافی ہوں گو بمصدق کلون انداز رپاداش سنگ است چند ان غیر مستحسن نہیں فقط۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عنوان اول: سبحان اللہ! کیا زمانہ انقلاب ہے۔ سابق زمانوں میں بھی طرح طرح کے ذریعات شیاطین نے وہ رنگ و ظہور پکڑا کہ کسی نے دعویٰ خدائی کیا اور کسی نے دعویٰ نبوت۔ غرض کہ طرح طرح کے فساد ایجاد ہونے سے دین اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑا۔ مگر بفضل الہی وہ سب خود فانی السقر ہو گئے۔ وہی بزرگان دین حق جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ غالب ہوئے۔ قولہ تعالیٰ: ”من یتول اللہ ورسولہ والذین آمنو فان حزب اللہ ہم الغالبون (المائدہ ۵۶)“ اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو وہ جو کہ ایمان لائے ہیں پس گروہ اللہ کے وہی ہیں غالب۔ ﴿

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موصوف اس آیت کے وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے مدعیان مذکورہ بالا کو مغلوب کر کے دین کا بول بالا حسب ایمانی خداوندی کر دیا۔ اب غور فرمانا چاہئے کہ کیسے کیسے عظیم الشان فتنے برپا ہوئے۔ مگر بعد ایزدی اہل حق نے سب کو دفع کیا اور دین اللہ کا مستحکم اور قائم ہو گیا اور وہی بزرگان دین متولی رب البیت ہوئے اور کیوں نہ ہوتے وہی تو محبوب و متقی بندگان، اللہ پاک کے ہیں۔

بقولہ تعالیٰ: ”وما لہم الا یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام وما کانو اولیاء ان اولیاءہ الا الممتقون ولكن اکثرہم لا یعلمون (الانفال: ۳۳)“ اور کیا ہے نہیں کہ نہ عذاب کرے نہیں اللہ اور وہ روکیں مسجد حرام سے اور نہیں وہ متولی مسجد کے نہیں متولی اس کے مگر متقی۔ لیکن اکثر کفار نہیں جانتے ﴿

دیکھو یہ وعدہ اللہ کا کہ مکہ معظمہ ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ کیا پورا ہوا کہ آج تک اہل اسلام ہی اس پر قابض اور متولی ہیں۔ کوئی اور نہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے۔ وہ یہی لوگ قابضان اور متولیان اہل اسلام متقین ہیں۔ اے صاحبان اس فقرہ آخر کے اکثر کفار نہیں جانتے کیوں مصداق ہوتے ہو ذرا چشم حیا کو اٹھا کر دیکھو کہ آج تک وہی اسلام دین آ ربہ آئمہ رب البیت پر قابض ہیں۔ اگر یہ صاف حسب فرمودہ خداوندی متقی نہ ہوتے تو اسلام میں جس قدر فریق جدید ہو گئے ہیں۔ کوئی تو قابض رب البیت ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے ضرور ہے کہ تمام فرقہ ہائے جدید باطل پر مبنی ہیں۔ پس وہی اسلام دین حق پر ہے۔

عنوان دوم

اسلام دین میں سوائے تحقیقات بزرگان دین واربعہ آئمہ کے کہ اسلامیان کی تحقیقات میں دائر ہے اور اس پر اتفاق اجماع بھی ہے۔ کسی اور کے اقوال پر چلنا اور یقین کرنا محض ضلالت و گمراہی ہے اور جب کہ ان اکابر کی ہی شرح و قول جن کا زمانہ قرب رسول اللہ ﷺ تھا قابل نہ رہیں تو اس زمانہ بعید از بعید میں کسی کا قول و فعل قابل قبول ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خلاف اجماع ہے۔

قوله تعالیٰ: ”وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تُوَلِّىْ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا (النساء: ۱۱۵)“ ﴿۱﴾ اور جو کوئی ممانعت کرے رسول سے جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی غیر راہ سے پس ہم اس کو حوالہ کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں دوزخ میں اور بہت بری جگہ ہے۔ ﴿۲﴾

اور نیز اسی طرح حدیث میں آیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہی جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو۔ وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو وہی دوزخی ہے۔ موضح القرآن۔

پس اس حدیث و آیت سے صاف ثابت ہو گیا کہ جس نے برخلاف اجماع ان بزرگان بالا کے جدی راہ نکالی اور اس آیت کا منکر ہے اور منکر کلام الہی کا قطعی کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کو دوزخی فرمایا۔

عنوان سوم

وہ بات جو سب کے نزدیک مسلم ہے یہ ہے جو فرمودہ رسول اللہ ﷺ متفق علیہ ہر جمعہ کے خطبہ میں ہر شخص سنتا ہے اور یہ گم گشتہ راہ کو رہا بن بھی ہمیشہ سنتے رہتے ہیں۔ مگر بقول:

جہدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنه لب آرد سکندر را

وہ حدیث یہ ہے: ”خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (بخاری ج ۱ ص ۵۱۰)“ ہر جمعہ میں پڑھا جاتا ہے۔ یعنی میرا زمانہ خیر کا ہے۔ بعد اس کے صحابہ اور بعد ازیں تابعین کا اور دوسری حدیث میں تبع تابعین بھی آیا ہے۔ بعد اس کے جھوٹ فریب کا زمانہ شامل ہو جاوے گا۔ لہذا اسی زمانہ محدود کی تحقیقات کا اعتبار ہے کہ قریب زمانہ رسول اللہ تھا۔ رہا یہ کہ بعض بعض مسائل فروعیہ میں جو اربع ائمہ کے باہم اختلاف ہے وہ اختلاف صحابہ ہے۔ وہ بھی بخیر ہے۔ یعنی اس میں بھی ایک ثواب ہے۔ ان کی نسبت بھی یوں فرمایا ہے۔ اختلاف امتی رحمتہ۔ مگر اختلاف امت سے مراد اصلی اسی زمانہ کے لوگ ہیں جو خیر القرون مذکور میں داخل ہیں وہی زمانہ اجتہاد استحکام اسلام دین کا تھا بعد اس کے زمانہ کذب شامل ہو گیا اور فی زمانہ تو زیادہ تر بدتر ہے۔ جس کی بابت قرآن وحدیث سے سب کو خبر ہے بغرض اختصار ان کے درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ عاقل خود سمجھ جائیں گے۔ غرض یہ تمام معروضہ بالا اہل فہم کے نزدیک قابل تسلیم ہیں۔ البتہ نادان کو چشم جو اس کی درگاہ سے مرفوع القلم ہیں جو چاہیں کہیں۔

پس جس قدر طریقے و فرقے برخلاف اسلام و دین ایجاد ہو گئے ہیں۔ عاقلوں کے نزدیک باطل ہیں۔ ورنہ کوئی بتائے تو کہی کہ منجملہ فرقہ ہائے موجودہ وغیرہ کے کوئی بھی متولی بیت اللہ ہوا جو راستی فرقہ پر بمصدق آیت بالا دلالت کرے۔ سواب طریق اسلام دین کا حق سمجھنا حسب معروضہ بالا آسان ہو گیا۔ کیونکہ برخلاف اربعہ ائمہ و اجماع مومنین خیر القرون کے جو دین میں ایجاد ہے۔ خلاف ہے اور بعدہ محدثین و مفسرین و مجتہدین و فقہاء وغیرہ و نیز اہل سیر و تواریخ۔ زمانہ سابق وغیرہ جس کا بیان کھنچ کھنچ کر بھی موافق قرآن وحدیث آجائے تو فیہا قابل قبول۔ ورنہ مردود اور جبکہ سابق ایجاد طریق خلاف اسلام قابل قبول نہ ہوئے تو اس زمانہ بدتر میں جو کوئی شخص قرآن وحدیث میں رائے زنی کرے اور جدید طریق ایجاد کرے تو وہ البتہ وسوسہ شیطانی ہے اور نفی مذکورہ بالا کا منکر ہے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو مثل عیسیٰ یا مثل نبی یا امام مہدی قرار دے تو اول

ان آیات متذکرہ بالا کا مصداق ہو کر دعویٰ کرے تو کچھ قابل خیال بھی ہو ورنہ مجسم شیطان لعین مثل مسلمہ کذاب معہ اپنی ذریات کے ہے۔ خداوند کریم ایسے گمراہ لوگوں کی ہوا سے بچائے اور اپنی رحمت سے ان کو بھی راہ راست دکھائے۔ کیوں صاحبو! اب کچھ سمجھ میں آیا یا نہیں یا وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔ بقول نادان:

کوئے جانان سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ جدا بنائیں گے

یا رو! خدا سے ڈرو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو۔

قوله تعالى: ”أَن الذِّينَ فَرَّقُوا بَيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا أَلَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ“
انما امرهم الى الله ثم ينبههم بما كانوا يفعلون (انعام: ۱۰۹) ﴿جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے فرقے تجھ کو ان سے کچھ کام نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے ہے۔ یہ وہی جتاوے گا ان کو جلیسا کرتے تھے۔﴾

پتا نہ چھوڑتے ہیں کہ ”عن عائشة ومن احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد“ (بخاری ج ۱ ص ۳۷۱) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں۔ یعنی ہمارے دین اور شریعت میں جو اس میں نہیں۔ سو وہ نئی بات یا اس کا نکلنے والا مردود ہے۔ یعنی دین میں وہ نئی چیز نکالے جس کی شرع میں کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی سو وہ نہایت گمراہی ہے اور اسی کا نام بدعت ہے۔

دین میں چار چیزیں اصل ہیں۔ ایک تو قرآن۔ دوسرے حدیث۔ تیسرے اجماع اور اتفاق امت۔ چوتھے قیاس شرعی جس کی بحث اصول فقہ میں ہے۔ پس جو بات ان چاروں اصول میں نہیں وہی بدعت ہے۔ جتنی بدعتیں لوگوں نے خلاف شرع نکالیں۔ اس حدیث سے سب رد ہو گئیں۔ تفصیل کی کچھ حاجت نہیں۔ پس توبہ کرنا اور راہ راست حقد میں اختیار کرنا امر ضروری ہے۔ ورنہ ایسوں کا ٹھکانا وہی جہنم ہے۔ بھائیو! بوجہ ہمدردی بقول شیخ سعدی:

بنی آدم اعضاء یکدیگر اند

کہ در آفرینش زیک جوہر اند

عرض کرتا ہوں۔ قوله تعالى: ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ (احزاب: ۴۰) ”آیا ہے تو جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہوئے تو پھر آئندہ نبی یا مثل نبی کی

امید کیونکر۔ جبکہ اصل نبوت کا ہی خاتمہ ہو چکا تو مثل نبی کس غرض اور کس ڈر بے سے برآمد ہوا ہے۔ کیا خاتم نبی سے کام انجام نہیں ہوا جو ایسا دعویٰ ہے کوئی ثبوت قرآنی ہے یا کوئی ان کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ قرآن میں تو کہیں اس کا پتہ و نشان نہیں۔

عنوان چہارم

اور جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ سلسلہ اسلام دینی ان سے مستحکم ہو جائے۔ ان کی خبر قرآن میں صاف دے دی۔

قرآن تعالیٰ: ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (نور: ۵۵)“ یعنی وعدہ کیا اللہ نے بعضے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے اچھے عمل کئے اس بات کا کہ ان کو زمین کا خلیفہ اور بادشاہ بنا دے گا جیسا ان سے پہلوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کے لئے چھانٹ رکھا ہے اور پسند کر رکھا ہے۔

خوب جھاوے گا اور ان کو بعد اس کے کہ اندیشہ و خوف رہا کرتا تھا۔ امن دے گا کہ وہ پھر میری عبادت ہی کیا کریں گے اور کسی کو ذرہ برابر عبادت میں میرا شریک نہ کریں گے اور جو لوگ بعد اس نعمت کے کفران نعمت کریں اور ناشکری کریں۔ وہی ہیں اصلی فاسق طاعت سے لٹکے ہوئے۔ اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ جو کلام اللہ کو سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں جو نہیں سمجھتے وہ ترجمہ سے مطابق کر کے سمجھیں آج کل سینکڑوں ترجمے کے کلام اللہ ملتے ہیں۔ کچھ کی نہیں۔ اب سنئے۔ میں نے اس لئے بہت صاف کر کے لکھا ہے کہ آپ صاحب اس نیم ملاں خلل ایمان کے دھوکہ اور سمجھانے میں نہ آجائیں۔ خود بھی بغور سمجھنا چاہئے۔ یہ وعدہ ہر کسی سے نہیں۔ اسی زمانہ کے مومنین سے ہوا یعنی صحابہ سے۔ کیونکہ الذین کے بعد منکم بھی بڑھایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ یہ انہیں سے وعدہ ہے کہ تمہارے زمانہ کے پچھلے مومنین کو اس لفظ کے ذکر کرنے سے اس وعدہ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے جو دین چھانٹ رکھا تھا اور پھیر کر رکھا تھا اس کو اس پر خوب جما دیا جو آج تک برابر چلا جاتا ہے۔ اب کوئی شخص نبی یا مثل نبی بن کر خلاف ان کے ایک جدی راہ نکالی تو تم ہی کہو کہ وہ مردود ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ اس آیت کا منکر ہے۔ گویا اس کے نزدیک ابھی

تک وہ دین ہی نہیں جمایا گیا۔ یہ کسی عاقل کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ طفل مکتب بھی سمجھ جائے گا کہ یہ شخص برہم زن دین۔ مردود اور کذاب ناشکرا اور طاعت سے لکلا ہوا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے مومنین سے دین اسلام کی پختگی کا وعدہ کیا اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ نبی یا مثل نبی یا موعود صبح اس برگزیدہ اور پسندیدہ دین کو جماوے گا۔ اے صاحبو ذرا بغور کلام الہی کو سوچو سمجھو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو:

”وَجَعَلَ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (یونس: ۱۰۰)“ ﴿وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو نہیں سمجھتے﴾

اور سنئے کہ بعد نزول سورہ نصر جس کی شرح و ترجمہ کی ضرورت نہیں طفل مکتب بھی جانتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی جس سے ہر نعمت اور ہر امر کا خاتمہ ہو گیا:

”الْيَوْمَ يَقْسُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَعْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (مائدہ: ۳)“ ﴿آج مایوس ہو گئے کافر تمہارے دین سے پس نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے آج کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے دین﴾

اب مقام غور ہے کہ اس کے مخاطب رسول ﷺ و تمام صحابہؓ و مومنین ہیں۔ مگر رسول ﷺ برائے چندے کیونکہ آپ کی اب ضرورت نہیں رہی وصال قریب کی خبر اس سے سابق دے دی گئی تو اصل مخاطب صحابہؓ و مومنین ہی ہیں اور کیا صاف فرمایا کہ اب وہ رسول ﷺ دنیا میں نہ رہیں گے۔ مگر وہ دین جو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس سے سب کفار مایوس ہو گئے۔ اب تم ان سے مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرنا کامل کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور اپنی نعمتیں پوری کر دیں۔ یعنی قبل اس کے لیستخلفہم میں جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ ہم تم میں سے بعض کو زمین کا خلیفہ کریں گے اور اس پسندیدہ دین اسلام کو جس کی خبر حکم آخر میں ہے کہ جو تمہارے لئے چھانٹ رکھا ہے قائم کر دیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور واقع بھی اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے۔ تو کچھ ان کے زمانہ میں ایجاد بھی ہوا۔ وہ سب پسندیدہ حق اور حسب فرمودہ خداوند تعالیٰ ہے اور یہی لوگ اصلی اولی الامر ہیں۔ ان کی پیروی خدا اور رسول کی پیروی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قوله تعالیٰ: ”وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضو عنہ (توبہ: ۱۰۰) ”سابقین جو اولین و مہاجرین و انصار سے ہیں اور جن لوگوں نے سابقین پیروی کی و متابعت کی نیکی سے۔“ یعنی ایمان اور طاعت سے خدا ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ خدا سے راضی ہوئے پھر آگے ان کے لئے ”واعدلہم جنت تجری..... الخ“ فرمایا یعنی وعدہ جنت جس میں نہریں بہتی ہیں۔ ابدالآباد کا فرمایا۔ اس وجہ سے رسول مقبول ﷺ نے خیر القرون قرنی فرمادیا کہ زمانہ قریب رسول اللہ ﷺ کے وہی لوگ ہیں۔ ان پر اتفاق ہے انہیں کے وقت اسلام دین بسیط و کامل ہو گیا۔ اسلام دین اربعہ ائمہ پیروی صحابہؓ ہے اور پیروی صحابہؓ پیروی رسول ﷺ اور پیروی اللہ تعالیٰ کی ہے۔

پس جو ان کے خلاف نیا طریق ہے۔ وہ مردود ہے کہ خلاف قرآن و حدیث ہے اور جب کہ از روئے اسلام یہ بات صحیح ہے کہ واقعی مخالف کلام اللہ نہ کسی محدث کا قول معتبر ہے نہ کسی مفسر کا بلکہ خود حدیث مخالف کلام اللہ ہو تو موضوع سمجھی جاوے گی۔ مگر مخالف و توافق کا سمجھنا ایسے لوگوں کا کام نہیں۔ اس کے لئے بقول مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم و مغفور تین علموں کی ضرورت ہے۔ ایک تو علم یقینی معنی قرآن دوسرے علم یقینی معنی قول مخالف تیسرے علم یقینی اختلاف جس کو یہ منصب خدا عطا کرے اس کے بڑے نصیب ہیں اس کے مصداق وہ ہی لوگ ہیں۔ جن سے آج تک اسلام دین قائم ہے اور آئندہ قائم رہے گا اور یوں جاہل نیم ملاں اس بات میں ٹانگ اڑانے لگیں تو ان کا یہ دخل بے بجا ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ کسی طبیب حاذق یا علماء متقدمین کی بات میں نادان یا کسی نیم حکیم یا نیم ملاں خلل ایمان کا دخل بے جا ہے۔

کیونکہ مخالف اکابر کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں اور بعد اطلاع مخالفت جب اکابر کے اقوال قابل قبول نہ ہوئے تو ہمارے تمہارے یا کسی لال گرو کے بھائی مسیح موعود وغیرہ جیسے کے اقوال اگر مخالف کلام اللہ یا حدیث ہوں گے۔ تو بدرجہ اولیٰ مقبول نہ ہوں گے۔ اے صاحبو اب ذرا اس جاہل رانجے مشہور کی نصیحت پر غور فرمائیے۔ وہ اپنی جروا سے ایسے موقع پر کیا کہتا ہے۔

کہا رانجے نے سن میری پیاری ہیر

یہ علمی بحث کی بہت میڑھی ہے کھیر

اب رہے ایرے غیرے و نیم ملاں خلل ایمان علمی بحث میں مقابلہ علماء ٹانگ اڑانے لگیں تو بے جا ہے۔ ان کی حقیقت معلوم اور ان کی استعداد کی کیفیت معلوم ہو تو وہ ان کے پیرو مرشد لال گرو کے بھائی مسیح اپنے مسیح موعود یا مثیل نبی ہونے کا ثبوت جو اعتراض علماء کا ہے۔

از روئے نص قرآنی و با اتفاق سابقین دین اور مشرک و منافق خوارج تا دیلات باطلہ سے احتراز کریں اور اتباع سابقین اختیار کریں۔ ورنہ خاموش ہو رہیں۔

مباحثہ علمی میں ناحق پاؤں اڑایا اور چوٹ کھائی زبان کو اپنے منہ میں لئے بیٹھے رہتے

تو اچھا تھا:

غنیہ لب بستہ سے باد صبا کو ضد نہ تھی
منہ کھلا گل کا تو دامن بھی ہوا پھر چاک چاک
اور یہ جو کچھ درپردہ کیا ہے انہوں نے ہی کیا ہوگا۔ موافق شعر:
چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
ہے کوئی اور ہی اس پردہ رنگ گاری میں

کون نہیں جانتا گرو جی کے بھائی مسیح ہی ملاں جی کے سر بول رہے ہیں۔ بقول شخصے۔
جادوہ جو سر چڑھ کر بولے مگر کہنے کو تو خانہ کا ملاں جی کا ہی اوڑے گا مہملات مندرجہ اشتہار گم نام کے
بدلے ادھر سے بے نقطہ ملا جی ہی سنیں گے۔ سنئے اگر کچھ دم درود ہے تو مقابل آئیے۔ نام بتائیے
مگر آپ ایسے نہیں ہیں۔ آپ اپنی لیاقت کے موافق سمجھ کر لہجوں پر آگئے اور گوز معکوس کی طرح
منہ پر جو آیا بکتے لگے۔ ملاں صاحب یہ تو آپ کی بے سنجی کا سمجھنا ہے اور ایسی الٹی سمجھ بھی تھی تو
پیٹ میں رکھنا تھا اور فرض کیا ہضم دشوار تھا تو کیا منہ کی راہ اگنا تھا۔ وہ بھی ہمارے سامنے جس کے
یہ معنی کہ پیشوایان دین پر آوازہ کستے ہیں تو ہمیں کوستاتے ہیں کہ وہ سب سابقین گویا گمراہ اور
کاذب تھے اب یہ تحقیق طریق جدید صحیح ہے۔

ہماری سنئے۔ اس کے جواب میں تم کو کچھ کہئے تو تم کس کمیت کے ہاتھ ہو اور موافق مشرک
مشہور: ”کیا پدی کیا پدی کا شور با“ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے جو تم کو کہہ کر دل کے ارمان نکلیں اور
تمہارے بدلوں کو سنائیں تو ان بچاروں کا کیا قصور اور کچھ نہ کہئے تو موافق مصرعہ مشہور:

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

غرض کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تسلی ہے تو اس مشرک پر ہی کہ کھانا گورایا گیا پر بلی کی
حقیقت معلوم ہوگئی۔ ان باتوں سے آپ کی لیاقت کھل گئی۔ مردان والا اور معرکہ جنگ میں دشنام
زبان پر نہیں لاتے اور دانشوران علم پرور مناظر میں خلاف تہذیب کسی کو نہیں سناتے البتہ زنانے
ہیجڑے و نامردی کہیں ضرب پاپوش کے بدلے گالیاں دیا کرتے ہیں اور جاہل نادان کو دن بے ہنر

جواب کے بدلے دشنام سے کام لیا کرتے ہیں اور دور کی گیدڑ، ہنسی عدالت کی دکھلاتے ہیں۔
اب بجز اس کے کیا کہنے مر حبا آفرین ہزار آفرین ایں کار از تو آید مردان جنیں کنند دیگر
افسوس یہ ہے کہ منجملہ گم گشتہ ایک شاگرد رشید کو راہ ہدایت کا کچھ شاہجہ سانظر پڑا۔ خواب غفلت سے
چونک اٹھا کہ یہ کیسا مثیل نمی ہے۔ جس میں یہ صفت شعراء نہیں فوراً نفرو ہو کر چھاؤنی سے شہر میں
جا کر دم لیا۔ کسی نامی گرامی کا مرید ہوا چند یوم نہ گزرنے پائے تھے کہ منجملہ حواریان نیم ملاں مسیح
موجود نے سنا فوراً مثل کر گس (یعنی گدھ) جو مردار پر آسمان سے چھپتا مارتا ہے۔ اس نے آدبایا اور
اپنے بچوں سے نکلنے نہ دیا۔

مقام افسوس و مجبوری بقول مولانا شیخ نظامی:

زحکیمے کے ان درازل راندہ
مگرد و قلم رانچہ گرد اندہ

اور بقول شیخ صاحب:

تریت نائل را چون گردگان برگنبد است
غرض ناظرین اوراق حقیقت شناساں کو یہ راہ یابی کا طریقہ واضح طور پر عرض کیا گیا
ہے۔ تاکہ بفضل عنایت ایزدی کامیاب ہوں۔

اب ہم اس اشتہار کی جو کسی گم نام نے بحوالہ اشتہار خادمان مسیح موعود بلا تاریخ و سنہ مطبع
صادق المطالع میرٹھ میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مگر اول
یہ عرض ہے کہ ناظرین صاحب نے اشتہار ضرور ملاحظہ کیا ہوگا۔ کیسے کیسے الفاظ ناملائم خلاف
تہذیب کسی عالم کی شان میں کہنا ایسے لوگوں کا کام ہے جن کی نسبت کچھ کم و بیش عبارت مذکور بالا
میں تحریر کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہے تو اہل فہم کی طرح کیجئے اور ان بد زبانوں کو جانے
دیجئے۔ ورنہ ہم کو بھی کیا کچھ نہیں آتا:

لاکھوں سنائیں گے جو کہو گے کبھی بھی ایک

ہر چند اہل ضبط ہیں پر بے زبان نہیں

اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا آئندہ ہم عرض کئے دیتے ہیں۔

ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا

اس کی زلفوں پر اب لازم یہ ہے کہ مشتہران اشتہار کی قلعی کھولنے۔ ناظرین اوراق

دل لگا کر نہیں۔ یعنی اس اشتہار خلاف تہذیب میں جو کچھ ہے وہ تو ہے اس میں غلطیاں بھی بہت جا بجا ہیں۔ جن کو بعد چھپ جانے کے قلم سے درست کیا ہے۔ جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ فلاں ملا جوڑ کے پڑھاتے ہیں۔ ان کے قلم سے درست ہوا ہے۔ تاہم غلطیاں موجود ہیں شاید یہ بھی بانی مہمانی۔ درپردہ فساد عقائد ہیں مگر ان کی ذات شان سے یہ بعید ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ زمانہ رسول ﷺ میں بھی منافق رہتے تھے۔ غرض کوئی شخص کیوں نہ ہو ہم کو اس کے جواب دینے سے غرض ہے۔ مگر ضروری امر کا اثبات جو دار و مدار اصول ایجاد طریق کا دعویٰ ہے۔ کسی سے نہ خود خادمان مسیح سے ہوا اور نیز اشتہار میں اس کا ذکر قطعاً اڑا دیا اور مولوی صاحب مندرجہ اشتہار سے حیات و ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت سائل ہوئے۔ غرض نوبت یہاں تک ہوئی کہ بوجہ عدم لیاقت تاب مقابلہ کی نہ لاسکے اور ایسے بدحواس ہوئے کہ معراپنی ذریات کے یہ جاوہ جا پتہ نہ لگا پس باعث ندامت و سوخگی دل بعد چلے جانے مولانا نے مناظر کے اشتہار میں جو چاہا دھر گھسیٹا جس کے کذب ہونے کی خبر منصفان موجود موقع بحث رحمن بازار وغیرہ نے بذریعہ اشتہار دیکر سب کو اطلاع دے دی وہ بھی نظر سے گزرا۔

پہلے ہم مرزا کے چند فقرے جو انہوں نے اپنی نبوت کے اثبات و عقائد کی نسبت تحریر کئے ہیں۔ ذیل میں درج کرتے ہیں:

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے اثبات پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے آپ کو الہام کی ان متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا ہے اور آیات قرآنی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے۔ منجملہ ان کے بعض آیات بطور نمونہ از خوارے ناظرین کے لئے ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اس کے ہم ان جملہ ہفوات قادیانی کا جواب دیں جو انہوں نے الہام کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہم اولاً عارف شرعی کی میزان کبریٰ سے کشف والہام کی صداقت اور من جانب اللہ یا من جانب شیاطین ہونے کا ایک معیار پر پیش کریں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد کے مطابق کہ: ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءہم (انعام: ۱۲۱)“ یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستوں کو القا و ایجا کرتے ہیں لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معین ہو۔ پس اس میزان کے متعلق عارف شرعی کتاب میزان کبریٰ کے ص ۱۰ میں لکھتے ہیں

کہ غیر معصوم کا کشف سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کبھی قطعی نہیں ہوتا کیونکہ صاحب کشف کے کشف میں تلخیص اہلبیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہلبیس کو یہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالیؒ وغیرہ نے کہا کہ کبھی صاحب کشف کی رو بروان مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جس سے وہ علوم اخذ کرتا ہے۔ آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔

پس کبھی کشف والوں کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اس وجہ سے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ چنانچہ بایں وجہ اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو قبل از عمل کتاب و سنت کے سامنے مطابق کرے۔ اگر موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ہو تو عمل کے قابل ہے۔ ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے پس یہ امر ضروری ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ شریعت کے موافق ہوتا ہے۔ جیسے کہ علماء امت کے نزدیک معبود ہے۔

حضرت صدیقؓ کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہیں۔ چنانچہ اس کے ہم وزن بلکہ پر لطف قول امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جو جلد اول کے مکتوب ۴۹ میں یوں فرماتے ہیں کہ: نظر علماء از صوفیہ بلند آمدہ و موافق معارف باطن باعلوم شرعیہ ظاہر۔ تمام و کمال بحدیکہ در حقیقہ و فقیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالا تر مقام ولایت است چون مقام صدیقیت مقام نبوت است علومیکہ بر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر طریق وحی آمدہ است صدیق مخالف راچہ مجال باشد در مادون مقام صدیقیت ہر مقامی کہ باشد نحوے از سکر متحقق است۔ صحو تام در مقام صدیقیت است و بس۔ و فرق این دو علوم آنست کہ در وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکہ معصوم اند احتمال خطا در ایشان نیست و الہام اگرچہ محل عالی دارد کہ آن قلب است کہ آن از عالم امر است اما قلب راباعقل و نفس نحوی از تعلق متحقق است و نفس ہر چند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است اما:

ہر چند کہ مطمئنہ گردد

ہر گز ز صفات خود نہ گردد

پس خطار ادران موطن مجال پیدا شد۔

پس امام شعرانی کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہیں دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اس کا کھرا کھوتا معلوم نہ ہو اور میزان کتاب و سنت کے کسی پہلے پر نہ رکھا جائے یہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف و صحیح الہام کبھی شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتا اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے قول سے صریح ظاہر ہے کہ علماء شریعت کا پہلہ صوفیہ کے پہلے سے ہمیشہ غالب رہا اور ان کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے۔

کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنیٰ امر میں بھی مخالف نہ ہو۔ یہ فقط انہیں افراد کے علوم میں ہے جو کہ بعد نبی لسان صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر تحقیق ہے۔ جن میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو۔

غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا اور اسی وجہ سے چاروں مذہبوں کے اماموں نے باوجود یہ کہ کشف میں درجہ اول رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور حقیقت ہر دو پہر چلنے سے کی باوجود ان کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام ان کے اپنے مذہب کے ادلہ کے علاوہ دوسرے آئمہ مذاہب کے ادلہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد ازاں کوئی بھی کسی دوسرے امام کے قول کا محتاج نہ رہے۔ لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونے کے سبب سے جانتے تھے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ کے علم میں چند مخصوص مذاہب میں جدا گانہ طور سے مرتب و مکمل ہونا قرار پا چکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کی مقتضا پر مذاہب کے مسائل بھی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی تھی۔ پس انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد حقیقت کے ساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اس لئے ان کے مقلدوں کو معلوم ہو کہ ان کے آئمہ دونوں طریقوں کے علماء تھے اور ان آئمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی جادہ شریعت سے باہر ہونا صحیح نہیں اور جب کہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے کتاب و سنت اور اقوال صحابہ سے موافق ہیں اور باوجود ان کو روحانی معیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور وہ ہر امر متوفی علیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ اور بیداری کی حالت میں پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ کیا یہ آپ کا قول ہے یا نہیں۔

پھر ایسی تحقیق کے ساتھ فرمایا ہوا ان کا کیوں کر شریعت سے باہر ہو سکتا ہے اور یہی ائمہ درحقیقت علم احوال اور علم اقوال ہر دور میں رسول اللہ کے وارث تھے اور بعض بناوٹی صوفیوں نے جو کہا ہے کہ حضرات مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہیں سو یہ قول اسی صوفی کا ہے جو ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے۔ جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کے قواعد اور بنیاد ہیں اور جس کا دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے۔ وہ پالیتا ہے مجتہدین اور ان کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ ﷺ تک بسند ظاہر اور متصل بھی ضرور پہنچتے ہیں اور نیز بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہنچتے ہیں۔

اور اسی میزان کے ص ۲۵ میں امام شعرانیؒ خود اپنا مکافہہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عین الشریعت کی آگاہی کا اکرام فرمایا تو میں نے دیکھا کہ کل مذاہب ان ائمہ ہی سے عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہیں اور میں نے چاروں مذاہبوں کی نہریں جاری دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذاہب جو پرانے اور بوسیدہ ہو گئے ہیں پتھر بن گئے ہیں اور سب سے لمبی نہر امام ابو حنیفہؒ کے مذاہب کی دیکھی اور اس سے چھوٹی نہر امام مالکؒ کی اور اس سے چھوٹی امام شافعیؒ کی اور اس سے چھوٹی امام احمد حنبلؒ کی اور سب سے چھوٹی امام داؤدؒ کی جو پانچویں قرن میں ختم ہو گیا۔

پس اس کی تاویل میں نے یہ کی کہ طول نہر سے مراد ان کے مذاہب پر عمل کی طولانی ہے جو ایام طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہے گا۔ پس جس طرح امام ابو حنیفہؒ کا مذاہب باعتبار تدوین کے سب سے اول ہے۔ اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے اخیر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ اٹھی اور امام شعرانیؒ کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذاہب امام ابو حنیفہؒ کا ہوگا۔

حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ نیز معلوم شد کہ کمالات و نایبیت را موافقت بہ فقہ شافعی است و کمالات نبوت را مناسبت بلقہ حنفی۔ اگر فرضادراین امت پیغمبرے مبعوث می شد موافق فقہ حنفی عمل می کرد و دریں وقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فضول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول بمذاہب امام ابو حنیفہؒ عمل خواہد کرد غرض اس تمام معروضہ بالا کی تشریح مفصل صفحہ ۷۵ میں بہت کچھ ہے۔ بوجہ طول اس پر اکتفا کیا گیا کہ ناظرین کو اب بخوبی

یقین ہو گیا ہوگا کہ جس قدر طریق خلاف ائمہ مجتہدین مندرجہ بالا کے ایجاد ہوئے ہیں۔ سب مردود ہیں۔ کیونکہ ان کی پیروی از روئے نص واجماع ثابت ہے اب قادیانی اور ان کے پیروں کو لازم ہے کہ از روئے نص واجماع اپنے نص واجماع اپنے طریق کے ایجاد کا ثبوت دیں اور نیز اپنی وحی اور الہام وغیرہ کا کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں۔ جو حسب معیار مذکورہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہو ورنہ خواہ مخواہ کو قلم نہ گھسائیں بلکہ از روئے انصاف ایمان لائیں۔ کیونکہ اثبات معروضہ بالا قادیانی کے الہام وحی کے بنیاد ہی اکھڑ گئی اور حسب شرط بالا وہ معصوم نہیں دویم ان کے جملہ ادہام باطلہ خلاف کتاب و سنت رسول اللہ ہیں۔ غرض جب ان کے الہام وحی خلاف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہوئی تو جس قدر آیات قرآنی اپنی نسبت منسوب کی ہیں۔ محض غلط و باطل ثابت ہیں۔ بلکہ مصداق اس آیت کے ہیں:

آیت ”وَكذالك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الانس والجن يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا“ (انعام: ۱۱۲) ﴿اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو طبع باتیں فریب کی۔ پس اس سے ثابت ہوا اور واضح ہو گیا کہ یہ الہام القادوسی وغیرہ جو خلاف اسلام ہیں شیطانی ہیں۔﴾ چنانچہ مشمت نمونہ خروارے بعض آیت منجملہ آیات جو مرزا قادیانی نے اپنی جانب منسوب کی ہیں۔ درج ذیل ہیں:

قول آیت اول: ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره (الفتح: ۲۸)“ اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے بھیجا ہے اپنے رسول (قادیانی) کو ہدایت و دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو۔ (ازالہ ادہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۴)

اقول: قادیانی کے اس دعوے میں چند خیال ہیں۔

خیال اول

اگر قادیانی کا یہ خیال ہے کہ منجملہ آیات قرآنی کے فلاں فلاں آیت کا میں ہی صرف مصداق ہوں کیونکہ بذریعہ وحی یا الہام اس کی اطلاع سے مشرف ہوا ہوں۔

خیال دوم

اگر خیال قادیانی کی یہ مراد ہے کہ یہ آیتیں بطور وحی والہام مجھ پر اتری ہیں۔

خیال سوم

اگرچہ یہ آیتیں محمد رسول اللہ ﷺ پر اتاری ہیں مگر اس کا مصداق میں ہوں۔

خیال چہارم

گویہ آیتیں منزل من اللہ ہیں مگر ان آیتوں کے مصداق ہر دو صاحب ہیں۔ (یعنی میں

اور محمد ﷺ)

جواب خیال اول

فی الجملہ اس قدر کہنا کہ میں ان آیات کا مصداق ہوں کس قدر وقعت رکھتا ہو مگر باقی ماندہ قرآن کا کس کو مصداق ٹھہرایا۔ بلکہ تمہارے خیال سے بڑھ کر تو اوروں کا خیال ہے کہ تمام قرآن کے ہم مصداق ہیں۔ ہمارے ہی لئے یہ ہدایت قرآن معرفت رسول اللہ ﷺ کی منزل من اللہ ہوئی ہے۔ مگر اس صداقت کو مستقل اصل سمجھنا محض نادانی ہے اور کوئی شخص مثل رسول اپنے آپ کو قرار دیوے اور وحی والہام خلاف شرع اپنی نسبت اطلاع کرے۔ تو از روئے قرآن محض غلط ہے جس کی تردید سابق مکرری اور آئندہ اور بالتفصیل نظر سے گزرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے جاہلاً ”اطيعو الله واطيعوا الرسول“ یعنی محمد ﷺ فرمایا ہے کہ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ”اطيعو الله واطيعو مثیل عیسیٰ ہاں اولی الامر منکم“ بھی آیا ہے۔ یعنی جو تم میں اختیار والے ہیں یہ ارشاد بھی اسی زمانہ کے لوگوں سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ جن کا ہم عنوان بالا میں ذکر کر چکے ہیں۔ کہ وہ بانی مبنی استحکام قواعد و ضوابط اسلام دین ہیں اور نیز جو ان کے مطیع ہوں اور آئندہ ان لوگوں کی نسبت نہیں ہے۔ جو ان کے خلاف ہوں کہ پانچ چار کتابیں عربی کی پڑھ کر اپنے آپ کو عالم و فاضل (لکھنے نہ پڑھنے نام محمد فاضل) سمجھ کر مثل نبی تو ہو گئے مگر مثل خدا ہونے میں صرف دو ہاتھ کی کسر رہ گئی۔

اس کا بھی عنقریب ظہور ہوگا کیونکہ جب مثل عیسیٰ ہوئے تو از روئے قواعد فریق مقرر تثلیث درجہ خدائی ہونا ضروری اور لازم ہے عاقل خود سمجھ جاویں اظہار کی ضرورت نہیں اور اصل اولوالامر ہونا تو درکنار مجازاً ہونے کو بھی بڑی لیاقت درکار ہے اور اس درجہ پر بھی یہ قید لگا دی گئی کیونکہ انسان مرکب خطا و نسیان سے ہیں کہیں قدم کم و بیش نہ ہو جائے۔

یوں فرمادیا: ”فان تنساز عتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول (النساء: ۵۹)“ پھر آ کر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کی اور رسول کی اُتر

یقین رکھتے ہو۔ اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرتا ہے مگر قادیانی اس کے برخلاف ہے۔ گو بظاہر اسلامی لباس رکھتے ہیں اور اسلامیت کا دم بھرتے ہیں۔ مگر قرآن وحدیث واجماع کے برعکس ہیں اور جمہوری اتفاق سے علیحدہ اپنے خود رائی ظاہر کی اور قرآن وحدیث میں تاویل کچھ کچھ بیان کر کے مثل نبی بن بیٹھے اور بیچارہ سادہ لوحوں کو سیدھی راہ سچین کی دکھا دی۔ علاوہ اس کے فرمودہ جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومغفور کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کلام اللہ کا کوئی کلمہ خلاف واقع نہیں مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اس کبریٰ کلیہ کے لئے کوئی صغیر جزئیہ بوسیله عقل دریافت کر لیتا۔

ہم سے ہمچم ان یا ایسے نیم ملان متبع قادیانیوں کا تو کیا حوصلہ وہ ان کے بڑے گرو کے بھائی قادیانی کا بھی کام نہیں۔ یعنی بوسیله عقل یوں نہیں کہہ سکتے کہ ہذا حقیقت واقع اور کہیں تو تاوقتیکہ کلام اللہ کے معنی متبادر مطابقی کے مطابق ہے تو بھر و چشم ورنہ کالائے زیون بریش خاوند۔ مگر یہ یاد رہے کہ معنی مطابقی سے زیادہ لینے کی اجازت نہیں۔ ہاں کوئی اور دلیل عقلی یا نقلی سے ایسی ثابت ہو جائے جو معنی مطابقی کے مخالف نہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض جانے زید سے زید کا فقط آنا ثابت ہوگا۔ سوار ہونے یا پیادہ آنے سے سروکار نہیں رہا۔ مخالف وموافق واختلاف آیت کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں۔ جس کی بحث ہم اوپر کر چکے ہیں مگر بیان کی ضرورت نہیں یہ ان ہی صاحبان کا حصہ تھا جن کو عنوان مذکورہ بالا میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ ہاں ان کے مطیع ہو کر بیان کرنا جو مخالف نہ ہو مضائقہ نہیں۔ مگر قادیانی مخالف کیا۔ بلکہ خود ہی بحیلہ مستقل ایک مثل نبی بن بیٹھے جو جمہوری یعنی سب کے برخلاف ہے۔

جواب خیال دوم

اگر یہ مان لیا جائے کہ قادیانی پر یہ آیتیں اب اتری ہیں تو ظاہر انکار آیات بینات قرآنی ثابت ہوتا ہے جو صریح کفر ہے اور نیز قادیانی کا سرقہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کا خدا بھی خود مرتکب اس سرقہ کا ثابت ہوتا ہے۔ کیا اس معنی کے اور الفاظ یاد نہ تھے۔ جو کتاب رسول اللہ ﷺ سے سرقہ کرنا پڑا اور طرم مسروقہ الفاظ وعبارت فرقان مجید کے ثابت ہوئے کیا کوئی اور زبان نہیں آتی تھی۔ تم پر تو زبان پنجاب میں ضرور ہی اتارنا تھا کہ کچھ قرین قیاس بھی ہوتا کیونکہ سابق انبیاء بھی اپنے ملک اور اسی قوم کی زبان میں مشرف بہ ارشادات ہوئے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

(ابراہیم: ۴) ”قادیانی کا خدا اس جگہ چوک گیا ورنہ ایسی فاش غلطی نہ ہوتی اور وحی والہام کی تشریح اور اوراق بالا میں مفصل تحریر ہو چکی کہ اس قسم کی وحی والہام جو خلاف اسلام ہے۔ دوسوہ شیطانی ہے۔ قبل خیال استدلال نہیں کیونکہ جب قرآن میں لفظ خاتم النبیین آچکا تو اس سے خاتمہ وحی بھی ثابت ہو چکا۔

رہا الہام یقینی وہ بھی حجت قطعی حق صدیقیت و معصوم ہے پس کوئی شخص سوائے انبیاء کے معصوم نہیں ہے اور حجت قطعی الہام یقینی کے حضرت ابو بکر صدیق ہی مصداق ٹھہرے۔ پس رہا اب الہام ظنی ممکن ہے جو بعض بعض بزرگان دین کو ہوا یا اگر موافق شرع اسلام دین ہے مقبول و منظور ہے، ورنہ دوسوہ شیطانی ہے۔ جس کا ثبوت از روئے نص معروضہ بالا بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ ضرورت مکرر تحریر کی نہیں اور اوراق سابق میں ملاحظہ فرمائیے۔

جواب خیال سوم

اگر ان آیات کے مصداق قادیانی تھے تو جناب محمد ﷺ پر ان آیات کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ آیت مذکورہ الصدر ”الیوم اکملت لکم دینکم..... الخ (مائدہ: ۳)“ کی تکذیب ہوتی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ آج کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے اسلام کو دین۔ پس خیال قادیانی سے ظاہر ہے کہ ہنوز اسلام دین کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ شاید قادیانی کے زمانہ میں ملک پنجاب کا دین اب کامل ہوگا۔ تو اس آیت اور نیز آیہ ایستخلفنہم جس کی تشریح سابق اوراق میں ملاحظہ سے گزر چکی ہوگی اور سورہ نصر کی مخالفت اور نیز انکار صراحتاً پایا جاتا ہے۔ اب ہم کیا عرض کریں۔ وہ خود ہی بھول اٹھیں گے کہ واقعی صریح کفر ہے اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید کی ہر ایک آیت۔ بشہادت خداوندی۔ زبان عرب و زمین عرب و قوم قریش عرب پر منزل من اللہ ہوئیں ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ مثل نبی تیرویں و چودھویں صدی میں فلاں شخص قوم پنجاب سے زمین پنجاب میں جو پیدا ہوگا فلاں فلاں آیت کا مصداق بنے گا۔ ہاں موافق آیت ”و کذلک جعلنا لكل نبی عدواً للشیاطین الانس والجن یوحی..... الخ (انعام: ۱۱۲)“

مندرجہ بالا کا مصداق ضرور ہوتا ہے کہیں ہو کیونکہ شیاطین بصورت انسان اکثر ہیں۔ ان کا اغواء خرابی دین کے لئے سب جگہ چلتا ہے۔ بطبع افتخار دنیا خود تو گمراہ ہوئے ہی۔ مگر بے چارے سادہ لوحوں کو بھی گمراہ کرتے اور چمکے دیتے ہیں کہ پیر پھوڑی کی کڑھائی والوں کا سا حال ہو جاتا ہے۔ یعنی سوائے ان کے کسی کام کے نہیں رہتے۔

ذرا غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کیا صاف فرماتا ہے۔ قول تعالیٰ: ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي
الْاُمِّيِّينَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ (الجمعه: ۲)“ ﴿وہی ہے جس نے اٹھایا ان پر مہوں میں سے ایک
رسول انہیں میں کا۔﴾ یعنی زمین عرب و قوم عرب قریش ان پر مہوں میں سے رسول ہوگا یہ کہیں
نہیں فرمایا کہ ایک مثیل رسول یا نبی بھی یوم پنجاب و قوم پنجاب سے کو پڑھ یا فلاں زمین میں پیدا
ہوگا اور نیز قول تعالیٰ: ”قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ..... الْخ (كهف: ۱۱۰)“
﴿کہہ دے اے رسول سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے۔﴾ ﴿وہی کی جاتی
ہے طرف میری کہ معبود تمہارا معبود پاک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہہ دے
اے محمد ﷺ کہ میں بھی مثل تمہارے ایک بشر ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ تم پر
نہیں آتی۔ لہذا بعض صاحبوں کو بخيال اس آیت کے یہ خلل دماغ میں پیدا ہوا کہ مدعی ثبوت یا
مثل نبی ہوئے۔

بزمانہ نزول آیت ہذا تمام صحابہ موجود تھے۔ جن کی نسبت آیت ”لَيْسَتْ خِلْفَتُهُمْ“
وارد ہے اور نیز خلافت پر بھی مستفیض ہوئے۔ انہوں نے نہ ائمہ نہ غوث و قطب وغیرہ ہم نے دعویٰ
کیا اپنے آپ کو مورد وحی فرمایا پھر آج ایسا کون بشر ہے۔ جو خلاف اسلام مورد وحی ہو۔ بلکہ یہی
مثال بشر مثلاً مثلاً کہ بھی مجاز ہے۔ نہ حقیقتاً کیونکہ عام بشر اور انبیاء علیہم السلام میں زمین و آسمان کا
فرق ہے۔ جن کے قطعی معصوم ہونے کی شہادت قرآن سے ثابت ہو چکی اور کسی کی نسبت ثابت
نہیں ہوئی۔ تو فرق بشریت بھی ضرور ہے۔ رہا محفوظ و معصوم ہونا یہ بھی انبیاء ہی کے لئے قرآن
سے صادق ہے۔ جس کا ثبوت ہم ”تنویر العینین والجنان فی الاثبات خلافت
الشیخین من القرآن“ میں دے چکے ہیں۔ جس کا جی چاہے منگا کر دیکھ لے۔ غرض یہ کہ
انبیاء عظام و اولیاء کرام کی حالت کو موافق اپنے حالات کے مثل یا حیات و ممات و نشست
و برخواست کے مثل سمجھنا سخت جہالت اور لاعلمی ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہمسری	با	انبیاء	برداشتند	اولیاء	راہچو	خود	یہداشتند
گفتہ	ایں	کہ	ما	بشر	ایشان	بشر	خواتیم
این	نداشتند	ایشان	از	عما	ہست	فرقے	درمیان
ظالم	آن	قومیکہ	چشمان	دوختند	زین	نخبائے	عالی را

ہر دو گو آ ہو گیا خوردند وآب زان یکے سرگین شدہ زان مشکناپ
کار پا کازاقیاس از خود مکیر گرچہ یکساں در نوشن شیر و شیر
واللہ اعلم بالصواب

جواب خیال چہارم

یہ خیال بھی مثل خیال مسیلہ کذاب ہے جس نے استدعا شرکت و دعوی نبوت کیا۔ جس کا انجام سب کو معلوم ہے کیا ہوا، یعنی عہد خلافت خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ میں وہ تیغ و فی النار ہوا لہذا خیال شرکت جو شرک فی النبوت کا مظہر ہے۔ معدوم جب کہ اللہ تعالیٰ نے اختتام نبوت اور تمام نعمتوں کا خاتمہ فرمادیا تو یہ مثل نبی کا ہونا بھی منجملہ اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے یا نہیں۔ اے قادیانی و معتقدان قادیانی ذرا کان پھٹ پھٹا کر (یعنی کان کھول کر) سنئے اور بولیں اٹھئے اور یہی کہو گے کہ یہ بھی اسی کی نعمت ہے۔ کیونکہ بغیر یہ کہے بن بھی نہیں پڑتی تو خاتمہ نعمت کا کیا جواب ہوگا جس سے انکار آیت ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (مائتہ: ۳)“ کا صاف ظاہر ہے اور خدا کا یہ فرمانا اختتام نعمت کا غلط ثابت ہوتا ہے۔ مثل نبی کی ضرورت تو بعد وفات رسول ہی تھی۔ اتنے عرصہ بعد آنا محض بے سود جس کی کہیں کچھ خبر نہیں ہے۔ بلکہ ان کی خبر وہی ہے جو اس کے لائق تھے۔

قولہ تعالیٰ: ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار..... الخ (الفتح: ۲۹)“ جس کا حاصل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی اور ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ غرض جن سے استحکام دین کا ہونا اور جاری رہنا اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں مرکوز تھا ان کی تعریف فرمادی اور بعد رسول ﷺ کے حسب وعدہ آیہ لیستخلفنہم کے پورا ظہور کرا دیا اور قادیانی کے ظہور کا کوئی نشان نہیں بیان فرمایا۔ ہاں اگر قادیانی یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس آیت کا مصداق ہوں۔ کیونکہ میں بھی اس وقت خود موجود تھا۔

اب مکر بطور آواگون کے ملک پنجاب میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے کچھ پابند اسلام بھی ہوں۔ صحابہؓ نے جو اس وقت زندہ رہے مثل نبی کچھ کام انجام دیا۔ مگر غلط بلکہ النادین کو برباد کیا۔ اس لئے بے ضرورت میں نے مثل نبی ہو کر قوم پنجاب میں جنم لیا ہے۔ تاکہ تجدید دین کی مکمل ہو جائے تو شاید قوم ہندو تو ضرور کچھ سمجھ جاتے مگر اہل اسلام تو۔ ”ان لعنت اللہ علیہ ان کان

من الکذابين“ کی مد میں شمار کرتے جیسا کہ اب بھی سمجھتے ہیں پس جس قدر دعویٰ قادیانی کے ہیں۔ سب دروغ پر دال ہیں۔ اگر اس پر اطمینان نہ ہوا ہو تو اور سنئے:

قوله تعالیٰ: ”تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیراً (الفرقان: ۱)“ ﴿بہت برکت والا ہے۔ جس نے اتارا قرآن اور پر بندہ اپنے کے کہ ہو عالم والوں کا ڈرانے والا۔﴾ یعنی تمام قرآن پاک من اولہ الی آخرہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اترا تاکہ جملہ مخلوقات کو تاقیامت ہدایت ہو۔

اے بھائیو جب کہ شہادت خداوندی بوجی رسول اللہ ﷺ پر تمام قرآن کا اترا ثابت ہو گیا۔ پھر منجملہ اس کے چند آیتوں کو کوئی شخص بوجی والہام اپنی نسبت بیان کرے۔ بھلا وہ جھٹی و مجنون راندہ درگاہ الہی ہے یا نہیں اور سنئے۔ قوله تعالیٰ: ”و كذلك انزلناه حکماً عربیاً (الرعد: ۳۷)“ ﴿اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں۔﴾ کیونکہ رسول عربی اور قوم بھی عربی تاکہ بخوبی سمجھ جاویں اور یہ بھی فرمایا۔

قوله تعالیٰ: ”انما جعلناه قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (الزخرف: ۳)“ ﴿تحقیق کیا ہم نے اس کو قرآن عربی تاکہ تم سمجھو۔﴾ اللہ تعالیٰ تاکید فرماتا ہے کہ تمہاری زبان و محاورہ میں قرآن اتارا تاکہ تم جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھ جاؤ۔

دوسری قوم..... اس کی یہ حقیقت کو نہیں سمجھ سکتی ہے۔ چنانچہ وہی بزرگان دین جن کا اول ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس زمانہ قریب زمانہ رسول اللہ ﷺ کے لوگ ہیں جنہوں نے بہ ہزار کوشش و سعی اسلام دین کو حسب منشاء خداوندی شرح و مدطہ کر دیا۔ برخلاف ان کے کوئی غیر ولایت کا شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اہل فہم کے نزدیک قائل توجہ نہیں ہے۔ زبان دانان سخن سنج اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہیں کہ فی زمانہ کے لوگ جو اپنے آپ کو عالم و فاضل سمجھتے ہیں ان بزرگان دین کی خاک پا کے برابر نہیں ہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ مضامین آیات بالا کی کیسی تصدیق فرماتا ہے۔

قوله تعالیٰ: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین (ابراہیم: ۴)“ ﴿اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولتا اپنے قوم کی کہ ان کے آگے کھولے۔﴾ اے ناظرین حق پسند ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا صاف فرماتا ہے کہ ہم نے تمام قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا اور رسول بھی اسی قوم کا اور حکم بھی اسی زبان قوم عرب میں بھیجا۔ اسی طرح

ہم نے اور نبی بھیجے کوئی قوم کے خلاف غیر نہیں بھیجا۔ پس جب اصل رسول و نبی کی یہ کیفیت ہے تو قادیانی نبی یا مثل نبی قوم پنجاب میں مصداق وحی والہام کلام عرب کے کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

ملک عرب میں جا کر اپنا رنگ بنایا ہوتا تو کچھ حقیقت بھی معلوم ہو جاتی۔ غرض جملہ دعویٰ قادیانی مخالفت آیات ہیں جو محض کفر پر دال ہیں۔ ہاں اگر زبان پنجاب میں وحی کا آنا بیان کرتے تو اس آئیہ کے منافی نہ ہوتا گو آیات دیگر مذکورہ بالا سے اس قسم کا دعویٰ بھی مردود ہوتا مگر ان کے چیلہ جہل مرکب کے تو کچھ آنسو بخ جاتے۔ لو صاحب یہ تو تمہارے دعویٰ وحی و مثل نبی وغیرہ جیس پناخ کا جواب تھا۔

اب ہماری سنئے۔ یہ آیت متد دعویٰ قادیانی مذکور الصدر کے وہ معنی و مطالب لیجئے کہ پھر جائے دم زوں نہ رہے۔ پس مناسب ہے کہ اول ربط آیت معلوم کرے اور ماقبل و مابعد کی آیت کے معنی و مطالب کو ذہن نشین کر کے بحصول مراد معنی آیت میں غور کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح معنی و مطالب پر کامیابی ہوگی۔

ربط آیت اس طرح پر ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے قبل آیت میں اپنے رسول و مومنین پر تسکین اتاری اور اطمینان عنایت فرمایا پھر یہ تصدیق فرمائی کہ اللہ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو۔ خواب تحقیق تم داخل ہو رہے۔ مسجد حرام میں جو اللہ نے چاہا جہنم سے بال منڈاتے اپنے سروں کے اور کترتے بے خطرہ پس جانا جو تم نہیں جانتے پھر ٹھہرا دی۔ اس سے ورے ایک فتح نزدیک یعنی فتح مکہ۔ دیکھو اس آیت کی تسکین و فتح وغیرہ میں رسول ﷺ و مومنین اس وقت کے شریک و مصداق خوش خبری کے ہیں۔ وہی صاحب فتح یاب مکہ معظمہ ہو کر داخل رب البیت ہوئے۔ بعد اس کے مومنین کے حق یقین ہو جانے کو یوں فرمایا: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شہیدا (الفتح: ۲۸)“ ﴿وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول یعنی محمد ﷺ راہ پر اور سچے دین پر کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین پر اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا﴾ اب آگے اس کے۔ ارسل رسوله کون ہیں؟ فرماتے ہیں۔ ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار..... الخ (الفتح: ۲۹)“ ﴿محمد رسول اللہ ﷺ اور جو اس کے ساتھ ہیں سخت یعنی زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں۔ آپس میں﴾

سبحان اللہ یہی ہیں سچے مومنین جن کی خداوند عالم صاف خبر دے کر کیسی تعریف فرماتا

ہے۔ واقعہ بھی جس کی پوری پوری شہادت دیتا ہے کہ ان کی سعی اور کوشش سے ہمدردی و سلام ایک مدت تک سب پر غالب رہا۔ مکہ مدینہ سے روم شام وغیرہ سب فتح ہوا اور قبضہ میں آ گیا اور ہنوز قبضہ میں ہے۔ غرض اسلام دین ایسا جم گیا کہ ظاہر اتمام دینوں پر غالب ہوا اور دلیل تاقیامت سب پر غالب رہے گا۔ نہ معلوم قادیانی نے کس دلیل سے اس آیت کو اپنی طرف منسوب کیا اور کس چیز پر غالب ہوئے۔

ملک پنجاب یا قصبہ قادیان پر اور صرف یہ کہنا کہ از روئے دلیل سب مذاہب پر غالب ہوئے۔ محض غلط ہے۔ ہر مذہب والا بھی کہتا ہے کہ ہماری دلیل سب پر غالب ہے۔ پس اس لنڈوری دلیل سے کام نہیں چلتا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے کیسے کیسے دلائل کے ساتھ غلبہ کیا۔ مگر کار گر نہ ہوا انجام حکم جہاد ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اور نیز خلفاء مومنین وغیرہ نے کیسا ظاہر غلبہ اسلام ثابت کر دکھایا کہ ہنوز ظاہر اور دلیل غلبہ دونوں طرح ثابت ہے۔ مگر قادیانی کا نہ معلوم کس دلیل سے یہ دعویٰ ہے کیا اپنے بیان کو اپنے نزدیک غالب سمجھا ہے۔ جیسے بہت سے فرقے جو اب موجود ہیں۔ سب اپنے اپنے زعم میں دلیل خود کو غالب جانتے ہیں۔ جو من جمیع الوجوہ باطل ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نسبت ”کل حزب بما لدیہم فرحون“ (الروم: ۳۲) فرمادیا ہے۔ سو ایسے پوچھ دو بے سے کام نہیں چلتا ہے۔ کیونکہ دعویٰ مثیل نبی و دعویٰ وحی والہام وغیرہ قادیانی تو ارزوئے نص قرآن باطل ثابت ہو چکا ہے اور نیز نص حدیث سے بھی باطل ثابت ہے۔

چنانچہ منجملہ احادیث کے (اول) یہ حدیث مسلم میں مذکور ہے: ”عن انس قال قال ابو بکر بعمر بعد وفاة رسول اللہ ﷺ انطلق بنا الی ام ایمن نزورھا کما کا رسول اللہ ﷺ یزورھا فلما انتھانا الیھا بکت فقالا لھا ما یبکیک اما تعلمین ان ما عہد اللہ تعالیٰ خیر الرسول اللہ ﷺ فقالت انی لا اعلم ان ما عند اللہ تعالیٰ خیر الرسول اللہ ﷺ ولكن ابکی ان الوحي قد انقطع من السماء بهیجتھما علی بکاء فجعلا یبکیان معھا بلفظ“ ﴿﴾ حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے بعد وفات نبی صلعم کے کہ ام ایمن پاس چلو تاکہ ان کی زیارت کریں۔ جیسا کہ نبی ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ پس ان اصحاب نے کہا کہ کس چیز نے تم کو رلایا۔ تم جانتے نہیں ہو کہ جو چیز نزدیک اللہ کے ہے۔ وہ بہتر ہے نبی ﷺ کے حق میں پس انہوں نے جواب دیا

کہ میں نہیں روتی ہوں اس سبب سے کہ مجھے علم نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اچھی ہے۔ (یعنی اس بات کو میں جانتی ہوں) لیکن میں روتی ہوں اس بات پر کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی۔ پس حضرت ام ایمن نے دونوں اصحاب کو رونے پر آمادہ کیا اور وہ رونے لگے ان کے ہی ساتھ۔ ﴿

(دوم)..... حدیث۔ ”انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱)“ ﴿فرمایا نبی ﷺ نے کہ میں پیچھے رہنے والا ہوں اور پیچھے رہنے والا وہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ﴿ اور احادیث میں جا بجا یہی الفاظ موجود ہیں۔ ”ختم بسی النبیون وختم الرسل“ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے اور نیز ترمذی کی یہ حدیث مختصراً لکھی جاتی ہے۔

”وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون وکلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵)“ ﴿تحقیق قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ﴿

پس حدیث سے بھی وحی کا اتنا منقطع ثابت ہوا اور ۲-۳ حدیث سے اصل نبی یا مثل نبی یعنی مصنوعی وغیرہ سب کے نزدیک تردید کامل ہوگئی اور جھوٹے دعوے داران نبوت وغیرہ کی خبر دی گئی کہ جب اصل نبی نہ رہی تو اس کی نسل و مثل اور شاخ وغیرہ کہاں سے ہوں گی۔

علاوہ ازیں ہر ایک نبی اپنے بعد کے نبی کی خبر دیتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کی خبر دی جس کا قرآن شریف شاہد ہے۔

قوله تعالیٰ: ”یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف: ۶)“ ﴿فرمایا: حضرت عیسیٰ نے کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ ﴿

پس محمد ﷺ نے مثل عیسیٰ ابن مریم کو یہ ان کے مثل ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ بایں الفاظ یہ پیشین گوئی کیوں نہ فرمائی: ”یاتی من بعدی اسمہ غلام احمد قادیانی ابن ہنجا بن“ ﴿یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔ بیٹا ہنجا بن کا۔ ﴿

اس سے البتہ اصل و مثل عیسیٰ کا اثبات ضرور ہوتا۔ مگر چونکہ یہ برخلاف حکم قرآن

وانبیاء کے تھا اس لئے ایسی پیشین گوئی آپ کیوں فرماتے۔ بلکہ یہ پیشین گوئی تیس جھوٹوں کی جو اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا۔ صاف بیان فرمادی۔ چنانچہ سچلہ فرمودہ پیشین گوئی کے چند جھوٹے نبی جو سابق گزر چکے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک یہ بھی ملک پنجاب میں برآمد ہوئے بلکہ دو ایک اور بھی پنجاب یورپ و افریقہ سے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس پر اور بھی یہ طرہ یوحی ظاہر ہوا ہے۔ جو براہین احمدیہ کے ص ۵۶۱، خزائن ج اول ص ۶۶۸ حاشیہ نمبر ۴ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ”اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك“ یعنی اے قادیانی جو تو چاہے سو کر بیشک ہم نے تجھے بخش دیا۔

ناظرین ذرا غور فرمائیں! کیوں نہ سادہ لوح اس طرح راغب ہوں مفت اور بے مشقت کی دولت بٹ رہی ہے۔ بقول بن مانگے موتی طے نہ بھیک۔ تمام انبیاء و صدیقین و صالحین و غوث و قطب وغیرہ۔ طلب بخشش کے مستعدی ہیں اور ترقی اسلام دین میں اپنے اپنے وقت میں کیسی کیسی محنت و مشقت اٹھائیں اور اسی بخشش کے لئے تمام دنیا کے لوگ خواہش مند ہیں کسی کو ایسا صلہ دنیا میں آج تک نہ عطا ہوا اصل نبیوں کا اور دیگر معزز صاحبان کا تو یہ حال ہوا۔ مگر مثل نبی قادیانی کو نہ معلوم کس کارگزاری کا یہ انعام عطا ہوا۔ دنیا میں ہی سب قیدی اٹھ گئیں۔ عبادت وغیرہ کی تکلیف اٹھانے سے فارغ البال ہو گئے اور تمام جہاں کی عیش و عشرت مباح کیا خلال ہو گئی۔ بقول:

کی فرشتوں کی راہ ابد نے بند

جو گناہ کچھ ثواب ہے آج

پس شراب خوری و حرام کاری و خمر و خوری وغیرہ کی کچھ روک ٹوک نہ رہی جو چاہیں کریں اور گویا مثل بیان نصاریٰ کے عیسیٰ مسیح علیہ السلام صلیب پا کر تمام حقوق کے گناہوں کا کفارہ ہوئے اس لئے ان کو آزادی حاصل ہو گئی۔ ایسے ہی گویا معتقدان مثیل عیسیٰ قادیانی کے گھر تو عید ہو گئی۔ اور بخش دیئے گئے اور جو چاہیں کریں تو معتقدان کو بھی مثل نصاریٰ آزاد ہونا ضرور لازم ہے۔ اس لئے بہت سے عالی فہم جوق در جوق ان کی طریقت میں داخل ہو گئے۔

اب کیا غم ہے خوب گل چمرے اڑائیں تمام انبیاء کو تو تاکید پر تاکید عبادت مگر مثیل عیسیٰ قادیانی جو اصل نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی اور ختم المرسلین پر تو مزید برآں زیادہ تر ان کی خاص ذات پر عبادت کی قید اور زیادہ بڑھائی گئی مگر دوسرے کریں تو ثواب

ہے ورنہ ان پر فرض نہیں ہے۔ چنانچہ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے حبیب کو فرماتا ہے۔
مگر باوجود اس اعزاز کے وہ آزادی نہ حاصل ہوئی۔

قرآن تعالیٰ: ”یا ایہا المزمّل قم الیل الا قلیلا نصفہ او انقص منه قلیلا“
اور ذ علیہ ورتل القرآن ترتیلا..... الخ (المزمّل: ۱ تا ۳) ﴿اے جمر مٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کم آدھی رات یا اس سے کم تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات..... الخ﴾
غرض ایسے الواعزم انبیاء کی تو یہ کیفیت اور میاں قادیانی کی یہ وسعت آزادی کا بیان جو ہرگز کسی اہل فہم کی سمجھ میں نہ آوے گا۔

عقلًا وقلًا کسی طرح پر ہو کیوں کر قائل توجہ ہے کہ یہ ”الیوم اکملت لکم..... الخ (مائتہ: ۳)“ وغیرہ کے مخالف ہے کہ اس آیت سے تو دین محمدی کا کامل ہو جانا ثابت ہے۔

قادیانی کے دعویٰ اور ”آیہ اعمل ما شئت و آیہ هو الذی ارسل رسولہ بالہندی..... الخ“ سے دین محمدی کا غیر مکمل و ناقص رہنا لکھا ہے۔ اب تو ناظرین کو یقین واضح ہو گیا ہوگا کہ قادیانی کے ثبوت وغیرہ تو اب قلابازیاں کھانے لگیں۔ اب بازی لے جانا ذرا کام رکھتا ہے۔

مخالفت قرآن وحدیث و انکار ثابت ہے۔ جو واقعی کفر ہے۔ اب ربی دیگر آیت ”قل انما انا بشر مثلکم یوحی..... الخ“ (صفحہ ۵۱۱ براین احمدیہ تذکرہ ۸۹، اربعین نمبر ۳۸، خزائن ج ۷ ص ۳۵۴) اور نیز آیت ”وما ارسلناک الا رحمۃ العالمین (انبیاء: ۱۰۷)“ (تذکرہ ۸۱) میں اپنی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کا وصف خاص ہے۔ غرض اسی طرح اور بھی آیتیں ہیں۔ ہم کو بوجہ طول ان کے تحریری جواب مفصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وہی ایک آیت کا جواب مذکورہ بالا ان سب آیتوں بارے میں عاقل کے سمجھنے کو کافی ہے۔ پس زیادہ طول دینا فضول ہے۔

کیوں اے قادیانیو! اب بھی کچھ سمجھ میں آیا یا نہیں۔ یا اگر تعصب وغیرہ کو دور کر کے غور کرو گے۔ تو انشاء اللہ ضرور صراط مستقیم قدیم پر کامیاب ہو گئے اور اگر ”ختم اللہ علی قلوبہم..... الخ“ کی مصداق ہو گئے۔ تو البتہ عالم مجبوری ہے۔ خدا رحم فرمائے۔ آمین!
اے انصاف پسند یارو اگر اس اثبات واضح معروضہ متذکرہ بالا میں پھر کوئی وسوسہ

شیطان ڈالے تو اس کے مزید اطمینان کے لئے اتنی اور گزارش ہے۔ کان کا سیل نکلوا کر غور سے سنئے اللہ تعالیٰ جا بجا اپنے رسول کو یوں خطاب فرماتا ہے۔ یعنی کہیں صاف نام سے محمد رسول اللہ ﷺ اور کہیں ”الذین يتبعون الرسول النبي الامي..... الخ (اعراف: ۱۵۷)“ جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی..... الخ اور کہیں یوں فرمایا ”قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعاً..... الخ (اعراف: ۱۵۸)“ کہہ دیجئے اے لوگو میں فرستادہ اللہ کا ہوں طرف تم سب کے..... الخ اور کہیں اس طرح فرمایا ”لا اله الا هو يحيى ويميت فآمنوا بالله ورسوله النبي الامي..... الخ (اعراف: ۱۵۸)“ کہہ دیجئے کوئی معبود مگر وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور رسول پر اس کے جو نبی امی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جا بجا صاف خاص نام اور کہیں لقب امی وغیرہ سے خطاب فرمایا کہ ان کے سوائے کسی کی پیروی نہ کرنا۔ مگر کتنا تاواشار تائید کہیں نہ فرمایا کہ ایک مثل قادیانی پنجابی جو قلاں صدی میں ہوگا۔ اس کی پیروی ضرور کرنا۔ بلکہ یوں فرمایا ہے۔ اگرچہ آیت کی شان نزول کسی خاص جانب کیوں نہ ہو۔ مگر عام امت کے لئے نمونہ ہدایت ہے۔

قوله تعالى: ”وان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله (انعام: ۱۱۶) عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين (انعام: ۱۱۷)“ اور اگر اطاعت کرنے تو اکثر کی زمین والوں سے بہکا دیں گے تجھے راہ سے اللہ کی نہیں پیروی کرتے، مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر انکل کرتے۔ بے شک رب تیرا وہی داناتا ہے۔ اس کا کہ بہکا راہ سے اس کی اور وہ خوب جانتا ہے۔ راہ پانے والوں کو چونکہ اسرار الوہیت اور علوم نبوت نہایت دقیق اور لطیف ہیں۔ ہر عقل اس کے قابل نہ ہر دل اس کا محل۔

ارشاد ہوا۔ اس کی جستجو میں کمال احتیاط شرط ہے۔ تم (یعنی اے آدمیو) زمین کے رہنے والوں میں سے اکثر کی پیروی کرو گے۔ تو تمہیں بہکا دیں گے اس لئے کہ وہ خود بے علم ہیں۔ مجرد گمان اور انکل پر حکم کرتے ہیں۔ تیرا رب راہ سے بہکے ہوؤں اور راہ پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔ ظن و قیاس بھی دو ہیں۔ پہلا محض بے اصل یا مجرد رائے پر جیسے اہل بدعت اور اہل ضلال کے اصول یا رسم پرستوں کا معمول یہ عقلاً و نقلاً مردود ہے۔ دوم جو علمی مقدمات سے مستنبط اور کتاب و سنت کی شہادت سے مستفاد ہو وہ واجب العمل ہے۔

صاحبو! اب تو خواب غفلت سے جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اس آیت کے مصداق کیوں

ہوتے ہو ایسی کجروی رائے مجرد سے جو محض بے اصل ہے۔ دور بھاگو اور راہ مستقیم قدیم جس کا ثبوت مذکورہ بالا عبارت سے تم کو بخوبی واضح ہو چکا۔ اختیار کرو کیونکہ دھوکہ بازوں کی نسبت اللہ تعالیٰ یوں صاف فرماتا ہے۔

قوله تعالى: "ان الشياطين ليوحون الي اوليائهم ليجادلوكم وان اطعتموهم انكم لمشركون (انعام: ۱۲۱)" ﴿اور بیشک شیطان وحی کرتے یعنی ڈالتے ہیں طرف اپنے دوستوں کی کہ جھگڑیں تم سے اور اگر اطاعت کی تم نے ان کی تو بیشک تم شرک کرنے والے ہو جاؤ گے۔﴾

لویارو! اب تو ایمان لاؤ اور بشہادت خداوند تم کو ضرور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو گا کہ دعویٰ وحی والہام جس کا شرح بیان گزرا دوسرے شیطانی ہے۔ اب ایسے شخص کے پاس ہرگز نہ پہنکنا۔ ورنہ مشرک محض ہو جاؤ گے۔

آیت سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے۔ تو جب وحی کا آنا بند ہو گیا۔ جس کا اثبات اوپر گزر چکا تو یہ ضرور شیطان کی طرف سے ہے۔ جس کی خبر خداوند عالم نے پہلے ہی قرآن میں دے دی ہے۔ اے ناظرین ذرا انصاف سے نظر کرو گے۔ تو ضرور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اے انصاف پسند وہ عرض ہے کہ پہچان طریقہ حقہ ہر فریق سے اور نیز دعاوی مدعی کا ذب یعنی مثیل نبی وحی والہام وغیرہ کی تردید و اثبات حق بطریق اسلام قدیم کے تو اس عاجز نے فراغت پائی۔ اب نسبت فساد و عقائد مرزا قادیانی اور ان کے پیروؤں کی جو معجزات انبیاء علیہم السلام کے بابت ان کی تحقیقات میں تحریر ہیں۔ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ وہ ان کے دعوے بطلان کے لئے عمدہ شواہد کافی دانی ہیں اور ناظرین خود تمیز کر لیں گے کہ واقعی درست ہے۔

معجزات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم

بیان قادیانی..... انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں:

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر ہمارے نبی ﷺ کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راست باز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکھایا تھا۔

دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الہی سے ملتے ہیں۔ (ازالہ ابہام ص ۳۰۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲، ۲۵۳)

نوٹ

یہ تفصیل خلاف جمہور قادیانی کہ جو امور آسمان پر واقع ہوں اور دنیاوی انسان کو نظر بھی آ جاویں تو وہ گویا معجزہ نبی کا ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے انبیاء کی اظہار عظمت کے لئے دکھایا اور جو زیر آسمان یعنی ہوائیاں زمین پر یا پانی پر یا پانی کے اندر یا زیر زمین ہو وہ معجزہ نہیں۔ وہ معجزہ خرق عادت عقلی ارضی ہے جو گویا ہر مخلوق انسان غیر انسان کافر مشرک وغیرہ سب میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ انبیاء کے معجزات کا باعث انکار ہے۔ قادیانی کی جدید علم دانی نے معجزہ و خرق عادت کے عجب معنی گھڑے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے کہ سماوی امور میں تو خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت کی طرف منسوب کر کے معجزہ انبیاء قرار دیا جائے اور ارضی امور کو عقلی معجزہ جو اس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔ خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے خارج کر دیا۔ گویا ان کا بانی کوئی اور ہوگا اور برائے نام الہام الہی سے ملتی ہے۔ کی شق جس کی گویا کچھ حقیقت نہیں ہے۔ لگادی جو دفعات آئندہ سے واضح ہو جاوے گی۔ مگر بسا تعجب یہ ہے کہ معراج رسول اللہ سے کیوں انکار ہے۔ جس کا بیان آگے آتا ہے۔ وہ بھی تو ایک سماوی معجزہ ہے۔ شاید بوجہ آنکھ سے نہ دکھائی دینے کے اس کا انکار ہے۔ حالانکہ اسی بناء پر بہت سے لوگوں کا معجزہ شق القمر سے بھی انکار ہے۔ مگر اسی خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے جسے چاہا معراج کو اس آنکھ سے کیا بلکہ دل کی آنکھ سے بھی دکھا دیا۔ مگر ہاں جو اس کی درگاہ پاک سے مرفوع القلم ہیں ان کو البتہ محروم رکھا۔ وہ اسی قابل اور یہ اس قابل ہیں۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے:

ہر کسے را بہر کارے ساختہ
میل اورا در دلش انداختن

کیونکہ جنت و دوزخ ان دونوں کے بھرت کا خیال بھی امر ضروری تھا۔ پس قادیانی کے اس پیرائے بیان سے صرف معجزہ شق القمر کا اقرار ہے۔ باقی تمام معجزات انبیاء سے انکار اور خارق عادت عقلی الہامی میں شمار جو ہر مخلوق خدا یعنی جن و انس و حیوان جانور وغیرہ کو بھی حاصل ہے۔ مثل شیر بلی چوہا گیدڑ کتا سور وغیرہ کو بھی ہوتا ہے۔ گویا یہ وقعت اور تعریف معجزات انبیاء کی قادیانی کے نزدیک بیان ہوئی۔ جیسے انسان نے خارق نے عادت الہامی کے ذریعہ سے صد ہا عجوبات مثل جہاز وریل و تار وغیرہ ظاہر کئے۔ جیسے جانوران وغیرہ اپنے اپنے دشمن کو بوقت شکار

نوراً معلوم کر لیتے ہیں اور جیسے سور کے سہانے گلزار گوشت کا اور چرکین رکھا جاوے۔ تو وہ چرکین ہی کھانے کو دوڑتا ہے۔ اس کو خارق عادت الہامی سے اطلاع ہوئی کہ تیری غذا چرکین ہے اور اسی طرف اس کا میلان ہے۔ واقعی قادیانی کی یہ خود تراشید و مشرع بہت قابل وقعت ہے۔ شاید یہی دلیل میلان الہامی مثیل انبیاء کا ہونا مراد ہے۔ تو ایسے الہام تو ہر ایک میں ثابت ہو گئے۔ اگر قادیانی کو بھی اس قسم کا الہام خارق عادت ہے۔ تو ہم کو بھی کچھ بحث نہیں وہ خود ہی اپنے الہام کی تعریف کے مذب ہوئے۔ غرض اسی بناء پر اپنی مجرد رائے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی وہ چھٹاڑ فرمائی ہے کہ ان کو کسی کام کا ہی نہیں رکھا جو درج ذیل ہیں۔

یہودہ چھٹاڑ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام از جانب قادیانی

دفعہ ۱..... ”پس کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے سے پرندوں کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

دفعہ ۲..... ”ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسریزی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

دفعہ ۳..... ”حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوئے تھے۔ یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے۔ وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے اور یہ جو میں نے مسریزی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ یہ الہامی نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۱۱، ۳۱۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹، ۲۵۸)

نوٹ

شاید یہ وہی الہام ہے جس کی ابھی اوپر تعریف بیان کی ہے۔ جس کو خود ہی خارق عادت قرار دیا ہے۔ افسوس کہ قادیانی نے قریب الموت کو مردہ سمجھ کر بے جا اعتراض کیا۔

دفعہ ۴..... (براہین احمدیہ تمہید پنجم) یہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اندھوں لکڑوں کو شفا حاصل ہوئی ہے۔ تو بالیقین یہ نسخہ مسیحی نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا۔ (خزائن ج ۱ ص ۵۳۱، ۵۳۰) جو عبرانی میں بیت خدا کہلاتا ہے۔ (خزائن ج ۱ ص ۵۳۱) ”اور جس کا پانی پلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔“ (خزائن ج ۱ ص ۵۲۳) اور جس پر حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے۔ (خزائن ج ۱ ص ۵۳۳) ”اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ ایک کھیل تھا اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالہ۔“ (ازالہ ص ۲۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

دفعہ ۵..... ”اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان انجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے یہ عاجز کم نہ تھا۔“ (ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

دفعہ ۶..... ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا۔“ (ازالہ ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

دفعہ ۷..... (تمہید نمبر ۱۱ ص ۱۰) پس مسیح کے معجزات سب کے سب محبوب الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکران سے مشابہ تھی۔ (خزائن ج ۱ ص ۵۵۷، بغض)

”ہمارے نبی ﷺ کا سیر معراج آسمانوں پر اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ (کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادت اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے۔) اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقات اس کو ثابت کر چکی ہیں۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کسی قدر لغو خیال ہے۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔“ (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

نوٹ

مگر قادیانی نے معجزہ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانے و جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ رکھا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہو گیا؟ اور اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ جو ظاہری طریق پر اہل اسلام کا ڈھچکا رہا ہے۔ یہ بے چارے سادہ لوحوں کو پھانسنے کا جال پھیلا یا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے حسب بیان۔

دفعہ ۸..... مندرجہ بالا کے مطیع فلسفہ پرانے اور جدید کے پائے جاتے ہیں۔ جو خلاف نص ہے اور جس نے اتباع رسول ﷺ نہ کی وہ اسلام دین سے باہر ہو گیا۔

قوله تعالى: ”وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ“ (آل عمران: ۸۵) ”اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کے دین۔ پس وہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔“ پس یقیناً اتباع طریق فلسفہ نے قادیانی کو باعث انکار معراج ثابت کر دیا اور نیز اس آیت کا بھی انکار ثابت۔ آیت ”أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (آل عمران: ۱۶۰) ”بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اور بخیاں قادیانی وہ قادر مطلق نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت میں محدود و مقید ہے۔ تو وہ قابلِ خدا کی نہ رہا تو ضرور ان کو ایک قادر مطلق ماننا پڑے گا۔ جب یہ تسلیم ہوگا تو ان کا وہ بیان بالا غلط ہو جائے گا اور حسب بیان ان کے خدا تعالیٰ کی یہ صفت تعجب خیز ہے۔ جس کی غیر محدود قدرت کی تعریف قسم معجزہ اول میں بیان فرمائی ہے۔ وہ اب محدود و مقید ثابت ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! ایسے عالی اور باریک فہم کے لوگ دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں اور معراج رسول اللہ ﷺ کو جو معراج کشفی ہے۔ جس کا قادیانی کو خود تجربہ ہے۔ بیان کیا ہے تو گویا قادیانی کو معراج بھی مثل رسول اللہ ﷺ ہو گئی۔ سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کجا قادیانی کجا رسول مگر یہ تو فرمائیے آیا یہ معراجی تجربہ از قسم تشریح دوم مذکورہ بالا یعنی الہامی فرق عادت یا وحی سے یا کسی اور قسم سے ہے۔ مگر کوئی اور قسم تیسری تو بیان ہی نہیں فرمائی۔ لاحالہ وہی قسم دوم قائم رہے گی تو اس کی کیفیت فضائلِ رحمانی یا شیطانی ہونے کا ثبوت بسط کے ساتھ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پردہ چشم حیا کو اٹھا کر خوب سمجھ لیجئے اور پھر انصاف سے فرمائے کہ کون ٹھکانے کی کہتا ہے اور سنئے۔

براہین احمدیہ۔ تمہید (۶) میں مسیح کی پیشین گوئیاں سے بھی انکار ہے۔ (قال) مسیح کی پیشین گوئیاں اس لئے محبوب الحقیقت ہیں کہ وہ بظاہر صورت نجومیوں اور کاہنوں اور مورخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں۔

اقول

اس اعتراض کی تردید ص ۲۵ میں گزری اس جگہ مکرر بیان کی ضرورت نہیں۔ صفحہ ہذا کو ملاحظہ کر لیا جاوے۔ ورنہ جواب و اثبات تفصیلی معجزات انبیاء علیہ السلام جو آئندہ آئے گا نظر سے گزرے گا۔

اثبات معجزات و پیشین گوئیاں انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام از نص قرآن

(اصل مسودہ سے صفحہ ۳۴..... اور ۳۵..... غائب ہیں)

کہا اللہ کی پناہ جبریل نے فرمایا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ کلمۃ اللہ تم سے پیدا ہوں گے جو دنیا میں کثرت معجزات اور نزول قرب قیامت اور قتل مسیح و جال و کسر صلیب و منکشف انصار سے عزت والے ہوں گے اور قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ انہیں مراتب اعلیٰ عطا فرمائے گا اور مقام قرب میں جگہ ملے گی۔ (خلاصۃ التفاسیر ج ۱ ص ۲۵۴)

اور یہ بھی فرمایا: ”ویکلم الناس فی المهد وکھلا ومن الصالحین (آل عمران: ۴۶)“ ﴿اور کلام کرے گا آدمیوں سے پالنے میں اور کھولت میں اور نیکوں سے ہے۔﴾ اے ناظرین و خادمان مرزا قادیانی و میرٹھی وغیرہ تم کو قسم ہے اپنے جد امجد کی انصافا اس تعریف فرمودہ خداوند تعالیٰ سے اور قادیانی کے بیان توہین بالا سے مقابلہ کرتے جانا کیونکہ آخر حق پر ایمان لانا ضروری ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ حضرت مریم کا بیان یوں فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: ”قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذالك الله یخلق ما یشاء۔ اذا قضی امرأ فانما یقول له کن فیکون (آل عمران: ۴۷)“ ﴿کہا اے رب کہاں سے ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہ چھو مجھے کسی آدمی نے کہا ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب حکم کرے کسی کام کا یہ کہتا ہے واسطے اس کے ہو جائیس ہو جاتا ہے۔﴾

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بشارت سن کر مریم مجبب بولیں میرے لڑکا کس طرح ہوگا۔ مجھے تو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ جسے چاہتا ہے یوں ہی پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی کام کرنا منظور ہوا فرمایا (کن) ہو جائیس وہی موجود ہوگئی۔ اسے اسباب و آلات کی حاجت نہیں یہ لڑکا بھی یوں ہی پیدا ہوگا اور مرزا قادیانی کے نزدیک ان کے قانون قدرت کے یہ آیت مخالف ہے اور فرمایا ”ويعلمه الكتب والحكمة والتوراة والانجیل ورسولاً الی بنی اسرائیل (آل عمران: ۴۸، ۴۹)“ ﴿اور سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور پیغمبر ہے طرف بنی اسرائیل کے۔﴾

کیوں صاحبو! یہ آیات قرآنی جو کلام الہی ہیں۔ آپ کے ملاحظہ سے گزریں۔ اب بھی

یقین کلی ہوا یا نہ۔ ذرا غور فرماؤ۔ اللہ تعالیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذی وجاہت دنیا اور آخرت اور مقربوں سے فرمائے اور قادیانی نے ان کو سامری بازی گر نجوی لہو لعلی سے تشبیہیں دیں۔ جس سے عیسیٰ علیہ السلام خود سامری بازی گر ہوئے۔

خدائے تعالیٰ تو فرمادے کہ وہ پالنے اور کھولت میں باتیں کرے گا۔ یہ بھی معجزہ ہے اور قادیانی انکار کرے اور اللہ تعالیٰ تو حضرت مریم کی اطمینان فرمائے کہ اللہ جو کرنا چاہے کہتا ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔ بے باپ لڑکا ہونے میں تعجب نہ کر اور ہم سکھائیں گے۔ عیسیٰ کو کتاب و حکمت اور پیغمبری طرف بنی اسرائیل کے اور قادیانی ان کو سامری بازی گر نجوی لہو لعلی وغیرہ بتائے۔

کیوں صاحبو! یوسف نجار کو عیسیٰ مسیح کا باپ قادیانی کا بتانا اور قانون قدرت فلسفہ جس کی وجہ سے معجزہ و معراج روحی و جسمی سے انکار ہے۔ صحیح ہے یا قانون قرآن خداوندی صحیح ہے۔ یقین ہے کہ ہو گے کہ قرآن صحیح ہے۔ پھر اگر کوئی ایسے بزرگ نبی کی نسبت اپنی کور باطنی و سیاہ قلبی سے بازی گر و سامری و نجوی وغیرہ کی تشبیہ دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل نصاریٰ باپ بھی قرار دے اور قرآن جو قانون خدا ہے۔ چھوڑ کر قانون قدرت فلسفی پر یقین کرے۔ تو آپ ہی ارزوئے انصاف فرمائیں کہ وہ شخص بصورت انسان حقیقت مجسم شیطان ہے یا نہیں۔ چنانچہ مولانا روم بھی ارشاد فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے انشاید داد دست

پس ایسے شخص سے دور بھاگنا اور پناہ مانگنا چاہئے۔ موافق فرمودہ خداوند عالم ”الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس (الناس: ۶۰۵)“ ”وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بچ سینہ لوگوں کے جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے“ پس ایسے شخص کے نام پر فوراً لاجل پڑھ لیا کرو تا کہ اس کے اثر سے محفوظ رہو اور سنئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ تو یہ ارشاد کیا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

قوله تعالیٰ: ”انی قد جتکم بایة من ربکم ان اخلق لکم من الطین کھتة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکھم والا برص واحی

الموتى باذن الله وانبتكم بما تاكلون وما تدخرون فى بيوتكم ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين (آل عمران: ۴۹) ﴿﴾ میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے۔ میں پیدا کرتا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے ایک صورت بصورت چڑیا کے پس پھونکتا ہوں میں اس میں پس ہو جاتی ہے چڑیا حکم سے اللہ کے اور اچھا کر دیتا ہوں اندھوں کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں میں مردے کو حکم اس کے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھاتے ہو اور جو جمع کرتے ہوے گھروں میں اپنے بے شک اس میں نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔ ﴿﴾ اب خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ کیسے کیسے معجزات و واضح نشانیاں اللہ کی طرف سے لائے جن کی اللہ تعالیٰ شہادت فرماتا ہے اور مرزا قادیانی حسب دفعات نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵۔ مذکور بالا برخلاف و منکر آئیہ ہذا صریح ثابت ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قوله تعالى: ”وجعلتكم باية من ربكم“ ﴿﴾ اور لایا میں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے۔ ﴿﴾ (یعنی معجزے) بھلا اب بھی تعین ہوا کہ جو شخص ان آیات کو جھٹلائے گا وہ مخالف خدا اور رسول ہے یا نہیں۔ خداوند کریم ان منکروں پر رحم فرمائے اور لیجئے۔

قوله تعالى: ”وآتيناه عيسى ابن مريم البيننت وايدنه بروح القدس“ ﴿﴾ اور دیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو نشانیاں صریح (یعنی معجزے) اور مدد کی ہم نے روح قدس سے۔ ﴿﴾

اے ناظرین حق پسند غور تو فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے پاس سے معجزے و نشانیاں صریح دیتا فرمائے اور نیز اپنی روح پاک سے مدد و عطا کرتا فرماتا ہے اور قادیانی برخلاف آیت ہذا کے اپنی دفعات مذکورہ بالا میں معجزات انبیاء کا انکار اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معجزے جن کی شہادت قرآن دیتا ہے ظہور پذیر ہوئے۔ اس قادیانی کے نزدیک (دفعہ ۵) میں عمل الترب و مکروہیں اور حسب دیگر دفعات مذکورہ بالا کی مصداق ہیں اور لیجئے۔

قوله تعالى: ”اذ قال الله يعيسى ابن مريم اذكر نعمتي عليك وعلى والدتك اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس فى المهد وكهلا واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيفة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيرا باذنى وتبرى الاكمه والابرص باذنى واذ تخرج الموتى

بإذنى واذ كففت بنى اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينث فقال الذين كفروا منهم ان هذا الاسحر مبين (مائده: ۱۱۰) ﴿جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری تجھ پر اور والدہ تیری پر جب کہ مدد دی ہم نے تجھے روح قدس سے باتیں کیں تو نے آدمیوں سے لڑکپن اور جوانی میں اور جب سکھادی ہم نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب بناتا تھا تو مٹی سے مثل صورت چڑیا کی حکم سے میرے پھر پھونکتا تھا تو اس میں پھر ہو جاتی تھی چڑیا حکم سے میرے اور اچھا کر دیتا تھا اندھے کو اور کوڑھی کو حکم سے میرے، اور نکالتا تھا (یعنی زندہ کرتا تھا) مردے کو حکم سے میرے اور جب روک دیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تو ان کے پاس کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) تو کہا انہوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا ہے۔﴾ یعنی یاد کرو تم وہ قصہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمایا کہ اے عیسیٰ بن مریم ہمارے انعام جو تم اور تمہاری ماں پر کئے ہیں یاد کرو (نمبر ۲) تم کو روح پاک یا جبرائیل علیہ السلام و انجیل سے مدد دی اور لڑکپن میں تم سے باتیں کرا دیں اور جب بڑے ہوئے۔ تب بھی ہدایت کی۔ (نمبر ۳) سکھا دیا تم کو لکھنا اور علوم نبوت اور توریت و انجیل۔ (نمبر ۴) تم کو یہ قوت عطا کی کہ مٹی سے چڑیا کی صورت بنا کر اس میں دم کر دیتے وہ زندہ چڑیا ہو جاتی۔ (نمبر ۵) مادر زاد اندھوں (نمبر ۶) اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے۔ (نمبر ۷) اور جب تم بنی اسرائیل کے پاس ہماری کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) لائے تو وہ جھٹلانے لگے اور جادوگر بتانے لگے اور قصد کیا دست درازی کریں۔ مگر ہم نے ان کے ہاتھ روک دیئے اور قتل اور قید سے بچا کر آپ کو آسمان پر بلالیا۔

اس کی تفسیر انشاء اللہ آئندہ بحث حیات حضرت عیسیٰ میں آئے گی اور ہر جگہ باذنی کی قید بڑھادی کہ یہ نہ سمجھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل قادر تھے۔ خلاصۃ التفاسیر ص ۵۹۱ اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی جس کی اللہ تعالیٰ شہادت فرمائے۔

قوله تعالیٰ: ”یأتی من بعدی اسمہ احمد (صف: ۶)“ ﴿یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام احمد ہوگا۔﴾ کیسی پوری ہوئی۔

اب یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ ارشاد معجزات و پیشین گوئیاں حسب مذکور آیات سابق گزشتہ کی مکرر تصدیق فرمادی۔ اب اگر کوئی شخص انکار

کرے تو ظاہری آنکھیں تو پھوٹی ہیں۔ مگر ہے کی بھی پھوٹ گئیں۔ تو فی زمانہ کے ایسے اشخاص بھی انہیں میں سے ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام جب تو لے گیا ان کے پاس کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) تو کہا انہوں نے ان میں سے جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر جادو کھلا ہوا۔ پس جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اب جادو گری مسریزی بازی گری۔ لہو لعی و مکروہ وغیرہ۔ حسب دفعات مرزا قادیانی کی سمجھے تو تمہیں قسم ہے۔ اپنے پیر مغان کرو کی سچ کہنا وہ کیوں کر کافر نہ ہوگا۔ ضرور کافر ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قوله تعالیٰ: ”وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا الْإِلْفَاسِقُونَ (بقرہ: ۹۹)“ اور البتہ تحقیق اوتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر (یعنی معجزے) اور نہیں کفر کرتے ساتھ اس کے مگر بدکار۔ ﴿

اے یار واپسی واضح آیتوں سے چشم پوشی کرے کیوں فاسق اور کافر ہوئے جاتے ہو۔ اگر اب بھی غلبہ ابلیس کی پیروی سے مفر نہ ہو تو اور سنئے۔ جب کہ حسب ارشاد استدعا سے قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی: ”رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ (مائدہ: ۱۱۴)“ ﴿ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خوان اتارے۔ ﴿ اور قبل اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی من وسلویٰ کے خوان آسمان سے اترے۔ ان کا پورا قصہ قرآن میں موجود ہے۔ کسی حافظ سے معلوم کر کے کسی عالم سے سمجھ لو۔ کسی ابلیس کے بہکانے سے اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو اور یہ معجزہ مرزا قادیانی کے مجوزہ قانون تشہیری معجزات نمبر ۲۰ میں سے کون سے قسم کا ہے۔ آیا ساوی یا خارق عادت یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جملہ معجزات سے انکار ہے۔ یہ بھی اس مد میں داخل ہے اور دفعہ (۳) میں جو قادیانی نے وہ خیال جس کو صحیح و قریب قیاس بیان کیا ہے کہ یہ نسخہ حضرت مسیح نے حوض بیت خدا سے اڑایا ہے اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی ہے۔ جو ایک کھیل ہے۔ جیسے سامری کا گوسالہ درست ہے۔ یا خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ ہم نے روح القدس سے مدد دی اور ایسے ایسے معجزے عطا کئے جو آیات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا صحیح ہے۔ ذرا چشم حیا کو اٹھا کر سر سے کھیلو اور منہ سے بولو تو سہی یہ کیسی سینہ زوری ہے کہ ایسی کھلی ہوئی شہادت خداوندی سے انکار ہو تو صریح کفر ہے یا نہیں۔ ابھی کچھ نہیں گیا ہے سچے دل سے توبہ کر کے ایمان لائیے ورنہ سوائے جہنم کے کوئی ٹھکانا نہیں ہے اور جو اس آیت کا مصداق ہو تو

عالم مجبوری ہے۔ آیت۔ ”ان الذین لا یؤمنون بآیات اللہ لا یهدیہم اللہ ولہم عذاب الیم (حجر: ۱۰۴)“ ﴿بے شک جو نہیں ایمان لاتے۔ آیتوں پر اللہ کی نہیں راہ دکھاتا انہیں اللہ اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔﴾

اے ناظرین عالی فہم اب تو ضرور یقین کامل ہوا ہوگا کہ قادیانی کی مجوزہ تشریح اقسام معجزات نمبر ۱ اور نمبر ۲ جس کی بناء پر انبیاء علیہ السلام کے معجزات سے انحراف تھا۔ محض باطل ہے۔ اب رہے معجزات رسول اللہ ﷺ تو منجملہ ان کے صرف ایک معجزہ شق القمر کا اقرار کیا ہے۔ جو وہ بھی از روئے اتباع فلسفہ کہنہ وجدید کے بمنزلہ انکار کے ہے۔ کیونکہ موافق دفعہ (۸) معراج رسول اللہ ﷺ سے انکار ہے کہ اس جسم کثیف کے ساتھ آسمانوں پر جانا خلاف عادت اللہ یعنی خلاف قانون قدرت اور پرانے فلسفہ وجدید فلسفہ کی رو سے وہاں پہنچنا لغو خیال ہے۔ بلکہ اس معراج کو ایک اعلیٰ درجہ کا کشف قرار دیا ہے اور اس قسم کے کشفوں میں اپنے آپ کو خود تجربہ کار بیان کیا ہے۔

گویا مثل رسول اللہ ﷺ قادیانی کو بھی معراج ہوتی ہے۔ تو مثل رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء بھی ہو ہی گئے۔ اب صرف درجہ خدائی باقی رہا وہ بھی در پردہ بحوالہ حیلہ بناوٹی صوفیہ حال کے حاصل ہونا دیگر مقام پر بیان کر دیا ہے۔ جس کو انشاء اللہ ہم آئندہ حصہ دیگر میں مفصل عرض کریں گے۔ مگر اس وقت تک اتنا کہنا ضرور ہے کہ از روئے اسلام مثل خاتم الانبیاء نہ سہی مگر آپ حسب پیشین گوئی مخبر صادق ﷺ کے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوں گے اور ایک حدیث میں ۳۰ دجالوں کی تعداد بتائی ہے اور نیز تواریخ سے ثابت ہوا کہ چند اشخاص نے عیسیٰ و مثل انبیاء کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ واصل جہنم ہوئے۔ ان کے مثل خاتم تو ضرور ہوئے۔ قطع نظر تواریخ گزشتہ کے خود ہمارے زمانے میں مہدی پیدا ہوئے اور اب بھی یورپ و افریقہ میں موجود ہیں۔ جن کو علم تواریخ ہے وہ خود سمجھ جائیں گے۔ اب اس وقت ہم کو اس قدرت قانون کا معلوم کرنا ہے جس پر قادیانی کا مدار ایمان ہے۔ اگر عادت اللہ اور پرانا فلسفہ اور جدید فلسفہ یہی ہے تو بوقت اقرار معجزہ شق القمر پرانے وجدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہو گیا؟ انکار معراج رسول اللہ ﷺ میں نوبت اعتراض کی نہ آتی۔ یا کہ اس کا قانون قدرت قرآن شریف ہے۔ جس سے وہ قادر مطلق اور فاعل

مختار ثابت ہے۔ نہ کہ حسب خیال قادیانی قادر مقید۔ کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے۔

”قوله تعالى: ”يخلق ما يشاء والله على كل شيء قدير (مائده: ۱۷)“
 پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے اور ہر بات کے لئے جو قوانین مقرر اور نازل فرمائے ہیں۔ وہ کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتے اور قادر مطلق و حکیم برحق کی مقرر کی ہوئی تقدیر (قانون قدرت) ہر گز نہیں بدل سکتی۔ یعنی کلام ربانی کے موافق اللہ تعالیٰ کی سنن اور مقادیر کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
 ”فلن تجد لسنة الله تبديلا ولن تجد لسنة الله تحويلا (فاطر: ۴۳)“
 نہ پاوے گا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور (قانون) ٹٹلنا۔ کہ غرض قوانین قدرت الہی میں رد و بدل نہیں..... الخ۔ مگر قانون قدرت الہی کے سمجھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔

اکثر اشخاص بوجہ کم علمی۔ فلسفہ انسانی کے متبع ہو کر فلسفہ حقہ جس پر تمام انبیاء کا مذہب قائم ہے۔ ان واقعات تعجب خیز پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقوع میں آئے اور معجزات انبیاء سرزد ہوئے۔ تو وہ بے علم مکر ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا قانون ہر گز نہیں بدلتا۔ بلکہ ایک دوسرا قانون مقابل سمت سے عمل کرتا ہے۔ جس طرح پر یہ ایک قانون قدرت ہے کہ ہر شے جو بے سہارے چھوڑ دی جاتی ہے۔ زمین پر گر پڑتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص گرتی ہوئی چیز کو راستہ ہی میں ہاتھ پر لے لے تو زمین پر نہیں گرنے پاتی۔ اسی طرح کسی موقع پر خداوند تعالیٰ کا فعلی قانون عمل کر رہا ہو یا اس موقع پر سخت مصیبت اور حادثہ واقعہ ہو جائے۔ تو اس کا دفعیہ شرائط کے ساتھ بواسطہ انبیاء و اولیاء اور دعا کرنے یا با اظہار عظمت خود قادر مطلق کے ہو سکتا ہے۔ جیسا واقعات سے ثابت ہے۔ مگر یہاں کوئی قانون قدرت نہیں بدلا نہ خلاف عادت بلکہ مقابل سے ایک اور قانون نے تقدیر الہی کے موافق عمل کیا۔ انبیاء و اولیاء کی دعائیں واسطے میں جو ایسا پر زور اثر ہے کہ بسا اوقات دنیا کو تہہ و بالا کر دیتی ہے۔ کچھ کا کچھ کر دکھاتی ہیں۔ مخالفین الہی کو چکنا چور اور موافقین کو مظفر اور منصور کر دیتی ہیں۔ یہ سب قانون الہی کے مقابل دوسرے قانون کا عمل کرنا ہے۔ یہ بھی تقدیرات الہی میں داخل ہے۔ جس میں کسی صورت سے کوئی قانون الہی نہیں بدلا۔ اللہ تعالیٰ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ”لکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت

وعنده ام الكتاب (رعد: ۳۸، ۳۹) ﴿ہر ایک وعدہ کے لئے ایک کتاب (قانون مقرر ہے) پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے محو و منسوخ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے۔ ثابت و قائم رکھتا ہے۔﴾ اور علوم حقہ کی کتاب (یعنی تقدیرات الہی کی کتاب) اسی کے پاس ہے۔ جس کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے۔ بعض اسباب ظاہر ہیں۔ بعض چھپے ہیں۔ اس بات کی تاثیر کا اندازہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے اس کی تاثیر اندازہ سے کم یا زیادہ کر دے جب چاہے ویسے رکھے۔ آدمی کبھی ننگر سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں۔

دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے۔ ایک نہیں بدلتی۔ جب آیت: ”وما كان لرسول ان ياتي بآية الا باذن الله“ نازل ہوئی۔ تو کفار نے کہا کہ اے محمد ﷺ! تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی جو کچھ لکھ دیتا ہے وہی ہوگا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس پر یہ آیت بالا: ”يمحو الله ما يشاء..... الخ“ اتری یعنی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جب چاہے اور جو کچھ چاہے کر ڈالے اور سب چیز پر قادر ہے۔ پس مرزا قادیانی کا فلسفہ تو روفو چکر ہو گیا۔ مگر اب ان کے چیلے جو نہ امت اتارنے کو ایک کتاب غسل مصطفیٰ مرزا قادیانی کے دعویٰ طرز فلسفہ کو چھوڑ کر جو بطور طرز روافضانہ قانون قرآن سے تناویلات باطلہ اپنے پیر صاحب کی کمر تھامی ہے۔ وہ بھی اس واضح اثبات آیت بالا سے ہرگز قابل خیال و توجہ نہیں ہے۔ پس جملہ معجزات کے ہونے اور خداوند تعالیٰ سے وہ امور وقوع میں آنے جو اس سے سابق ظہور نہیں ہوئے باجماع قانون فلسفہ انسانی جو خیالی و ظنی محنت مشق انسانی ہے۔ بمقابلہ شہادت قرآنی آیات ہذا سے منکر ہونا الہتہ کفر ہے۔

اگر ناظرین انصاف پسند۔ دلائل مذکورہ الصدر کو ملحوظ رکھیں تو وہ اثبات ماقبل و مابعد جو آئندہ نظر سے گزرے گا۔ تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ واقعی یہ درست ہے۔ علاوہ ازیں حسب آیات مذکورہ بالا ص ۳۲ حضرت مریم نے فرمایا کہ کیونکر خلاف ہو سکتا ہے کہ نہیں چھو اجمہ کو کسی آدمی نے اور لڑکا ہو جائے۔ جواب ہوا۔ ”قال كذلك الله يخلق ما يشاء..... الخ“ ﴿یعنی ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے یہی کہتا ہے واسطے اس کے ہو جائے ہو جاتا ہے۔﴾

غرض جب اس نے جسی معراج کا ہونا چاہا اور کسی کو پھر زندہ کرنا چاہا وہ کیونکر ناممکن ہوگا۔ مرزا قادیانی کا اعتقاد برخلاف قانون قرآنی آیات مندرجہ ہذا ظاہر ہے۔ اب اے ناظرین

تمہیں انصاف فرماؤ کہ قانون قدرت قرآن مجید فرمودہ خدا صحیح ہے یا مجوزہ قانون قادیانی و فلسفی صحیح ہے۔ یقین ہے انصافاً یہ ضرور بول اٹھو گے کہ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ ﴿البتہ قرآن شریف ہی اس کا قانون ہے۔ خلاف اس کے ایجاد قانون و سوسہ شیطانی ہے۔﴾

اب اے معتقدان قادیانی ذرا غور کرو اور سمجھو سیکڑوں کلام اللہ مترجم و تفسیر موجود ہیں پڑھو اور سمجھو۔ کسی ایسے کے اظہار معنی پر کہ خلاف معنی سمجھا کر بہکا دے گا۔ ہرگز توجہ نہ کرنا۔ بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے خود ہی غور کرنا۔ انشاء اللہ راہ راست پر مستفیض ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو آیات ذیل سے قطعی انکار پایا جاتا ہے۔ وہ قادر اپنے کلام میں قادر مطلق ہونے کو خود واضح طور پر فرماتا ہے۔ جس سے صاف مردوں کے زندہ کرنے کا بطور احسن اثبات ہے۔

قوله تعالى: ”اتخذوا من دونہ اولیاء فاللہ هو الولیٰ وهو یحیی الموتی وهو علی کل شیء قدير“ ﴿کیا بنائے سوائے اللہ کے حمایتی۔ پس اللہ وہی ہے حمایتی اور وہ زندہ کرتا ہے مردے کو اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾ اور سنئے۔

قوله تعالى: ”اولم یرو ان اللہ الذی خلق السموت والارض ولم یحیی بخلقہن بقدير علی ان یحیی الموتی ۚ بلیٰ انه علی کل شیء قدير“ ﴿کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھا ان کے بنانے میں قادر ہے اس بات پر کہ جلاوے مردے بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾

کیوں صاحبان! اب تو یقین کامل ہوا ہو گا کہ مرزا قادیانی کا قانون فلسفہ محض غلط ہے اور قانون قرآنی فلسفہ صحیح ہے اور ان آیات کا منکر البتہ کافر ہے۔ اب رہی تحقیق کیفیت معراج جس کو قادیانی نے کشف سے تعبیر کیا ہے۔ مگر جو ان کے خیال میں تفصیلی کشف ہے۔ بیان نہیں فرمائی کہ کس قسم کا کشف اور کیا کیفیت ہے۔ جس کی وہ کلیہ مہارت کا اپنے دعوے میں بیان کرتے ہیں۔

آیا جانتے میں کچھ دکھائی دیتا ہے۔ جو اوروں کو نہیں دکھائی دیتا۔ یا کچھ سماوی اور اک سے انکشاف ہوتا ہے۔ یا بطور خوراک کے روحی سیر کرائی جاتی ہے۔ غرض کچھ ہی خیال قادیانی ہو۔ بمقابلہ معراج قول اللہ و رسول کریم۔ یہ اقوال قادیانی سب مردود ہیں۔

شرح عقائد: ”ومعراج فی الیقظۃ یشخصہ الی السماء ثم الی ما شاء

اللہ تعالیٰ“ (یعنی معراج آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں ہوئی۔ اسی جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف۔ پھر وہاں سے جہاں خدا نے چاہا ہو۔) چنانچہ مسجد الحرام سے بیت المقدس تک جانا۔ آیت: ”سبحان الذی اسریٰ (بنی اسرائیل: ۱)“ سے اور سرودہ نجم سے بھی نہایت نزدیک درجہ تک پہنچ جانا معلوم ہوتا ہے اور معراج حالت بیداری میں جسم کے ساتھ واقع ہونا مشہور حدیثوں میں مذکور ہے اور تفصیل اس سیر و سفر کی بھی حدیث سے بخوبی ہوتی ہے اور قرون طلحہ میں سے کسی کو اس بات میں شک و تردید نہیں ہوا۔

لیکن جب فلسفی علوم شائع ہوتے گئے اور اوہام و وسوسہ شیطان بڑھتے گئے۔ ایسے مسائل میں بھی خدشے پیدا ہوئے اور اس وجہ سے علماء دین کو بھی ایسے مسائل میں اہتمام کی ضرورت پیش آئی۔

چنانچہ یہاں مسئلہ اسی واسطے عقائد کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور مسئلہ خاص میں دو ہی امر تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں۔ ایک جسم کے ساتھ ایسی مسافت ایک آن میں قطع کرنا۔ دوسرے آسمان کا پھٹ کر مل جانا اور درحقیقت دونوں ہی محال ہیں۔ اس واسطے کہ بالفرض اگر طویل مسافت سرعت کے ساتھ طے کرنا محال ہوتا تو کرہ زمین خود آسمان (جس کی ثقل و گرانی کو انسان کی ثقل و گرانی کے ساتھ نسبت نہیں۔)

شبانہ روز دنیا کی مسافت کیونکر قطع کرنے اور آسمان کا پھٹنا اسی صورت میں محال ہوتا۔ جب فلسفیوں کے زعم کے موافق اجسام کی اصل اتصال ٹھیرتی حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ ہو جب تحقیق متکلمین کے اصل اجسام کی منفصل معلوم ہوتی ہے اور اس صورت میں افلاک کا بھی پھٹ کر مل جانا ناممکن نہیں معلوم ہوتا۔

ہاں! اگر یہ کہئے گواگ ایسے امور ناممکن نہ سہی۔ لیکن خلاف عادت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جا بجا یہ معلوم ہو چکا کہ قادر مطلق کبھی کبھی اپنے اظہار قدرت کے واسطے خلاف عادت و امور بھی ظہور میں لاتا ہے اور ایسے وقائع بھی انہیں میں سے ہیں مآدور علاوہ اس کے حکماء بھی عقول و ارواح کی قوت و استعداد تسلیم کرتے ہیں اور ایسے وقائع کا خواب میں واقع ہونا بعید نہیں جانتے۔

پس اسی طرح اگر عقول و ارواح کی کیفیت جسم میں آجائے یا بیداری میں خواب کی

حالت پیدا ہو جائے۔ تو قدرت الہی سے کچھ محال نہیں۔ اس واسطے کے بموجب مقدمات گزشتہ کے ہر قسم کی قوت واستعداد انسان میں ضرور موجود ہے اور بالخصوص جس انسان کو کل افراد میں اکمل واعلیٰ ٹھہرایا ہے۔ اس میں یہ یہ قوتیں کیونکر جمع نہ ہوں گی۔

پس اس صورت میں لامحالہ کسی وقت میں اس کا ظاہر ہونا بھی چاہئے اور بعض فلسفی مذہب جو آیات اور حدیث میں تامل کر کے واقعہ معراج کو روحانی یا برسمیل خواب کہتے ہیں۔ تو اس میں بہت بڑی قباحت یہ ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو ایسے وقائع کو (جن کا وقوع عام لوگوں سے بعید نہیں۔) اس عظیم الشان کے ساتھ بیان فرمانا اور بے ضرورت صاف صاف معاملہ کو الہام کی وضع میں لانا ہر گز شان الہی کے لائق نہیں۔

”وما هذا الا بهتان عظیم“ لوصاحبو یہ خلاصہ متذکرہ بالا عقائد منقول اہل فہم و طالب حق کے لئے تو کافی ہے اور ایسے کم فہموں سے تو توقع کسی بد فہم ہی کو ہو تو وہ مگر ہاں یوں سمجھ کر دہلی اور میرٹھ وغیرہ کے پرانے تعلیم یافتوں میں سے شاید کسی کی نظر پڑ جائے تھوڑا بہت تفصیل وار بھی عرض کئے دیتا ہوں۔

خلاصۃ التفاسیر

قوله تعالى: ”سبحن الذی اسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بزرکنا حوله لنزیه من ایتنا انه هو السميع البصیر (بنی اسرائیل: ۱)“ ﴿پاک ہے وہ ذات کہ لے گئی بندہ کو اپنے راتوں رات مسجد کعبہ سے طرف مسجد بیت المقدس کے ایسے کہ مبارک کر دیا ہم نے گردا گرد اس کا کہ دکھائیں ہم اسے نشانیاں اپنی بے شک وہ منتظر اور دیکھتا ہے۔﴾

سبحان

اسم علم ہے تسبیح کا یعنی پاک و تقدس تنزیہ اور سبح بمعنی نماز و نورانیت بھی آتا ہے۔

اسرا

بشب راہ رفتن۔

احمدی

لیل کو اس لئے ذکر کیا کہ اشلہ ہودت قلیل و سفر طویل کی طرف۔ فائدہ: اس لئے کہ لیل طرف ہے ضرور ہے کہ تمام سیر ایک ہی رات کے اندر اور اس کے کسی حصہ میں ہو اور تعدیہ

اس کا تعلیم کرتا ہے کہ نیاز و طلب و شوق و خلوص و امید جو عبودیت کے آثار سے ہیں۔ تمہاری جانب سے ہوں۔ باقی رہا مراتب قرب پر علو اور محض انس میں حضور یہ محض بفضل الہی۔
عبدال

اس کے رموز آئندہ آتی ہیں۔ مگر باتفاق و اجماع مراد اس سے حضور اقدس سرور عالم سید بنی آدم ہیں۔ فائدہ: چونکہ مطلق فرد کامل کی طرف متصرف ہوتا ہے اور بندگی میں فرد کامل ہمارے اور تمام عالم کے سردار سید مختار ہیں۔ لہذا حضور ہی مراد ہیں۔
لیلہ

نکمرہ ہے ایک رات اور ظرف یعنی حصہ شب پھر آیت ظاہر ہے۔ معراج قصہ میں اور نص ہے۔ کمال قدرت الہی میں کہ وہ ایسے عجیب امور کرتا ہے۔ جو فہم سے باہر قوت سے زائد ہیں اور اشارۂ ظاہر ہے کہ آپ صاحب معجزات دشوار ہیں۔ اس لئے کہ اسراء ایک معجزہ ہے۔ جو آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کرایا اور اسرار ذات خزان علوم اس میں منکشف ہوئے۔
احمدی

اس کے یقین میں بہت اختلاف ہے کہا گیا کہ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی یا رمضان یا شوال تھا۔ مگر صحیح و مشہور معتد ستائیسویں رات رجب کی ہے۔ نبوت کے بارہ برس بعد مسجد حرام۔
(مکہ معظمہ)

احمدی

عام ہے کہ عین مسجد ہو یا اس کا حرم الیٰ کہا صاحب تفسیر کبیر نے مسجد اقصیٰ تک جانا ثابت بہ نص قرآنی ہے اور داخل ہونے سے اس آیت میں بحث نہیں۔ فائدہ: شاید امام نے نظر باختلاف مسئلہ الیٰ ایسا تجویز کیا ورنہ قرآن قویہ شہادت دے رہے ہیں کہ مراد یہ یہاں دخول مسجد اقصیٰ ہے۔ ورنہ مشاہدہ آیات ناقص رہتا اور نص کے دخول پر جناب مولانا ابوالحسنات نے حاشیہ عمدۃ الراعیہ ہیں۔

مسجد اقصیٰ

بیت المقدس۔ چونکہ اس وقت تک کوئی مسجد اس سے اور اس کے اس طرف نہ تھی۔ لہذا اسے اقصیٰ کہا بار کتنا اپنی طرف نسبت برکت کی کی۔ تاکہ عظمت زائد اور برکت معتد علیہ سمجھی جائے اور مراد اس سے برکت اثمار و اشجار و تازگی و بہار و برکت وجود انبیاء مقابر رسل ہے اور وہ فضائل جو مروی اور منقول ہیں۔ اپنے مقام پر۔

حولہ

گرد بیت المقدس اور وہ سرزمین شام ہے۔ من خواہ ابتدائیہ ہے۔ خواہ بیانیہ ہے اور حقیقیہ سمجھا جائے۔ جیسا کہ ظاہر و متبادر ہے۔ تو دلیل ہے۔ اس کی جمیع آیات الہی کا احاطہ و معائنہ کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں۔ لکن اس بعصیت سے منظور یہ ہے کہ آتش عشق بھڑکے۔ اب وصال معشوقِ روغن کی طرح سوزشِ دل کو بڑھائے۔ یعنی اسے حبیبِ کریم ہمارے جمالِ جہان آرا و حسنِ جان بخش کی صرف شعاع تھی۔ جو جلوہ گر ہوئی۔ طلب میں قصور حاضر پر کفایت سزاوار نہیں۔ شعر:

اے برادر بے نہایت درگمیت
انچہ بروئے میری بروئے مانیت

آیات

جمع آیت۔ آثار و نشانی۔ حضرت خلیل کے لئے فرمایا کہ ملکوتِ سموات دکھائے اور آپ کے لئے کہا۔ ہماری ذات کی نشانیاں دیکھو اور ظاہر ہے۔ فرق درمیان ملکوتِ آسمانی و ملکوتِ حضرت سبحانی کے سمیع یعنی سنتے ہیں۔ خفی و جلی کو آپ کی نظر ہائے اندرونی و معروضاتِ پنهانی جو ہماری طلب و حضور کے لئے تمام سننے والوں سے مخفی تھی یا سنتے ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ کی ہائے وہو و طلب و جستجو جو محبوبِ کریم کی زیارت کے لئے ہیں اور ان جلی ہوئی بے تاب جانوں کی صدائے سوزش جن کو نہ زباں عطا ہوئی نہ نطق۔

علیم

یعنی جانتے ہیں تمام مصالح تمام اور تمام کان و مایکون پس بلا لیا۔ آپ کو اس مقام پر جس کے سزاوار تھے۔ یا جس کی تمنا پاک دلوں اور نورانی جانوں میں تھی۔

احمدی

کہا اہل سنت نے کہ آپ کا بیت المقدس تک تشریف لے جانا۔ قطعی ہے مگر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور تک تشریف لے جانا۔ قطعی ہے۔ مگر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور میں مذکور اور سورہ نجم سے مستفاد۔ پس مگر اس کا مبتدع، اہل ضلال و عناد ہے اور بہشت و دوزخ کی سیر اور دوسرے عجائبات کا معائنہ اخبار احاد میں آیا ہے۔

منکر اسکا فاسق شرح عقائد کہا گیا آپ جنت تک گئے اور کہا گیا۔ عرش تک اور کہا گیا فوق العرش گئے اور ثابت ہے کہ یہ سیر عالم بیداری میں ہوئی اور جسم شریف سے آپ گئے۔ گو اس میں کچھ کلام ہوئے ہیں۔ مگر قول متفق علیہ و روایت مقبول یہی ہے۔ اس کا خلاف خلاف پر ہے۔

فائدہ: ہم ان دلائل سے جو اس مقام پر ہیں۔ قطع کر کے ایک بات کہتے ہیں۔ جو غالباً مان ہی لی جائے:

نمبر ۱..... منطوق آیت میں اگر کوئی تاویل و تکلف (جس کی ضرورت ہی نہیں) نہ کر دے یہ سیر جسم بیداری سے متعلق سمجھی جائے گی۔ نہ خواب و کشف۔

نمبر ۲..... اگر خواب میں ایسا ہوتا تو کوئی فخر و تعجب کی بات نہ تھی۔ اس قدر نہ سہی۔ قریب قریب اس کے اولیائے امت کو بھی نظر آیا کرتا ہے اور اگر جسم شریف نہ جاتا تو بھی کوئی عجیب اور بڑی مدح کا امر نہ تھا۔

قصہ معراج

صحیح بخاری کی حدیث پوری اور تفسیر ابن کثیر کی متعدد حدیثوں کا خلاصہ یکجا کر کے ایک مسلسل بیان مختصراً لکھا جاتا ہے۔

بخاری

آپ نے فرمایا میں حطیم میں تھا اور بسا اوقات کہا کہ سنگ اسود کے پاس لیٹا تھا۔ آنے والا آیا (یعنی حضرت جبرائیل) اور میرا سینہ چاک کیا اور سونے کے طشت میں جو ایمان سے بھرا تھا۔ دھو کر پھر دیا یہی کر دیا اور براق پر جو حمار سے اونچا اور بغل سے چھوٹا تھا۔ سوار کرا کے لے گیا۔ ابن کثیر

یہ براق سفید رنگ نورانی تھا بوقت سواری دم ہلانے لگا۔ جبرائیل نے کہا اے براق! بس بس واللہ ایسا شہسوار تجھ پر نہیں سوار ہوا ہے۔ اس براق کا قدم ملے جائے نظر پر پڑتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل نے میکائیل سے کہا کہ طشت آب زمزم سے لا کر دل و سینہ مبارک دھوؤ۔ پھر تین بار غسل دیا اور سینہ علم و حلم و ایمان و یقین و اسلام سے بھر دیا اور آپ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کر دی۔

جب چلے تو راہ میں ایک پیر زال ملی اور ایک شے میری طرف مائل مجھے پکارتی

تھی۔ اور ایک مخلوق نے مجھ پر سلام کیا۔ جبرائیل نے کہا ان کا جواب دیجئے۔ پھر دوسرا گروہ ملا۔ پھر تیسرا اور ان کے سلام کی بھی اجازت ملی۔ پھر پانی اور دودھ اور شراب الگ الگ ظرف میں پیش کی گئی۔ میں نے دودھ پی لیا۔ تو جبرائیل نے کہا آپ نے فطرت یعنی اسلام کو پالیا۔ اگر پانی پیتے تو آپ بھی ڈوبتے اور آپ کی امت بھی اور شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

پھر کہا وہ پیر زال دنیا تھی۔ یعنی عمر اس کی اسی قدر باقی ہے اور یہ مائل بلانے والا شیطان لعین تھا اور مجھے راہ میں تین جگہ نماز پڑھوائی۔ نمبر ۱..... مدینہ میں اور کہا یہ مدینہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے۔ نمبر ۲..... طور سینا پر اور کہا یہ مقام کلام موسیٰ علیہ السلام ہے۔ نمبر ۳..... بیت اللحم میں اور کہا یہ مولد عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر بیت المقدس میں میرا براق اس پتھر سے باندھا جہاں انبیاء کی سواریاں بندھا کرتی تھیں اور اذان کہی گئی۔ جبرائیل نے مجھے امام کیا۔ سب نے نماز میرے پیچھے پڑھی اور کہا جبرائیل نے آپ کے مقتدی انبیاء علیہم السلام تھے۔ جامی:

دوران مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیناں را پیشوا شد

بخاری

پھر آسمان اول پر گئے اور دروازہ کھلوا یا۔ داروغہ آسمان نے پوچھا۔ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میں۔ اس نے کہا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا محمد ﷺ۔ فرشتے نے کہا کیا تم ان کے طرف بھیجے گئے تھے۔ جبرائیل نے کہا ہاں!۔ تب دروازہ کھولا اور کہا مرحبا کیا اچھا آنا۔ آئیے اسی طرح ہر آسمان پر سوال و جواب ہوا۔

لطیفہ

اس سے اشارہ ہے کہ ترقی مدارس باطنی و طے مقامات معرفت کے لئے ہر جگہ روک ٹوک اور رہبر لازم ہے۔

بخاری

آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور دوم پر عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام سے۔ آسمان سوم پر یوسف علیہ السلام سے۔ چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے۔ چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام سے۔ ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

علیہم السلام آپ نے سلام کیا ادھر عظیم و محبت جواب پایا۔ جب آپ حضرت موسیٰ کے پاس سے چلے تو دیکھا کہ آپ روتے ہیں کہا گیا کہ اے موسیٰ تم کو کس نے رولایا۔ بولے میرے بعد ایک لڑکا پیغمبر ہوگا۔ جس کی امت میری امت سے زیادہ داخل جنت ہوگی۔
ابن کثیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں اللہ کے پاس اکرم الناس ہوں۔ حالانکہ آپ مجھ سے زیادہ اللہ کے حضور میں کریم ہیں اور حضرت ابراہیم کو دیکھا کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ میں بیت المعمور میں گیا اور سفید پوش آدمی میرے ساتھ تھے۔ میں نے نماز پڑھی اور باہر آیا۔ ۷۰ ہزار فرشتے روز بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ جن کی پھر کبھی باری نہ آئے گی۔

بخاری

یہاں ایک جام شراب دوسرا قدح شیر تیسرا پیالہ شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ پیا۔ جبرائیل نے کہا آپ نے فطرت یعنی اسلام اختیار کیا۔ پھر مجھ پر پچاس وقت کی نماز روزانہ فرض ہوئی۔ جب میں واپس آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ میں نے بنی اسرائیل کو جو قوی اور توانا تھے۔ آزمایا ان سے نہ ہوسکا۔ آپ تحفیف کی درخواست کریں۔ حضور نے رجوع فرمائی۔ دس وقت کم ہو گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کہا۔ بار بار آپ رجوع فرماتے اور دس دس کی تحفیف ہوتی۔ پانچ وقت کی رہ گئی تب آپ نے کہا مجھے شرم آتی ہے۔ اپنے پروردگار سے کہ بار بار عذر کروں۔ میں مطیع و راضی ہوں۔ پھر ندا آئی۔ میں نے اپنا فرض ثابت کر دیا اور اپنے بندوں سے تحفیف کی اور آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا۔ جس کے ورق مثل گوش فیل اور پھل مثل غم تھے اور نور چھایا تھا۔ یہاں چار نہریں تھیں۔ دو باطنی جو جنت میں گئی ہیں اور دو ظاہری جو دنیا میں ہیں۔ یعنی نیل و فرات۔

ابن کثیر

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ صبح کو آپ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کفار ہنسنے لگے اور ابو بکرؓ سے آکر کہا کہ تمہارے دوست یعنی حضرت محمد ﷺ یہ کہتے ہیں۔ صدیق نے کہا اگر آپ نے یہ فرمایا ہے تو ج ہے۔ جب ابو جہل نے سنا کہنے لگا آپ قوم کے سامنے بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں وہ پکارا اور لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ لوگ متحیر تھے اور انکار کرتے

تھے۔ پھر کہا اگر کج ہے تو آپ بیت المقدس کے مقامات بیان فرمائیے۔ آپ کو بیان میں کچھ شبہ ہوا تھا کہ جبرائیل نے بیت المقدس سامنے اور نزدیک کر دیا۔ آپ نے ذرا ذرا بیان فرمایا کہا۔ ابن کثیر نے کہ ابوسفیان نے (قبل اسلام) کے ہر قل شاہ روم سے قصہ معراج اس غرض سے بیان کیا تھا کہ وہ آپ کو دروغ گو جانے ایلیا کا سردار قیصر روم کے پاس تھا۔ یولا میں اس رات کو جانتا تھا۔ قیصر نے کہا کیا۔ کیا اس رات میں نے مسجد کے دروازہ بند کر لئے تھے۔ صرف ایک در کھلا تھا۔ میں نے مع اپنے ملازموں کے بہت سعی کی کہ بند کروں۔

وہ دروازہ بند نہ ہو سکا۔ پھر نجاروں کو بلوایا اور بولے کچھ ہو۔ یہ نہ ہلے گا۔ بجوری وہ دروازہ کھلا چھوڑا۔ صبح کو آکر دیکھا تو پتھر جس میں سواریاں انبیاء کی باندھی جاتی تھیں۔ سورخ دار ہے اور کسی جانور باندھنے کا نشان موجود ہے۔ میں نے کہا کوئی تنغیر رات کو یہاں آیا اور نماز پڑھی۔ فائدہ: ہم نے نہایت مختصر بیان کیا اور بہت کچھ ترک کر دیا اور اکثر حالات مافوق السماء اور بعض احکام متعلقہ روایت وغیرہ اس لئے چھوڑ دیئے کہ وہ باہتمام سورہ نجم میں مذکور ہیں۔

کیا اے صاحبو! اب بھی یقین معراج میں کوئی وسوسہ باقی ہے؟ دیکھئے اس وقت بھی جب کیفیت معراج رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ کچھ لوگ منکر اور منکوک ہوئے اور کہا کہ یہ بہک گئے اور بے راہ ہوئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے کیفیت معراج اور بیان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اپنے کلام میں یوں فرمائی۔ پس ایمان والوں کا فوراً یقین کامل ہو گیا۔ جس سے مجوزہ کشف مرزا قادیانی کی ساری بنیاد ہی اکھڑ گئی۔ وہ سورہ النجم ہے:

قوله تعالى: "والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى علمه شديد القوى ذومره فاستوى وهو بالا فاق الاعلى ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاعل الى عبده ما اوحى ما كذب الفواد ما راى۔ افتمرونه على ما يرى ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوى اذ يغشى السدرة ما يغشى ما زاغ البصر وما طغى لقد راي من آيات ربه الكبرى (نجم: ۱ تا ۱۸)"

قسم ہے تاریکی کی جب گرے۔ بہک نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے۔ جو ہوتا ہے اس کو سکھایا سخت قوت والے۔ زور آور نے پھر سیدھا

بیٹھا اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا جھوٹ نہ دیکھا۔ اس نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو۔ اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے ایک دوسرے اتار میں پر بے حد کی بیرے پاس اس پاس ہے۔ بہشت رہنے کی جب چھار ہاتھا۔ اس بیری پر جو کچھ چھار ہاتھا یہی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑی۔ بے شک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے۔ ﴿

اے ناظرین حق پسند اس ارشاد خداوندی کے ہر ہر لفظ پر غور فرمائیے کہ کیسے کیسے نکات دقیق و مقامات تحقیق پائے جاتے ہیں کہ کیفیت معراج جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ کشفی یا خوابی وغیرہ سے ہے۔ یا اصل معراج روحی معراج ہے۔ کیفیت کشفی و خوابی سے تو اس زمانہ کے لوگ واقف تھے۔ پھر ایسے واقعہ سے شکوک و تعجب ہونا کیونکر ہو سکتا ہے اور زمانہ مابعد میں غوث قطب اودا دو اولیاء کو بھی کشف ہوتا ہے۔ تو اس میں اور اس میں فوقیت ہی کیا نکلی۔

جس کی اللہ تعالیٰ بتفصیل ایسی عظمت اور اپنی شہادت فرماتا ہے کہ تمہارا رفیق (یعنی محمد ﷺ) نہ بہکانہ بھولا نہ راہ سے بے راہ ہوا۔ نہ پھر یعنی ہماری دکھائی ہوئی راہ پر کمال احتیاط و استقامت سے رفتار کی کہ قدم ادھر ادھر نہ پڑا۔ سیدھا براہ راست منزل مقصود پر پہنچا۔ عجب امر ہے کہ جو غیر تمہاری جنس سے ہوا اور عصمت کا کلام تک وحی قرار پائے اور تم جہل و انکار میں رہو اور یہ کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بیان کرتا ہے۔ بلکہ وحی جو سکھایا۔

سخت قوت والے زور آور نے وہی بیان کرتا ہے۔ (اس سے ہم کلامی ثابت ہے) جو ہم کلامی حضرت کلیم سے بالائے فوق ہے اور یہ فرماتا۔ سیدھا بیٹھا اور تھا اونچے کنارہ آسمان کے۔ سبحان اللہ کیا صاف قیام کی جگہ بھی بتائی۔

کیوں صاحبو یہ حالت کشفی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ وہ زمین پر بیٹھا تھا۔ یا خواب راحت میں تھا۔ وہیں یہ کیفیت منکشف کرائی اور پھر کیا خوب فرمایا ہے کہ نزدیک ہوا اور لٹک آیا اور رہ گیا فرق دو کمان میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔

ابن کثیر

سبب ہے دنو کا یعنی لٹک آئے تو نزدیک ہو گئے اور کہا گیا نزدیک ہوا۔ اللہ تو بغیر مقام عبودیت و سجود میں جھک گئے۔ اے یار و اب تو سچ بول اٹھو یہ کیفیت معراج جسمی ہے۔ یا کشف و خوابی۔ ذرا چشم حیا کو اٹھا کر فرماؤ تو سہی یہ کیا ہے؟

کیا وہی مرغی کی ایک ٹانگ فلسفی کشتی خوابی ہے۔ اے یار و ذرا غور سے سمجھو تو سہی اس قرب و اتصال رب الجلال کے امور یزدانی میں کیسے کیسے اسرار مخفی ہیں کہ خیالات انسان بشری سے باہر و کوسوں دور۔
معالم

دوم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن سکھایا۔ عرش پر جلوہ گر نبی کریم سے متصل ہوا اور آپ مقام عبودیت پر سر بسجود ہوئے۔ اس قرب اتصال حقیقی سے دو کمائیں حدود و قدم کی بل گئیں اور باوجود کمال بعد عبودیت والوہیت و تشبیہ و تنزیہ و اطلاق و تنقید خطوط عنایت و کشش محبت نے بے انتہا مقامات وصال و اتصال کے پیدا کر دیئے۔ جن کا معہما نقاط پر تھا اور وہ نقاط حقیقتاً جسم و مکاں سے فارغ بعد و قرب سے منزہ تعہید و تمثیل سے مبرا تفسیر و تصویر معانی ادا دے لے ہے۔

شہیدی

ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق سے شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہی حرف مشد کا

پس پھر وہی کی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو چاہا نہ جھٹلائے۔ دل نے محمد کے وہ اسرار انوار کہ دیکھے کیا تم اسے قریش انکار و اختلاف کرتے ہو دیکھتے ہوئے۔ میں حالانکہ تحقیق دیکھا۔ اسے دوسری مرتبہ اور اللہ سے کلام ہوا۔ جس کی عظمت و ماہیت کو اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ دوسرے کی طاقت ادراک سے باہر ہے۔

جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ سبحان اللہ۔ آنکھ و دل یعنی روح۔ دونوں کی تصدیق فرمائی اور نیز دوسری مرتبہ دیکھنے کی۔ جس سے وہ اختلاف جو بعضے ناعاقبت اندیش اب تک بحوالہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اس شہادت خداوندی سے صاف اٹھ گیا۔ چونکہ یہاں آپس کا اختلاف تھا۔ جمہور علماء نے حسب ایمانے خداوندی فیصلہ کر دیا کہ جسمی و روحی معرج ہوئی اور نیز آپ نے دوسرے دیکھا۔ یہ نہیں کہ نظر کہیں ہے اور دل کہیں ہے۔

اگرچہ دیکھنا عالم اسباب ظاہری میں تعلق بچشم سرو جسم ہے اور نیز دل بھی تعلق بجسم پس جو قوت و کیفیت بصارت چشم و دل میں ہے۔ وہی قوت و کیفیت بہ قدرت قادر مطلق جسم میں آجائے تو کیا۔ اس کی شان سے بعید اور محال ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام معجزہ ہے کہ انسان کی عقل کو عاجز کر دے۔ پس ظاہر بیداری نظارۂ آنکھ و باطنی بینائی دل معہ جسم دونوں سے دیکھا۔ جو کچھ دیکھا۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت نے ہجتم سردیکھا بہر کیف ان کے کمال اور استقبال و عظمت و یقین کا مذکور ہے۔ حضرت کلیم کو ابتدائی رویت میں کیا کیا شبہ ہوئے۔ آگ سمجھے اور ڈرے ہمارے حضور کو وہم غیر بھی نہ ہوا اور سبب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی استعداد اوائل تجلیات میں بڑھائی جاتی تھی۔ وقوع شبہات شان تلمذ و استفادہ سے تھا اور حضور نے اپنے علو و استغراق سے قدرے نزول فرما دیا تھا۔

تو دیکھے ہوئے کو نہ پہچانا کیونکہ نہ ہوگا اور ابوالعالیہ نے روایت کی کہ حضور نے جواب سوال فرمایا۔ ”رایت نہراً و رایت وراء النهر حجاباً نوراً لم ار غیر ذالک“ ﴿۱﴾ میں نے نہر دیکھی اور نہر کے اس طرف حجاب اور حجاب کے پیچھے سے نور اس کے سوا اور کچھ نہ دیکھا۔ ﴿۲﴾ صاف ظاہر ہے کہ حجاب بھی تھا اور انکشاف بھی ظہور میں تھا اور خفا میں ظہور۔ نور میں حجاب اور حجاب میں نور۔ اے لوگو ایسے صاف مشاہدہ پر تم کیوں جھگڑتے ہو۔ جو کچھ اس نے بیان کیا۔ واقعی صحیح دیکھا ہے اور ایک دوسرے اتار میں پر بے حد کے جہاں کسی کا گزر نہیں۔

ایک درخت پیری کے پاس۔ غرض ایسا صاف پتا و نشان کا فرمانا اسی کی نسبت ہوتا ہے۔ جو خود وہاں گزرا ہو۔ اگر صرف کشفی سیر ہوتی۔ جیسا کہ قادیانی صاحب کا خیال ہے۔ تو صرف لفظ کشف یا خواب فرمانا کافی تھا کہ ایسا تعجب و جھگڑا نہ ہوتا۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

اور فرمایا کہ اس درخت پیر کے پاس جنت رہنے کی ہے اور اس درخت پر چھارہا تھا جو کچھ چھارہا تھا۔ (یعنی اس جمال ربانی و جلال یزدانی کا اسرار و جلوہ جو کچھ ہو چھارہا تھا) بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے۔ یعنی نہ آپ کی نظر میں کبھی تھی کہ تماشائے جمال میں قصور و فتور واقع ہو یا چکا چونہ لگے۔

کچھ کا کچھ دیکھے۔ بلکہ حق دیکھا اور خوب دیکھا نگاہ ادھر ادھر نہیں ہوئی۔ ٹھیک دیکھانہ کم نہ زیادہ جو بڑے بڑے اسرار و جمید کے نمونہ اللہ کے تھے۔ یہ کمال استعداد ہے۔ نہ کہ مثل کلیم جو اسرار انوار کو دیکھ کر آگ سمجھے اور بوقت تجلی کوہ طور بے ہوش ہو کر گر گئے۔

پس اب ہم اپنے بھائی عالی فہم متبع فلسفی سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ کشفی یا خوابی سیر ہے۔ یا اصلی معراج ہے۔ جس پر تمام جمہور کا اتفاق ہے کہ معراج روحی و جسمی دونوں ہوئی ہیں۔

اب اس سے زیادہ اگر کسی صاحب کو سورہ نجم کی پوری تشریح دیکھنی منظور ہو تو خلاصہ التفسیر میں یا اور تفسیروں میں دیکھ لے۔

بیچہ طوائف ان کا تحریر کرنا ترک کیا گیا کہ عاقلوں کو اتنا بھی بس ہے اور روضۃ الاصفیاء میں بھی ذکر معراج یوں ہے کہ مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے کہ معراج رسول اللہ کا بیداری میں ہوا ہے اور علم ریاضی و فلسفہ والے جو آسمان کے پھٹنے اور مٹنے کے قائل نہیں۔ معراج جسی سے منکر ہیں اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے۔ معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اور خواب وغیرہ میں معراج کا کہنا قاطع ہے۔ اگر خواب مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے۔ غرض حسب اثبات بالا اور زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں۔

باقی بغوات مرزا قادیانی قائل توجہ نہیں ہیں۔ جب کہ اس طریقہ ایجاد کی بنیاد ہی اڑ گئی تو اب باقی ہی کیا رہا۔ مگر ہاں چند نصائح جو انہوں نے بطور وصیت نامہ اپنے خادمان کے لئے اپنی تصنیفات میں درج کئے ہیں۔ مشت نمونہ فرورارے۔ بملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں۔ جو بدرجہ اولیٰ قائل غور ہیں:

وصیت نمبر ۱

خزانہ ج ۳ ص ۶۴ صبح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر اپنے آپ کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔

اقول

اے خادمان قادیانی! یہ تو بڑی دور کی بھائی نہ محملہ استعارہ کیوں بیان کیا۔ گو سمجھنے والوں کے نزدیک تو مطلب وہی ہے۔ جو مقصود ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی بطور استعارہ گدھے کو گھوڑا کہے۔ تو چشم بیٹا اسے گدھا کہے گی۔ ہرگز گدھا گھوڑا کو کسی قسم کی مشابہت رکھتا ہو۔ برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ ہاں ان کے خادمان مثل نصاریٰ و یہود و غیر ابن اللہ کہیں تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی اصل بیٹا نہیں کہتے۔ بطور استعارہ ہی ان کا بھی گمان ہے۔ غرض اصلی ہو یا بطور استعارہ قرآن مجید میں اس کی مذمت موجود ہے۔

قوله تعالى: "قَالَتِ الْيَهُودُ عَزِيزُ ابْنِ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَوْنَ قَوْلِي الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِ قَاتِلِهِمُ اللَّهُ أَنِّي يُؤْفَكُونَ (توبہ: ۳۰)" یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاریٰ نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتیں

کہتے ہیں۔ اپنے منہ سے ایسی کرنے لگے اگلے مکروں کی بات سی۔ مارے ان کو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔ ﴿دیگر آیت ”وجعلولہ شرکاء الجن وخلقہم وخر قوالہ بنین وبننت بغیر علم (انعام: ۱۰۰)“﴾ اور ٹھہراتے ہیں شریک اللہ کے جن اور اس نے ان کو بنایا اور تراشتے ہیں۔ اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بن سمجھے۔ ﴿اے قادیانی! کیا تمام قرآن سے بھی بے بہرہ ہو جوا نکار ہے۔ ذرا غور کرو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صاف کافر و مشرک اور قاتلیم اللہ کے مصداق فرماتا ہے۔ اب ایسے شخص کے پاس ہر گز نہ پھٹکتا۔

مرزا قادیانی کا روح انسان کی اصلیت کا بیان

وصیت نمبر ۲

فتح اسلام جلسہ مذاہب لاہور ۲۹، ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء میں فرمایا۔ روح انسان ایک لطیف نور ہے۔ جو اس جسم کے اندر ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ یہ بتلانا خدا کا منشاء نہیں کہ روح الگ طور سے یا آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ یا فضاء زمین پر آتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزار ہا کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ سو یہ ہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے نکلتی ہے اور اس دلیل سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنی حقیقت اصلی کا بیان

وصیت نمبر ۳

ازالہ ص ۳۷، خزائن ج ۳ ص ۲۹۳ میں اپنی اصلیت ایک (کرم) کے مانند بتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کرم کے بودم مرا کر دی بشر
من عجب تراز مسیح بے پدر

اس شعر میں اپنی اصلی حقیقت حضرت مسیح بے پدر سے عجب تر ہونی بتلائی۔ لو خادمان قادیانی۔ آپ کے پیر صاحب تو در پردہ اس بیان استعارہ سے بے پدر کے پیدا ہوئے۔ واقعی اب مثیل عیسیٰ کی تشبیہ ٹھیک ہوگئی۔ اس کا ٹھیک جواب ان کے پدر بزرگوار یا اس محلہ کے لوگ دے

سکتے ہیں۔ ہمارا عرض کرنا داخل بے ادبی ہوگا۔ مگر ہاں اتنا تو ضرور عرض کرنا ہے کہ جب یہ صورت ہے تو ان کے باپ دادا وغیرہ اور نیز بزرگم ان کے تمام مخلوق کی یہ ہی اصلیت ہوگی۔ پھر قادیانی صاحب کے اس بیان سے ان کی فوقیت ہی کیا نکلی۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دراصل باپ نہ تھا اور ان کا باپ تو مشہور کیا اپنی اصلیت کیڑا بیان کرنے سے ان کے باپ کا مفقود ہو جانا لازم آئے گا۔ ہرگز نہیں۔

مگر ہاں اصلیت کیڑا بیان کرنے سے البتہ یہ گمان بے جا نہ ہوگا کہ کہیں منجملہ اولاد اسی کیڑوں میں سے تو نہیں ہے جس کی سعی کوشش کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر ہوئے اور مثل آواگون بھگانہ ہندو کے بصورت انسانی جون میں آدم کے اور باعث خرابی اولاد آدم ہوئے۔

خداوند کریم ایسے کی ہوا سے بھی ہر مسلمان کو بچائے۔ اب اے ناظرین روح کی اصلیت پر ذرا غور کرو کہ مادہ اس روح لطیف کا یہی جسم کثیف قرار دیا ہے۔ سبحان اللہ۔ ایسے عالی فہم تمام دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈتو نہ ملیں گے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی اصلیت بیان نہ ہوئی اور یہ حکم ہوا جس کے قادیانی منکر پائے جاتے ہیں۔

قوله تعالى: "وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" (بنی اسرائیل: ۸۵) "اور پوچھتے ہیں آپ سے روح کو کہہ دیجئے روح امر سے ہے۔ میرے رب کی نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر کم تر"۔

پس جبکہ حسب آیت علم قلیل عطا ہوا ہے۔ جس سے نفی عدم فہمیدگی کی ظاہر ہے۔ تو قانون قدرت فلسفہ قادیانی کی تردید ہم سابق تحریر کر چکے ہیں۔ ملاحظہ سے گزری ہوگی اور جب کہ خداوند تعالیٰ کی قدرت قانون قرآن میں ہی اس کی اصلیت سوائے امر ربی اور کچھ نہ معلوم ہوئی۔ تو اب کوئی کیسا ہی کیوں نہ بیان کرے۔ اس پر یقین لانا واقعی گمراہی ہے اور نیز آیت بالا کا منکر۔ البتہ وہ شخص قطعی کافر ہے اور روح پاک کا کہیں اور سے نہ آنا اور اسی جسم سے نکلتا اور قرار دینا بھی صریح خلاف امر ربی ہے۔

قوله تعالى: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ط وَالْجَانِ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ط وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَأِكَةِ إِنِّي خَالِقُ

بشرًا من صلصالٍ من حماءٍ مسنون فاذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا
 له سجدین (حجر: ۲۹ تا ۳۶) ﴿اور تحقیق بنایا ہم نے آدمی لیسدا ارگارے کی کھٹکناٹی مٹی
 سے اور جن بنایا ہم نے اسے پہلے سے آتش گرم سے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے
 میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کا گوندھے گاری کی کھٹکناٹی مٹی سے پھر جب برابر کیا ہم نے (یعنی
 تیار کیا) اور پھوکی ہم نے اس میں روح اپنی۔ گرے واسطے اس کے سجدہ کرنے والے﴾
 یعنی جب تکمیل خلق آدم ہو گئی اور اللہ نے اپنی روح اس میں پھونک کے زندہ کر دیا اور
 بحکم فرشتے سجدہ میں گرے۔ تو پس جب کہ بناء پیدائش انسان اور روح کا علیحدہ ہونا جسم سے
 صاف فرمایا۔

اور پھر یہ سوال حقیقت روح بھی یہ فرمایا کہ تم ہماری پھوکی ہوئی روح کی حقیقت نہیں
 سمجھ سکتے۔ تم کو علم قلیل دیا گیا ہے۔ صرف اتنا سمجھ لو کہ یہ ایک امر ربی ہے۔ پھر اس میں کوئی چون
 و چرا کرے جیسا مرزا قادیانی نے کیا۔ بھلا وہ منکر آیات مذکور الصدر ہے یا نہیں۔ پھر سلسلہ پیدائش
 حضرت آدم علیہ السلام سے آگے چلا۔ جس کی تشریح بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قانون میں
 دوسری آیت میں فرمادی۔

قوله تعالیٰ: ”الذی احسن کل شیء و خلقه و بد اخلق الانسان من طین
 ج ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین، ثم سويته و نفخ فيه من روحه و جعل
 لكم السمع و الابصار و الافئدة قليلاً ما تشكرون (سجدة: ۷ تا ۹)“ ﴿ایسا جس نے
 اچھی کی ہر شے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بنائی اولاد اس کی نکلے
 ہوئے پانی، ذلیل سے پھر برابر کیا، اسے اور پھوکی اس میں روح اپنی اور بنائی تمہارے لئے
 سماعت اور بینائیاں اور دل تھوڑا شکر کرتے ہو۔﴾

کیوں صاحبو! اب بھی حقیقت روح و پیدائش معلوم ہوئی یا نہ۔ مگر ہاں پیدائش قادیانی
 صاحب کیڑے سے ہونے میں البتہ یہ خلجان پیدا ہے کہ ابلیس کو ہی یہ وسعت دی گئی تھی۔ مگر یہ نہ
 معلوم تھا کہ اس کے حامی و مددگار کو بھی یہ وسعت دی گئی ہے۔

اگر یہ ان کے نزدیک صحیح ہے گو برخلاف قانون قرآن ہے۔ تو ہم کو بھی چون و چرا کی
 ضرورت نہیں۔ ان کی پیدائش اور ان کی ذریات ان کو مبارک۔

وصیت نمبر ۴

ازالہ اوہام کے متعدد مقامات و صفحات میں قادیانی صاحب کا فرمانا:
نمبر ۱..... خدائے تعالیٰ اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔
نمبر ۲..... پس اس دنیا میں مردوں کو زندہ کرتا۔

نمبر ۳..... یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھالے جانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل و شراب زندہ رکھنا اور پھر اس کو خواہشات زمانہ سے محفوظ رکھنا۔ یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادت اللہ کے برخلاف۔

نمبر ۴..... لیکن وہ مرزا قادیانی کو مسیح کی صورت مثالی کے بنانے پر قادر ہے اور یہ اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں۔ جیسا کہ انسان کو بندر و سور بنانا۔ اس کو قانون قدرت سے باہر نہیں۔

جواب نمبر ۱..... جو خدا قانون قدرت فلسفہ کی رو سے باہر کوئی کام نہیں کرتا تو تعجب یہ ہے کہ نمبر ۴ میں مثالی صورت مسیح و سور و بندر بنانے میں کیوں کر قادر سمجھا گیا۔ نمبران دیگر حذکرہ پر تو خدا قانون قدرت کا عقیدہ اور یہاں قانون قدرت پر قادر۔ ایسے لوگ تو بہت ہیں کہ کسی اور کی بات نہ سمجھیں۔ مگر ایسے نہیں دیکھے کہ ماشاء اللہ اپنی کہی ہوئی بات کو بھی نہ سمجھیں۔ یہ منصب ہمارے قادیانیوں کو ہی نصیب ہوا ہے۔ یعنی صورت مثالی و سور و بندر بنانا اگرچہ قانون قدرت سے باہر ہے۔ لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے۔

لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے تو لفظ لیکن اور قادر ایسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ قانون قدرت سے ضرور باہر ہے۔ ورنہ اس کے بیان کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پس وہ خدا کو کسی دلیل فلسفیانہ سے قادر ہوا ہے۔ صورت سور اور بندر پر کوئی شہادت ہے۔ یا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے انسان کو اصلی سور و بندر بنا ہوا دیکھا ہو۔ ہرگز نہیں اگر کسی نے بیان کیا ہے تو کیوں نہیں تحریر میں لائے؟

کہیں ہوتا تو لاتے۔ یہ تو اندھوں اور بہروں کے سمجھانے کی باتیں ہیں۔ پھر قادیانی کو اس تعجب خیز امر پر اس کے قادر ہونے کا یقین بھی ہوا ہے۔ تو باقی امور بالا پر کیوں یقین نہیں ہوتا۔ کیا ان پر خدا قادر نہیں ہے؟ اور اگر قانون قدرت کلام الہی کو مانتا ہے جس کے بھروسے پر مثال

صورت سورا اور بندروں کی بیان فرمائی ہے۔ تو باقی امور نمبر ۲ سے نمبر ۳ تک پر خدا کا قادر ہونا قرآن ہی سے ثابت ہے۔

چنانچہ بعض کا ثبوت بحث معجزات انبیاء و معراج رسول ﷺ میں واضح طور پر سابق گزر چکا۔ ان پر ایمان لانے سے کیوں انحراف ہے۔ مگر ہاں اب ہم بھی سمجھ گئے کہ یہ آپ کے اس بیان کی تائید ہے کہ قادیانی ایک کیڑا تھا۔ اس جون میں صورت انسان ہو کر مسیح کی صورت مثالی بن گیا۔

اس لئے بندر و سوری صورت ہو جانا قانون قدرت فلسفہ میں داخل ہے۔ باہر نہیں۔ ”بقول کل شیء و يرجع الی اصلہ“ پر دال ہے اور دیگر یہ ظاہر و عیان ہے کہ بعض انسان اگرچہ بظاہر صورت انسان ہیں۔ مگر ہاتھ جسم شیطان ہیں اور صورت سورا و بندر سے بھی بدترین ہے۔ بقول مولانا:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

لو صاحب یہ تو آپ کی خوش فہمی کا جواب تھا۔ اب ہماری سنئے کہ اگر قرآن قانون قدرت خداوندی پر ایمان ہے تو ہر بات کا جواب ذیل سے ملاحظہ فرمائیے۔

جواب نمبر ۱..... قانون قدرت خداوند عالم قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے حبیب

رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ جس سے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ جو چاہے کرے۔ ”هو الله علی

کل شیء و قدیر“ وہ قادر متعین نہیں۔ جس کا اثبات سابق گزر چکا۔ پس برعکس قانون قرآن

از روئے قانون فلسفہ و ریاضی وغیرہ کے ذریعے سے طبع آزمائی و سید و زوری معاملہ دین میں کرنا

خلاف اسلام ہے جو کفر ہے۔

جواب نمبر ۲..... اس دنیا میں مردوں کا زندہ کرنا خلاف قانون و عادت اللہ ہے۔ اس کا

یقین اسی کو ہوگا جو قانون کلام الہی سے باہل ہے بہرہ ہے۔ ایسے ہی حیرہ و ردوں و طبع کی نسبت یہ

سوال فرمودہ رب العالمین ہے۔ ”الیس ذالک بمقدر علی ان یحیی الموتی

(قیامہ: ۴۰)“ کیا نہیں ہے یہ قادر اس پر کہ جلانے مردے۔

یعنی کیا نہیں پروردگار اس امر پر قادر کہ مردے جلانے۔ جبکہ معدوم سے موجود کرنا اس

پر گراں نہیں تو مردے کو جلانا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس اظہار قدرت کے لئے بطور خود و بطور اعجاز انبیاء سے امور ظہور پذیر ہوئے۔ جن کا ثبوت معجزات انبیاء میں سابق گزرا اور نیز مزید براں اور بھی درج ذیل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے: ”اذ قتلتم نفساً فادار تم فیہا واللہ مخرج ما کنتم تکتُمون فقلنا اضربوه ببعضہا کذا لک یحیی اللہ الموتی ویریکم ایتہ لعلکم تعقلون (بقرہ: ۷۲، ۷۳)“ ﴿اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے ہو پھر ہم نے کہا مارو مردے کو اس گائے کا ایک کٹڑا اس طرح جلاوے گا اللہ مردے اور دکھاتا ہے۔ تم کو اپنے نمونے شاید تم سوچو۔﴾

بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وارث ہر کسی پر دعویٰ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس مردے کو جلایا۔ اس نے بتایا کہ ان وارثوں نے ہی مارا تھا۔ موضح القرآن اور سنئے۔ ان سب لوگوں کو جو ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بجلی سے مر گئے۔ سب کو زندہ کھڑا کر دیا۔

قولہ تعالیٰ: ”ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون (بقرہ: ۵۶)“ ﴿پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے۔ شاید تم احسان مانو اس پر بھی طینتان نہ ہو اور کوئی شیطان و سوسہ ڈالے۔﴾ تو اور لیجئے۔

قولہ تعالیٰ: ”کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاء کم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون (بقرہ: ۲۸)“ ﴿تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے۔ پھر جلاوے گا۔﴾

تو اور سنئے کہ جائے گفتن ہی باقی نہ رہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں موجود ہے۔

قولہ تعالیٰ: ”اوکا الذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحییٰ ہذہ اللہ بعد موتہا ج فاماتہ اللہ مائۃ عام فانظر الی العظام کیف ننشرہا ثم نکسوہا لحما ط فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قذیر (بقرہ: ۲۵۹)“ ﴿یا مثل اس کی کہ گزرا ایک گاؤں پر اور وہ الٹا پڑا تھا۔ اپنے چیمتوں پر کہا کہ کیوں

کر زندہ کرے گا۔ اے اللہ اس کی خرابی (یعنی موت) کے بعد تو مار ڈالا اے اللہ نے سو برس تک پھر زندہ کیا اے کہا کہ کس قدر ٹھہرا کہا ایک دن یا کوئی جز دن کا کہا بلکہ ٹھہرا تو سو سو ۱۰۰ برس پس دیکھ اپنے کھانے کی طرف اور شربت کی طرف نہیں سڑا ہے اور دیکھ طرف اپنے گدھے کی اور تاکہ بنائیں ہم تجھے نشانی واسطے آدمیوں کے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کیونکہ چڑھاتے ہیں ہم اسے پھر پہناتے ہیں۔ ہم اسے گوشت پھر جب کھل گیا اس پر کہا یقین رکھتا ہوں میں بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿

اے یارو! اب تو اٹھو کہ واقعی وہ قادر ہے۔ اگر اس کی تفسیر کا حقہ دیکھنا منظور ہو تو کتاب خلاصۃ التفسیر ج ۱ ص ۲۰۴ دیکھ لو اور نیز حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ کہ ان کے تمام اہل و جانوران وغیرہ کو عرصہ بعد زندہ کر دیا اور اصحاب کھف کا قصہ یہ سب قرآن شریف میں موجود ہے۔

اگر پڑھا ہے۔ دیکھ لو۔ پس اگر اس پر بھی کسی کو انکار ہے تو اس کے کفر میں کیا کلام ہے اور سنئے۔ واقعی جب کہ انبیاء کو مردے کے زندہ ہونے میں کچھ خیال ہوا اور اس کے چشم خود دیکھنے کا ارادہ پیدا ہوا۔ واقعی یہ مسئلہ اہم تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے قادر مطلق کی صفت کو پورا کر دکھایا۔ چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ ابھی گزر چکا ہے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنئے اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

”واذ قال ابراهيم رب ارنی کیف تحى الموتى ط قال اولم تو من ط قال بلى ولكن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرن الیک ثم اجعل علی کل احبل منهن جزء ثم ادعهن یا تینک سعیا ط واعلم ان الله عزیز حکیم (بقرہ: ۲۶۰)“ ﴿اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھے کیونکر تو زندہ کرتا ہے۔ مردے کو کہا۔ کیا تو نہیں ایمان لایا کہا ایمان کیوں نہیں لایا مگر مطمئن ہو جائے دل میرا۔ فرمایا لے چار چڑیاں پھر پہچان رکھ۔ پھر رکھ ہر پہاڑ پر ان سے ایک ایک ٹکڑا پھر بلا انہیں آئیں گی تیرے پاس دوڑتی اور جان لے اللہ غالب حکیم ہے۔ ﴿

معالم

مفسرین کہتے ہیں کہ جب نمرود مردود نے غلیل جلیل سے بحث کی تھی تو یہ بھی کہا تھا کہ تم

نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیونکر مردے جلاتا ہے۔ آپ یہ نہ کہہ سکتے کہ میں نے دیکھا ہے اور دوسری دلیل سے اسے مقبول کر دیا۔ پھر پروردگار سے عرض کی کہ مجھے آنکھ سے دکھا دے اور بعض نے کہا کہ آپ ایک مردہ جانور پر گزرے جو دریا کے کنارے پر پڑا تھا۔ دریا کی مچھلیاں اور جنگلی جانور اور چڑیاں اسے کھاتی تھیں۔ آپ کو تعجب ہوا کہ یہ منتشر اجزاء جمع ہوں اور روح اس میں آجائے۔ یہ تماشا تو قابل دید ہے۔

تب یہ سوال کیا اور بعض نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت خلعت سے سرفراز فرمایا تو حضرت ملک الموت نے درخواست کی کہ یہ خوشخبری تیرے خلیل کو جا کر میں سنا دوں اور ان کی زیارت بھی کروں۔ منظور ہوئی۔ غرض ملک الموت۔ حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ کو بشارت دینے آیا ہوں کہ آپ کو آپ کے پروردگار لیل و نہار نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا۔ حضرت یہ سن کر حمد و ثناء میں مشغول ہوئے۔ پھر ملک الموت نے کہا آپ کی دعا بھی مقبول ہوگی۔ اس وقت آپ نے عرض کی کہ اے رب مجھے مردے جلانے کا تماشا دکھا دے۔ ارشاد ہوا کیا تجھے کچھ شک ہے۔ عرض کی کہ نہیں۔ اے میرے پروردگار ہاں چاہتا ہوں کہ آنکھ سے دیکھوں اور مرتبہ عین الیقین حاصل کروں۔ وول مطمئن الحاصل اس درخواست کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم چار چڑیاں لو۔

معالم

طاؤس، مرغ، کبوتر، کوا اور بعضوں نے دوسرے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ بہر حال ارشاد ہوا کہ انہیں خوب پہچان رکھو۔ تاکہ پھر کچھ وہم نہ ہو اور ذبح کرو پھر وہ خون اور گوشت آپس میں ملا کر خلط کرڈالو اور پہاڑوں پر ڈال دو۔ ابن عباس و قنادہ نے کہا کہ ہر چڑیا کے چار جز کر کے ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا کہا۔ ابن جریج نے۔ سات پہاڑوں پر سات ٹکڑے کر کے رکھے اور سر اپنے پاس رکھے۔ پھر آواز دی کہ آؤ اللہ کے حکم سے۔ ہر قطرہ خون اڑتا اور اپنے دوسرے قطرے سے مل کر جسم بن گئے اور ہر جسم اڑتا اور سسی کرتا ہوا اپنے سر سے مل گیا اور چڑیاں جی گئیں۔

اب افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو ایسی ایسی واضح نشانیوں اللہ کی سے منکر ہیں۔ ایسوں ہی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قوله تعالیٰ: ”وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

خالدون (بقرہ: ۳۹) ”اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائی ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ۔ وہ اس میں رہ پڑیں۔ اے بھائیو کیوں اس آیت کے مصداق ہوتے ہو۔ خدا کا کچھ تو خوف کرو اور اسلام دین اختیار کرو۔

جواب ۳..... میں جو کسی انسان کو زندہ مع الجسم اٹھالے جانا آسمان پر قانون قدرت فلسفہ کی رو سے خلاف عادت اللہ ہے تو اس پر ایک بیان سے مقصود یہی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت عیسیٰ کا جانا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی جسمی معراج کا ہونا خلاف ہے۔ معراج کا ثبوت تو سابق ہو چکا۔ ملاحظہ سے گزر رہا ہوگا اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے اپنے محل پر آئندہ ثبوت آتا ہے۔ مگر ہم محل یہاں بھی عرض کئے دیتے ہیں۔ شاید کسی اہل فہم طالب حق کی سمجھ میں آ جاوے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درمیان طائف مکہ معظمہ پیدا کر کے جنت میں رہنے کی اجازت فرمائی اور ان کو ایک مدت دراز معینہ تک مع رفع حاجت، اکل و شرب کے زندہ رکھا اور حوادث زمانہ سے بھی محفوظ رکھا اور پھر وہاں سے اسی زمین پر واپس آنا سب کے نزدیک مسلم ہے اور قادیانیوں کو بھی شاید اس سے انحراف نہ ہوگا۔

تو جب یہ بات یقیناً ظاہر ہو چکی اور ادھر قرآن قانون خداوندی کی شہادت پھر اس کے یقین ہونے میں کس کو کلام ہے۔ قول تعالیٰ: ”وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا“ (بقرہ: ۳۵) ”اور کہا ہم نے اے آدم رہ تو اور بی بی تیری جنت میں اور کھاؤ اس سے با فراغت جس طرح چاہو۔“

پس اللہ تعالیٰ کہ عالم الغیب ہے اور سنئے۔ ”إِنَّ اللَّهَ عَلِيُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ قَدِيرٌ“ کی صفت کو ظاہر کر کے آئندہ آنے والے کو رجسٹروں کے خیال باطل کی تکذیب اول ہی سے فرمادی۔ یعنی آدم علیہ السلام کا جنت میں جانا اور آنا و آسمان و کرہ زمہریر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ کا طے کرنا سب ہی کچھ ہو گیا۔

اور دشمنان آدم علیہ السلام بھی ان گھروں سے گزر کر اس زمین پر آدھمکے تو اولاد آدم علیہ السلام جو تمام جہان سے افضل ہیں۔ ان کا وہاں گزرنا کیونکر غیر ممکن ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جس کو اس کے قادر مطلق ہونے سے شک ہے۔ وہ ہی منکر ہوگا۔

لو صاحبو! حضرت ادریس علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معہ جسم رفع ہونا اور رسول اللہ ﷺ کی معراج کا معہ جسم ہونا۔ ہر عاقل کے نزدیک مثل آفتاب روز روشن کے اثبات معروضہ بالا سے کامل ہو گیا۔ اب آگے اور یہ فرماتے ہیں کہ بلا اکل و شرب کوئی زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ جس کی نظیریں دنیا میں اور تواریخوں میں بہت موجود ہیں۔ مجھو ہم وہ پیش نظر کرتے ہیں کہ مخالف کو جائے کلام باقی نہ رہے۔

حضرت اصحاب کہف و حضرت خضر و حضرت الیاس علیہ السلام قصہ قرآن و حدیث و تواریخ سابقہ میں موجود ہے کہ ہنوز زندہ ہیں اور جب تک اللہ چاہے زندہ رہیں گے اور نیز ان فرشتوں کا قصہ کہ جو بوجہ طعن حضرت ادریس جملائے مصیبت ہوئے۔ یعنی عز او عزایا و عزائیکل۔ ہر سہ فرشتے لوازمات و صفات انسانی دے کر دنیا میں بھیجے گئے۔

دن میں یہاں مشغول رہتے اور شب کو آسمان پر چلے جاتے تھے اور جب زمین پر آتے وہی صفت بشریت کی مل جاتی تھی۔ مگر ان ہر سہ میں سے ایک ایک نے بخیال فتنہ و فساد دنیا سے واپسی کی التجا کی۔ مقبول ہوئی وہ واپس گیا اور دونوں جو مقلب بہ ہاروت و ماروت ہیں۔ اس دنیا میں رہے اور وجہ تسمیہ دنیا میں آنے کی یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بہ منقبت مضمون ”ورفعناہ مکاناً علیا (مریم: ۵۷)“ کے فائز ہوئے اور بیچ عالم بالا کے مصائب ملا نکلے ہوئے۔ ملا نکلے نے بنظر تحقیر طعن کی۔

اللہ کو ناپسند ہوئے امتحان بھیجے گئے مگر پورے نہ اترے۔ انجام وہ غار جبل بابل میں زندہ لٹکائے گئے اور اپنے کردار اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اگر چنان کی روایت مختلف طور سے اور بھی آئی ہیں۔ مگر وہ فروعات میں اختلاف ہے۔ غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اصل مراد حصول مقصود میں سب کا اتفاق ہے۔

اور ہمارا مقصود بوجہ احسن ثابت ہے۔ غرض ہمارے اس مختصر بیان بالا میں کسی کو شک ہوا اور اس سے زیادہ مفصل حال معلوم کرنا ہو۔ کیونکہ ہم نے بوجہ طوالت نہیں درج کیا۔ تو تفسیر مدارک و خلاصۃ التفسیر و روضۃ الصفاء و درج الدرر و اور روضۃ الاحباب و روضۃ الاصفیاء وغیرہ میں جو موافق قرآن و حدیث ہو مطابق کر کے دیکھ لیں۔ تاکہ شبہ رفع ہو جائے۔

اور سنئے! اللہ کی مخلوق میں سے فرشتے بھی زندہ ہیں اور جنات جن کی پیدائش آدم سے

بھی اول ہے۔ بعض کا زندہ رہنا مگر صادق سے ہنوز غایت ہے۔ تو خادمان و شہم ملا و مرزا قادیانی وغیرہ نے جو بوقت اثبات شرکت حیات حضرت ادریس علیہ السلام حسی لا یموت صفت باری میں اشتہار شائع کیا۔

ان صاحبان مذکور الصدور کو ملحوظ نہ رکھا گیا۔ کیا بھول گئے؟ جس سے ان کے شیخ چلی کا سا گھر بنایا بگڑ گیا اور ان سب کو صفت باری تعالیٰ میں شریک سمجھنا پڑا۔ یہ تو گویا الٹی ازار گلے میں آگئی اور بقول خود تیرہویں صدی کے منکر ملا شہرک خلاف قرآن و ایمان ضرور ہی بن گئے اور واقعی یہی درست ہے۔

ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ کہ ایسے لوگ تو بہت ہیں جو کسی اور کو نہ سمجھیں مگر ایسے نہیں دیکھے جو خود اپنی بات نہ سمجھیں۔ یہ منصب انہیں کو نصیب ہوا ہے اور سنئے کہ اصحاب کہف اور حضرت خضر و نیز ہاروت و ماروت کے قصہ کو پہلو میں آئے ”منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم (طہ: ۵۰)“ کو رکھ کر جس کے سبب خود رائی تفسیر سے حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن ہونے پر طعن کیا ہے۔

سمجھ لیجئے اور جیسے سبب نظر سے غائب ہونے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کا مقام سری نگر اپنی نارسائی ذہن سے بیان کیا ہے۔ ایسے ہی ان کی بابت بھی کچھ گھڑ لینا تا کہ پوری پوری فضیلت مخالفت قرآن حمید کے ہاتھ سے نہ جائے اور خادمان سادہ لوحوں کی دل جمعی ہو جائے۔

اور نیز آئے ”کل نفس ذائقة الموت“ کے جو بوجہ خلل دماغ سمع خراشی فرمائی ہے۔ کے بعد ذائقۃ الموت کے پھر زندہ نہیں ہوتا ہے۔ نہ عرصہ دراز تک کوئی زندہ رہ سکتا ہے۔ تو ان صاحبان کا مکرر زندہ ہونا اور جن کا ہنوز لاحق موت نہ ہونے کا ثبوت مذکورہ بالا دیا گیا ہے۔ کیا کوئی عاقل قادیانی صاحب کے خیال باطلہ کے بیان کو باور کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور تمام دنیا میں مختلف واقعات کا ہونا سب پر ظاہر ہے کہ کچھ لوگ بعد موت کے دفن زمین ہوتے ہیں اور بہت لوگ آگ میں جلائے جاتے ہیں اور بہت پانی میں بہائے اور ڈوب جاتے ہیں اور بہتوں کو جانور کھا جاتے ہیں اور بہتیرے لڑائی وغیرہ میں بالائے زمین مقتول پڑے رہتے ہیں۔ جن میں کچھ تو لقمہ جانور ان ہوتے ہیں اور کچھ سڑ کر خشک اور خاک ہو کر ہوا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ آئے مذکور ”منہا

خلقناکم..... الخ (طہ: ۵۰) کے حسب بیان تشریح قادیانیوں کے صریح خلاف ہے۔
 کیونکہ یہ نسب دنیا میں دفن نہیں ہوتے ہیں۔ تو گویا یہ خدا کا فرمانا موافق مطلب
 قادیانوں کے معاذ اللہ باطل ٹھہرتا ہے۔ غرض ان آیات کا اصل مطلب انشاء اللہ آئندہ آوے گا۔
 سمجھ لینا۔

اور سنئے! جب وہ وقت آوے گا کہ آفتاب غرب سے طلوع ہوگا اور بابِ توبہ بھی بند ہو
 جائے گا اور اصرح حکم خداوند عالم صورت پھونکا جائے گا۔ اس وقت ہر شے کو فنا و موت ہوگی اور ہر مخلوق
 یعنی انس و جن، ملک و فلک، چرند و پرند، جمادات نباتات، چاند، سورج، زمین، ستارہ، سب ہی
 ہلاک ہو جائیں گے۔

قوله تعالیٰ: ”کل شیء و ھالک الا (وجہہ) (قصص: ۸۸) اور کل من علیھا
 فناء و یبقی وجہہ ربک ذوالجلال والاکرام (الرحمن: ۲۷)“ تو حسب بیان مرزا
 قادیانی کے وہ ایک کٹر اٹھے۔ اب اس جون انسانی میں نمود ہوئے۔ تو کیا حسب قاعدہ آواگوں
 ہندوؤں کے اس وقت بھی ظہور فرما کر انسانوں کو اپنے خیال کے میدان وسیع میں لوگوں کو دفن
 کریں گے۔ بعدہ اپنا ٹھکانا کہیں اور جس کے لائق ہیں۔ جادیکھیں گے۔ (یعنی دوزخ میں)
 غرض اب تو ہر عاقل کے فہم میں آگیا ہوگا کہ قانون فلسفائی قادیانی کس قدر لغو خیال
 ہے اور ان کے خادمان بھی سمجھ گئے ہوں گے اور اب بارگاہ الہی سے امید قوی ہے کہ ضرور ایمان
 لے آویں گے۔ کیونکہ کتاب معتبرہ سے ثابت ہے کہ چار پنجہزیر بقید حیات ہیں۔ حضرت اور لیس
 علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ
 السلام زمین پر۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اب اے ناظرین حق پسند میری تحریر ذیل کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے کہ آیات قرآنی
 کا مفصل سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ انہیں بزرگان دین کا منصب تھا جن کی نسبت ہم عنوان بالا میں
 تحریر کر چکے ہیں اور نیز جو سابقین کے پیرو اور اسلام و اجماع کے مخالف نہیں ہیں اور انہیں کا یہ
 مرتبہ ہے۔

چنانچہ ہم ایک مجموعی قاعدہ جو مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم مغفور نے بجواب
 سوال سید احمد صاحب نیچری کے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ناظرین کراتے ہیں:

سوال یہ تھا

احکام منصوصہ احکام دین بالیقین ہیں اور باقی مسائل اجتہادی اور قیاسی سب ظنی ہیں۔

جواب

احکام منصوصہ کے یقینی اور اجتہادی کے ظنی ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ اگر ہوگا تو اس امر میں ہوگا کہ کونسا منصوص ہے اور کونسا نہیں اور کونسا اجتہادی ہے۔ کونسا نہیں اور میں یہ اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ بس اوقات اکثر آدمی بوجہ قلت تفکر بعض امور کو منصوص سمجھ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ منصوص نہیں ہوتے اور تو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں سمجھ گئے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جن کی شان میں خداوند کریم۔ ”اتیناہ رحمة من عندنا و علمناہ من لدنا علما (کہف: ۶۵)“ فرماتے ہیں۔

کشتی مساکین کو ظلماً توڑ ڈالا اور طفل نابالغ کو بے گناہ قتل کر ڈالا۔ یہ کلام اللہ میں موجود ہے۔ آیات آخر رکوع اما السفینہ سے لے کر آخر رکوع تک سے قطع نظر کیجئے۔ تو ایٹائے روزگار سے پوچھ دیکھئے۔ یہی کہیں گے کہ حضرت کا قاتل بے گناہ اور خارق سفینہ ظلماً ہونا منصوص ہے۔

غرض اکثر یہ ہوتا ہے کہ معنی حقیقی موضوع سے زیادہ بوجہ خیالات طبع زاد جو الف عادت پر مبنی ہوتے ہیں اور معنی زائد لگا لیتے ہیں اور خود ان کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ ایجاد اپنی طبع کا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ نہیں اکثر ایٹائے روزگار بلکہ کل اسی قسم کے نظر آتے ہیں۔ آخر ہر کسی کی کلام اس کی مبلغ فہم پر دلالت کر دیتی ہے۔ مگر آج کل اکثر عالم کہ بوجہ انصاف وہ عالم نہیں بلکہ نیم ملاں ہیں۔ اپنے آپ کو عالم فن دیں کچھ ایسا سمجھ جاتے ہیں جیسے بندر نے نیل کے ماٹ میں گر کر اپنے آپ کو طاؤس سمجھ لیا تھا۔

انصاف کی بات جس کو اہل فہم خواہ خواہ مان جائیں۔ یہ ہے کہ علم کے تین مرتبہ ہیں۔ ایک وہ جس کی طرف جملہ یتسلو علیہم آیات دلالت کرتا ہے۔ اس کا ما حاصل تو فقط اتنا ہے کہ عربی میں زبان دانی حاصل ہو جائے۔ دوسرا وہ مرتبہ جس کی طرف ”علم الکتاب“ مشیر ہے۔ اس مرتبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جملات کلام اللہ کو شخص سمجھ جائے۔

تفصیل اس اجمال کی بقدر مناسب یہ ہے کہ مفہومات کلیہ کے لئے ہزار ہا شخص محتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان ایک مفہوم کلی ہے اور زید اور عمر اور دیگر خصوصیات زائدہ اس کے تفصیلات سو

کلام اللہ میں اگر کوئی مفہوم کلی مصرح مذکور نہ ہو اور اس کا تشخص و تعین مصرح تو مذکور نہ ہو پر سیاق و سباق اور توافق و توافق کے وسیلہ سے بشرط رسائی فہم معلوم ہو سکتا ہے۔

تو جو شخص اس بات کو بتلائے وہ معلم کتاب کہلائے گا۔ ”الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم (انعام: ۸۲)“ میں لفظ ظلم ایک مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے لئے صغیرہ اور کبیرہ اور شرک و بدعت افراد میں مصرح اگر موجود ہے تو وہی مفہوم کلی موجود ہے اور تعین شرک مصرح موجود نہیں۔

ہاں! الفظ لیس بوسیله ان الشئ بظلم عظیم اس کی جانب مشیر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس آیت وضو میں جرجل کی قرات کی صورت میں مسح ارجل تو عطف علی الروس کی صورت میں مصرح ہے اور اس کے ساتھ غسل قدم کا کچھ ذکر نہیں۔ پر غسل بھی اس کے افراد میں سے ایک ہے۔

کیونکہ ہاتھ کا پھیرنا سوکھا ہو جب مسح ہے۔ غسل کے ساتھ ہو جب مسح ہی اور فقط رطوبت قائمہ بالید کے ساتھ ہو جب مسح ہے۔ غرض ایک مضمون کلی ہی کی تصریح ہے۔ ہاں قید الی الکعبین کو دیکھئے تو باعانت باستعانت فہم رسا ہو تو غسل ہی لازم آجاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس باعانت باء استعانت موضوع کہ اس کو بہ تدبر لحاظ کیجئے تو تعین ربع راس نکل آتا ہے۔

ہاں! راس کو گرہ حقیقی اور پانی کو سطح مستوی یا کرہ حقیقی رکھئے۔ تو پھر مسح بال دو بال ہی کا مسح فقط ثابت ہوگا۔ بہر حال لفظ ظلم سے تمام گناہوں کو مصرح سمجھ لینا اور لفظ راس سے تمام راس مصرح سمجھ لینا اور منصوص خیال کرنا ایک سینہ زوری ہے اور کچھ نہیں۔ تیسرا مرتبہ علم میں وہ ہے جو جملہ یعلمہم الكتاب والحکمة سے لفظ حکمت کے وسیلہ سے سمجھ میں آتا ہے۔

تحقیق اس مرتبہ کی یہ ہے کہ ہر حکم کے لئے ایک علت ہے اور ہر وصف کے لئے ایک موصوف حقیقی ہوتا ہے۔ مثلاً متاع ہونے کے لئے کمال و جمال و مالکیت و نفع و ضرر علت حقیقی و موصوف حقیقی اور محکوم علیہ حقیقی اور وہ اس کے لئے معلول حقیقی اور وصف حقیقی اور معلول حقیقی اور نسبت فی مابین نسبت حقیقی علیٰ ہذا القیاس ایک موصوف عرضی ہوتا ہے۔

جیسے وصف رسالت یا خلافت اور اولول الامر مطاعیہ کے لئے موصوف عرضی اور علت عرضی اور محکوم علیہ عرضی ہے اور نسبت فی مابین نسبت عرضی اور مجازی ہے۔ یا یوں کہئے کہ رسول اللہ ﷺ کے مال میں میراث جاری نہ ہوئی اور آپ کی ازواج کے نکاح کی حرمت کی علت اور ان

کے ساتھ آپکی حیات جسمانی ہے۔ جو آپ کی موت عرضی کے تلے دے کر افاضہ حس و حرکت سے ایسی طرح معذور ہو گئی ہے۔

جیسے چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہو کر مکان میں افاضہ نور سے معطل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ جیسے ہماری تمہاری حیات جسمانی جس سے جسم پر روح کا قبض و تصرف تھا۔ موت کے آنے سے ایسی طرح زائل ہو جاتی ہے۔ جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپ کی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہو جاتی ہے۔ باقی یہ جو السلام علیکم یا اہل القبور سے ایک نوع کی تعلق روح جسد کا پتہ لگتا ہے۔

جس سے اشتباہ حیات پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کو اول تو ایسا سمجھئے جیسا بوسیلہ تار برقی بمبئی یا کلکتہ یا لندن کی خبر میرٹھ یا بنارس میں آجائے۔ ایسے ہی یہاں بھی سمجھئے دوسری اگرچہ کچھ تعلق ایسا رہا بھی جیسا کسی جلا وطن کو اپنے وطن اصلی کے ساتھ تو گوانتا تعلق موجب اطلاع بعض احوال متعلقہ جسد ایسی طرح ہو جائے۔ جیسا تعلق خاطر مرد آوارہ بسا اوقات بہ نسبت اور بلاد کے احوال متعلقہ وطن متروک کے زیادہ اطلاع کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ پر اتنی بات سے قبض و تصرف نہیں نکلتا جو اشتباہ حیات ہو۔ علیٰ ہذا القیاس یہ نہیں کہ مثل شہداء ایک بدن سے تعلق چھوٹ کر کسی دوسری بدر سے تعلق پیدا ہو گیا ہو۔

جس کے بھروسے بون کہا جائے کہ بدن اول سے تعلق ہی نہ رہا تو اس کے متعلقات یعنی ازواج و اموال سے کیا تعلق رہے گا۔ جو مانع میراث اور انقطاع نکاح ہو۔ اسی طرح اور بہت سی نظیریں ہیں۔ جن کو بے کہے۔ اہل دانش سمجھ جائیں گے۔ غرض موصوف حقیقی اور عدت حقیقی کو دینیات میں علت مجازی اور موصوف مجازی سے پہچان لینا وہ حکمت ہے۔ جس کی طرف آیت مذکور میں اشارہ ہے اور جس کی تعریف میں یہ اشارہ ہوا ہے۔

”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا“ (بقرہ: ۲۱۹) ”سومرتبہ حکمت پر اجتہاد کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ قرآن وحدیث پر بخوبی نظر ہو اور ناخن اور منسوخ وضعیف وقوی کو پہچانتا ہو اور مرتبہ علم کتاب میں اگرچہ اجازت اجتہاد واستنباط واحکام غیر منصوصہ نہیں ہو سکتے۔ پر فقط احکام منصوصہ اور مضامین مندرجہ قرآنی میں خود رائی اور خود بینی کی اجازت ہے۔

چنانچہ بدیہی ہے۔ بعد اس کے اگر حکیم امت یا عالم کتاب سے کوئی خطا ہو جائے۔ تو وہ ایسی سمجھنی چاہئے۔ جیسے اسپ تیز گام باوجود سلامت اعضاء قوت رفتار ذرا سی غفلت میں ٹھوکر کھا کر

گر پڑنے کو اسپ لاغرونگ کے گرنے پر قیاس کر کے جیسے سواری موقوف نہیں کر دیتے ایسے ہی حکیم امت و عالم کتاب کو بوجہ غلطی جو بمقتضائے بشری بوجہ غفلت ہو جاتی ہے۔

خود رانی و اجتہاد سے رد کر دینا سزا ہے یہ ان کی غلطی اس امر میں مثل غلطی عوام نہ سمجھی جائیگی۔ باقی رہا مرتبہ جو جملہ یتلو علیہم آیاتہ سے مستفادہ ہے۔ بادی النظر میں اگر چہ ارحم علوم ہے۔ پر حقیقت میں یہ مرتبہ ان علماء ربانی کا مرتبہ نہیں۔ جو کسی کے پیرو نہ ہوا کریں۔ ورنہ جملہ علیہم الکتاب بیکار تھا۔ ہاں حافظ علوم کہتے تو بجا ہے۔

بہر حال ایسے لوگوں کو اوروں کا اتباع ضرور ہے۔ عالم بن بیٹھنا اور لوگوں کی پیشوائی جائز نہیں۔ آپ بھی گمراہ ہوں گے اور ان کو بھی گمراہ کریں گے۔ پیشوایان فرمائے باطلہ سب ایسی مرتبہ کے لوگ تھے۔ جنہوں نے بوجہ اولوالعزمی اپنے فہم کے موافق اور ان سے اپنا کام لیا۔

پس فرقہ قادیانی نے بھی یہی روش اختیار کر کے بوجہ خود رانی خلاف حقد میں و جمہور کے آیات قرآنی میں اختلاف کر کے راہ مستقیم چھوڑ کر اپنی راہ جہد اختیار کی۔ پس اگر آیت ”منہا خلقناکم وفيہا نعیدکم..... الخ (طہ: ۵۵)“ و نیز دیگر آیات میں اس قواعد مذکورہ بالا کا بھی لحاظ رکھتے تو البتہ خطانہ کھاتے۔

واقعی جملات کلام الہی کا متشخص سمجھنا مشکل ہے۔ اب اس آیت کا مطلب سمجھنے کے انسان کی پیدائش یاں خیال مرکب بہ عناصر پائی جاتی ہے۔ ورنہ ترکیب کرتے ہوئے۔ خداوند عالم کو کس نے دیکھا ہے۔ جب ہم اپنے بدن میں دیکھتے ہیں کہ قلیل و کثیر بیوست ہے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارے بدن میں جز خاکی ہے۔ ورنہ اس بیوست کی اور کیا صورت ہے۔

کیونکہ بیوست خاصہ خاک ہے۔ سوائے اس کے اور کسی چیز میں یہ بات نہیں۔ ہونہ ہو جز خاکی کی یہ تاثیر ہے کہ ہمارے بدن میں بیوست پائی جاتی ہے۔ اسی طرح رطوبت بھی کسی نہ کسی قدر اپنے بدن میں موجود ہے اور یہ خاصہ آب ہے۔ اس لئے یہ بات واجب التسلیم ہے کہ ہمارے بدن میں لازیب جز آبی ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہوا اور آگ کا سراغ نکل آتا ہے۔

غرض ہر مخلوق کی پیدائش کا علم اللہ ہی کو ہے کہ کسی خلط اور کن اخلاط سے پیدا کیا مگر جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا اور اشارہ فرمایا کہ جنات آگ سے اور انسان مٹی سے اور دیگر جز کا ذکر نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جز اعظم جس سے انسان کا بدن بنا وہ دیگر اجزاء لطیف سے کثیف ہے۔ اسی کی طرف خطاب فرمایا کہ ہم سے تم کو اس ناچیز خاک سے بنایا اور اسی خاک میں

ملا دیں گے۔ یعنی ہر چیز اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع ہو کر مل جاوے گی۔ بقول ”کل شیء یرجع الی اصلہ پس منها خلقناکم وفيہا نعیدکم (طہ: ۵۰)“ سے یہ ہی مراد ہے کہ تم کہیں مرومگز زمین پر ہی مرنے والے ہو۔ خواہ پہاڑ یا درخت یا تخت یا پانی یا زمین پر یا پانی میں یا زمین میں یا آگ میں۔

یہ سب زمین پر ہی مرنے والے ہیں اور بعد موت موافق اندازہ ہر خلط اپنے اپنے اصل مادہ یعنی اپنے معدن کی طرف رجوع ہو کر شامل ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ دیگر آیہ اس کی تائید ہے۔ ”قال فیہا تحیون وفيہا تموتون ومنها تخرجون (اعراف: ۲۰)“ ﴿اس زمین میں جیو گے اور اسی زمین میں مرو گے اور اسی زمین سے نکالے جاؤ گے۔﴾

پس آیہ ”منہا خلقناکم“ کی مراد اس آیہ ”بالا سے صاف ثابت ہو گئی کہ جب جزا عظم (یعنی زمین) کی طرف نسبت خلق انسان خطاب تھا۔ اسی کی طرف پھر خطاب ہے کہ ہم پھر انسان کی مثال سابق انہیں جزئیات عناصر کے ساتھ اٹھائیں گے۔ غرض انسان میں چاروں اخلاط کا خلاصہ جزو جو ہر شریک ہے اور پانچویں روح جدی اس جسم سے نہیں جس کا واضح ثبوت سابق مگزرا اور اس آیہ ذیل سے ثابت ہے۔

”الذی احسن کل شیء و خلقہ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سائلۃ من ماء مہین ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ..... الخ (سجدة: ۶۸)“ ﴿ایسا جس نے اچھی کی ہر شے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بتائی اولاد اس کے نکلتے ہوئے پانی ذلیل سے پھر برابر کیا اسے اور پھونگی اس میں روح اپنی﴾

یعنی آدم کی گوندھی ہوئی مٹی سے اور اولاد ان کی کو قطرہ آب ذلیل سے پیدا کیا۔ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آدم علیہ السلام خالص مٹی سے اور اولاد خالص قطرہ پانی سے بلکہ وہی مراد ہے کہ آدم علیہ السلام کے جزو مرکبات عناصر کے خلاصہ مقطرات سے اولاد کی نسل بڑھائی گئی اور روح علیحدہ ہے۔

پس اب تو بخوبی یقین آ ہی گیا ہوگا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قادیانی صاحب کی اصل خلقت انسانی نہیں بلکہ اس خلقت سابق سے جو آدم سے اول ہے۔ کیونکہ منجملہ ان کے یہ وہی ایک کیرہ ہیں۔ جو بقول خود صورت انسان میں ہوئے اور جنات بھی بصورت انسان و بصورت

اپنے رفیق مار میں اکٹرا ہوتے ہیں۔ تو قادیانی صاحب کا بیان بھی کوئی قابلِ تعجب نہیں ہے۔ مگر اتنی عنایت فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا۔ سو کیا اب اولاد کے پیچھے تو عند اللہ نہ پڑیں یہ بڑی عنایت ہوگی۔

اثباتِ رفعِ جسمانی حضرت ادریس علیہ السلام

اگر حضرت ادریس علیہ السلام کا رفعِ معہِ جسم کے ہونا از روئے قانونِ فلسفہ قابلِ انکار ہے۔ تو اس قانون کی تردید کا ثبوت تو سابق گزر چکا مکرر بیان کی ضرورت نہیں اور اگر بحیالِ فاسدِ خیالہ۔ کل نفس ذائقته الموت کے بھروسے ان کی حیات میں کچھ تو ہم ہے تو یہ وہی باعثِ قلتِ فہم ہے۔ جو قواعد مذکورہ بالا کے خلاف عالم بن بیٹھے۔ ورنہ احادیث و تفاسیر و کتب سیر وغیرہ معتبرہ میں ان کا بالتفصیل قصہ موجود ہے۔ اطمینان فرمالیجئے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا رفع بعد ذائقۃ الموت ہوا ہے اور جب یہ بات مسلم ہے کہ انبیاءِ حیاتِ النبی ہیں۔ تو فقط حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے خصوصیت و رفعناہ مکاناً علیا کی کیون ہوتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت رفعِ جسمانی آسمانی کی شہادت دیتی ہے۔ ہر ایک تفسیر میں تحت آیت مذکور بالا میں مفصل کیفیت مذکور ہے۔ پس برخلاف جمہور کے مجردائی کے بھروسے پر اختلاف کرنا مخالفتِ اجماع و سابقین ہے۔ جو داخلِ کفر ہے۔

اب ہم اس اشتہار کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کا اشارہ سابق مذکور ہوا تھا اگرچہ ضرورت کسی جواب کی باقی نہیں رہی۔ بایں وجہ کہ ان کے دعوے مثیلِ عیسیٰ و وحی و الہام و طریقہ ایجادِ جدید کی بیخ و بنیادِ ثبوت بالا سے اکھڑ گئی تو منصف مزاج طالبِ حق عاقل کو اس قدر اثباتِ مذکورِ الصدر کافی ہے۔ مگر مزید اطمینانِ خادمانِ مثیلِ مسیح کو جو انہوں نے دربارِ حیات و مماتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دلائلِ فاسدہ۔ درجِ اشتہار کئے ہیں۔ ان کی قلبی کھولنا ضروری ہے۔ ورنہ بقولِ خوئے بدرابہانہ بسیار کے حیلہ بوجہ تیرہ درونی کہنے کو تیار کہ اس کا جواب نہیں ہوا۔ لہذا جو کچھ اقوالِ خادمانِ وغیرہ نے دو ورقہ اشتہار میں شائع کئے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہ درپردہ بڑے پیر کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ شعر:

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں

ہے کوئی اور ہی اس پردہ زنگاری میں

کہنے کو تو خاکِ خادمان، ملائی وغیرہ کا ہی اوڑے گا۔ ان مہملات کے بدلے ادھر سے

بے نقطہ وہ ہی سنیں گے۔ جو سابق گزرا اور آئندہ بھی گزرے گا۔ ناظرین دل لگا کر سنیں اور سمجھیں۔ شروع عنوان اشتہار میں ثبوت خادمان مسیح موعود نے باستدلال کلام الہی اپنی صحت و ثبات عقل سے دیا ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑو۔

ناظرین اس میں غور فرمائیں۔ وہ یہ ہے۔ ”واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمتہ اللہ علیکم اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا“ (آل عمران: ۱۰۳) ﴿اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سبیل کرو اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اور اس کے فضل سے بھائی۔﴾

اب مقام غور انصاف ہے کہ یہ رسی اللہ کی یعنی اسلام دین جو قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ صحابہ کرام نے فرقہ بے باطلہ کو تہ تیغ فرما کر رسی اسلام کے قائم کر دے۔ جس پر اجماع و طریقہ اربعہ ائمہ آج تک قائم ہے۔ اب بخلاف اس کے جدی رسی راہ فرق کے بعد تیرہ سو برس کے کس نے نکالی۔ افسوس ہے کہیں سے کچھ عقل مول لے لی ہوتی تو ضرور اس آیت کو زبان پر لاتے ہوئے شرماتے ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ایسے لوگ بہت ہیں کہ دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔

مگر ایسے نہیں نظر پڑے کہ ماشاء اللہ اپنی بات خود نہ سمجھیں یہ درجہ انہیں کٹ ملاؤں کو ملا ہے۔ کوئی ان سے جا کر پوچھے کہ رسی اللہ کی قدیم کونسی ہے۔ کیا یہ راہ جدیدہ تفرق والی ہے۔ یا حسب محاورہ ہندوستان کی اس کیڑہ کوری سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو دشمن آدم ہے۔ کیونکہ موجد ان اس گروہ کے سرخیل نے اپنی اصلیت کیڑہ سابق میں بیان کی ہے۔ کیا اسی کیڑے کی طرف اشارہ ہے۔

سچ ہے جو اللہ کی طرف سے گمراہ ہے۔ اسے راہ پر لانے والا کون؟ کوئی نہیں اور آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ولا تکونوا الذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاتہم البینت واولا تک لہم عذاب عظیم“ (آل عمران: ۱۰۵) ﴿اور مت ہو ان کی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے۔ بعد اس کے پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے۔﴾

کیوں یا رواب یہی آیت مذکور کا مطلب سمجھ میں آیا۔ جلد توبہ کر کے رسی قدیم اسلام کی

پکڑ لو۔ ورنہ بڑے عذاب میں گرفتار ہونا ہوگا۔ اب جوابات دیگر اقوال مرزائیاں جو انہوں نے ایک مولوی صاحب کو مخاطب لفظ میاں جی کے درج اشتہار کیا ہے۔ غور سے سنئے۔

قولہ: ”بل رفع الله“ البتہ اللہ کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا ہے۔

”یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی“ یہاں متوفیک پہلے ہے اور رافعک بعد میں۔ پس ترجمہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں اور تیرا رفع درجات کرنے والا ہوں۔ رفع درجات صحیح معنی اس لئے ہیں کہ رافعک سے پہلے متوفیک موجود ہے۔

پس جس کو اللہ تعالیٰ نے موت دے دی اس کے بعد اس کا رفع درجات ہی ہوا کرتا ہے۔ نہ رفع جسم۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مار دیا۔ جیسا کہ متوفیک کے وعدہ سے ظاہر ہے۔ تو پھر اگر جسم کا رفع کیا تو اس سے فائدہ کیا ہوا مردہ کے واسطے۔ کیا دفن کرنے کی جگہ اس دنیا میں نہیں مل سکتی تھی۔

اقول

افسوس ہے مرزا قادیانی کے حواریوں کی عقل پر۔

مصرع

انچہ استاد شام گفت ہماں می گوئید۔ بہت صحیح ہے۔ بقول کسی بزرگ کے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کیوتر با کیوتر زاغ با زاغ

ہم نے تو یہ سمجھ کر قلم اٹھایا تھا کہ انہیں کچھ آتا ہوگا۔ لیکن یہ تو طفل کتب سے بھی بدتر نکلے۔ جو ذرا ذرا سی بات ہمیں کو سمجھانی پڑی۔

بقول شخصے

ذوق بازی کہ طفلان ہے میرا سر یہ زمین

ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلتا گویا ہم کو

اے حضرات کہیں سے عقل عاری تائی ماکہ بی ہوتی۔ کسی عالم کی جوتیاں سیدھی کی ہوتیں تو ایسی بات بات پر نہ پھیلتے۔ خیر بمصدق ”ما علینا الا البلاغ“ جو ہمارا فرض منصبی ہے۔ اس کو جہاں بے علموں کے سامنے ظاہر کرنے سے عاجز نہیں۔ شعر سنئے ہوں گے:

چمن چمن میں سینکڑوں نالے ہزاروں کے
کلیجہ تمام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

اولاً آیت: ”بل رفعہ اللہ الیہ“ میں لفظ رفع کی تحقیق ضروری ہے کہ یہاں پر رفع جسمانی مراد ہے۔ یا کہ مطابق گمان فاسد قادیانیوں کے روحانی۔ پس ہم اپنے دعویٰ رفع جسمانی کی دلیل بیان کرتے ہیں۔ جس سے رفع روحانی قطعاً باطل ہے۔ وہ وہذا۔ آیت متنازع فیہ میں اللہ پاک نے سات ضائر واحد غائب کے بیان فرمائے۔ جن میں سے چھ جگہ بالافتاق حضرت عیسیٰ مجسم مراد ہیں۔

پس اگر بلا کسی دلیل کے رفع اللہ سے رفع روح مراد لو تو دعویٰ بلا دلیل ہے اور جس کو اللہ پاک نے طبیعت مستقیم عطا فرمائی۔ وہ اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ وہ قتل و غیرہ میں نفی قتل ہے نفی موت مقصود ہے۔ پس موت کی نفی کر کے لفظ بل کے ساتھ اللہ پاک نے رفع اللہ کو بیان فرمایا۔ یعنی نہ یہود نے عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے عیسیٰ کو مجسم اپنی طرف اٹھالیا اور اگر وہ قتل و غیرہ سے نفی موت مقصود نہ ہو تو پھر نفی قتل سے کیا فائدہ۔

چنانچہ مظہری بھی فرماتے ہیں کہ توفی سے مراد رفع الی السماء ہے۔ تفسیر مظہری کے ص ۳۸۷ میں لکھا ہے کہ ”والنظامہ عندی ان المراد بالوقوفی هو الوقف الی السماء يشهد به الوجدان بعد ملاحظہ“

قرآن تعالیٰ: ”وما قتلوه وما صلبوه ولو لا نفی الموت عنه ملک من نفی القتل فائدہ از الغرض من القتل الموت انتہی“ ظاہر مظہری کے نزدیک یہ بات ہے کہ توفی سے مراد رفع الی السماء ہے۔ ہر شخص کا وجدان گواہی دیتا ہے۔

بعد خیال کرنے۔ قول اللہ کے ”وما قتلوه“ (یعنی یہود نے ان کو قتل کیا۔ نہ صلیب پر چڑھایا) اور اگر اس جملہ سے نفی موت نہ ہوتی تو پھر نفی قتل سے فائدہ ہی کیا ہوتا۔ اس لئے کہ غرض قتل سے موت ہی فقط اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ بل ماقبل کے اعراض اور مابعد کے اثبات کے واسطے آتا ہے۔ جیسا کہ علم اصول سے ثابت ہو چکا۔ ”بل لاثبات ما بعده والاعراض عما قبلہ علی سبیل التداوک“ پس اللہ پاک کو صلیب قتل سے اعراض مقصود ہے اور رفع جسم کا اثبات مقصود ہے۔

اور بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگئی۔ جس کے قادیانی صاحب مرتکب ہوئے ہیں۔ تو لفظ رفع کی کیا ضرورت تھی۔ کسی خاص بات پر دلالت نہیں کرتا۔ چنانچہ جہاں لفظ توفی آیا ہے اور اس کے معنی بھی ماقبل یا مابعد کے قرینہ سے موت ہیں۔ تو وہاں پر کہیں رفع کا لفظ نہیں بیان فرمایا۔ جس سے بعض مقام کا ذکر کرتے ہیں۔

”قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (سجدة: ۱۱)“ ﴿کہہ دیجئے کہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا وہ کہ جو مقرر کیا گیا ہے۔ تمہارے ساتھ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔﴾ یہاں پر ظاہر ہے کہ بوجہ قرینہ لفظ ملک الموت کے اس آیت میں یتوفکم کے معنی موت ہی نہیں اور نیز دوسری آیت ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ اور اللہ قبض کرتا ہے۔ تو جان کو ان کی موت کے وقت یہاں پر بھی وہی قرینہ موت ہی مراد ہے۔

تیسری آیت ”حتی اذا جاء احدکم الموت توفته (انعام: ۶۱)“ ﴿یہاں تک کہ جب آگئے ایک کو تم سے موت وفات دینے میں اسے۔﴾ یہاں بھی وہی قرینہ مراد موت ہے۔ چوتھی آیت ”حتی یتوفھن الموت (نساء: ۱۰)“ ﴿یہاں تک کہ وفات دے انہیں موت یہاں بھی وہی قرینہ مراد موت ہے۔﴾

پس آیت متنازع فی میں اللہ پاک کی مراد فی قتل و صلب ہے اور اثبات رفع جسمانی اور اس ہمارے بیان کی تقویت آیت یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی دیتی ہے۔ ﴿اے عیسیٰ میں تیری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں﴾ اس آیت کریمہ میں بھی لفظ توفی کی تحقیق ضروری ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ توفی کا شتق مندونی ہے اور یہ مادہ اپنی بیت شخصی وضعی یعنی صیغہائے مجرد و مزید از روئے استقراء افادہ معنی تمام و کمال میں علی قدر مشترک کبھی قاصر نہ رہا۔

پس وفا کا صیغہ اپنی بیت شخصی کے اعتبار سے چند معنی کے لئے مستعمل ہے۔ جن میں سے کئی کو بطور تمثیل لکھتے ہیں:

..... سلا نا

قولہ تعالیٰ: ”وہو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ما جر حتم بالذہار (انعام: ۶۰)“ ﴿اور اللہ وہ ذات ہے کہ سلا دیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کام تم دن میں کرتے۔﴾

۲..... پورا کرنا و پورا پانا

قوله تعالى: "ثم توفي كل نفس ما كسبت (بقرہ: ۲۸۱)" ﴿پھر پورا پائی ہر جان جو کمایا۔﴾ دیگر آیہ "واما الذين آمنوا وعملوا الصلحت فيوفيهام اجرهم (آل عمران: ۵۷)" ﴿اور جو ایمان لائے اور کیں نیکیاں پس پورا کریں گے۔ ہر مزدوری ان کی۔﴾ اور چنانچہ لسان العرب میں ہے۔ کہ "وفى فلان ای ثم فلان قوله ولم يعذر" ﴿اس نے اپنے قول کو پورا کر دیا۔﴾

۳..... بڑھنا اور زیادہ ہونا "وفى الشعر فهو وافٍ اذا زاد" ﴿یعنی بال

بڑھ گئے۔﴾

۴..... بلندی اور بلندی پر چڑھنا۔ محیط المحيط میں ہے۔ "الوفى الشرف عن الارض" ﴿یعنی چڑھنا۔﴾ اور صراح میں ہے۔ "واوفى عليه اى الشرف" ﴿چڑھ گیا۔﴾

۵..... مجازی طور پر معنی موت تاج العروس شرح قاموس میں ہے۔ "ومن

المجاز ادرکت الوفاة الى الموت" ﴿یعنی پالیا اس کو موت نے۔﴾

پس کتب لغات مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ لفظ توفی کے معنی حقیقی پورا کرنا وغیرہ ہیں۔ جس کے مرزا قادیانی خود مقرر ہیں۔ چنانچہ (برائین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) میں اپنی الہامی عبارت یعنی "انى متوفيك ورافعك الى" کے معنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔

اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴ میں "يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى" کے معنی اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ فرماتے ہیں اور موت معنی مجازی جیسا کہ شرح قاموس سے ظاہر ہو چکا اور یہ بات ظاہر ہے کہ معنی مجازی بوقت کسی ضرورت کے بامداد کسی قرینہ کے مراد لیا جایا کرتے ہیں۔ یہاں وہ کوئی ضرورت پیش آئی اور کونسا قرینہ صارفہ پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معنی اصلی چھوڑ کر معنی مجازی کی طرف تجاوز کیا گیا۔

بلکہ اللہ پاک نے اگر آپ صاحبوں کو ذرا بھی چشم بینا عنایت فرمائی ہو۔ تو معنی حقیقی کے لئے مؤید کلام پاک میں کلمات موجود ہیں۔ اول لفظ متوفیک کے پہلو میں ہی دیکھ لیجئے۔ کہ

متوفیک کے بعد میں لفظ رافعك الی فرمایا۔ حالانکہ کسی جگہ پر ایسا نہیں کہ موت کے بعد لفظ رفع کا اس طریقہ پر بیان فرمایا ہو۔ جیسا کہ اس کی نظیریں بیان بالا سے معلوم ہو چکی ہیں۔

خیر اگر تھوڑی دیر کے لئے متوفیک کے معنی مجازاً موت ہی مراد لیں جس کے آپ صاحب مرتکب ہوئے ہیں تو کلمہ رافعك الی بمنزلہ لغو کے تصور کیا جائے۔ اس واسطے کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء میں سے ہیں، انکے واسطے تو کیا بلکہ عامہ مومنین کے واسطے ثابت ہے کہ بعد موت کے ملائکہ ان کے ارواح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔

تو کیا انبیاء مرسلین کو یہ رتبہ حاصل ہونے میں کچھ شک ہے۔ جو رفع کے واسطے لفظ رفع فرمایا نہیں۔ بلکہ اس رفع سے کوئی خاص رفع مراد ہے۔ جو عامہ انبیاء و مومنین کے علاوہ ہے۔ پس اس رفع سے اللہ پاک کی مراد رفع جسمانی ہی نکلتی ہے۔ جو کہ بجز حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے کو مرحمت نہیں فرمایا گیا اور حضرت آدم تو اول درجہ میں ہیں۔ نیز ہم آیت ”بل رفعہ اللہ“ سے مفصلاً ثابت کر آئے ہیں کہ رفع جسمانی ہی تحقق و ثابت ہے اور اس امر پر یہ اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے کہ متوفیک اپنے معنی حقیقی پر ہی ہو۔ ورنہ بین الآئیتیں تناقض واقع ہوگا۔ اور تناقض سے اللہ پاک نے اپنے کلام پاک کو مبرا فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

”ولو کان من عند اللہ لو وجدو فیہ اختلافاً کثیراً (نساء: ۸۲)“ اور اگر ہوتا یہ قرآن شریف غیر اللہ کے پاس تو البتہ پاتے اس کے اندر بہت اختلاف۔ ﴿غور کا مقام ہے کہ مرزائیاں خود تناقض ثابت کرتے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب کو مفت بدنام کرتے ہیں اور بے جا اتہام لگاتے ہیں۔

ناظرین کو واضح ہو کہ ہم نے مشرع طور پر حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی ثابت کر دیا اور نیز ہم یہ طریق دیگر بھی ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ بس اوقات کلام بولا جاتا ہے۔ لیکن اس کلام کے معنی درست نہیں ہوتے ہیں۔ تا وقتیکہ تقدیم تاخیر نہ کی جاوے۔ چنانچہ اللہ پاک کفار کے عقیدے کی حکایت بیان فرماتا ہے۔ ”ماہی الا حیوۃ! الدنیا نموت ونحیا (جاثیہ: ۲۴)“ ﴿نہیں ہے یہ مگر دنیا کی زندگی ہم مریں گے اور زندہ ہوں گے﴾ برعکس ان کے عقیدے کے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو کچھ ہم کو رہتا ہے۔ دنیا میں ہی رہیں گے اور بعد میں زندہ نہ ہوں گے اور آیت میں ہے کہ بعد میں زندہ ہوں گے۔

پس معنی اس طرح پر موافق ان کے عقیدہ کے ٹھیک ہوں کہ لفظ نجی کو پہلے رکھیں اور لفظ
نموت کو بعد میں جیسا کہ تفسیر جمل میں مذکور ہے۔ اسی طرح پر لفظ رافع الی پہلے رکھیں اور متوفیک
بعد میں یعنی میں تجھے اپنے طرف اٹھانے والا ہوں اور تیری مدت پوری کرنے والا ہوں۔

اور نیز تفسیر عباسی میں جو قرآن مطیع مجتہائی و ہاشمی کے حاشیہ پر موجود ہے۔ یہی قاعدہ
بالا مترتب فرمایا ہے۔ یعنی انی متوفیک و رافع الی مقدم و موخر و بقول انی رافع الی سے ناظرین
اب تو آپ کو بخوبی واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ ان تمام بیانات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مجسم آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔

اگر اب بھی دوسو شیطانی دفع نہ ہو اور وہی جہالت اپنا کام کئے جائے۔ تو لیجئے ایک
اور طریق سے آپ کو سمجھایا جاتا ہے اور ہم سابق بھی عرض کر چکے ہیں۔ کہ ہر آیت کا محل و موقع
و قرینہ بواسطہ و مطالب قبل و ما بعد پر ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہئے۔ تاکہ اصلی مراد و مطلب فوت نہ
ہو جائے۔ تو ربط اس آیت ”یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی..... الخ (آل
عمران: ۵۵)“ کا یہ ہے کہ جب کفار آپ کے دشمن جانی و خون کے پیاسے ہوئے اور آپ کی ہلاکی
کے دالو تدبیریں کرنے لگے۔ تو اللہ پاک نے ماقبل آیت مذکور بالا یہ فرمایا:

”وَمَكُرُوا وَمَكُرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (آل عمران: ۵۴)“ ﴿داؤ کیا

انہوں نے اور داؤ کیا اللہ نے اور اللہ بہتر داؤ کرنے والوں سے﴾

یعنی حضرت عیسیٰ کو ان کے مکر کا حال ظاہر فرمایا۔ کہ وہ کیسا ہی داؤں کریں۔ ایک بھی نہ
چلے گا اور اس رفع تردد کی یہ خوشخبری۔

یعنی ”یا عیسیٰ انی متوفیک..... الخ“ سنائی کہ ہم تم کو اپنے پاس معہ جسم اٹھالیں
گے اور پوری کریں گے تمہاری مدت اور اگر اس کے برعکس مثل قادیانی لفظ متوفیک سے موت جیسا
ان کا بیان ہے۔

سمجھا جائے تو کافرو آپ کی موت ہی کے درپے تھے۔ خدا بھی انہیں کا ساتھی ہو گیا۔
بجائے رفع تردد و امداد کے الٹا متوفیک یعنی موت دوں گا۔ فرمایا۔ تو ”وَمَكُرَ اللَّهُ خَيْرُ
الْمَاكِرِينَ“ فرماتا ہے کہ اگر انہیں کافروں کا داؤں چل گیا اور الفاظ مطہرک من الذین
کفرو بھی بے کار گیا۔

اور بقول مرزا قادیانی روح کا رفع درجات ہوا اور نعش کا رہی کے قبضہ میں رہی تو اللہ

پاک کرنے والا کس چیز کا ہوا کیا صرف روم کا جس کا رفع بیان کیا گیا ہے۔ مگر وہ تو ان کے اختیار سے باہر اور نہ قبضہ میں رہی۔ جو ناپاک کرتے۔ غرض قادیانی کے بیان سے اللہ پاک کا کلام بالا لغو ٹھہرتا ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے لوگ پیشوائے دین بن بیٹھے ہیں۔ جن کو اپنے پس و پیش کی خبر نہیں۔ آپ تو گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اے ناظرین حق پسند لفظ متوفیک کے وہ معنی لیجئے کہ جس سے مخالف کی کمرہی بالکل ٹوٹ جائے۔ یعنی خود خدائے پاک اسی آیت کے مابعد آیہ دوسری میں صاف معنی پورا کرنے کے فرماتا ہے۔ اے بھائی قادیانیو ذرا چشم حیا ظاہری کو۔ اٹھا کر ربط آیہ ماقبل و مابعد غور کر کے بول تو اٹھو کون ٹھکانے کی کہتا ہے۔

وہ آیہ یہ ہے۔ ”وَمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أَجُورَهُمْ (آل عمران: ۵۷)“ اور جو ایمان لائے اور کی نیکیاں پس پوری کریں۔ کچھ ہم مزدوری ان کی پس جب اللہ پاک نے خود اصلی معنی آئندہ آیت میں بتا دیئے۔ تو پھر معنی اصلی چھوڑ کر معنی موت کے لگا کر چوں چرا کرنا انہیں کا کام ہے جن کی باطنی آنکھیں تو پھوٹی ہی ہیں۔ مگر ظاہری آنکھیں بھی پھوٹ گئیں اور پھر دوسرے مقام پر پارہ سورہ النساء میں ایسا ہی فرماتا ہے۔ ”فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أَجُورَهُمْ..... الخ (آل عمران: ۵۷)“ اب اصلی مطلب سنئے۔ یعنی حضرت عیسیٰ سے یہود مگر ان نے داؤ کیا اور انہیں قتل کرنا چاہا۔

اللہ نے ان کا فریب الہ دیا اور ان کو ان کے کفر سے الٹ مارا۔ اللہ تمام حیلہ اور تدابیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔

عمرالیں

ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک گروہ یہودی طرف گزرے وہ کہنے لگے۔ وہ آیا جادوگر کا بیٹا اور بدکار بیٹا۔ زانیہ کا (معاذ اللہ منها) آپ غضبناک ہوئے اور بددعا کی اور کہا اے اللہ تو میرا رب اور میں تیری بنائی ہوئی روح سے نکلا اور تیرے حکم سے پیدا ہوا۔

اے اللہ لعنت کر جس نے مجھے اور میری ماں کو گالی دی۔ فوراً وہ سب گستاخ بے ادب سو رہ گئے۔ یہود کے بادشاہ نے یہ دیکھا تو ڈرا کہ مہادامیر ابھی یہی حال ہوا اور یہود آپ کے قتل پر مجتمع ہو گئے اور آپ کو ایک مکان میں بند کیا۔ جبرائیل بحکم رب جلیل آئے اور ایک روز ان سے آپ کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔ بادشاہ نے طیفانوس نامی اپنے مصاحب کو حکم دیا۔ کہ اس

مکان میں جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرے۔ اندر جانا تھا کہ صورت بدل گئی۔ جب نکلا تو لوگوں کی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ یہی عیسیٰ ہیں۔

انہوں نے اسے قتل کیا اور سولی پر چڑھایا مگر کفار خوار ہوئے اور تدبیر اور داد الہی نے اپنا جلوہ دکھایا۔

نوٹ

بس اسی مقام (یعنی قانون اہل اسلام) سے اللہ کا سور و بندر کی شکل بتانے پر قادر ہوتا۔ مرزا قادیانی نے اڑا کر داخل قانون فلسفہ کیا ہے۔ تاکہ اپنی صورت انسانی ہونے کی تائید ہو اور حسب دعویٰ سابق مذکورہ خود کہ میں اعجاز شیخ یعنی ان عجوبہ کاری عمل الترب سے کہ نہیں ہوں کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔

یہاں قادیانی صاحب نے یہ معجزہ تو ضرور کہا یا کہ میں اپنی بڑی بیگم حمل سے فرزند زینہ کے برآمد ہونے کی پیشین گوئی کی اور برآمد ہوئی دختر۔ پھر ایک فوجی افسر سے پانچ سو روپیہ اس لئے اینٹھ لئے کہ آسانی باپ سے تم کو بیٹا دلوا دوں گا۔ مگر بیٹے کی جگہ چوبہا کا بچہ بھی نہ ہوا۔ آسانی منکوحہ کی بابت اب تک پیشین گوئی جاری ہے۔ کہ ضرور میرے عقد میں آئے گی۔ اب تک تو آئی نہیں۔ شاید قیامت کو آئے۔ ادھر ہر رقیب مرزا جی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔

اور پانچ چار بچوں کے جھول بھی نکلا چکا ہے۔ مگر مرزا جی ابھی تک اس کو اپنی منکوحہ بتائے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا آئندہ وغیرہ کی چند پیشین گوئیاں اور بھی پٹ پڑیں۔ جو سب پر ظاہر ہیں۔

پس باعث ان وقوعات کفار ان کے اول ہی سے اللہ پاک نے اپنے نبی کے لئے یہ کلمات تسکین بخش فرمادیئے۔ ”اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفرو جاعل الذین تبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران: ۵۵)“ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں پوری کرنے والا ہوں مدت تیری اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ان کا جو پیروی کریں گے تیری غالب ان پر جو کافر ہوئے اور قیامت تک پھر میری طرف بازگشت ہے تمہاری۔ پس حکم کروں گا تم میں جس میں تمہیں اختلاف کرتے۔ ﴿

یعنی جب فرمایا اللہ نے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں وفات دوں گا تمہیں اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور مظہر کروں گا تمہیں ان سے جو کافر ہوئے اور تمہارے تابعداروں کو کافروں پر غالب کروں گا۔ قیامت تک پھر میری ہی طرف بازگشت تم سب کی ہے۔ پھر میں تم میں فیصلہ کروں گا۔ جس امر میں اختلاف کرتے تھے۔

در منشور

مراد خواب ہے بحالت خواب آسمان پر اٹھائے گئے۔

ابو مسعود

وفات سے مراد یہ کہ آپ کی زندگی معینہ پوری کی جائے گی۔ جیسا کہ بعد خروج امام و نزول مسیح دونوں میں آئے گا۔ غرض آسمان پر آپ کا جانا مسلم اور صحیح ہے۔ یہ کہ آپ کا انتقال نہیں ہوا۔ چنانچہ آیہ ”وما قتلوه وما صلبوه“ سے ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

مظہرک

سے خواہ یہ مراد ہے کہ یہود کے ہاتھوں اور ان کے پلید اعتقادوں سے ہم آپ کو علیحدہ اور پاک کریں گے۔ تاکہ آپ کو مس بھی نہ کر سکیں۔ یا انصار یہود کے لئے بے ہودہ افترا کا کچھ الزام آپ پر نہ رہے گا۔

دوم

تابعین عیسیٰ علیہ السلام اور کفار سے کون مراد ہیں۔ اگر کفار سے خاص یہود مراد لئے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ تابعین سے حواری و نصاریٰ مراد ہوں۔ جو یہود پر حاکم رہے اور اگر کفار عموماً مخالفین حضرت عیسیٰ مراد ہوں۔ تو تابعین سے اہل اسلام مراد ہیں کہ ہم اہل اسلام سچے ابراہیمی سچے موسوی سچے عیسائی سچے محمدی اور تمام انبیاء کے تابع ہیں۔

ہاں مسلمان ہمیشہ کفار پر حاکم اور غالب رہے اور رہیں گے۔ چنانچہ تمام معبد گاہ یہود و نصاریٰ وغیرہ سب ہنوز مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہیں اور رہیں گے اور اگر مسلمانوں کا اعتقاد بحق حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ باطل ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ کا زعم ہے۔ تو یہ کافر ٹھہرے۔

اب ضرور ہے کہ نصرانی غالب ہوتے اور سب معبد گاہوں پر قابض ہو جاتے۔ حالانکہ ایسا میسر نہیں ہوا اور اگر حق ہے۔ تو آپ کے سب مخالف نصاریٰ ہوں یا یہود مجوسی ہوں کہ ہنود

باطل پر قرار پائے اور ان کی مغلوبی ہوئی اور ہے اور امام کے زمانہ میں کامل ہو جائے گی۔
 علاوہ ازیں دوسرے مقام پر اللہ پاک عدم موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی
 تصدیق فرماتا ہے۔ ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما
 قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم
 به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً
 حكيماً (نساء: ۱۵۷، ۱۵۸)“

اور ان کے کہنے سے کہ ہم نے قتل کیا۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم جو رسول اللہ کے ہیں اور
 نہیں قتل کیا اسے اور نہ سولی دی اسے لیکن شبہ ہوا ان کو اور بیشک جو مختلف ہوئے۔ قتل میں عیسیٰ کے
 ہر آئینہ شک میں ہیں۔ قتل سے نہیں۔ ان کو اس کا علم مگر بیرونی گمان کی اور نہیں قتل کیا اسے یقینی طور
 پر بلکہ اٹھالیا اسے اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔ ﴿

اور اس کے کہنے سے عذاب نازل ہوا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کیا۔ حالانکہ نہ قتل
 کر سکے نہ سولی دے سکے۔ یہ ہوا کہ جس نے حضرت عیسیٰ کی خبر بادشاہ عالم کو دی تھی۔ اسے اللہ
 تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صورت پر کر دیا وہ لوگ اسے عیسیٰ سمجھے اور سولی دیدی۔ پھر وہ اپنی اصلی
 صورت پر آگیا۔

یہود کو اس میں شبہ پڑا اور تردد ہوا کہ آیا ہم نے قتل کیا یا نہیں تو یہ قول کہ حضرت عیسیٰ کو قتل
 کیا۔ محض گمان پر ہے اور حق یہ ہے کہ نہ قتل کیا نہ سولی چڑھائی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے حضور
 میں بلا لیا اور آسمان پر اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور یہ جو قادیانیوں کا بیان اس آیت کے
 بارے میں ہے کہ:

”بل رفعه الله اليه“ سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا
 ہے۔ ”يَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ هُوَ رَافِعُكَ وَارْفَعُكَ اِلٰى (آل عمران: ۵۵)“ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ واقعی
 اس فرمان الہی کی تصدیق ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ”اتواوه داؤد اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ یعنی بچا لیا قتل سے
 (یعنی موت سے) اور اٹھالیا معجم جسم طرف اپنی۔

مگر قادیانی جو اس وعدہ سے معنی موت نکالتے ہیں کہ جو مراد موت کفار تھی وہ کیوں
 کر ٹھیک ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نفی موت فرما کر اٹھالینا اپنی طرف (یعنی آسمان پر) فرماتا
 ہے۔ پھر ہے کوئی اللہ کا صادق بندہ کہ کلام الہی میں غور کرے اور بول اٹھے کہ کون پتے کا کہتا

ہے اور اس اگلی آیت سے آپ کا رفع حیات جسمانی اور نیز آپ کا پھر نزول ثابت ہے۔

”وَانْ مِنْ اَهْلِ لِكْتَابِ الْاِلْيَوْمَنْ بِهْ قَبْلْ مَوْتِهْ وَيَوْمِ الْقِيَمَةِ يَكُونْ عَلَيْهِمْ شَهِيدَا (نساء: ۱۵۹)“ اور نہیں کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائیں گے۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے (یعنی حضرت عیسیٰ) اور دن قیامت کے ہوں گے۔ عیسیٰ ان پر گواہ۔ یعنی کوئی اہل کتاب نہیں مگر یہ کہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا۔ یعنی امام مہدی آخر الزماں کے وقت میں جب آپ نزول فرمائیں گے۔

اور بعد انتقال امام خلافت آپ کے تعلق ہوگی۔ پھر آپ دنیا سے رحلت کریں گے۔ اس سے پہلے یہود و منکرین مردود کو بزور شمشیر مطیع و مومن بنائیں گے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ جس طرح اور پیغمبر اپنی اپنی امت کی شہادت دیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قبل موت آپ کے سبب ایمان لے آویں گے۔ مگر قبل رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہوا ہی نہیں۔ اس وقت تک تو وہ خون کے پیاسے رہے۔ اور سب ایمان نہ لائے تو اب وہ کون سا وقت ہے جو اس آیت کے مطابق ہو۔

تو وہ وقت نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہی ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اے اہل انصاف تہ دل سے غور کر کے کہ بوقت ذکر موت اس آیہ میں اللہ پاک نے لفظ۔ قبل موت فرمایا اور اس مقام پر کہ جہاں مراد کفاروں کی موت ہے کہ ہم نے مار دیا۔ وہاں اللہ پاک نے نفی موت بالفاظ۔

”وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلْبُوْهُ“ فرمایا اور اس پر بس نہ کیا۔ جو یہ سمجھا جاتا کہ کسی اور وقت انتقال ہوا ہو اور نہ یہ فرمایا کہ اپنی موت سے فوت ہو گئے۔ بلکہ بایں الفاظ صاف۔ بل رفعہ اللہ الیہ فرمایا۔ یعنی اللہ نے اٹھالیا۔ اپنی طرف اگر موافق بیان قادیانی۔ رافضیہ کے معنی رفع درجات روحانی ہیں تو نہ معلوم معنی درجات کسی لفظ کے معنی گھڑی ہیں۔ ماقبل و مابعد کے کسی الفاظ و ربط و قرینہ وغیرہ سے تو پایا نہیں جاتا۔

کیا الفاظ الٰہی کے معنی درجات لگائے ہیں۔ یہ کوئی کتاب لغت میں ہے۔ ہاں صاحب یہ اس کتاب الہامی بے علمی کا خاکہ ہے۔ ملائی یہ تو خوب سمجھے کہ کفاروں کے قبضہ کی تو روح ہے۔ نہیں اس درجہ روحی قائم کیا جائے اور یہ نہ سمجھے کہ بغیر جسم کے درجہ ہونے سے کیا نتیجہ اعمال تو معہ جسم کے ہوں اور جزا و سزا خالی روح کو ہو یہ کس عاقل کے نزدیک قابل تسلیم ہوگا۔ ہرگز نہیں اور یہ

جس قدر آیات دیگر دربار تائید اثبات درجات درجہ اشتہار کی ہیں۔ ان سب میں لفظ رافع کے ماقبل و مابعد قرینہ و الفاظ درجات موجود تو پھر کس پر تے پر تپا پانی اور کس بھروسے اور ڈھٹائی پر یہ مثالیں تحریر اشتہار کی گئیں۔

بقول

چہ دلاور ست دزدے کہ بہ کف چراغ وارد۔ ملاجی اگر کسی مکتب میں کچھ دے کر کسی عالم و فاضل سے پڑھا ہوتا تو بات بات پر ٹھوکر کھا کر نہ گرتے۔ ان خیالات فاسد کے مرتکب نہ ہوتے۔ کسی خیراتی اسکول میں پڑھا ہوگا۔ کیونکہ میلان طبع و احوال ظاہری یہی ثابت کرتا ہے کہ ایمان جائے تو جائے پزار سے مگر فخر دنیا طبع ہاتھ سے نہ جائے۔ لو اب ہم ایک اور چوتھے طریقے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکحیات آسمان پر ہونا اور اللہ پاک سے سوال و جواب کا پیش آنا ثابت کرتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

”اذ قال الله يعيسى ابن مريم انت قلت للناس اتخذوني وامي الهين من دون الله ط قال سبخنك ما يكون لي ان اقول ما ليس لي بحق ط ان كنت قلته فقد علمته تعلم ما في نفسي ولا اعلم ما في نفسك انك انت علام الغيوب (مائدہ: ۱۱۶)“ ﴿اور جب کہا اللہ نے عیسیٰ بیٹے مریم کو کیا تم نے کہا آدمیوں کو بتاؤ مجھے اور ماں کو میرے معبود سوائے اللہ کے کہا پاک ہے تو اور نہیں مجھے یہ قوت کہ کہوں میں وہ کہ نہیں میرے لئے حق اگر میں نے کہا تھا اسے پس بیشک جانتا ہوگا تو اسے تو جانتا ہے۔ جو میرے حق میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے نزدیک ہے۔ بیشک تو بڑا جاننے والا غیبوں کا۔﴾

یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد رفع جسمانی سوال و جواب ہوئے۔ بدون جسم کسی انبیاء سے اس قسم کے سوال و جواب نہیں ہوئے۔ بشرطیکہ وجود بروز قیامت ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع معہ جسم بلا ذلالت الموت ہوا کہ نوبت سوال کی آئی اور اس کی اگلی آیت میں بقیہ جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ ہے: ”ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربی وربکم وکنتم علیہم شہیداً ما دمت فیہم ج فلما توفیتنی کنتم الرقیب علیہم ط وانت علی کل شیء شہید (مائدہ: ۱۱۷)“ ﴿میں نے نہیں کہا ان سے مگر جو حکم کیا تو نے مجھے اس کا یہ کہ پرستش کرو اللہ کی کہ رب میرا ہے اور رب تمہارا اور میں تھا ان پر شاہد جب تک تھا میں ان میں پھر جب وفات دی تو نے مجھے تھا تو محافظ ان پر اور تو ہر شے پر گواہ ہے۔﴾

خلاصۃ التفاسیر

یعنی یہ بقیہ جواب حضرت عیسیٰ نے عرض کیا۔ الہی میں نے تو ان سے وہی کہا جو تو نے مجھے حکم دیا کہ یہ اللہ کی بندگی کرو۔ جو ہمارا تمہارا سب کا رب ہے اور میں نے ان کی حالت اسی وقت تک جانتا تھا اور نصیحت کرتا تھا جب تک ان میں تھا۔ پھر جب تو نے مجھے آسمان پر بلا لیا تو پھر تو ہی نگہبان تھا۔

مجھے کیا خبر اور تو سب کچھ جانتا ہے۔ تو بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد رفعہ اللہ ہونے کے اس وقت کے لوگوں نے معبود بنایا اور انہیں کی ذریات ہنوز خدا کہتی ہیں۔ تو یہ لوگ مخالف حضرت مسیح ضرور ہوئے تو بموجب آیہ مذکور: ”وجاعل الذین کفرو الی یوم القیمة“ (آل عمران: ۵۵) ”سے جیسا ہم سابق بیان کر چکے ہیں۔ اہل اسلام ہی مراد ہیں کہ یہ تمام انبیاء کے تابع ہیں اور زمانہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابع مطابق شریعت محمدی رہیں گے اور یہ لوگ اس سوال وجواب سے متشکی ہیں۔ کیونکہ ان کو وعدہ غالب رہنے کا روز قیامت تک کا دیا گیا ہے اور بعد الی یوم القیمة کے جو یہ فرمایا ”ثم الی مرجعکم الخ“ تو یہ خیر ایمائے الہی متوفیک کی ہے کہ بعد مدت پوری کرنے کے پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے۔ یعنی وہی وقت قرب قیامت کا زمانہ تمہاری موت کا ہے اور ہماری اس پیش گوئی کا ایفاء ہے جو کل انبیاء سے وعدہ لیا گیا تھا۔

تم کو وہ زمانہ نصیب ہو کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ پاک کا فرمانا خالی از حکمت ہو اور اس کا کچھ ثمرہ نہ ظاہر ہو۔

قرآن تعالیٰ: ”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاتکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری (آل عمران: ۸۱)“ اور جب لیا اللہ نے عہداستوار پیغمبروں سے کہ جب دیں ہم تم کو کتاب اور نبوت پھر آئے تمہارے پاس کوئی پیغمبر سچا تا تا اسے جو ساتھ تمہارے ہے۔ ہر آئینہ ایمان لاؤ اس پر اور نصرت کرو اس کی۔ فرمایا کیا تم نے کیا اور لیا تم نے اس شرط پر میرا ذمہ۔

یہ اقرار کل انبیاء اور معرفت ان کی سب لوگوں کی طرف ہے۔ آیت میں کمال فضل و محبوبیت اور آپ کا سید الانبیاء امام الرسل نبی جزو کل ہونا ظاہر ہو گیا اور تعیل اس معاہدے کی اور پیغمبروں سے بذریعہ تعلیم وصیحا اور حضرت عیسیٰ سے باجماع و نصرت ہوگی۔

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہ اتباع و نصرت و عہد کی پیشین گوئی پوری نہ ہو تو گویا اللہ پاک کا یہ فرمانا۔ (معاذ اللہ) لغو ٹھہر جائے۔ یہ انہیں کو سرچشمہ منکرین کا کام ہے۔ جو کلام الہی سے بے بہرہ ہیں۔ اور ان آیات کے منکر ہیں۔ اے شاکین اب تو یقین کلی ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجسم آسمان پر زندہ ہی اٹھالے گئے۔ باقی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے یا نہیں۔ حضرت عیسیٰ کے نزول الی الارض پر آیات قرآن و احادیث نہی شاہد ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر آیات قرآنی سے ثابت کر آئے ہیں۔

نظر سے گزرا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا يومنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)“ ﴿نہیں رہے کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائے گا۔﴾ حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے۔ ﴿اور تقابیر سے یہ بات ثابت ہے اور نیز جیسا جمل میں مذکور ہے۔ بہ کثرت یہود حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اپنے گمان میں ان کو قتل کیا۔ پس بوقت نزول ہی اس آیت کا منشاء پورا ہوگا اور احادیث میں وارد ہے۔﴾

”عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویقبض المال حتی لا یقبضہ احد حتی یكون السجدة الواحدہ خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرہ فاقرؤ ان شئتم وان من اهل الكتاب الا لیومنن به قبل موته..... الخ“

﴿ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا نبی ﷺ نے کہ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ قریب یہ بات اور نزول فرمانے کا تمہارے اندر عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل ہو کر پس توڑے گا صلیب کو اور مارے گا خنزیر کو اور لٹا دے گا مالک اتنا کہ کوئی شخص مال کو نہ لے گا۔ یہاں تک کہ اس وقت ایک سجدہ بھی دنیا و ما فیہا سے افضل ہوگا۔ پھر فرمانے لگے ابو ہریرہ کہ اگر تمہارا دل چاہے تو پڑھو قرآن کریم کی آیت کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لاوے گا حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے اور یہ ظاہر ہے۔﴾

ناظرین کو واضح ہو کہ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ جو کہ از روئے مرتبہ کے بعد قرآن شریف کے ہے۔ جس کی احادیث مستند اور صحیح ہیں۔ باجماع اہل امت سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور اس حدیث میں قابل غور یہ

بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ آپکا اشارہ ہی کافی ہے۔

چہ جائیکہ قسم۔ پھر بھی معاندین اپنی تعدی اور مخالفت سے باز نہیں آئے۔ مصرع مخالف نبی کا ہے۔ دشمن خدا کا۔ اللہ پاک اس تیرہویں صدی کے فتنہ انگیزوں کے سایہ سے بچاؤے۔ آمین اور بکثرت احادیث و آثار صحابہ اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمادیں گے۔

بغرض اختصار کے بعد کو لکھتا ہوں از مشکوٰۃ حدیث رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء عن عبد اللہ بن عمر۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبرى فاقوم انا وعيسى بن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر“

﴿ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اتریں گے عیسیٰ بن مریم کی طرف پس نکاح کریں گے اور ان کے اولاد پیدا ہوگی اور پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ پھر مر جائیں گے۔ پس دفن کئے جائیں گے میرے ساتھ۔ ایک ہی قبر میں پس کھڑا ہوں گا میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے۔ درمیان ابو بکر اور عمر کے اور نیز امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمادیں گے۔﴾

فی تہمة الکبر: ”وخرج الدجال وياجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عيسى من السماء وسائر علامات يوم القيامة على ماوردت به الاخبار الصحيحة حق كائن“ ﴿نکلنا وجال کا اور یا جوج ماجوج کا اور سورج کا مغرب کی جانب سے نکلنا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا اور تمام علامات قیامت کے روز کے حق ہیں اور ہونے والے ہیں۔﴾

امام بخاری کا قول کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ ”اخرج البخارى فى تاريخه والطبرانى عن عبد الله بن سلام قال يدفن عيسى بن مريم مع رسول الله ﷺ وصاحبيه فيكون قبره رابعا“ ﴿یعنی نکالا ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ دفن کئے جائیں گے۔ عیسیٰ بن مریم رسول ﷺ کے ساتھ اور آپ کے دونوں اصحاب کے ساتھ۔﴾

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قبر ہوگی۔ امام ترمذی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ نزول فرمائیں گے: ”أخرج الترمذی وحسنه من محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن اب عن جد قال مکتوب فی التوراة صفته محمد وعیسیٰ بن مریم یدفنن معہ قال ابو معدود وقد بقی فی البیت موضع قبر (درمنثور) ﴿نکالا اس روایت کو ترمذی نے اور تحسین بیان کی۔ اس کی محمد ابن یوسف ابن عبد اللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا انہوں سے لکھی ہوئی ہے۔ صفت محمد ﷺ کی توراة میں اور لکھا ہوا ہے کہ دفن کئے جائیں گے عیسیٰ نبی ﷺ کے ساتھ﴾

ابو معدود نے کہا کہ اب تک روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فوز الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ نزول فرماویں گے۔ قول: حضرت ادریس کا زندہ آسمان پر جانا اور وہیں رہنا منہا خلقکم وفيہا نعیدکم کے صریح خلاف ہے۔ حی لایموت صفت باری میں حضرت ادریس کے شراکت کے آپ قائل ہو رہے ہیں۔ (اور کل نفس ذائقة الموت) کے منکر

اقول

اس کی بابت ہم سابق تحریر کر چکے ہیں۔ مگر مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں۔ اہی حضرت قرآن کے معنی و مطالب سمجھنے کے واسطے طبیعت مستقیم درکار ہے۔ اگر ظاہر الفاظ کا خیال کر لیا جائے۔ تو اہل ہوا خوب پھرے اڑائیں اور طبیعت کے بندے کو دیں اور بغلیں بجائیں۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے جو آپ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر یہی معنی سمجھے جائیں تو حضرت ادریس ہی کیا جائے طعن رہ گئے تھے۔ جتنے ہنود کے مردے ہیں۔ بعض جلاتے ہیں اور بعض گڑگا میں بہاتے ہیں۔ و فیہا نعیدکم کے موافق تمہارے زعم باطل کے صریح خلاف ہے۔ جیسا ہم مفصل سابق ثابت کر چکے ہیں۔

ہاں مطابق آیت کے اکثر یہی حکم ہے۔ جیسا کہ یہ ثم اماتہ فا قبرہ سے ظاہر ہے۔ اس وجہ سے کہ جہاد وغیرہ میں بسا اوقات قبر میں دفن نہیں کئے جاتے۔ اگر چھوٹے چھوٹے بچوں کے بہکانے والے دقات کلام الہی سمجھنے لگیں تو قرآن کیا ہوا۔ فارسی کو رس ہی ہو گئے۔ سنہلو میاں جی سنہلو کچھ دوبارہ دیکر پڑھو اور اس نصیحت پر عمل کرو کہ قرآن کے دقات۔ و حقائق وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور نیز قاعدہ کلیہ بھی بتا چکے ہیں۔ بڑے افسوس اور حیرت کا

مقام ہے۔ کہ آپ مولوی عبدالکریم صاحب کو مگر کل نفس ذائقۃ الموت کا ٹھہراتے ہیں۔
ہاں صاحب بمصداق۔ کل انشاء یترشح بما فیہ یعنی ہر برتن اس چیز کو پھینکتا
ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ چونکہ آپ اور آپ کے گرد گھٹنٹال آیت قرآنی و احادیث نبوی کے
گود پرودہ بطرز منافقانہ کیا۔ بلکہ صریحہ قطعی مکر ہیں۔ جو سابق ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ ضرب
الשל صادق ہے۔

کل امرء یقیس علی نفسہ یعنی ہر شخص دوسروں کو اپنی حالت پر خیال کر لیتا ہے۔
مگر اب تو یہ وہ مثل ہوئی۔ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا اور آپ کے اس سوال (یعنی
حضرت اور لیس زندہ آسمان پر اٹھائے گئے یا کیسے اور لوٹ کر آئیں گے یا نہیں)۔ آپ کی لیاقت
علی کی خوب قلعی کھول دی۔

بس آپ میں اتنا ہی دم درود تھا۔ بلا جی مشہور مولوی نام محمد فاضل۔ گر ہمیں مکتب و ہمیں
ملاست کار پظاں تمام خواہ شد۔ تفسیر کی آپ کے کانوں نے آواز تک بھی نہیں سنی واہ رے مرزا
کے باطل مذہب پر دھبہ لگانے والو۔ یہ اور طرہ ہے کہ سمندر تاز پر ایک اور تازیانہ ہوا!

آیت و رفعتاہ مکانات علیا کے تحت میں تفسیر جلالین میں مذکور ہے۔ ”ہو حی فی
السماء الرابعة او السادسة والسابعة او فی الجنة ادخلها بعد ما یدیق الموت
واحی ولم یخرج منها“ حضرت اور لیس زندہ ہیں چوتھے آسمان پر پا چٹے۔ یا ساتویں پر یا
جنت میں اللہ پاک نے ان کو موت کا ذائقہ چکھانے کے بعد جنت میں داخل کر دیا اور نہ زندہ
ہیں جنت میں اور جنت سے نہ نکلیں گے۔

باقی مفصل یہ بات کہ کہاں پر ذائقہ موت کا چکھائے گئے۔ اس میں صاحب کل نے دو
قول طویل تحریر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو بوجہ اختصار کے لکھتا ہوں۔ ”وہو هذا قال وہب
کان یرفع ادریس کل یوم من العبادة مثل ما یرفع بجمیع اهل الارض فی
زمانہ فعجب منه الملائكة واشتياق الیہ ملک الموت فاستاذن اللہ فی زیارتہ
فاذن لہ فاتاہ فی سورة بنی ادم وکان ادریس یصوم الدھر فلما کان وقت
افطارہ دعاه الی طعامہ فابی ان یأکل معہ ففعل ذالک ثلاث لیلال فانکرہ
ادریس وقال لہ فی الثالثہ انی ارید ان اعلم من انت قال انا ملک الموت
استاذنت ربی ان اصبحک فقال لی الیک حاجتہ قال ماہی قال تقبض روحی
فاوحی اللہ الیہ ان اقبض روحہ فقبض وردھا اللہ الیہ فی ساعة فقال لہ

ملك الموت ما للفائدة فى سواك قبض الروح قال لاذوق الموت وغمة فاكون
الا استعداد له ثم قال له ادريس ان لى اليك صاحبة قال و ما هى قال نرفعنى
الى السماء لا نظر اليها والى الجنة والنار فاذن الله له. فرفعه فلما قرب من
النار قال لى اليك حاجة قال ما تريد قال تسال مالكا حتى يفتح ابوابها ففعل
ثم قال فكما ارايتنى النار فارنى الجنة فذهب به الى الجنة فاستفتح ففتح
ابوابها فادخله الجنة ثم قال له. ملك الموت اخراج لتعود الى مقرك فتعلق
بشجرة قال ما اخرج منها فبعث الله ملكا حكما بهما فقال له الملك مالك لا
تخرج لان الله تعالى قال كل نفس ذائقة الموت وقد وقع وقال ان منكم الا
وردها وقد وردتها وقال وماهم بمخرجين ولست اخرج فاوحى الله الى ملك
الموت باذنى دخل الجنة وبامرى لا يخرج منها فهو حى

وہب نے کہا ہے کہ اٹھائی جاتی تھی عبادت حضرت ادیس کی ہر روز ان کے زمانہ
کے تمام زمین والوں کے برابر۔ اس بات سے ملائکہ متعجب ہوئے اور ان کی ملاقات کے مشتاق
ہوئے۔ اللہ پاک سے ملک الموت نے اجازت چاہی کہ حضرت ادیس کی زیارت کریں
بموجب ان کی التجا کے اللہ نے ان کو اجازت دی۔ پس ملک الموت بصورت آدمی حضرت
ادیس علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت ادیس ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب ان کے
روزہ افطار کا وقت آیا تو حضرت ادیس نے ملک الموت کو کھانے کے واسطے بلایا۔ تو ملک الموت
نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کیا۔ اسی طرح دورات متواتر گزری۔ جب تیسری شب ہوئی
تو حضرت ادیس نے ملک الموت سے فرمایا کہ آپ یہ بتلائیے کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے
جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں۔ اللہ پاک سے میں نے اجازت چاہی تھی کہ آپ سے
ملاقات کریں۔ حضرت ادیس نے ملک الموت سے کہا کہ آپ سے میری ایک حاجت ہے۔
ملک الموت نے کہا کہ وہ کیا۔ فرمایا حضرت ادیس نے کہ تم میری روح کو قبض کر لو۔ پس اللہ نے
ملک الموت پر وحی نازل فرمائی۔ کہ ادیس کی روح قبض کرے۔ پس (بمصدق کل نفس ذائقۃ
الموت کے) ان کی روح قبض کی اور بعد تھوڑی ہی دیر کے آپ کے قالب میں دوبارہ روح کو لوٹا
دیا۔ ملک الموت نے حضرت ادیس سے کہا کہ آپ کے سوال روح قبض سے کیا فائدہ ہوا۔ فرمایا
تاکہ (بموجب آیہ مذکور بالا) موت کا ذائقہ اور اس کی لذت سے واقف ہوں۔ تاکہ میں
ہو جاؤں بہت سخت مستعد موت کے لئے۔ پھر ادیس نے فرمایا کہ آپ سے میری ایک حاجت

ہے۔ ملک الموت نے کہا وہ کیا۔ فرمایا حضرت ادریس نے کہ تم مجھ کو آسمان پر لے چلو۔ تاکہ میں آسمان اور جنت و دوزخ کو دیکھوں۔ جب اللہ نے ملک الموت کو حضرت ادریس کے اٹھانے کی اجازت دے دی تو ملک الموت ان کو اٹھا لے گئے۔ جب ادریس قریب دوزخ کے ہوئے تو فرمایا کہ آپ سے مجھ کو ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا کیا اور چاہتے ہو؟ حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا کہ آپ آسمان کے مالک سے فرمائیے تاکہ وہ آسمان کے دروازہ کو کھولے۔ بموجب ان کی کہنے کے دروازہ کھلوائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا جیسا کہ تم نے مجھے دکھائی دوزخ، اسی طرح جنت بھی دکھا دو تو ملک الموت ان کو جنت کی طرف لے گیا اور دروازہ جنت کے کھلوائے۔ جب ملک الموت نے ان کو جنت میں داخل کر دیا تو ملک الموت نے بعد ان کی سیر کرنے کے کہا کہ آپ تشریف لے چلے اپنی جگہ پر۔ پس حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں کسی درخت سے لٹک گئے اور فرمایا میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ اسی اثناء میں بھیجا اللہ پاک نے ایک فرشتہ ان کے پاس حکم سنا کر اس فرشتہ نے حضرت ادریس سے فرمایا کہ یہاں سے کیوں نہیں جاتے ہو؟ جواب دیا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر جان ذالکھ الموت چکھنے والی ہے اور بموجب اس کے میں چکھ چکا ہوں اور فرمایا ہے اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی تم سے مگر کہ پل صراط پر اترنے والا ہوگا اور بموجب اس کے میں اتر آیا ہوں اور فرمایا کہ جو جنت میں داخل ہو گیا وہ نہ نکلے گا۔ پس بموجب اس کے میں یہاں سے نہیں جاتا۔ اللہ پاک نے فرمایا ملک الموت سے بذریعہ وحی کے ادریس جنت میں میرے حکم سے داخل ہوا ہے اور میرے حکم سے نہ نکلے گا۔ پس وہ زندہ ہیں جنت میں۔ ﴿

قولہ: ”ما المسيح ابن مريم الارسل ج قد خلت من قبله الرسل واما صدیقة کانا یا کلن الطعام (مائده ۷۰:۰)“ ﴿نہیں ہے ابن مریم مگر ایک رسول تحقیق ان سے پہلے سب رسول گزر گئے اور ان کی والدہ صدیقہ اور وہ خود دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ ﴿

اب ”وما جعلناهم جسد الا یاکلون الطعام وما کانوا خالدين (انبیاء: ۸)“ کے مفہوم کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کھانا جسم کے واسطے لازمی اور غیر منفک ہے۔ پس اب جو عیسیٰ کی والدہ کھانا نہیں کھاتی تو سوائے اس جسمانی موت کے کیا امر مانع ہے۔ اگر موت ہی مانع ہے تو وہی موت حضرت عیسیٰ کو بھی مانع ہی کیونکہ کھا ہے۔ کہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ جس سے ضمننا پایا جاتا ہے کہ اب نہیں کھاتے۔

اقول

یہ تو ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ یہ جو کچھ ملا جی آپ نے الا پا ہے۔ درپردہ انہیں بڑی گرو کی کھڑاؤں کا صدقہ ہے۔ چنانچہ از الہ ص ۱۰۳ میں اس کو بڑی دھوم دھام سے بیان کیا ہے۔

اجی حضرت یہ تو سب کے نزدیک مسلم ہے کہ لوازمات انسانی انسان کے واسطے جب ہی تک رہا کرتے ہیں کہ جب تک وہ دنیا میں رہے۔ پس حضرت مریم روحانی طور پر ذائقہ الموت کے بعد اور حضرت عیسیٰ جسمانی طور پر بلا ذائقہ الموت آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو ان کے واسطے جو لوازمات دنیوی تھے۔ وہ بھی جاتے رہے۔ منجملہ۔ ان کے ایک اکل و شرب تھا۔ پس اس کی بھی نفی ثابت ہونی چاہئے۔

پس جیسا کہ حضرت آدم علیٰ مینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غذا قبل از نزول الی الارض تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ مثل ملائکہ کی اور ان کے دنیا میں آنے کے بعد انسانی لوازمات لاحق ہوئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا التسبیح و تقدیس کے کیوں منکر ہو۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ بیوقوف کے سامنے دفتر ہی کھول کر یہ رکھا جائے تو کیا فائدہ ایسے دھوکے کسی آپ جیسے عقل کے دشمن کو دینا۔ علاوہ ازیں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ کوئی شخص حضرت موصوف کا اس قدر عرصہ تک شکم ماہی میں بلا اکل و شرب زندہ رہنا خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ برکت آیت کریم۔ ”لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین (انبیاء: ۸۷)“ شکم ماہی سے صحیح سلامت زندہ برآمد فرمایا۔ جو حسب حال قادیانیوں کے خلاف عادت اللہ اور طعام وغیرہ سے روکا جانا ضروری امر ہے۔ جس سے انکار قانون قرآن ثابت ہے۔

پس ایسے منکروں سے خدا بچائے اور سنئے! غلت کے معنی لغت عرب میں موت کے ہرگز نہیں آئے۔ جلالین میں ہی قد غلت سلف یعنی گزر گئے۔ غرض اصل معنی اس کے گزرنے اور ہونے وغیرہ کے ہیں اور آیت کا سیاق اس معنی پر شاہد ہے کہ اس آیت کے ارشاد سے اللہ پاک کا صرف یہی منشاء ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی دوسرے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہے اور ماں کی دوسری عورتوں کی طرح پیغمبر کی تصدیق کرنے والی اور دونوں کھانے پینے کے لئے اور انسانوں کی طرح محتاج تھے۔ پس ایسے شخص کیوں کرا الوہیت واللہ ہونے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ ہاں ان کی والدہ البتہ فوت ہو گئیں۔

اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا محض باطل ہے کہ چونکہ حضرت مریم فوت ہو گئی ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مولوی عبدالکریم کہیں کہ الہی بخش و عبدالرحیم و غلام مرتضیٰ و غلام احمد طعام کھاتے تھے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ کہ الہی بخش و غلام مرتضیٰ جو بوجہ فوت ہونے کے کھانے سے رک گئے اور ان کا فرزند عبدالرحیم و غلام احمد جواب زندہ درگور ہیں۔

ان کا مرجانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت یا بوجہ طعام نہ کھانے کے ان کا مرجانا بھی ثابت ہو۔ کیونکہ یہ ظاہر و ثابت ہے کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑوں برس سے زندہ ہیں اور زندہ رہے۔ جیسے اصحاب کہف حضرت خضر اور یا جوج و ماجوج جو زندہ سزایاب اسی دنیا میں ہیں اور اکثر غیر قوم ہنود وغیرہ میں لوگ ہوئے اور موجود ہیں۔ کہ بعضوں نے کھانا ترک کر کے تمام عمر طعام نہیں کھایا۔

بعض سالہا نہیں کھاتے ہیں اور بعض بیمار تو مہینوں طعام نہیں کھاتے اور زندہ رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں خود مشکوٰۃ میں اسماء بنت زید کی حدیث میں ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہ ہونے سے طعام کا ملنا موقوف ہوئے گا۔ اس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ایمان والوں کو ملنا کہ آسمان کی طرح تسبیح و تقدیس بجائے طعام کفایت کرے گی اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کا زعم فاسد ہے۔ کہ ایسے دو شخصوں کے لئے ایک غالب و صف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن میں سے ایک کا مرجانا ثابت ہو۔ دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معاوضہ کے طور پر یہ آیت کریمہ پیش کریں گے:

”لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم قل فمن يملك من

الله شيئاً ان ارادن يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض جميعاً (مائتہ: ۷۶)“ کہے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا بے شک وہی مسیح ابن مریم ہے۔

کہہ دیجئے پھر کون اختیار رکھتا ہے۔ اللہ پر کچھ بھی اگر چاہے کہ ہلاک کرے۔ مسیح بن مریم اور ماں کو اس کی اور جو کچھ زمین پر ہے سب کا سب۔ یعنی جبکہ نصاریٰ نے یہ کہا کہ مسیح ابن مریم بھی خدا ہے۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمد ﷺ ان سے کہہ دے کہ اگر مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے۔ ساتھ اس کی ماں اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے۔

پس ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے مارنے کا خداوند مالک الملک نے ارادہ بھی نہیں کیا اور اگر قادیانی کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جاوے۔ تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری تھیں۔ حالانکہ حضرت مریم کا مرجانا قطعی ہے۔ جس طرح کہ الفاظ ان ارادان یهلك المسيح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت و راد نہیں ہوئی۔

اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے بوقت رد نصاریٰ ہے۔ اس آیت کے یوں استدلال کیا ہے۔ کہ مسیح کا سایہ ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا۔ یہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں۔ پس یہ آیت مبارک نہایت وجاہت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی ہے اور یقین ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس افادہ میں ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس میں سرموتاویل کی گنجائش مرزا قادیانی کے لئے نہیں ہے۔

اے ناظرین اور غور فرمائیے کہ ماقبل و مابعد و ربط و قرینہ وغیرہ آیت کا قادیانیوں کو کچھ خیال نہیں۔ جس کو ہم واضح طور پر سابق تحریر کر چکے ہیں۔ کہ یہ اپنے خیال و اوہام کو اصل ٹھہرا کر اس پر آیت کو موزوں کرتے ہیں۔ جو خلاف اسلام ہے۔ اس آیت کے ماقبل آیتوں میں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں نبی برابر بھیجے۔ مگر وہ شراکت سے باز نہ آئے۔ بعض پیغمبروں کی تکذیب کی بعض کو قتل کر ڈالا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ نے پھر رحم فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اصلاح کرنے والے آگئے۔ مگر وہ لوگ پھر بھی اندھے اور بہرے ہو گئے۔ یہود تو حضرت کی توہین و تکذیب کرنے لگے رہے۔ نصاریٰ وہ بھی حد سے بڑھ گئے اور یہ دونوں حضور نبی عربی پیغمبر کے امی سے منکر ہو کر کہیں کے نہ رہے۔

اور لگے مسیح ابن مریم کو خدا کہنے اور نیز حضرت مریم کو بھی خدا ٹھہرایا۔ یعنی بعضوں نے عیسیٰ ہی کو خدا کی خدائی دے دی اور بعضوں نے انہیں تیسرے حصہ کا شریک قرار دیا۔ بعضوں نے کہا کہ عیسیٰ اور مریم اور اللہ یہ اللہ ہیں۔

قوله تعالیٰ: "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ" (مائتہ: ۷۲) ﴿اور بے شک کافر ہو گئے۔ جنہوں نے کہا بے شک اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے﴾ اور جیسے فرمایا: "أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ" (مائتہ: ۱۱۶) ﴿یعنی اے عیسیٰ کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دونوں کو معبود بتاؤ﴾

اللہ کے سوا؟ اور فرمایا ”لقد كفر الذين قالوا ان الله ثلث ثلثة..... الخ (مائدہ: ۷۳)“ اور بے شک کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک اللہ تیسرا ہے۔ تین کا..... الخ۔ ﴿﴾
تو پس ربط آیات ماقبل و مابعد وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ تردید و امید کے بعد اللہ پاک نے پھر فہمائش شروع کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہ السلام کی حقیقت اور ان کی بشریت و عجز کے یہ ظاہر وجود بیان فرمائے۔ ”ما المسيح ابن مريم الا رسول..... الخ (مائدہ: ۷۵)“ یعنی اس آیت مذکورہ بالا میں فرمایا نہیں پیغمبر جس طرح اور انبیاء مقبول و محبوب تھے۔ یہ بھی تھے جس طرح ان کی ذات سے عجائب و غرائب امور ظاہر ہوئے۔ ان سے بھی ہوئے۔ حضرت آدم بے باپ پیدا ہوئے۔

عصا حضرت موسیٰ کا اڑدھا بن جاتا تھا۔ حضرت سلیمان کے تمام مخلوق مسخر پری دیو جانور ہوا سب مطیع تھے۔ حضرت عیسیٰ بھی بے باپ پیدا ہوئے۔ جس طرح دوسرے پیغمبر ایک معبود کی طرف غلط کو بلاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے بھی توحید کی تعلیم کی۔ انہیں تثلیث و شرکت خدائی سے کیا واسطہ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بمعنی ولیہ مومنہ اللہ کے احکام کی تصدیق کرنے والی تھیں۔

یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ خدائے غنی و قدیم کیوں کر ہو گئے۔ اے نبی محبوب اور اے حبیب مقبول آپ ملاحظہ فرمائیں ہم نے اپنی توحید اور الوہیت کی کیسی کیسی کھلی دلیلیں ان پر ظاہر کر دیں اور جن کو وہ اپنے زعم باطل میں خدا سمجھے بیٹھے ہیں۔ ان کی بشریت اور حقیقت ہم نے بیان کی اس کے بعد آپ انہیں دیکھیں کہ کدھر بہکے جاتے ہیں۔ وہ کیا سمجھے اور ہم کیا سمجھاتے ہیں۔

آیت میں نصاریٰ کے حق اور تثلیث کی ابطال پر مذہبی دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ پاک قدیم کی یہ شان نہیں کہ عناصر مخلوق کثافت و نجاست سے مخلوط و جزو ذات بنائے۔ مخلوق عاجز و مضطر کی طرح سوئے، پیئے، کھائے۔ غرض آیہ مذکور کا مطلب تو یہ ہے۔ حق جو غرض کیا گیا اور قادیانی صاحب کا بیان بالکل خلاف واقع ہے۔ ناظرین اہل دل خود ہی انصاف فرمائیں گے۔

قوله: ”والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئاً وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون (نحل: ۲۰، ۲۱)“ ﴿﴾ جن کو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا معبود پکارتے ہیں۔ وہ تو کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا شدہ ہیں۔ مردہ ہیں۔

زندہ بھی تو نہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ ﴿
ناظرین جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی کروڑ عیسائی رہنا مسیح رہنا مسیح
پکارتے ہیں..... الخ۔

اقول

آپ کی سمجھوں پر کہاں تک آفریں کی جائے۔ اس میں بھی بوجہ تیرہ درونی کے وہی کچھ
اندھا ہے۔ جیسے کہ آیات گزشتہ ہیں۔ گل کھلائے ہیں۔ ہم آیت ”والذین يدعون من دون
الله..... الخ“ کے کب منکر ہیں۔ بے شک حضرت عیسیٰ من دون الله ہیں اور ان کو نصاریٰ
و مشرکین وغیرہ رہنا مسیح بھی کہتے ہیں اور ہم کب ان کی موت سے انکار کرتے ہیں۔ تمام اہل سنت
والجماعت نبی علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر تا آن وقت بموجب قرآن و حدیث
کے اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت عیسیٰ نزول فرمائیں گے اور مطابق حدیث عبد اللہ بن عمر کے
پینتالیس برس دنیا میں رہ کر وفات پائیں گے۔ جیسے کہ ہم مذکورہ بالا سے ثابت کر آئے ہیں اور
سنئے۔ ملا صاحب نے اس آیت میں بھی بوجہ قلت فہم غور نہیں کیا۔ قبل آیہ مذکور اللہ پاک فرماتا ہے۔
”افمن يخلق كمن لا يخلق افلا يتذكرون (نحل: ۱۷)“ ﴿ کیا پس جو
پیدا کرتا ہے۔ مثل اس کی ہے۔ جو نہیں پیدا کر سکتا۔ پس نہیں غور کرتے۔ ﴿

فائدہ: کیا وہ ذات پاک جو زمین و آسمان موجودات پیدا کرے۔ وہ اس کی مثل ہوگا جو
کچھ پیدا نہ کر سکے۔ کیا تم غور نہیں کرتے..... الخ۔ بعد اس کے یہ فرمایا ”والذین يدعون من
دون الله..... الخ (نحل: ۲۰)“ ﴿ اور جسے پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ نہیں پیدا کر سکتے
کچھ بھی اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ مردے ہیں۔ غیر زندہ اور کچھ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے
جائیں گے۔ ﴿ یعنی یہ مشرک خدا کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں وہ کچھ پیدا کرنے کی قوت نہیں
رکھتے۔ بلکہ خود مخلوق ہیں۔ بے روح ہیں۔ زندہ نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب زندہ کئے
جائیں گے۔

(پس جس کی یہ حقیقت ہے وہ کیوں کر معبود بننے کے قابل ہو سکتا ہے؟)

چونکہ کفار کے معبود مختلف اقسام کے تھے۔ بعض جماد جیسے بت وغیرہ بعض ذوی
العقول جیسے فرشتے جن و انس بعض حیوان جیسے ہندو وغیرہ بعض جانوروں و دریا درخت و چاند
و سورج وغیرہ کو پوجتے ہیں اور بعض انسانوں نے خود اپنے آپ کو خدا کہلایا جیسے فرعون شداد
غرور وغیرہ جو بحیات اس دنیا میں موجود تھے اور لاکھوں آدمیوں نے خدا کہا اور حضرت عیسیٰ اس دنیا

میں ہیں آسمان پر زندہ ہیں۔ ایک قوم نے ان کو بھی خدا کہا۔ پس سب کو اموات کیوں کہا۔
الجواب..... خواہ باعتبار اکثر کے اموات فرمایا کہ اکثر یہ معبود غیر روح اور جہاد ہیں
خواہ اس لئے کہ یہ سب ایک دن مردہ ہو جائیں گے۔ خواہ یہ کہ قبل از وجود مردہ یعنی معدوم تھے اور
پھر مردہ یعنی معدوم ہو جائیں گے۔ پس قادیانیوں کا اس آیہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی ایسا
خیال فاسد کرنا باطل ہو گیا۔ موت ثابت نہ ہوئی۔

قول: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت کی وفات پر آیت ”وما محمد الا رسول
قد خلت من قبل الرسل (آل عمران: ۴۴)“ پڑھی جتنے صحابہ موجود تھے آپ نے آیت
سے یہ استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب کے سب رسول گزر گئے۔ یعنی وفات پائے۔
اس جگہ گزر گئے سے زندہ و مردہ دونوں طرح سے گزر گئے۔

مراد ہوتی تو تمام صحابہ کا اس استدلال کو قبول کرنا اور یہ اعتراض نہ کرنا۔ اس سے
حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریسؑ مستثنیٰ ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ زندہ اور مردہ دونوں طرح سے گزر
گئے۔ جائے تعجب ہے..... الخ۔

قول

اس آیت سے صرف ماقبل انبیاء جو ہوئے ان کا ذکر جیسا اور انبیاء سے فرمایا تھا۔ ویسا
ہی آپ سے بھی فرمایا گو وہ کسی حالت میں ہوں گزشتوں کے اختتام پیغام رسانے کا ذکر ہے۔ ہاں
ہاں آیہ مابعد کے استدلال کی البتہ ضرورت تھی۔ جو بشمول اس کے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھی
کہا کہ آپ لوگوں کو شان نزول اس آیہ کی معلوم نہیں ہے۔ اس آیہ کا نزول بوقت جنگ احد ہوا تھا۔
جبکہ لڑائی بگڑی اور فوج درہم ویرہم ہوئی۔

اور شیطان نے یہ اڑا دیا۔ ان محمد قد قتل۔ محمد ﷺ شہید ہو گئے۔ اس خبر
وحشت کے اثر سے رہے رہے ہوش و حواس جاتے رہے۔ غرض کچھ لوگ کہیں گئے کچھ متفرق طور
پر لڑتے رہے۔ کچھ میدان میں جے رہے۔ کہ حضور ﷺ کی تلاش کرتے رہے۔ مگر حضور ﷺ
نے اپنے مقام سے قدم نہ سرکایا کفار متواتر حملے کرتے اور آپ کے جان نثار ان کے سامنے
سے بھاگ جاتے۔

وہ جان نثار جو اس شمع رسالت کے پروانہ ہو رہے تھے۔ چودہ سے تیس تک شمار میں
آئے ہیں۔ غرض یہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ حضور شہید ہوئے۔ بعض منافق کہتے اگر آپ نبی ہوتے تو
قتل نہ کئے جاتے اور بعض کمزوروں نے کہا کہ آؤ پہلے دین کی طرف پھر جائیں۔ کسی نے ابو

سفیان کی طرف التجا کرنی چاہی۔ مگر اصحاب جان نثار مہاجرین و انصار کہتے تھے کہ اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے تو تم بھی اسی پر لڑو جس پر وہ لڑے۔

چنانچہ انس بن نضر نے کہا کہ اے لوگو۔ اگر محمد ﷺ قتل ہوئے۔ تو محمد ﷺ کا رب قتل نہیں ہوا۔ پس قتال کرو جس پر قتال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے۔ اے اللہ میں تیرے حضور میں عذر کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ پھر تلوار میان سے لی اور اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔ انصار مرتے جاتے اور وصیت کرتے اے انصار وہ عہد یاد کرو جو تم نے عقبہ ثانیہ میں کیا تھا اور جان و مال حضور پر فدا کرو۔ حضرت علی کا یہ حال تھا کہ برابر لڑتے اور حضور کو میدان میں ڈھونڈتے۔

جب وہ جمال جہاں آرا نظر نہ آیا۔ آنکھوں میں اندھیرا ہو گیا۔ فرمانے لگے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ حضور میدان سے ہٹ جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے اس حبیب پاک کو اپنے آسمان پر اٹھالیا۔ پھر تلوار کھینچ کر ہر طرف دشمنوں کو قتل کرنے لگے۔ دفعتاً ایک جانب سے وہ چہرہ نورانی نظر آیا۔

پھر پروانے کی طرح دوڑ کر قریب آ گئے۔ الغرض اسی حالت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ط افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين (آل عمران: ۴۴)“ اور نہیں محمد ﷺ مگر پیغمبر بے شک گزر گئے۔ پہلے ان سے بہت پیغمبر آئے۔ پس کیا آپ مرجائیں۔ یا مارے مرجائیں۔ پھر جاؤ گے۔ تم اپنی ایڑیوں پر اور جو پھرے ایڑیوں پر اپنی پسر نہ بگاڑے گا۔

اللہ کا کچھ اور اب عوض دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔ یعنی محمد رسول اللہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ کے پہلے بھی بہت پیغمبر گزر چکے۔ تو جس طرح وہ دنیا سے چلے گئے۔ ان کا جانا بھی ضرور سمجھو۔ اگر آپ انتقال فرمائیں۔ یا شہید ہوں۔ تو کیا تم لوگ دین چھوڑ کر پرانی حالت پر ہو جاؤ گے۔ یہ ارشاد کہ محمد ﷺ رسول ہی ہیں۔ اس لئے ہوا کہ قاصد ضرورت تمام کر کے واپس جاتا ہے۔

حضرت جبرائیل بھی پیغام لاتے اور جاتے اور انبیاء بھی پیغام لائے اور گئے آپ بھی اللہ کے حضور میں جانے والے ہیں۔ پھر تعجب اور تردید کیوں ہے۔ اس مجمل آیہ میں پیغمبران جو

حیات و باموات و مقتول ہیں۔ سب شامل ہیں۔ جو تکمیل پیغام رسانی معینہ کر گئے۔ کہ اکثر لوں پر موت وارد ہوئی۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و غیر ہما اور بعض قتل ہوئے۔ جیسے حضرت ذکریا و یحییٰ علیہم الصلوٰت اور بعض پھر زندہ ہو کر واپس ہوئے۔ جیسے حضرت عزیر علیہم السلام اور بعض حیات جیسے حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس و حضرت الیاس و حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آپ کی نسبت بھی ان امور کو بعید نہ جانو۔ غرض رسل کا یہی کام ہی کہ پیغام پہنچائے اور چلا جائے۔

خواہ وہ پھر واپس آئے یا نہ آئے۔ یہ با اختیار مالک پیغام بھیجنے والے کے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عزیر و حضرت خضر و جبریل و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت ذکریا و یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر واقع ہوا۔

چنانچہ اگلی آیت ”افلائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران: ۴۴)“ سے ظاہر ہے کہ انبیاء حیات کو مستثنیٰ فرما کر صرف اموات و مقتول کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ علت کے معنی اگر موت کے ہوتے تو لفظ مات کے جگہ لفظ علت بس تھا پس ثابت ہو گیا۔ کہ معنی خلا کے موت نہیں۔ جیسا کہ ہم سابق ثابت کر چکے ہیں اور جیسا کہ افان مات او قتل کے مفہوم سے یہ مراد ہے کہ ابھی آپ زندہ ہیں۔ تو قد علت پر بھی یہی مراد اپنا کام دے گی اور حرف موت و قتل دونوں کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر پیغمبروں کو موت آئی اور بعض قتل بھی کئے گئے۔ تو کہیں کوئی ناقص الفہم انبیاء حیات کو بھی نہ لے اڑے۔ جن کی تفصیل خلاصہ مذکور بالا ہو چکی ہے۔ درمنثور مصعب عمیر نشان محمدی اٹھائے تھے۔

کفار ان پر جھک پڑے اور داہنا ہاتھ آپ کا شہید ہوا۔ آپ نے بائیں ہاتھ میں نشان لے لیا اور یہی آیت پڑھتے جاتے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جب حضور اقدس ﷺ نے انتقال فرمایا اور صحابہ پر یہ حالت طاری ہوئی۔ جیسے جنگ احد میں بوجہ خبر شہرت موت بعض کے حواس بجا نہ رہے تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے وہی قصہ جنگ احد اس وقت یاد دلایا کہ آپ کی وہ حالت نہیں ہے۔ جیسے کہ ہماری تمہاری حیات جسمانی جس سے جسم پر روح کا قبضہ و تصرف تھا۔ موت کے آنے سے اس طرح زائل ہو جاتی ہے۔ جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپ کی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہو گئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی حیات جسمانی جو آپ کی موت عرضی کے تلے دب گئی۔ جس حرکت سے اسی طرح معذور ہو گئی ہے۔ جیسے

چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہو کر مکان میں افاضہ نور سے معطل ہو جاتا ہے۔

پس آپ کی موت جو بحیات جسمانی ہوئی۔ اس قسم سے ہے نہ کہ مثل عوام الناس اس لئے آپ کا حیات النبی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اب قادیانیوں کا وہ استدلال ہر طرح سے باطل ہوا کیونکہ اول تو خلا کے معنی موت نہیں جیسا ثابت ہو چکا ہے۔

دوم رسل سے وہ رسل مراد ہیں جن پر قتل اور موت وارد ہو گئی۔ جیسا کہ مابعد آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور قرآن اور حدیث متواترہ نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ بلکہ آیت سورہ مائدہ نے جو سابق مذکور ہوئی۔ اس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ مرے نہیں اور جو قادیانی معنی غلت کے موت کہتے ہیں۔ تو اس مقام پر جو ہماری اصلی معنی کی تائید ہی کیا کریں گے۔

تو لے تعالیٰ: ”قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران: ۱۳۷)“ ﴿بے شک گزر گئے تم سے پہلے دستور۔﴾ اور سنت ”اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة اللہ تبديلاً (الفتح: ۳۰)“ ﴿رسم بڑی اللہ کی جو چلی آتی ہے۔ پہلے سے اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی رسم بدلتی۔﴾ ”لایومنون بہ وقد خلت سنة الاولین (حجر: ۱۳)“ ﴿نہیں ایمان لاتے ساتھ اس کے اور تحقیق گزر گئی ہے۔﴾ یعنی رسم پہلوں کی۔ اب یہاں قادیانیوں کا سوائے قافیہ تنگ ہونے اور برید برید پکارنے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس نیم ملاں قادیانیوں کے ایسے چر پوز ولائیوں کا بیان کرنا۔ اہل نظر کے سامنے سوائے ندامت اٹھانے کے اور کیا فائدہ ہے۔ مگر وہ تو ایسے چکنے گھڑے ہیں۔

بقول

مردہ چاہے۔ دوزخ میں یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ اب رہی یہ بات کہ جو مرزا قادیانی کا علماء دین کو یہودی و بد ذات و ملعون و ظالم شیطان وغیرہ الزام سے نام لے کر گالیاں دینا اور اپنے وقت کے نو علماء مجملہ ان کے اکثر بوجہ متابعت رسول اللہ صلعم کی برکت سے مداح فتانی اللہ اور بقا باللہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔

جیسے شیخ اللہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی احمد حسن صاحب امر وہی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ جن کو بایں الفاظ (جو تہذیب و انسانیت کے درجہ سے بہت پست اور گرے ہوئے ہیں) کہ

ان نو علماء کا کچھلا جو اندھا شیطان اور غول گمراہ ہے۔ جس کو مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ جو امر وہی کی طرح بد بخت و ملعون میں سے ہے۔ (انجام آختم ص ۲۱ و مکتوب عربی ص ۲۵۴، ۲۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۴) تک میں تمام علماء حقیقین و متاخرین دجال کے یوں توہین کی گئی ہے۔ ایسے بدگمان شخصوں کی نسبت ہم سابق بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں۔

ناظرین! اہل نظر کی نظر سے گزرا ہو گا اب ہم کو زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ چاند پر خاک اڑانے سے تو چاند کا کچھ نہیں بگڑتا۔ مگر خاک اڑانے والوں کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ رہا میزہا مثال نیش کو دم۔ کبھی کبھی فہم کو سیدھا نہ پایا۔ پس ہم ان اقوال بزرگان پر ختم کرتے ہیں۔ گر خدا خواہد کہ سینہ کس درد میلش اندر طعنہ یا کان برو کار پا کان را قیاس از خود مکیر۔ گرچہ یکسان در نوشتن شیر و شیر۔ پس ایسے شخص پر عاقلوں کے موافق یہ شعر کافی ہے:

چراغے را کہ ایزد بر فروز
ہر آنکس تف زند ریش بسوزد

اب ناظرین رسالہ ہذا کو کامل یقین ہو جاوے گا کہ جو اشتہار ۲۹ رمضان المبارک ۱۹۰۸ء میں علماء لودھیانہ نے شائع کیا تھا اور اشتہار غسل آتشین جو سید سکندر شاہ پشاوری حنفی نے مارچ ۱۹۰۱ء میں مشتہر کیا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کسی کے مقابل نہ آئے۔ واقعی ان علماء کی تحریریں سب درست ہیں۔

بوجہ طوالت اس میں درج نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اصل اشتہارات سب کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ حوالہ کافی ہے۔ غرض انہیں علماء پنجاب لودھیانہ وغیرہ نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا اور رسالہ نصرت الابرار و فیوضات مکی میں بحوالہ فتویٰ حرمین تحریر کر چکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ان کا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں۔ شرعاً کافر ہیں۔

واقعی بہت درست ہے اور ہماری کلی تحریر سے بھی ناظرین حق پسند کو کلمات ہو گیا ہوگا کہ اب ان کے عقائد کفریہ میں کچھ کلام نہیں۔ فقط (اب بس) کیجئے اور جانے دیجئے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے۔ یہ تیری ہی عنایت رحمت کا سبب ہے کہ مجھ جیسے (پچھد ان) نادان سے ایجاد طریق جدید قادیانی کے دعوے باطلہ و اوہام و سوالات وغیرہ کا دندان شکن جواب لکھوا دیا۔ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں۔ ہرین مومنین زبان ہو تو بھی ایک ادنیٰ سے احسان کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اے

میرے اللہ میری نیت تو ویسی ہی ہے۔ جیسا میں ہوں۔ تو اپنے کرم سے اس کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ آخرت کر دے اور اس تجھ محقرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میرے نصیب کر پھر ان کے طفیل سے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت میں اس کمینہ عالم کو شامل کر اور مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین و احباب و عزیز و اقارب کو بخش کر مجھ کو مسرور کر اور ان گمراہان کو راہ پر لا۔ آمین! ثم آمین!

اب ہم ایک آخری نصیحت عرض کرتے ہیں کہ گم گشتہ راہ کو غایت درجہ مفید ہے۔ ہم اول عنوانوں میں طریقہ راہ حق متقین ثابت کر چکے ہیں۔ اب: اَلَمْ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ سَے آخرو لکن لَا يَشْعُرُونَ تَک قَطْعِ نَظَرِ کَیجَے تَوَصَّافِ ظَاہِرِ ہو جاوے گا کہ دعویٰ قادیانی محض باطل ہے اور طریقہ متقین اور بعد ائمہ ہی صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے۔ یہ ہی لوگ راہ پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہ ہی نجات پانے والے ہیں۔

”وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۖ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (بقدرہ: ۵۰:۴)“ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر کہ اتارا گیا طرف حیر اور جو اتارا گیا۔ پہلے تیرے اور پچھلے دن پر۔ وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہ ہی راہ پر ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے اور وہی نجات پانے والے ہیں۔ ﴿

اور یہ نہ فرمایا۔ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِكَ یعنی جو بعد تیرے اترے گا۔ پس یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی پر اترنا آیات قرآنی بوجی یا الہامی محض باطل ہے۔ جو خلاف اس آیت کے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن قادیانیوں کا ہادی نہیں ہے۔

اگرچہ تقویٰ سے عام تقویٰ مراد ہے۔ یعنی ناقص ہو یا کامل بالفعل ہو یا عزم و نیت میں عملی ہو یا اعتقادی پس جس درجہ کا تقویٰ ہے۔ اسی درجہ کی ہدایت ہوگی۔ قرآن کی مثال بعینہ چراغ کی ہے۔ جو ان اور بڑھا اپنی اپنی بینائی کے موافق چراغ سے نورانیت حاصل کرتا ہے اور اندھے کو کچھ نظر نہیں آتا۔

سعدی

گر نہ میند بروز شہرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

پس قادیانی و تابعین ان کے اس آئیہ کے مصداق ہیں: ”فَإِنَّمَا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زِينٌ فَيُتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ج وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

الا اللہ..... الخ (آل عمران ۷۰) ”پس وہ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ درپے ہوئے ہیں اس کے جو تشابہ ہے۔ قرآن سے بطلب فتنہ و بطلب تاویل اور نہیں جانتا تاویل ان کی مگر اللہ..... الخ۔“

یعنی جن کے دلوں میں کفر و نفاق یا مصیبت کی کجی ہے۔ تشابہات کے درپے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مخالف اصول و مذہب مقبول کے کوئی نئی بات نکال کر بغرض افتخار خواہ فتنہ و تزلزل برپا کریں اور ان کی تاویل نکالیں تاکہ ہمارے نام اور علم و فہم کی شہرت ہو۔ یعنی جسے بڑے بڑے علماء نہ سمجھیں۔

ہم نے حل کیا اور کیا عمدہ عمدہ نئے نکات نکالے۔ انہیں اس کوشش میں تاویل مقصود ہوتی ہے۔ اصلاح عوام یا فہم قرآن سی غرض نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ کوشش خواہ بطلب فتنہ ہوتی ہے۔ خواہ بطلب تاویل اور حال یہ ہے کہ ان کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بڑے بڑے کچے علم والے کہتے ہیں۔

یہ تشابہ اور محکم سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ ہم سب پر ایمان لائے۔ ہم سمجھے یا نہ سمجھے غرض مخاطبین ان آیات میں غور فرمائیں تو یقین ہے۔ بفضل الہی ضرور ایمان لائیں گے۔ اب مکرر دعا کرتا ہوں۔

یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری ہی عنایت ہے کہ مجھ جیسے بچہ ان اور نادان سے دعویٰ وادہام باطلہ فرمہائے جدیدہ قادیانیوں کے جواب لکھ دیئے۔ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں۔ ہر مسکین زبان ہو پھر بھی ایک ادنیٰ سے ادنیٰ احسان کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اے میرے رب میری نیت تو ویسی ہے جیسا میں ہوں تو اپنے کرم و فضل سے اس کو قبول فرما کہ میرے لئے ذریعہ آخرت کر دے۔

اور اس تحفہ محقرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میرے نصیب کر پھر ان کے طفیل سے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت میں اس کمینہ عالم کو شامل کر اور مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین و احباب و عزیز و اقارب کو بخش کر مجھ کو مسرور کر اور ان گراہان کو راہ پر لا۔ آمین ثم آمین فقط تکفیر کے فتوے

اور فتویٰ دیگر مقام علماء مدارس تکفیر منکر عروج جسمی و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب مولانا موالوی قاضی عبداللہ صاحب باہتمام سید محمد محی الدین صاحب در مطبع محمدی متعلقہ

مدرسہ محمدی واقع مدارس مراۓ چٹھہ ۱۳۱۱ھ میں طبع ہو کر شائع ہوا ہے۔ کہ ایسا اعتقادی شخص بشرط ثبوت عقل و عدم جنون بیشک کافر و مرتد و زندیق ہے اور جس نے اس کی تابعداری اور تصدیق کی وہ بھی مرتد ہے۔

کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم سے آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا پھر آخر زمانہ میں اتر آنا اور امام مہدی کے ساتھ ملنا اور دجال نکلنے کے جو الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کو قتل کرنا۔ ان امور سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب ہے اور اس میں شک کرنا کفر و ارتداد ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

اس میں کسی ایک اہل سنت کو خلاف نہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور ان کا جسم شریف زمین پر رہ گیا اور فقط ان کی روح آسمان پر گئی۔ کر کے دُعا کرنا۔ نصاریٰ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ”بل رفعہ اللہ الیہ“ اور فرمایا ”ورافعک الی“ وہ نص قطعی ہو۔ عیسیٰ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے میں اور جو فرمایا ان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ اور فرمایا عندہ علم الساعۃ اس میں دلیل ظاہر ہے ان کے نزول پر اور اس مضمون کی بہت احادیث صحیحہ بھی آئی ہیں جو حد تو اتر کو پہنچی ہیں۔ یہ صرف خلاصہ برائے معائنہ ناظرین لکھا گیا۔ جس کو مفصل کیفیت دیکھنا ہو۔ فتویٰ منکا کرتلی کرے۔ کیونکہ وہ بجائے ایک رسالہ قابل دید ہے۔ فقط!

اطلاع ضروری

ہمارے رسالہ کے بیانات سے ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ مرزا تو اپنے فلسفہ کا قبیح اور پیرو ہے۔ جس کو قرآنی فلسفہ واقعی طور پر بالکل بے بنیاد ثابت کرتا ہے۔ اب ان کے چیلے اپنے گروہ سے دو چار گز اونچے بلند پروازی کر رہے ہیں اور مثل روافض و خوارج کے نص قرآن کی قطع و برید پر کمر باندھ گئی ہے۔

یعنی آیت کا اول و آخر چھوڑ کر اپنی مطلب برآری کے لئے آیہ کا ایک فقرہ لے لیا اور اسی سے اپنے دعوے کے لئے تاویل گھڑ لی۔ چنانچہ ایک بے اصل رسلہ عمل مصطفیٰ نام جو ان تہی منفران باطل پرست یعنی مرزائیوں کے لئے مایہ ساز بلکہ سرمایہ ناز افتخار ہے۔ اس کا شاہد ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ نصوص قرآنی میں اس قسم کی کارگزاری کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ (مثلاً) کئے جائیں گے۔

لہذا عام مسلمانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مرزائی صاحبوں کے دام تزدیر میں نہ پھنسیں اور اس بے اصل کتاب یعنی غسل مصطفیٰ پر جو بظاہر بڑی حجم ہے۔ اصلاً توجہ نہ فرمائیں کیونکہ جب مرزا قادیانی کے جدید طریق اور ان کے دعوؤں باطلہ کی اصل بنیاد ہی اکفر گئی۔ تو ان کے پیلوں کی یہ طرز تحریر مثل خوارج و روافض کے باطل ہے۔ جو قابل جواب نہیں کہ قرآن میں خلاف قرآن و جمہور و خود داری کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی کا تو قلع قمع ہو گیا۔ مگر ان کے چیلے کرتھانے کو تیار۔

بقول

پیراں نمی پرند۔ مریدان می پراند مگر اس کو عاقلاں خوب سدا نند فقط

التقریظ

”نحمدك يا من انزل علينا الكتاب المعجز الفصيح. ونصلى على من ارسل الينا النبي والامى الذى حسنه. الصبيح فى العرب والعجم مليح. وسبحانك يا من رفع الى السماء سيدنا ابن مريم المسيح. الذى نجى من القتل والصلب القبيح. اما بعد فمرحباً لك ايها الموحّد المتورّع المتبع الكتاب والسنة اخى المكرّم الحاج الحرمين الشريفيّن. الملقّب. باحمد حسين. صانك الله عن الشين فى الدارين. قد صنعت صنيعاً منيعاً وبنيت بناء رقيقاً الذى بازاء صولته وجبرو وتزلزلت وانهدمت دياراً كانت عمارته المبتدعة المحدثه شنيعاً قد قطعت شرك الكفر والطغيان بسكين السنة والقرآن واوردت البينة والبرهان على موارد الوضاحت والبيان الذين شرط من قرع صماختها دجاجلت القطرب والهذيان وفر من صحبتها شياطين الانس والجان سعيت سعياً مشكوراً وجعلت الاجاد الارتد ادهاء منثور فجزاك الله عنى ومن سائر المسلمين المعتصمين بحبل الله وسنت حاتم المرسلين الذين شانته لا نبى بعدى. خير الجزاء الى يوم الدين. آمين. نصلى عليه وعلى آله واصحابه اجمعين“

الوادريس احمد حسن شوكت پير شخبہ ہند میرٹھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ رَأَى سَقْرًا مِنْ كُفْرٍ
فَلْيَسِّرْ لَهُ الْوَيْلَ

السقّر لمن كفر

الملقب به

فتوحات محمدیه
بفرقه غلمدیه

مولانا مجتبیٰ رازی رامپوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفصل کی دروغ بافیاں دروغ گویم بروئے تو مناظرہ انچولی کے متعلق غلمدی جسارت

میں حال دل تمام شب ان سے کہا کیا

ہنگام صبح کہنے لگے کس اداسے ”کیا؟“

فطرت کی ناز آفرینی بعض مرتبہ انسان سے ایسے مخیر العقول کام کرا دیتی ہے کہ

بصورت آخر جن کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا وقوع و فعلیہ تو کجا مگر:

چوں قضا آید طیب ابلہ شود

بعینہ یہی حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جن کی تجویفات دماغ ماحول کے خلاف امید

تاثرات سے ماؤف ہو کر وہ کرگزرتی ہیں جو انہیں نہ کرنا چاہئے تھا۔

آپ اسے تقاضائے جنوں سمجھے یا رونمائی و خود فزائی کا انوکھا طریقہ بہر حال یہ امر واقعہ

ہے کہ بعض دفعہ انسان ایسا بارعظیم اٹھانے کے لئے اپنے ناتواں شانے پیش کر دیتا ہے۔ جس کا

تحمل ان کے تکلیف مالا یطاق بن جاتا ہے۔ بالکل یہی حالت الفضل ۵ نومبر ۱۹۲۹ء مطابق

۲ جمادی الاخر ۱۳۴۸ء سہ شنبہ کے فاضل نامہ نگار نام نہاد مجاہد کی ہے۔ آپ مناظرہ انچولی کے

ہکست خورد مناظر ہیں اور دروغ مصلحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز کے مقولہ کی بناء پر ایک مقالہ بھی

سپر دقلم فرماتے ہیں۔ جس میں غلمدیوں کی عاجزی اور ناتوانی اور اہل اسلام کی شجاعت و پامردی

پر نوحہ کرتے ہوئے اعتراف کر رہے ہیں کہ جو شرائط دربارہ مناظرہ انچولی ہم سے منظور کرائی

گئیں۔ ان میں بڑی حد تک جبر و کراہ کار فرما تھے۔

ہائے اس زود پشیاں کا پشیاں ہونا

درافشانی فرماتے ہیں: ”شرائط مباحثہ میں دیوبندی علماء نے بے حد سینہ روزی اور

خود سری سے کام لیا تھا۔“ مگر میں فاضل مقالہ نگار کو بتانا چاہتا ہوں کہ دیوبندیوں کی سینہ زوری

نہیں ”ہو القاهر فوق عباده“ کی قوت قاہرہ کا ظہور تھا۔ جس نے مردود و فرعون کے

مقابلہ میں نبینا ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام سے سینہ زوری کرائی۔ جس نے کفرستان عرب و فارس

سیدنا حیدر و خالد بن ولیدؓ جیسے سینہ زور و نبرد آزما وجود تخلیق کئے۔ جس نے غلمدیوں کی

تائید کے لئے سرزمین انچولی میں بطل اسلام حضرت مولانا مولوی عبدالشکور صاحب لکھنویؒ

اور سیدنا ابن شیر خدا علی المرتضیٰ (مولانا سید مرتضیٰ چاند پوری) جیسے سینہ زور بھیجے اور کامیاب کیا۔ فالحمد لله على ذلك!

بے شک ہمیں اعتراف ہے اور نہ صرف اعتراف بلکہ فخر ہے کہ ہم باطل کی طاغوتی قوتوں کے سامنے خود سر اور سینہ زور بنے اور تا وقتیکہ مسلم بازوؤں میں قوت ہے۔ وہ ہمیشہ دجل و کفر کی گردن زدنی کے لئے باعلیٰ ندا سینہ زوری کرتے رہیں گے۔ کاش فاضل نامہ نگار اس سنہری شذرہ کی رقم طرازی کے بعد اس پر نظر ثانی کر لیتے۔ کیونکہ وہ اس چند سطرے مقابلہ میں ایسی ناواقفیت سے کام لے رہے ہیں کہ گویا انہیں اپنے مضمون کے ماسبق و لاحق کی بھی خبر نہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ شرائط مناظرہ میں بے حد سینہ زوری سے کام لیا۔ خیر وہ سینہ زوری تھی یا خود سری بہر حال جو چاہا وہ منوالیا۔

اسلام کی پہلی فتح مبارک ہو!

مگر فاضل ذرا یہ بھی تو بتا دیجئے کہ شرائط کو جبریہ منوانے کے وقت وہ ظالم دست و بازو کتنے آدمیوں کے تھے؟ میں بتاتا ہوں کہ وہ اسلام کے دو فرزندوں کے کفر شکن دست و بازو تھے۔ جنہوں نے عمر الدین مبلغ قادیانی دہلی اور عبدالحمید سیکرٹری غلمدی دفتر میرٹھ کی گردنوں کو زبردستی اپنے سامنے خم کرایا۔

مجاہد صاحب! ذرا انصاف فرمائیے۔ دو غلمدی دو مسلم افراد سے ایسی منہ کی کھائیں کہ بعد تک روتے رہیں اور باوجود مساوات کے اعتراف شکست کر لیں۔ مگر اس وقت جبکہ بقول جناب پندرہ علماء دجل و کفر کی گردن زدنی کے لئے جائیں تو ایسے فرار ہوں کہ پشت پھیر کر بھی نہ دیکھیں۔ (جزاك الله) نام خدا مجاہد ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔

فانت جميل الخلف مستحسن الكذب

یہ اسی دجال کا ظلی و بروزی فیضان ہے کہ اذنا ب کی چند سطور بھی کذب و افتراء سے پاک نہیں نظر آتیں۔ فاضل مقالہ نویس سینہ زوری و خود سری کی فہرست میں پہلی دفعہ دکھاتے ہیں۔ ہر سہ مضامین میں مدعی قادیانی جماعت کا فریق ہوگا۔ ”خوب! مدعی نبوت خود تشریحی و غیر تشریحی ظلی و بروزی حقیقی و مجازی کے مقسم آپ اور نبوت کا مطالبہ ظلم و تعدی“

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھ سے

اب تک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

فاضل مجاہد! میں بتاتا ہوں کہ جدید معنی کا قائل مدعی ہوتا ہے۔

مرزا علیہ ما علیہ خدا و رسول ﷺ و تابعین، محدثین، مفسرین، اسلاف و کبار، متقدمین و متاخرین کے اجماعی مسئلہ کی خلاف ورزی میں ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ کے خود ساختہ معنی بیان کرتا ہے۔ خود ہی انصاف کیجئے۔ بارشوت ہم پر ہے یا آپ پر ایسی حواس باختگی؟ معلوم ہوتا ہے مضمون نگاری کے وقت تک سراسیمگی مستولی ہے۔ ”ہاں۔ ہاں۔ ہے اور اس وقت تک رہے گی۔ جب تک سید الاولین خاتم الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے محترم حمی میں خرد جال کے داخلہ کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتے رہو گے۔“

آج تو ختم النبوة کے معنی کا مدعی ہمیں ٹھہراتے ہو۔ کل صداقت مرزا اور وفات عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام پر دلائل بھی پوچھ لیجئے۔

ابھی سن ہی کیا ہے جو بے باکیاں ہوں

تمہیں آئیں گی شوخیاں آتے آتے

سینہ زوری کی دوسری دفعہ ملاحظہ ہو۔ ”قرآن وحدیث سے استدلال کے وقت وہ معنی صحیح ہوں گے۔ جو سلف نے کئے وغیرہ ذالک۔“ عیب نماید ہنرم در نظر ماشاء اللہ آپ تو عقل سے جہاد کر رہے ہیں۔ انصاف فرمائیے! یہ رحم و کرم ہے یا جبر و تعدی۔ ارے جناب تشدد تو اس وقت ہوتا جب ہم یہ شرط منوالیتے کہ قرآن وحدیث کے معنی وہی معتبر ہوں گے۔ جو دیوبندی حضرات کریں۔ مگر آپ تو اسلاف ہی سے بیزار نظر آ رہے ہیں۔ کیسی خوشی ہوئی ہوگی نبی اکرم رومی فدائے ﷺ کو یہ سن کر کہ چودھویں صدی کے غلمدی علماء میرے بیان کردہ معانی قرآن کو خود سری اور ان پر عمل کرنے والے نفوس قدسیہ کو خود سری زور بتا رہے ہیں؟

”صدق الرسول الامی ﷺ، علمائہم شر من تحت ایدی السماء“ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب دیوبندی علماء کے بیان کردہ معانی قرآن وحدیث غلمدیوں پر حجت نہیں اور نہ غلمدیوں کے بیان کردہ علماء دیوبندی پر، تو آپ ہی بتائیں کہ وہ کون سے نفوس ہیں۔ جن کی بیان کردہ معانی ہر دو فریق کے لئے حجت ہوں؟

اسلام کی دوسری فتح مبارک ہو!

اس کے بعد فاضل مقالہ نگار گوہر فشاں ہیں۔ ”اس قسم کے شرائط لگانے سے دیوبندی علماء کا خیال تھا کہ اول تو احمدی مناظر آئیں گے ہی نہیں اور اگر آئے تو ایسی شرائط تسلیم نہ کریں گے اور اگر باوجود ایسی شرائط کے مناظرہ کے لئے آمادہ ہوں گے۔ تو فتح دیوبندیوں کو ہوگی۔“ خوش

گفتی بلکہ در مفتی جو کچھ فرمایا بجا فرمایا۔ کیا اتنا پوچھ سکتا ہوں کہ ایسی شرائط لگانے کے بعد علماء دیوبند کو ایسا خیال کیوں ہو گیا تھا۔ یا جناب نے علماء دیوبند کے متعلق ایسا ناطق فیصلہ کیوں فرمایا؟ فیہ مافیہ۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ شرائط اور خصوصاً شرط نمبر ۳ مرزائی صاحبان کے بس کی بات نہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ کے تمام اندیشے اتمام حجت کے لئے فردا فردا پورے ہو کر رہے۔ اول تو تاریخ مقررہ پر مغرب کے وقت تک شرائط طے کرنے کے لئے ہی نہ آئے۔ پھر آئے بھی تو کہا کہ شرائط بذریعہ تحریر طے ہوں گی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ مقابلہ کے بعد ثبات قدمی کا رے دارد۔

معرکہ پڑتے ہی اٹھ جائیں گے غیروں کے قدم
جب سمجھتا ہوں سمجھ لیں سر میداں ہم سے
خدا خدا کر کے مغرب کے قریب میدان میں آئے بھی تو پانچ گھنٹے ضائع کر دیئے۔ مگر وہ تو بقول مجاہد صاحب مقابل کے بازو ہی اس قدر مضبوط تھے کہ سینہ زوری سے جو کچھ چاہا منوالیا اور غلہ دی ٹنگ ٹنگ دیدم دم نہ کشیدم کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

اب رہی کیفیت مناظرہ اور اس کا انجام تو وہ پوچھو انچولی کے زمین و آسمان سے یا ساکنان انچولی سے وہ بتائیں گے کہ کیا ہوا۔ اگر ان سے سوال کرنے کی جرأت نہ ہو تو پوچھو اپنے ضمیر سے وہ جواب دے گا اور اگر اس سے پوچھتے ہوئے بھی حیا دامن پکڑتی ہے۔ تو پوچھنا میرے ان چند مطالبات سے جو میں اس تحریر کے اخیر میں عرض کروں گا۔ مگر آپ کی تو وہی مثل ہے کہ: ”پہلے تو مار لیا اب کے تو مارو۔“

عدو کی بزم میں دیکھو تو داغ کے تیور

ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اٹھا

”فاضل مضمون نویس علم و فضل کا کیسا بے نظیر ثبوت دے رہے ہیں۔ نام خدا آپ

مناظرہ ہیں اور عنوان مقالہ قائم کرتے ہیں۔“ (دیوبندیوں سے متعدد مطالبات) خود ہی مدعی خود ہی مطالبات۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

مجاہد صاحب! عقل سے اس درجہ جہاد درست نہیں آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مدعی مطالب ہوتا ہے۔ یا مدعی علیہ۔ شرم۔ شرم۔

اس کے بعد فاضل مقالہ نگار مطالبات کی فہرست دیتے ہیں۔ جو ۱۶ ہیں۔ گویا ہمارے محترم مضمون نگار کو اس کا اعتراف ہے کہ پانچ دن میں محض ۱۶ مطالبات لا جواب رہے اور باقی کا جواب دے دیا گیا۔

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

مگر دیانت تو اس کی متقاضی تھی کہ جہاں بزم خود لا جواب مطالبات کی فہرست پیش کی تھی۔ وہیں ان مطالبات کی فہرست بھی پیش کر دیتے جن کے جوابات ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں محترم مناظر کے منقولہ مطالبات کے ان عجوبہ کی یاد دہانی کرتا ہوں۔ جو بطل اسلام حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ اور مولانا منظور احمد صاحب سلمہ سنبھلی نے اسٹیج ہی پر دے دیئے تھے۔ اس کے بعد اپنے ان مطالبات کی فہرست پیش کروں گا۔ جو آج تک لا جواب ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لا جواب رہیں گے۔ بحیثیت مدعی علیہ مطالبات پیش کرنے کا حق ہمیں حاصل ہے۔ نہ کہ آپ کو چنانچہ میں اپنے پیش کردہ مطالبات کے متعلق چیلنج کرتا ہوں کہ اگر غلہ دی مذہب میں کچھ بھی حقانیت و صداقت ہے تو صاحبزادہ مرزا بشیر محمود سے مشورہ کر کے (اور کبھی مرزا کی قبر پر بیٹھ کر) ان چار مطالبات کا جواب دے دیں۔

اور براہ مہربانی الفضل کا وہ پرچہ میرے پاس دیو بند بھی بھیج دیں جس میں ان مطالبات کے جواب ہوں۔

امتحان ہے تیرے آثار کا خود داری کا

مگر میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ ”لو کان بعضکم لبعض ظہیرا وادعوا

شہد آء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا اولن تفعلوا فاتقوا

النار التی وقودھا الناس والحجارة اعدت للکافرین“

در کنجینہ اسرار معنی کھول دو اکبر

بس اب پیر خرد اقبال کرتا ہے کہ جاہل ہوں

نمبر..... سلف صالحین نے خاتم النبیین اور لانی بعدی کے معنی سے غیر تشریحی نبی کی آمد کو مستثنیٰ

قرار دیا ہے۔ یہ وہ مطالبہ ہے جسے اس مطالبات بنا کر پیش کیا گیا۔ مگر فاضل نے مطالبات پیش کرتے ہوئے شرائط پر نظر ڈالی اور نہ مضمون لکھتے وقت ملاحظہ ہو شرط نمبر ۲۔ شرط نمبر ۲ ہر ایک مناظر دوسرے کے مقابلہ میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پیش کرے گا۔ جس کے رو سے آپ کا فرض اولین یہ تھا کہ ایسی آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے جس میں نبی غیر تشریحی کی خبر دی گئی ہو۔ کیا ایک آیت یا ایک حدیث بھی دعوے کے مطابق پیش کی اگر کی ہو تو اب یاد دہانی کر دیجئے۔ ابن عربی کی عبارت پیش کی تھی۔ جس کا جواب وہیں دے دیا گیا تھا۔ کہ ان کی اصطلاح میں نبوة غیر تشریحی کے وہ معنی ہی نہیں جو مرزا نے لئے۔ بلکہ ان کے یہاں نبوت غیر تشریحی ولایت کے ایک مرتبہ کا نام ہے۔ چنانچہ تصریح بھی سادی گئی تھی۔ پھر ملاحظہ فرمائیے۔

”فاخبر رسول اللہ ﷺ ان الرويا جزو من اجزاء النبوة فقد بقى للناس فى النبوة هذا وغيره ومع هذا لا يطلق اسم النبوة ولا النبى الا على المشرع خاصة محجز هذا الاسم لخصوص وصف معين فى النبوة (فتوحات مکہ ج ۲ ص ۳۹۵)“ ﴿نبی کریم ﷺ﴾ نے ہمیں بتایا کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جز ہے تو لوگوں کے لئے نبوة میں سے یہ جز رویا وغیرہ باقی رہ گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی نبوت کا لفظ اور اسم نبی بجز صاحب شریعت نبی کے اور کسی پر نہیں بولا جاسکتا۔ کیونکہ نبوت میں وصف خاص (معین) تشریحی ہونے کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کر دی گئی۔ ﴿

تصنیف رامنصف نیکو کند بیان۔ شیخ اکبر علیہ الرحمۃ اپنی مراد مرزا سے بہتر جانتے ہیں۔ وہ تو اس شخص پر اطلاق اسم نبوت و نبی کو بھی ممنوع قرار دیتے ہیں اور علت بتاتے ہیں کہ نبی کا لفظ تشریحی کے سوا کسی پر بولا ہی نہیں جاسکتا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ نبوة ایک جز باقی ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ کامل نبوت باقی ہے۔ اگر کسی گھر میں نمک رکھا ہو تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ تمام شاہانہ نمکین کھانے موجود ہیں۔ اسے اختلال دماغ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ علیٰ ہذا حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی تحذیر الناس والی عبارت کا جواب بھی اسی مجلس میں دے دیا گیا تھا اور لطف یہ کہ اسی کتاب سے دیا گیا جس سے آپ من گھڑت استشہاد کر رہے تھے۔ ملاحظہ تخذیر الناس ص ۱۰: ”اگر اطلاق و عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدالات التزامی ضرور ثابت ہے اور دھر تصریحات نبوی ﷺ مثل انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی او كما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اسباب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تو اتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر

اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدوتواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسے تواتر اعداد و کلمات فرائض و تر وغیرہ باوجود یکہ الفاظ احادیث مشعر اعداد و کلمات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین اجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیہ بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیہ زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتم بکسر التا چسپاں ہے۔ ایسے ہی قرأت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجہ کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔

موت مانگو تو رہے آرزوئے خواب تمہیں

ڈوبنے جاؤ تو دریا طے پایاب تمہیں

فاضل مناظر کیا اس عبارت کا کوئی جواب دیا گیا۔ مولانا نے اسی عبارت میں تو تمہارے بزم خویش مایہ الناز استدلال (قرات بفتح التا تم) کا بھی پول کھول دیا۔ اگر اس کا کوئی جواب دیا ہو تو میں دوسرا چیلنج کرتا ہوں کہ بجواب مطلع فرمائیے۔ دوسری عبارت مناظرہ عجیہ ص ۱۰۳ کی سنائی گئی تھی۔ جس میں خود مصنف علام مرزا کو کافر و دجال ٹھہرا رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔ امتناع بالغیر میں کیسے کلام ہے۔ اپنا دین و ایمان ہے۔ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے کافر سمجھتا ہوں۔ (مناظرہ عجیہ ص ۱۰۳)

لیکن خیر اگر بالفرض والحال ان سب عبارات کو لا جواب مان بھی لیا جائے۔ تو بھی فاضل مناظر ہی ملزم ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے ایک دو نہیں ۸۰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی سنائے گئے تھے۔ جو ختم نبوت کے قائل ہیں اور کسی قسم کی تخصیص نہیں فرماتے۔ آپ نے کسی ایک صحابی یا تابعی کا بھی قول پیش کیا؟ اگر کیا ہو تو یاد دہانی فرمادیجئے۔

اور طرفہ یہ کہ شرائط میں شرط نمبر ۳ کے تحت میں تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ سلف صالحین وائمہ حدیث و تفسیر سے باتفاق یا بکثرت رائے جو معنی منقول ہوں گے۔ وہ ہی معتبر ہوں گے۔ انصاف سے کہئے کثرت کس طرف ہے۔ ارے جناب ہماری جانب نہ صرف کثرت بلکہ اتفاق و اجماع ہے۔ یاد کیجئے۔ شفاء قاضی عیاض و حجتہ الاسلام امام غزالی کی وہ عبارتیں جو پھرے مجمع میں باعلیٰ نداء سنائی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہو علامہ قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں فرما رہے ہیں۔

”اخبِرْ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَاخْبِرْ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى اَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَاجْمَعْتَ الْاُمَّةَ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَاِنْ مَفْهُومُهُ الْمَزَادُ بِهِ بَدْوْنَ تَاوِيلٍ وَلَا تَخْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرٍ هَؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا“ (شفاء قاضی میاض ص ۳۶۲ مطبوعہ ہند)

﴿آپ نے خبر دی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ جو اس کا انکار کریں اور قطعی اور اجماع عقیدہ ہے۔﴾ (ص ۳۶۲)

دوسری عبارت الاقتصاد کی سنائی گئی تھی دیکھئے علامہ امام غزالی کیا لکھ رہے ہیں؟

”اِنَّ الْاُمَّةَ فَهَمَّتْ مِنْ هَذَا اللَّفْظِ اَنَّهُ اَفْهَمُ عَدَمٍ نَبِيٍّ بَعْدَهُ اَبَدًا وَعَدَمِ رَسُوْلٍ بَعْدَهُ اَبَدًا وَاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ تَاوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصٌ وَمِنْ اَوَّلِهِ بِتَخْصِيصٍ فَكَلَامُهُ مِنْ اَنْوَاعِ الْهَذْيَانِ لَا يَمْنَعُ الْحُكْمَ بِتَكْفِيْرِهِ لَانَّهُ مَكْذُوبٌ لِهَذَا النَّصِّ الَّذِي اِجْمَعْتَ الْاُمَّةَ عَلَى اَنَّهُ غَيْرُ مَوْءُولٍ وَلَا مَخْصُوصٍ“

﴿تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا کسی رسول کے پیدا ہونے کی نفی کرتی ہے اور تمام امت محمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جس نے اس آیت کو تاویل کر کے خاص کیا تو اس کا کلام از قبیل ہذیان ہیں اور اس کی یہ تاویل ہمیں اس سے نہیں روک سکتی کہ ہم اس کو کافر ہونے کا حکم لگا دیں۔ اس لئے کہ وہ اس آیت کریمہ کا کذب اور منکر ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے۔ نہ تخصیص ﴿کیا ان عبارات کا کوئی جواب دیا گیا؟ کوئی نہیں اور نہ دیا جاسکتا ہے؟﴾

اسلام کی تیسری فتح مبارک ہو!

۲..... قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبویہ جن سے امکان نبوت پر استدلال ہوتا ہے۔ ان کا کوئی ایسا مطلب ہتا جو خاتم النبیین کے مجوزہ معنی کہ (کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا) کی تصدیق کرتا ہو:

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!!

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں!!

فاضل مجاہد! یہ مطالبہ ہم سے ہو رہا ہے؟ ارے جناب! یہ تو ہمارا مطالبہ آپ سے ہے جو دو روز تک رہا مگر جواب نہ دے سکے کہ کس آیت میں یہ تخصیص دکھا دو کہ نبوت غیر تشریحی کا سد باب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ آپ سے بحول اللہ والقوۃ تسلیم کر لیا جا چکا ہے کہ نبوت تشریحی تو ختم ہو گئی۔ مگر نبوت غیر تشریحی باقی ہے۔ جتنی آیات آپ نے پیش کیں ان میں کہیں تخصیص دکھا دو ورنہ تعلیم تو خود ہی موجود ہے۔ کہ کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔

اللہ رے بدحواسی دعویٰ تو کرتے ہیں وقوع نبوت کا اور استدلال کرتے ہیں ان آیات سے جو ان کے نزدیک بھی امکان نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ فاضل مجاہد! سمجھائیے ان نام نہاد مولوی فاضل کو کہ امکان کے لئے وقوع ضروری نہیں؟ کوئی آیت ایسی پیش کیجئے جو وقوع نبوت پر دلالت کرے اور نبوت بھی غیر تشریحی علاوہ ازیں کیا آپ نے ان آیات کو پیش کرتے ہوئے کسی مفسر کا قول بھی پیش کیا تھا۔ کیونکہ شرائط کی رو سے آپ کا فرض تھا کہ قرآن کے وہ معنی پیش کرتے جو اسلام نے کئے۔ ملاحظہ ہو۔

شرط نمبر ۳..... جمعنی قرآن وحدیث کے وہی معتبر ہو گئے۔ جو خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے یا صحابہ وتابعین وسلف صالحین وائمہ حدیث وتفسیر سے باتفاق یا کثرت رائے کے ساتھ منقول ہوں اور اگر کوئی ایسے جدید معنی بیان کئے جائیں جو سلف صالحین کخلاف نہ ہوں۔ وہ قابل تسلیم ہوں گے اور جو معنی اجماع سلف کے خلاف ہوں۔ وہ مردود والحاد سمجھے جائیں گے اور جو معنی جمہور کے خلاف ہوں وہ مقبول نہیں ہوں گے۔“ یا اپنے بیان کردہ معنی کی تائید میں کسی صحابی تابعی مفسر محدث کا قول پیش کیا۔ کوئی نہیں اگر کیا ہو تو یاد دہانی فرمائیے۔ مگر آپ تو نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ معانی کو سیدہ زوری و خود سری بتا رہے ہیں۔

”یہدیکم اللہ“ آپ تو خود ساختہ معنی پر اجماع کیا دکھاتے۔ ہاں! اہل اسلام نے بھرے مجمع میں شفاء قاضی عیاض وعلامہ غزالی کی عبارتیں سنا کر بتا دیا کہ ختم نبوت پر بایں معنی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ خود فیصلہ فرمائیے کہ شرط نمبر ۳ کی رو سے آپ اجماع سلف کے مخالف ہو کر مسلمان رہے یا ملحد وزندقہ؟ ارے جناب یہی تو وہ شرط ہے کہ جس نے غلمہ یوں کو خون کے آنسو رلا دیا اور اعتراف کر لیا کہ ہم نے اہل اسلام کے دست و بازو سے مرعوب ہو کر وہ سب کچھ مان لیا جو انہوں نے منوایا۔

اسلام کی چوتھی فتح مبارک ہو!

۳..... خاتم النبین کا الف لام اگر استغراقی ہے اور ہر نبی کی آمد کو روکتا ہے۔ تو تمہارا عقیدہ دربارہ آمد مسیح کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ فاضل مجاہد اس کا جواب تو آپ سے خود دلایا جا چکا ہے۔ یاد کیجئے وہ عبارت جو آپ نے ایک مفتری علی اللہ کے دجل و افتراء پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام کرتے ہوئے پڑھی تھی۔ یعنی اربعین نمبر ۴ ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۴۳۶ ملاحظہ ہو۔ ”ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔“ اور نیز کیا آپ کو یاد نہیں رہا کہ خود مرزا علیہ ماعلیہ تریاق القلوب میں اپنے کو خاتم الاولاد لکھ چکا ہے۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس سے پہلے تمام نبی آدم فنا ہو گئے۔ ایسی لایعنی باتیں تو آپ کے منہ سے زیب نہیں دیتیں۔

کسی کے آخر ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس سے پہلے تمام فنا ہو چکے۔ خود مرزا لکھتا ہے کہ: ”میں خاتم الاولاد ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی کامل انسان ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوگا۔“ (تریاق القلوب ص ۱۵۶، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

یہی معنی ہیں خاتم النبین کے نبی کریم روحی فداہ کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوگا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے نبی ہیں اور نفی کی جارہی ہے۔ نبوت ملنے کی۔ یعنی کسی کو جدید نبوت نہیں ملے گی۔ ہوش کی دوا کیجئے۔ علاوہ ازیں عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امام تشریف لائیں گے۔ نہ بحیثیت نبی۔ یعنی نبی تو ہوں گے مگر منصب نبوت پر نہیں ہوں گے۔ مثلاً ایک گورزا اپنے گھر آتا ہے تو عہدہ گورنری پر نہیں ہوتا۔ مگر گورنر ضرور ہوتا ہے۔ ان جوابوں پر کوئی لب کشائی کی چھوا تک نہیں۔ اگر کچھ کہا تھا تو میں تجھے چیلنج دیتا ہوں کہ جواب مطلع فرمائیے مگر۔

واں ایک خاموشی میرے سب کے جواب میں

اسلام کی پانچویں فتح مبارک ہو!

۴..... کوئی مفتری علی اللہ ایسا پیش کرو جو دعویٰ الہام پر مصر ہونے کے باوجود ۲۳ سال زندہ رہا ہو۔ کیا یہ وہی مطالبہ نہیں کہ جس کا بڑے زور سے چیلنج دیا تھا؟ مگر جب ابن خلدون وابن اثیر کامل کی عبارتیں سنائی گئیں تو نام نہ لیا۔ اگر وہ عبارتیں یاد نہیں تو میں یاد دلاتا ہوں۔ اگر آپ جواب دے سکتے ہیں تو دیں۔ ملاحظہ ہو ابن خلدون: ”وکان ظہور صالح هذا فی خلافة هشام بن عبد الملك من سنة سبع وعشرين من المائة الثانية من الهجرة ثم زعم انه المهدي الاكبر الذي يخرج في آخر الزمان وان عيسى يكون صاحبه ويصلي

خلفه وان اسمه في العرب صالح وفي سريانه مالك وفي العجمي عالم وفي
العبراني روبيا وفي البربر دربا ومعناه الذي ليس بعده نبى وخرج الى
المشرق بعد ان ملك امرهم سبعاً واربعين سنة ووعد انه يرجع اليهم في دولة
السابع منهم“

﴿اور صالح کا یہ دعویٰ (نبوت) ہشام بن عبدالمالک کے زمانہ خلافت ۱۲ھ میں تھا۔
پھر اس نے گمان کیا کہ وہ مہدی اکبر ہے۔ جو آخر الزماں میں ظہور کریں گے اور عیسیٰ جن کے ساتھی
ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس کا نام عربی میں صالح سریانہ میں مالک اور عجمی
میں عالم اور عبرانی میں روبیا اور بربری میں دربا ہوگا۔ جس کے معنی خاتم النبیین ہیں اور جب وہ ان
کے امور دینی و دنیوی کا مالک ہو گیا اور ۴۷ سال گزرے۔ تو مشرق کی طرف (مکہ معظمہ چلا گیا اور
وعدہ کر گیا) کہ میں لوگوں کا۔ (ابن خلدون ج ۶ ص ۲۰۷)﴾

کامل ابن اثیر ملاحظہ ہو کہ وضاحت سے مرزائیوں کے دعویٰ کی تکذیب کر رہی ہے۔
”توفي المهدي ابو محمد عبيد الله العلوي بالمهدية واخفى ولده
ابو القاسم موته سنة لتدبير كان له وكان يخاف ان يختلف الناس عليه اذا
علم بموته وكان عمر المهدي لما توفي ثلثاً وستين سنة وكانت ولايته
منذ دخل رقادة ودعى له بالامامة الى ان توفي اربعاً وعشرين سنة وشهراً
وعشرين يوماً (ابن اثیر ج ۸ ص ۹۰ مطبوعہ مصر)“

﴿ابو عبید اللہ العلوی نے مہدیت میں وفات پائی اور اس کے بیٹے ابو القاسم نے مصلحتاً
اس کی موت کو ایک سال تک چھپائے رکھا وہ خوف کرتا تھا کہ جب لوگ اس کی موت کی خبر پائیں
گے تو اختلاف کرنے لگیں گے اور مہدی کی عمر ۶۳ سال ہوئی اور اس کی ولایت جیسے وہ رقادہ میں
آیا اور امامت (نبوت مہدیت) کا دعویٰ کیا موت تک ۲۴ سال ایک ماہ ۲۰ دن تھی۔﴾

فاضل مجاہد اپنے کسی صحابی تابعین مفسر محدث کے قول سے یہ بتایا تھا کہ ولتقول بعض
الاقاویل میں ۲۳ سال کی زندگی کی قید ہے اگر نہیں بتایا تو اب بتا دیجئے کہ ۲۳ زندگی کی قید کہاں
سے نکالی؟

مگر شرم چہ کتنی ست کہ پیش مردان آید آج اسی مطالبہ کو لا جواب بتایا
جا رہا ہے۔ جس کے جواب نے مرزائیت کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کے متعلق پوچھ نواب مہربان علی

صاحب اسپیشل مجسٹریٹ میرٹھ سے وہ صحیح جواب دیں گے۔ کہ ابن غلدون وابن اثیر کی عبارتیں
سکر شیر بادام پینے کی ضرورت پیش آگئی تھی یا نہیں؟ مگر یہاں تو:
کس بیشنو دیا نشود من گفتگوئے می کنم والا مضمون ہے۔

اسلام کی چھٹی فتح مبارک ہو!

۵..... نئی صادق کی سابق زندگی پاک ہوتی ہے۔ مرزا کا چیلنج (تذکرۃ الشہادتیں ص ۶۲، خزائن
ج ۲۰ ص ۶۲ اور مولوی محمد حسین ٹالوی کا ریویو)

خوب! کیا معیار نبوت ہے۔ کیوں فاضل اگر شیطان دعویٰ نبوت کر دے تو کیا قادیان
میں پذیرائی ہو جائے گی؟ کیونکہ اس کی سابقہ زندگی جیسی صاف اور روشن ہے۔ دجال قادیانی کی
زندگی کا ویسا ہونا محال ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ ایک شخص باوجود ہشتاد سالہ ریاضات و عبادات
اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے کے دن کے بارہ بجے کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ رات کے بارہ ۱۲
بج رہے ہیں۔ تو کیا آپ اس کے دعوے کی تصدیق کے لئے تیار ہیں؟ ختم النبوة کا مسئلہ تو اس
سے بھی زیادہ روشن ہے۔ پھر اگر بقول آپ کے مرزا کی سابقہ زندگی صاف بھی ہوتی تو اس کے
دعویٰ نبوت کو تسلیم کر لینا تو بالکل ایسا ہے۔ جیسے رات کو دن یا دن کو رات بتانے والے کے قول کو
تسلیم کر لیا۔ اچھا حضرت! مرزا کی سابقہ زندگی تو جیسی کچھ صاف ہے۔ وہ ظاہر ہے نیت میں تو اسی
روز فساد آ گیا تھا۔ جس روز بنی آدم کی گردن زدنی کے لئے عتاری کے امتحان کا ارادہ کیا تھا۔ محض
چیلنج دینے سے کام نہیں چلتا۔ اگر جناب کے پاس مرزا کی کوئی ایسی معتبر جامع سوانح حیات موجود
ہے۔ جس میں اس کی زندگی کے واقعات کو بالاستیعاب بیان کیا گیا ہے۔ تو ذرا نام ہی سے مطلع
فرما دیجئے۔ ہرگز نہیں۔ اس کی تو موجودہ زندگی ہی سابق کا آئینہ ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یاد رکھئے کہ تاریکیوں کو ماضی کی روشنی رفع نہیں کر سکتی۔ آپ خواہ مخواہ ایک نہ اٹھنے
والے بار کے لئے اپنے شانے پیش کر رہے ہیں۔

”فَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ
وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يَنْصُرُونَ“

اسلام کی ساتویں فتح مبارک ہو!

۶..... مفتری عذاب سے نہیں دیا جاتا ہے اور کامیاب نہیں ہوتا۔

یوں بھول جاؤ گے مجھے اصلاً خبر نہ تھی!

یہ مطالبہ تو یاد رہ گیا مگر وہ نشتر نہ یاد رہا جس نے یہ فاسد مادہ بھی نکال دیا تھا۔ یعنی وہ سوالات یاد نہیں رہے۔ جو حضرت مولانا لکھنویؒ نے کئے تھے۔ کیا آپ نے ان کا کوئی جواب دیا تھا۔ اگر دیا تھا تو یاد دہانی فرما دیجئے اور اگر نہیں دیا تھا تو میں ان سوالات کو پھر دہراتا ہوں۔ سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

مفتی کے نہیں دیئے جانے سے کیا مراد ہے؟ دنیا میں ہیں دیا جاتا ہے یا آخرت میں۔ اگر اول مراد ہے تو کوئی ایک آیت ایسی پیش کر دیجئے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ مفتی علی اللہ یقیناً دنیا ہی میں ہیں دیا جاتا ہے اور اگر آخرت میں پیسا جانا مراد ہے تو قیامت کو دیکھ لیجیو کہ پیسا جاتا ہے۔ یا نہیں مجھے خیال ہے کہ کہیں آپ بھی گہوں کے ساتھ گھن کی طرح نہ پس جائیں۔ ”ہاتھ نکلن کو آری کیا ہے۔“

میں چیخ دیتا ہوں کہ ایک آیت ایسی نہیں دکھلا سکتے۔ جس میں مفتی کے دنیا میں ہیں دیئے جانے کے متعلق لکھا ہو۔ فاضل مجاہد یہ خیال قائم کر لینا دیوبندیوں کی مخالفت نہیں۔ خدائے لایزال کی مخالفت ہے۔ پناہ بخدا قرآن مجید تو ارشاد فرماتا ہے۔

”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَنَا نَزَلَ وَمَا أَفْزَلُ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ فِي عُصْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنْفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (پ.ء، سورہ انعام رکوع ۱۰)“

اس شخص نے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء کرے جھوٹ، یا کہے کہ میرے پاس وحی آئی۔ حالانکہ اس کے پاس وحی نہیں آئی اور جو شخص کہے کہ جیسی کتاب رسول پر اتری میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اے مخاطب اگر تو ان لوگوں کا مرتے ہوئے حال دیکھے کہ ان پر نزع میں کیسی سختی ہوگی اور فرشتے ان طرف ہاتھ بڑھا کر کہیں گے کہ اپنی جانیں نکالو (اب تک جو چاہا کہا گیا) مگر آج وہ دن ہے کہ تمہارے اعمال کی پاداش میں عذاب ذلت دیا جائے گا۔ کہ تم نے خدا پر ناحق افتراء کیا اور تم اس کی آیات کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا جانتے تھے۔ ﴿

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی علی اللہ بعد موت عذابوں میں گرفتار ہوتے

ہیں۔ حیات فانی میں اگر چہ بچ گئے ہوں۔ مگر دین مرزائی میں قرآن کج خلاف تعلیم دی جاتی ہے۔
جزاک اللہ!!

وزیرے چنیں شہر یارے چنان

جیسے منتہی ویسے امتی، جیسی روح ویسے فرشتے اور دیکھئے کیا ارشاد ہوتا ہے۔

”والذین کذبوا بآیتنا سنستدرجهم من حیث لا یعلمون واملی لهم
ان ھدے مقین“ جو لوگوں نے ہمارے کلام کو جھٹلایا اور آیات الہی کی تکذیب کی۔ انہیں ہم
بتدریج اس طرح کھینچیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی اور انہیں مہلت دی جائے گی تحقیق اللہ کی تدبیر
درست ہے۔ ﴿

فاضل مجاہد! جرأت ہے تو سنبھالئے ورنہ مرزا سیت چلی۔

کیا اس آیت شریفہ میں صاف نہیں بتلادیا گیا کہ مفتری کو مہلت دی جاتی ہے۔ آپ
شرائط کو ملحوظ رکھیں یا نہ رکھیں۔ مگر میرا فرض ہے کہ میں اپنے بیان کردہ معافی قرآن کی تائید میں کسی
مفسر کا قول پیش کروں۔ چنانچہ سنئے۔ امام المفسرین علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر
فرماتے ہیں۔

”اے امہلہم واطیلہم مرة عمرہم لیعتادوا فی المعاصی ولا
اعاجلہم بالعقوبة علی المعصية“

﴿یعنی میں انہیں مہلت دیتا ہوں دوران کی مدت عمر کو طویل کر دیتا ہوں۔ ان کی سزا
میں جلدی نہیں کرتا۔ تاکہ وہ نافرمانی اور سرکشی میں دل کے حوصلے نکال لیں۔ ﴿
ان آیات کو سنئے کے بعد بھی اس مطالبہ کا نام لیا۔ یا اس جواب پر کچھ رد و قدح کی؟ اگر
کی تو میں چوتھا چیلنج دیتا ہوں کہ اس کا اعادہ کیجئے۔

اس کے بعد مطالبہ کے دوسرے جز یعنی مرزا کی کامیابی کے متعلق یاد دہانی کرتا ہوں۔
کیا آپ سے نہیں پوچھا گیا تھا کہ کامیابی سے کیا مراد ہے؟ اگر تمناؤں کا پورا ہو جانا کامیابی ہے تو
مرزا سے زیادہ ناکام کوئی دوسرا نہیں ملے گا۔ کیونکہ سب سے بڑی حسرت تو کافر بدکیش محمدی بیگم
ہی کی لے کر گئے۔

اگر فراوانی دولت کی مراد ہے تو مرزا سے زائد اہل فرنگ کامیاب ہیں، اور اگر عزت
مراد ہے تو بقول مرزا ۹۴ کروڑ مسلمان دجال و کذاب مفتری کے لقب سے سرفراز کر رہے ہیں،

اور اگر کامیابی شہرت کا نام ہے تو شیطان، نمرود، فرعون، دجال، باب، بہاء اللہ اس میں بھی پیش پیش ہیں، اور اگر کثرتِ مقبوعین کا نام کامیابی ہے۔ تو دیا نند سرسوتی وغیرہ کے قبیح اذنا ب مرزا سے کئی گنا زائد ہیں۔ آخر کسی چیز میں کامیاب ہو گئے؟ ہاں امتحانِ مختاری میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یا ناکام مگر دجل وافتراء کے امتحان میں ضرور کامیاب نظر آ رہے ہیں۔

وہ بھی ہوگا کوئی امید برائی جس کی اسکے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے
آپ نے ان سوالات کا کیا جواب دیا تھا۔ سکوت۔ محض سکوت۔

اسلام کی آٹھویں فتح مبارک ہو!

۷..... نصرت ہوتی ہے اور نصرت بھی وہ جواز اجاء نصر اللہ میں مذکور ہے۔

اک طفل دبستاں ہے فلاطوں ہے مرے آگے

مرحبا اس علیت پر اسلاف حتی کہ رسول ﷺ کے بیان کردہ معنی قرآن کو سینہ زوری کہا جاتا ہے یہی تو وہ معارف قرآن، جو خاص مرزا کو نصیب ہوئے۔ مرحبا صد مرحبا۔ ”ورایت الناس یدخلون..... الخ“ کو اذنا..... کی جزاء بنا کر آپ نے اپنی علیت کا ایسا نادر ثبوت دیا ہے کہ باید وشاید۔ پناہ بخدا قرآن میں تحریف کی جارہی ہے۔ ڈرو ڈرو اس دن سے کہ دل اور زبان گواہی دیں گے۔ ”صدق اللہ تعالیٰ وقد کان فریق منهم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون..... الخ“ کیا یہی تعلیم ہے غلمدی مذہب کی؟ قرآن میں ایسی تحریف کر لیں جس کا احتمال بھی نہ ہو۔

میں پانچواں چیلنج دیتا ہوں کہ تفسیر کی کسی کتاب سے حسب شرط نمبر ۳ یہ ثابت کیجئے کہ ”اذا جاء“ کی جزاء ”ورایت الناس یدخلون“ ہے۔ کبھی نہیں ثابت کر سکتے۔ سارے غلمدی مل کر بھی زور لگائیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کا مجروحہ ہے۔ جس کے متعلق وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“

اور نیز یہ بھی بتلائے کہ والفتح اور ورایت الناس میں واؤ کس قسم کا ہے۔ کیا اذنا کی جزاء پرواؤ بھی داخل ہوتا ہے اور نیز فسیح میں فا کون سی ہے؟ اور یہ ترکیب میں کیا واضح ہو رہا ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

اگر اذنا کی جزاء ورایت الناس یدخلون مان لی جائے تو یہی معنی ہو جائیں گے کہ جب اللہ کی مدد آئی تو لوگوں کو دیکھے گا۔ کہ فوجا فوجا اللہ کے دین میں داخل ہوں گے تو اس کے یہ

معنی ہیں کہ جب انبیاء علیہم السلام کھکھہ دین میں لوگوں کی کثرت نہیں ہوئی۔ ان تک نصر اللہ پہنچی ہی نہیں۔ العجیب انبیا اللہ بعض انبیاء کے متبعین کی تعداد ایک دو سے زائد نہیں ہوئی۔ تو گویا ان کی نصرت ہی نہیں ہوئی۔ کیا خوب ڈر ہے خدائے قہار سے ڈراس کی گرفت سخت ہے۔

اسلام کی نوین فتح مبارک ہو!

۸..... ”حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ ایزدی کی قبولیت زمین پر بڑھتی ہے۔“ اچھی جناب کوئی مقبولیت بڑھ گئی۔ وہی نہ جواہل فرنگ یا شیطان یا دیا نند سرسوتی کی بڑھی۔ اگر یہی مقبولیت قبول بارگاہ ایزدی ہونے کی دلیل ہے۔ تو سب سے زیادہ مقرب و مقبول شیطان ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یاد رکھئے وہ شخص کبھی مقبول بارگاہ ایزدی نہیں ہو سکتا۔ جو انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دے۔ جو اوہوس پر مایہ ایمان نثار کر چکا ہو۔ جس کا ثبوت ۴ سورہ پبیہ عنبر والے پرچہ جناب سے خوب مل سکتا ہے۔ کیا آپ نے بتایا تھا کہ مرزا کو کس قسم کی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ تو محمدی بیگم کی نظروں میں بھی مقبول نہ ہو سکے۔ خدا کی نظروں میں تو کیا مقبول ہوتے۔ کیا خدا کے بندے اسی طرح دنیا میں کذاب کہہ کر پکارے جاتے ہیں؟ خدا سے ڈریئے۔ آپ مرزا علیہ ماعلیہ کو مقبول ایزدی کہہ کر اور مقبولین کی توہین کر رہے ہیں۔ وان بطش وربك لشديد

اسلام کی دسویں فتح مبارک ہو!

۹..... ”وقت ولادت مسیح اور حضرت مریم کے سوا کسی کا مس شیطانی سے پاک نہ ہونا۔“

اگر یہی کیفیت ہے تیری تو پھر کے اعتبار ہوگا

مطالبہ تو یاد رہ گیا۔ مکر وہ ہچکیاں بھی یاد ہیں جو اس مطالبہ کو پیش کرنے کے بعد مطالبہ کتاب پر آئیں؟ اور شیرہ باوام بھی مفید نہ ہو سکا۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ۴ گھنٹہ تک آپ سے کتاب کا مطالبہ کیا گیا۔ کیا کوئی عقائد خفیہ کی کتاب پیش کی جس میں یہ عقیدہ لکھا ہو؟ اگر نہیں کی تو میں اب جسے پہنچنے کے ساتھ کہتا ہوں۔

اب پیش کر دیجئے نام ہی بتا دیجئے۔ قیامت تک نہیں دکھلا سکتے۔ ”ولو كان بعضكم لبعوض ظہیراً“ خدا کے لئے ایک دجال مغربی علی اللہ کی بے جا حماقت میں دیانت کا خون نہ کیجئے۔ ”ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مستولاً“

علاوہ ازیں اگر نبی کریم ﷺ پر عیسیٰ علیہ السلام کو اس امر جزوی میں فضیلت بھی ہو گئی تو اب بھی فاضل مناظر ہی طرم ہیں۔ کیونکہ مرزائی تعلیم ہے۔ کہ نبی تو نبی جزوی فضیلت تو غیر نبی کو بھی نبی ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو (تزیان القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱ ص ۴۸۱)

کیا اس کا جواب دیا گیا اگر دیا گیا تو بتائیے کیا؟

غیرت دین بفروشدتیک غمزہ کفر

چشم پوشندنز ملت پٹے خود کامے چند

اللہ رے بدحواسی دعویٰ تو کریں عقائد حنفیہ پر اعتراض کرنے کا اور اعتراض کریں قرآن وحدیث پر۔ ادھر تو ارشاد ہوتا ہے کہ: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحِبَّ إِلَيْهِ مَنِ الْوَالِدَ وَالْوَالِدَةَ وَالنَّاسَ أَجْمَعِينَ أَوْ كَمَا قَالَ“ اور ادھر فرامین رسول پر ڈاڑھ خائیاں اور ایمان کا دعویٰ۔

ایں کارا ز تو آید و مردان چنین کنند

مگر میں فاضل مقالہ نگار کو ہرگز اس قسم کی غلط بیانیاں نہ کرنے دوں گا۔ چنانچہ میں ساتواں چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر یہ اعتراض عقائد احناف پر ہے تو کتب عقائد میں دکھانا آپ کا فرض ہے۔ ورنہ اعتراف کیجئے۔ کہ ہم مرزائی ہونے کے ساتھ آریہ بھی ہیں۔ پھر بحول اللہ تعالیٰ وہی مسلم بازو جنہوں نے شرائط منوالیں تھیں فرمان رسول کے سامنے بھی گردن خم کرا لیں گے۔

اسلام کی گیارہویں فتح مبارک ہو!

۱۰..... ”حضرت مریم کا صدیقہ لقب پانا حنفی عقیدہ کی رو سے نبی کریم ﷺ کی ماں کا مومن نہ ہونا بلکہ استغفار رسول کے بھی لائق نہ ہونا۔“

فاضل شذرہ نویس کیا یاد ہے کہ اس عقیدہ کو پیش کرتے ہوئے کوئی حنفی عقیدہ کی کتاب پیش کی تھی؟ ہاں یہ کہا تھا کہ شرائط کی رو سے حنفی عقیدہ بتانا میرا فرض ہے۔ کتاب دکھانا نہیں۔ عاجزی کا اختتامی درجہ ہے۔

والعجز من ان يستزاد براء

ارے جناب آپ تو مدعی ہیں کیا البینۃ علی المدعی (مدعی پر دلیل لازم ہے) کو بھی فراموش کر دیا۔ شرم کیجئے۔ مناظرہ میں کتاب کا مطالبہ کیا گیا اور اب میں آٹھواں چیلنج دے کر کتاب کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر حقانیت ہے تو پیش کیجئے۔

غلاوہ ازیں کیا آپ قرآن کے ۳۰ تیس پاروں میں سے کوئی ایک آیت بھی ایسی دکھا سکتے ہیں۔ جس میں حضرت آمنہ کے صدیقہ ہونے کی نفی کی گئی ہو؟ علمی گفتگو تو آپ کے سامنے بیس کے آگے بن بجانے کے مترادف ہے۔ مگر کیا یاد کیجئے گا میں بتاتا ہوں کہ عدم ذکر سے ذکر لازم نہیں آتا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ زید اچھا ہے۔ تو اس نے آپ کے اصول کی بناء پر ساری دنیا کی توہین کر دی۔ قادیان کی عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دینا چاہئے۔ کیا خوب اچھی منطق ہے؟

ارے جناب! اپنے گھر کی بھی خبر ہے۔ آپ نے مرزا کی صداقت کیا ثابت کر دی۔ تمام دنیا بلکہ انبیاء و خدا نے عز و جل کی تکذیب کر دی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک تو کسی ایک شخص کے لئے کسی صفت کے ثابت کر دینے کے یہ معنی ہیں کہ اور سب سے اس صفت کا سلب کر دیا۔ اللہم زد فرد۔ اذناں مرزا اور علمیت

این خیال است و محال ست و جنون

اور جواب سنئے اور ضمیر سے پوچھئے کہ آپ نے اس کا کوئی جواب دیا۔ فاضل مجاہد! حضرت مریم کو اس لئے صدیقہ کہا گیا کہ یہود تہمت لگاتے تھے۔ چنانچہ آج تک لگاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی والدہ پر کسی نے تہمت نہیں لگائی۔ اس لئے انہیں صدیقہ نہیں کہا گیا۔ اس کے بعد میں پھر وہی کہوں گا۔ کہ یہ اعتراض احناف کے عقائد پر نہیں قرآن پر ہے۔ اعتراف کیجئے کہ ہم عیسائی بھی ہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض تو ایک عیسائی ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ الحد ۱۲ نومبر ۱۹۲۹ء یوم دوشنبہ میں بعینہ یہ اعتراض ایک عیسائی کر رہا ہے۔ پھر دیکھئے گا کہ اسلامی بازو گردن خم کرا لیتے ہیں یا نہیں؟ فاضل مجاہد! میں پھر کہتا ہوں کہ ایک مفتی علی اللہ کی ناجائز حمایت میں فرامین رسول سے انغاض نہ برتنے۔ یہ مطالبہ تو پیش کر دیا۔ (اگرچہ خلاف منصب) مگر ان جوابات کو چھوؤ تک نہیں۔ کسی بات کا تو جواب دیا ہوتا۔ اگر اس وقت مطبوعہ ڈائری میں نہیں تھا تو اب صاحبزادہ مرزا محمود قادیانی سے مشورہ کر کے دے دیجئے۔ واللہ نہیں دے سکتے۔

اسلام کی بارہویں فتح مبارک ہو!

..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبل از ۴۰ سال نبوت ملنا مگر نبی کریم کو ۴۰ سال کے بعد ملنا۔“

اجی جناب! بطل اسلام حضرت مولانا لکھنویؒ کی تلاوت فرمائی ہوئی وہ حدیث یاد نہیں رہی جس نے شیر اسلام کے لبوں سے طلوع ہو کر اساس مرزاہیت میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔

”كنت نبياً وآدم بين الماء والطين“ اور كنت نبياً وآدم بين الروح

والجسد“ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم جسم وروح کے درمیان ہی تھے۔

کیا اس کا جواب دیا تھا؟ ہاں دیا کہ علم اللہ میں نبی تھے۔ مگر جب کہا گیا کہ علم اللہ میں تو سب ہی انبیاء نبی تھے۔ اس میں آل حضرت ﷺ کی کیا تخصیص ہے؟ تو لیوں کو جنش تک نہ ہوئی اور دوسرا جواب دیا گیا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں اور باقی انبیاء بالعرض (تائید میں خود مرزا کی عبارت (اتمام حجت کے طور پر بنا دی تھی۔) اور موصوف بالذات موضوعات بالعرض پر مقدم ہوتا ہے۔ تو کیا اس کے بعد بھی فاضل مناظر کے مطالبہ کی کوئی حقیقت رہے گی۔ یاد رہے کچھ جواب دیا تھا اگر دیا تھا تو ذرا اعادہ فرما دیجئے اور اگر اس وقت نہ دے سکے تو اب دے دیجئے۔

اسلام کی تیرھویں فتح مبارک ہو!

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سواء سب نبی و رسول وغیرہ گنہگار تھے۔“ اہی حضرت! یہ تو آپ کا عقیدہ ہے کہ مرزا کے سواء سب انبیاء گنہگار ہیں۔ جب ہی تو حضرت یونس علیہ السلام کو العینان باللہ سو فہمی میں جٹا بتلایا اور نبینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسمیوں سے تعلق رکھنے والا کہا اور

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مرزا نے انہیں کہا اور فاضل مناظر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا (العیاذ باللہ) اور نبی کریم روحی فداء کو عاشق حسن فانی کہہ کر ذل کی بھڑاس نکال لی۔ یہی بغض و حسد تو مرزا سے وراثت پہنچا ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ توہین انبیاء مسلم دل و دماغ کے لئے ایک نشتر ہے جو کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ان چرب زبانوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا گیا کہ قیامت تک لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی۔ یہی وجہ تو ہے کہ باوجود اس حیا سوزی کے جو مطالبات میں پیش کرنے میں کمی گئی۔ بخاری کی حدیث اور جلالین شریف کی عبارت کا نام تک نہیں آنے دیا۔ بلکہ سکوت سے اعتراف کر لیا کہ ان کے جوابات ہو گئے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

پناہ بخدا! یہ الزام صرف دیوبندی علماء پر نہیں تمام اسلاف پر لگایا جا رہا ہے۔ مگر ہمیں اس کی شکایت نہیں یہ تو تمہارے روحانی اسلاف کا قدیمی طریقہ کار ہے۔ ہمیں فخر ہے اور بجا فخر

ہے کہ ہم نے وہ کیا جو چودہ سو سال سے آج تک علماء امت کرتے چلے آئے اور تم نے وہ کیا جو تمہارے روحانی ابوالآباء نے۔ ایسی واستکبر و کمان من الکافرین! سے آج تک کیا۔

فکلکم اتی مآتی اییہ

فکل فعال کلکم عجاب

فاضل مجاہد! ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں۔ عقائد کی جس کتاب میں دیکھئے گا انشاء اللہ ایسی طے گا مگر آپ نے جو افتراء کیا اس کا ثبوت کتب عقائد حنفیہ سے دینا آپ کا فرض اولین ہے۔ دیکھئے! سنبھالئے مرزا نیت کی گردن ٹوٹ رہی ہے!

اسلام کی چودھویں فتح مبارک ہو!

۱۳..... ”حضرت ابراہیم موسیٰ و نبی کریم علیہم السلام سے بوقت تکالیف جو معاملہ ہوا اس سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ سے ہوتا۔“

آج آفت ہو کوئی دن میں قیامت ہوگے

احناف پر اعتراض ہوتے ہوتے رب السموات والارض پر بھی نکتہ چیں شروع

ہو گئیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

مہربان! یہ تو خدا کے فعل ہیں کہ ایک کے لئے یا نارکونی بردا و سلاماً علی ابراہیم پسند فرمایا اور دوسرے کے لئے واذا فرقنا بکم البحر وانجینا کم واغرقتنا آل فرعون وانتم تنظرون اور تیسرے کے لئے وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم اور چوتھے کے لئے وہ جوان سب سے زیادہ ہے۔ یعنی اس کی طاقت کے سامنے تمام طاغوتی قوتوں کے سرخم کرا دیئے۔

عرب کی سرزمین کفر پرورد کے صد نازش بکنار بہادروں کی گردنیں قدموں پر جھکا دیں اور نہ صرف یہ بلکہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً کے معزز لقب سے سرفراز فرمایا مگر ان محاسن کو تو وہ دیکھے جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ ہو۔ بڑی حیرت ہے کہ دعویٰ تو کر دیا جاتا ہے۔ مگر ثبوت میں عقیدہ حنفیہ کی ایک کتاب بھی نہیں پیش کی جاتی۔

محترم! یہ اعتراض تو ان لیوں پر شایاں نہیں جو آمننت باللہ وملئکتہ وکتابہ ورسلہ پڑھ چکے ہوں۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ آریہ بن کر قرآن وحدیث پر بھی اعتراض کر دیکھو یہ حسرت بھی نہ رہ جائے۔

کیوں صاحب! آپ نے ان جوابات پر جو جرح و قدح کی تھیں؟ چھو! تک نہیں اگر
جرات ہے تو اب چھو کر دکھا دیجئے۔ مگر وہاں تو:

دو چیز تیرہ عقل ست دم فرد بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

والا معاملہ ہے۔

اسلام کی پندرھویں فتح مبارک ہو!

۱۲..... ”نبی کریم ﷺ تو ہر نماز میں اللہم ارفع عني کہہ کر رفع کی خواہش کریں۔ مگر رفع
جسمانی نہ ہو کیونکہ حنفی عقائد کی رو سے رفع سے رفع جسمانی مراد ہوتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو بغیر اس قسم کی دعا کے رفع ہو جائے۔“

فاضل کو مطالبہ تو یاد رہا مگر وہ حنفی سوالات بھی یاد رہے جو شیر اسلام نے کئے وہ کیوں یاد
رہتے؟

نہ رود میخ آہنی در سنگ

میں پھر ان سوالات کی یاد دہانی کرتا ہوں۔ اگر آپ نے کچھ جواب دیئے ہوں تو ذرا
تکلیف فرما کر اعادہ فرما دیجئے۔

۱..... یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ کی دعا میں رفع جسمانی مراد ہے؟

۲..... اس کے متعلق کوئی حدیث پیش کی کہ حضور ﷺ کی مراد رفع سے رفع جسمانی ہے؟

۳..... یا اس کے متعلق کوئی حنفی عقائد کی کتاب دکھلائی اگر اس وقت نہ دکھلا سکے تو اب دکھلا
دیجئے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ نہیں دکھلا سکو گے۔

علاوہ ازیں اگر اللہم ارفع عني میں رفع جسمانی بھی مراد لے لیا جائے تو فاضل!

ازروئے عقائد حنفیہ سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیدلاً من المسجد الحرام الی
المسجد الاقصیٰ میں رفع جسمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ خوف کیجئے اس مالک المملکوت سے جس
کے ہاتھ میں سارے غلمد یوں کی گردنیں ہیں۔

فاضل! ازروئے عقائد حنفیہ معراج ہوئی اور مع الجسد المبارک مگر بایں ہمہ کہا جاتا ہے

کہ اللہم ارفع عني کہنے کے باوجود رفع جسمانی نہیں ہوا۔

ان کے پاس دلائل پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے۔ ان میں سے یہ تو جادو کے سوا کچھ نہیں۔ ﴿
آیت شریفہ میں خلق صورت نفع روح، شفاء اکمہ و ابرص سب کے ساتھ
بِاِذْنِی کی قید موجود ہے۔ یعنی جو کچھ ہوا۔ خدا کی اجازت سے ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو
بظاہر قائل تھے۔ اس لئے اب خلق بطور وغیرہ کی نسبت ان کی طرف کر کے خواہ مخواہ اعتراض کرنا
خود ہی سوچئے کن لوگوں کا کام ہے؟

فاضل مجاہد! ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ بندے کے تمام افعال (شر و خیر) کا خالق خدائے
بزرگ و برتر کی ذات ہے بندے کی طرف اس فعل کی نسبت محض اکتساب کر سکتے ہیں۔ مگر:

چہ دلاور ست دزدے کے بکف چراغ دارد
خدا کی پناہ! شرک کی نسبت ہماری طرف کی جاتی ہے۔ نہ صرف ہماری طرف بلکہ امام
الائمہ حضرت ابو حنیفہؒ کی طرف جن کی نسبت خود مرزا لکھ چکا ہے۔ ملاحظہ ہو:

”مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم
و درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی قوت فیصلہ ایسی بڑی
ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدد کہ قرآن شریف
کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الہی سے اک نسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ
درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک
پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ (ازالہ الادہام حصہ دوم ص ۳۸۵، خزائن ج ۳ ص ۵۳۰، ۵۳۱)“
جس ذات قدسی کو غلمہ یوں کا امام کامل العرفان مان چکا۔ آج اسی کے اذتاب اسی
ذات ستودہ صفات کے عقائد کو مشرکانہ بتاتے ہیں۔

من چہ می سرایم و تنبورہ من چہ می سراید
فاضل مجاہد! کیا اس کا کوئی جواب دیا گیا اگر دیا گیا تو بتلائے کیا؟ ارے جناب!
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (باذن اللہ) جن میں روح کی صلاحیت
تو تھے مگر سید الاولین و آخرین خاتم الانبیاء والمرسلین کے دست مبارک میں تو سنگریزے کلمہ
پڑھتے تھے۔ احجار و اشجار کلام کرتے تھے۔ اسطن حنانہ فراق میں روتا تھا۔ آپ کیوں تلمیس
کرنا چاہتے ہیں۔

میں ان مطالبات کے اجوبہ کے اخیر میں بتا دیتا چاہتا ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ
کے بارے میں حنفی نہ صرف حنفی بلکہ اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

کیا آپ نے ان تمام سوالات کا جو دعاوی کی تنقیح میں کئے گئے۔ کوئی جواب دیا؟ اگر دیا تو اعادہ فرمادیجئے۔ ورنہ میں اب چیلنج دیتا ہوں کہ تمام اعدا و انصار سے مشورہ کر کے جواب دے دیجئے۔

اسلام کی سترویں اٹھارویں فتح مبارک ہو!

اے ترک من منازکہ ترکی تمام شد

یہ ہے حقیقت ان نام نہاد مطالبات کی جو فاضل مضمون نگار نام خدا مجاہد پریت! کی اس ترنگ میں پیر قلم فرمائے جو ”کسنور مغلوب یصول علی الاسد“ کہلاتی ہے۔ مجاہد صاحب کو اس جسارت سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے مطالبات کی اشاعت سے پہلے مولوی سرور شاہ قادیانی اور موسیٰ مرزا بشیر محمود قادیانی سے بھی استصواب رائے نہیں کیا۔ ورنہ وہ ہمارے نا تجربہ کار مجاہد کو ہر گز یوں بے حیر و تنگ رزمگاہ میں گھس جانے کی اجازت نہ دیتے۔ جس طرح وہ گھس آئے اور اب نکل جانا محض رعبی نہیں محال ہو گیا۔ مگر مشہور ہے کہ گیڈر کی موت گیڈر کو شہر کی طرف لے جاتی ہے۔ جینہ اسی جذبہ نے خدا جانے کس عالم خیال میں ہمارے فاضل مجاہد کے زر نگار قلم سے لایحی مطالبات نکلوا کر انہیں جا لکھ و روح فرسا میدان میں لا کھڑا کیا اور اب میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے بجواب مطالبات عرض کیا وہ چند قطرے ہیں۔ اس غدیر عظیم کے جس نے نائب الرسول کے لبوں سے سرزمین انجولی میں بہہ کر قصر عظیم کو غرق کر دیا تھا۔ ایک جلی مختصر ہے۔ اس سیف باقر کی جس نے بطل اسلام کے دجل شکن ہاتھ میں چمک کر مجسمہ مرزائیت کا خاتمہ کر دیا تھا۔

اب وہ مطالبات پیش کرتا ہوں جن کا وعدہ ابتدائے تحریر میں کر چکا ہوں۔ اگر ان کے اجوبہ کی طرف ہمارے فاضل مجاہد نے کچھ توجہ کی تو انشاء اللہ مطالبات کا دوسرا نمبر پیش کروں گا مگر

امید جواب! اور ان سے
رازی! یہ جنوں نہیں تو کیا ہے

میں ایک مجاہد صاحب ہی کو نہیں قصر مرزائیت کے جملہ احوان و انصار کو پرزور چیلنج دیتا ہوں کہ اگر مرزائیت میں حقانیت و صداقت شرم و حیا کا شائبہ بھی ہے تو جس طرح اہل اسلام نے آپ کے سولہ ۱۶ مطالبات کا تقریباً دگنے صفحات پر جواب دیا ہے۔ آپ ہمارے مطالبات کا چوتھائی صفحات ہی پر جواب دے دیجئے۔

مگر یاد رکھئے کہ اگر مرزا بھی کفن چھاڑ کر قبر سے نکل آئے تو جواب ناممکن ہے۔
فاضل مجاہد! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر ضمیر کی آواز سنئے کہ وہ ان چند مطالبات کی تصدیق کرتے ہوئے مناظرہ انچولی کا فیصلہ سنا رہا ہے:

اب جگر تمام کے بنھو مری باری آئی

مطالبات حقانی از مجاہد قادیانی

۱..... نبوت و رسالت کی تعریف

۲..... نبوت و رسالت کے اقسام

۳..... ہر قسم کے منکر و منکر کا حکم

۴..... نبوت بردہ و وظلی کی تعریف

۵..... پھر اس کا نفی و اثبات کا حکم

۶..... یہ اقسام نبوت حقیقی کے ہیں یا مجازی کے؟

۷..... قرآن و حدیث میں نبوت کا اطلاقی بمعنی بردہ و وظلی آیا ہے۔ یا نہیں؟ آیا ہے تو

کہاں ہے؟ نہیں تو یہ معنی شرعی ہوتے یا غیر شرعی؟

۸..... نبوت تشریحی و غیر تشریحی میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا؟ اگر نہیں تو ہر نبی

غیر تشریحی تشریحی بھی ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

۹..... وہ کچھ احکام جدید کا حامل ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کے مبعوث کرنے سے بجز منکرین

کے کافر ہونے کے کیا فائدے ہیں؟ اگر وہ جدید احکام کا حامل نہیں تو کس قدیم ہی حکم کا حامل

ہوگا۔ کیونکہ حکم تو ضرور ہوگا تو صاحب شریعت ہو گیا اور جدید و قدیم کسی قسم کا حکم بھی اس کے پاس

نہیں تو بحث فیضول ہوئی۔

۱۰..... اگر نبوت بردہ و وظلی میں ظل و ظل کا غیر ہوتا ہے اور محض بعض صفات میں شرکت

ہے تو محض بعض صفات و اخلاق میں شرکت سے ظل کا نبی ہونا لازم ہوگا۔ پھر ظل کے نبی ہونے کے لئے نہ وحی کی ضرورت ہوگی نہ الہام کی نیز خدائے عز و جل کا اس کو نبی کہنا ضروری نہ ہوگا۔

۱۱..... وہ کس قدر اوصاف ہیں اور کیا کیا؟ جن کے اتصاف سے انسان بردوزی نبی ہو سکتا ہے؟

۱۲..... اس تقدیر پر نبوت کسی ہوگی اور ضرورت و حاجت و خدائے بزرگ و برتر کے مبعوث کرنے کی محتاج ہوگی۔ یا نہیں؟

۱۳..... اور اگر نبوت بردوزی وظلی میں ظل اور ذی ظل عین ہوتے ہیں۔ تو پھر اس نبوت اور آواگون اور تنازع میں کیا فرق ہوگا؟

۱۴..... اگر آواگون بھی تسلیم کر لیا جائے تو بتائے کہ مؤخر کو مقدم کا عین کہا جائے گا یا برعکس، ہر صورت میں وجہ ترجیح کیا ہے اور اگر بیحد عینیت اختیار ہے تو ایک ہی ذات کا فاضل و مفضل ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

۱۵..... اگر تقدم و تاخر ہو تو آواگون بھی ہو سکے مگر وقت تو یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک شخص کے متعدد اضلال ہونا لازم آتے ہیں۔ جو عینیت کی صورت میں محال ہے۔

۱۶..... ختم نبوت بمعنی تشریعی کے منکر کا کیا حکم ہے۔ (جواب دیتے ہوئے مولوی عمر الدین مبلغ دہلی و شملہ کے ان الفاظ کو یاد رکھو گا جو انہوں نے غلڈن اسٹیج پر بانگ دہل کہے تھے۔ یعنی انہوں نے دیو بندوں کے دست و بازو سے مجبور ہو کر وہ معنی بتلا دیے تھے۔ جو تم نے ہزار ذلتیں گوارا کر کے نہ بتلائے۔ اس لئے کہ مرزا ایت کی شرکیں کٹ رہی تھیں میں پھر وہی کہوں گا۔

الفصل ما شهدت به الاعداء

۱۷..... (اربعین نمبر ۴ ص ۱۸، خزائن ج ۱ ص ۳۳۵ کی عبارت۔ جس میں نبوت تشریعی کا بصر اہت دعویٰ کیا اور جسے آپ نے عاجز ہو کر قضاہ کہہ دیا تھا۔

۱۸..... (دفعہ ابلاء ص ۲۱، خزائن ج ۱ ص ۲۲۱۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی توہین بحوالہ قرآن کی گئی۔

۱۹..... حدیث و قرآن میں لکھا ہے کہ: ”صبح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھوں سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اسے کافر کہیں گے اور قتل کا فتویٰ دیں گے۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۸، خزائن ج ۱ ص ۲۰۴) قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیجئے۔

۲۰..... مولوی غلام دیکگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی پر افتراء کیا کہ: ”انہوں نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔“ (اربعین نمبر ۳۳، ۹، خزائن ج ۱ ص ۳۹۴)

۲۱..... ”صحیح کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔“ حسب دعویٰ حدیث صحیح سے ثابت کیجئے۔ (ضمیر انجام آختم ص ۴۰، خزائن ج ۱ ص ۳۲۴)

۲۲..... ”احادیث صحیحہ میں ہے کہ علماء مہدی کو کافر ٹھہرائیں گے۔“

(ضمیر انجام آختم ص ۳۸، خزائن ج ۱ ص ۳۲۴)

۲۳..... ”صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۷)

۲۴..... آختم کی موت کی پیشین گوئی۔ (جنگ مقدس ص ۲۱۰، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)

۲۵..... حضور کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحدہ گولڈ ویس ص ۴۰، خزائن ج ۱ ص ۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ۔ (برہان احمدیہ ص ۵۶، خزائن ج ۲ ص ۷۳)

۲۶..... لہ خسف القمر المنیر وان لی غس القمران المشرقان۔ اتنکر! (تفسیرہ اعجاز احمدی ضمیر نزول اس ص ۷۱، خزائن ج ۱ ص ۱۸۳) شق قمر کو خسوف چاند بنا کر امت کے اجماعی مسئلہ شق القمر کا انکار کیا۔

۲۷..... حضرت یونس علیہ السلام کو مویں جہی میں جلا کیا۔

(انجام آختم ص ۲۲۵، خزائن ج ۱ ص ۲۲۵)

۲۸..... ”محمدی بیگم“ کے نکاح کو نقد بزم ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: وہیچکس باحیلۃ

خود اور ارد نہ تو ان کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است

وعنقریب وقت آن خواهد آمد پس قسم آن خدایہ کہ محمد ﷺ را برائے

مامبعوث فرمود و اور از بہترین مخلوقات گرد آیند کہ این حق است

وعنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود بالکذب خود معیاری

گردانم و من نہ گفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر داده شد!

(انجام آختم ص ۲۲۲، خزائن ج ۱ ص ۲۲۲)

۲۹..... حضرت عیسیٰ کی دواوی اور تانی کوزانیہ کہا۔ (العیاذ باللہ)

(حاشیہ فیما انجام آختم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۷)

۳۰..... مرزائی نے (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵) پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کو کمال العرفان کہا اور تم نے ان کے عقائد کو شرک بتایا۔

۳۱..... عقائد حنفیہ کے متعلق حنفی کتب عقائد کا مطالبہ۔

۳۲..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت کب ملا؟

۳۳..... وہ تمام مخفی سوالات جو دعاوی کی تنقیح میں کئے گئے۔

یہ ۳۳ مطالبات کا پہلا نمبر ہے۔ جن کا جواب بے چارے ظہور صاحب اور نام نہاد مجاہد تو کیا اگر مرزا قادیانی کے ظہورِ اول مع کل حواریوں کے بھی دے دیں تو جاننے اور اگر غمگینی خلافت کے تمام اراکین مل کر بھی جواب نہ دے سکے اور یقیناً نہ دے سکیں گے۔ تو سمجھ لیجئے کہ مجاہد صاحب نے خود اپنے جفاکش شانوں پر مرزائیت کا جنازہ نکال دیا۔ اسلام سے تو پہلے دست بردار ہو چکے تھے۔ مرزائیت کو اب طلاق دے دی۔ ہم پھر وہی حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ کا مصرع پڑھیں گے۔

در کفر ہم ثابت نفی ز نارِ راہِ اسواء مکن

علماء دیوبند کے باطل شکن معاذوں کے سامنے اٹھائی ہوئی سابقہ شکستوں کو بھول گئے ہو کہ اب پھر اسی زخمِ کھنہ کو ہرا کرنے کے لئے ذلیل ہونے کو دل چاہا۔ مگر یاد رکھے۔ سرزمینِ انچولی میں تو چند قادیانی ذلیل ہوئے۔ لیکن اب دنیا دیکھ لے گی کہ فاضل مجاہد کے مجاہد ہاتھوں نے امیر عساکر قادیان، سرخیل جماعت غلمدی، خلیفۃ الدجال، موسیو بشیر محمود کی پیشانی پر بھی ذلت و رسوائی کا سیاہ قہقار لگا دیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وعلی اللہ تعالیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین۔ اللہم احشرنا فی امتہ واتباعہ وارزقنا شفاعتہ
یوم القيمة انک علی کل شیء قدير!

نیاز کیش ساز

محمد مجتبیٰ رازی رام پوری غفرلہ

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ یوم شنبہ

معززین شرکاء مناظرہ و غلمہ یوں کی پیش کردہ شہادت کا حلیہ بیان
معزز ناظرین! اخیر میں ہم آپ کی توجہ ذیل کے ان معززین حضرات کے دستخط شدہ
بیانات کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو جلسہ مناظرہ میں شروع سے آخر تک رہے اور مجاہد
قادیانی نے بھی ان میں سے اکثر مثلاً محمد علی عثمان وغیرہ کو اپنی تائید میں اخبار الفضل مورخہ ۱۵
نومبر ۱۹۲۹ء میں شائع کیا ہے۔

ہم خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر مختلف بیان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کو جو
فاحش شکست اس مناظرہ میں ہوئی ہے۔ ہماری نظر سے ایسی شکست مناظرہ میں کسی باطل سے
باطل مذہب کو بھی نہ ہوئی ہوگی۔ قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ ہر روز بعد از مناظرہ جناب نواب
مہربان علی صاحب پیدل مجلس پریٹ اور دیگر رؤسا میرٹھ نے علی الاعلان ان کے اسٹیج پر کہہ دیا کہ
قادیانیوں کے مطالبات کا جواب ہماری طرف سے نہیں دیا گیا۔ بالکل غلط اور لغو ہے۔

غالباً قادیانی مجاہد اس نظارہ کو بھول گئے۔ جبکہ علماء احناف فتح یاب ہوئے تو روسائے
میرٹھ نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ حضرات کا جلوس قصبہ میں نکالا جاوے۔
جس کو حضرات علماء نے بڑے اصرار سے منظور فرمایا۔ جلوس جس شان سے اللہ اکبر کے فلک
شکاف نعروں سے موڑ میں قصبہ میں نکالا۔ وہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد رؤسا میرٹھ
نے ایک قیمتی بیماری عمامہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب لکھنؤی کے فرق مبارک پر باندھا۔ چند
حضرات مائل بہ مرزائیت ہو گئے تھے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر مضبوط ہو گئے
کہ اب وہ خود مناظر ہیں۔ کسی قادیانی کو اب ہمت نہیں جو ان سے بحث و مباحثہ کر سکے۔

العبد عزیز الرحمن بقلم خود، سردار زمیندار، محمد علی بقلم خود (رئیس)، محمد عثمان بقلم خود،
عبدالرحمان بقلم خود، شرف الدین بقلم خود (رئیس)، عبدالغفور بقلم خود، سید علی بقلم خود (رئیس)،
عبدالغفور بقلم خود، محمد ولایت علی بقلم خود، میمنشہ، رفیق احمد بقلم خود، عبدالرحمن بقلم خود (زمیندار)،
فہیم الدین بقلم خود، رام چند بقلم خود، (بقلم ہندی)